



موسوعة
الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء الخامس

إعداد



مركز رواد الترجمة

أحاديث الفقه وأصوله

يا رسول الله، إني كُنْتُ نَذَرْتُ في الجَاهِلِيَّةِ أن أَعْتَكِفَ لَيْلَةً في المسجد الحَرَامِ ؟ قال: فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ

یا رسول اللہ! میں نے زمانۂ جاہلیت میں نذرمانی تھی کہ میں ایک رات -اور دوسری روایت کے مطابق ایک دن- مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ (اس کے بارے میں کیا حکم ہے کہ آیا میں اس نذر کو پورا کروں یا نہیں؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو۔

١٠٠١. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال: قلت: يا رسول الله، إني كنت نَذَرْتُ في الجاهلية أن أعتكف ليلة -وفي رواية: يومًا- في المسجد الحرام ؟ قال: «فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ».

١٠٠١. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! میں نے زمانۂ جاہلیت میں نذرمانی تھی کہ میں ایک رات -اور دوسری روایت کے مطابق ایک دن- مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ (اس کے بارے میں کیا حکم ہے کہ آیا میں اس نذر کو پورا کروں یا نہیں؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نذر عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- في الجاهلية أن يَعتكف ليلة في المسجد الحرام، فسأل النبي -عليه الصلاة والسلام- عن حكم نَذْرِهِ الذي حصل منه في الجاهلية فأمره -عليه الصلاة والسلام- أن يوفي بِنَذْرِهِ.

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں نذرمانی تھی کہ وہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کریں گے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے اس نذر کے حکم کے بارے میں پوچھا، جو انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں مانی تھی۔ آپ ﷺ نے انھیں اپنی نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > الاعتكاف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- في الجاهلية : أي: في زمن الجاهلية، وهي: ما قبل الإسلام، سميت بذلك لغلبة الجهل على أهلها.
- اعتكف ليلة وفي رواية يوما : لا منافاة بين الروايتين؛ لأن الليل يدخل فيه اليوم، والعكس بالعكس.
- المسجد الحرام : المسجد ذي الحُرْمَة، وهو: الذي فيه الكعبة.
- أَوْفِ بِنَذْرِكَ : أي: أَدِّه كاملًا وافيًا.

فوائد الحديث:

١. الاعتكاف يجب بِالنَّذْرِ، ويلزم الوفاء به.
٢. صحة نذر العبادة من الكافر حال كفره.
٣. وجوب الوفاء بِالنَّذْرِ إذا أسلم الكافر، إن لم يوف به حال كفره.
٤. إذا عيَّن لاعتكافه المسجد الحرام تعيَّن، فإن عيَّن ما دونه من المساجد أجزأه عنها، وكل مسجد فاضل يجزئ عما دونه بالفضل.
٥. صحة الاعتكاف بدون صوم.
٦. جواز الاعتكاف ليلة.

٧. حرص عمر -رضي الله عنه- على أخذ العلم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام/محمد بن صالح العثيمين - مكتبة الصحابة-الشارقة -الإمارات العربية المتحدة -الطبعة الأولى ١٤٢٦ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (4548)

يا رسول الله، أَرَأَيتَ إن جاء رجُل يُريد أخذ مالي؟ قال: فلا تُعْطِه مالك

یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص آ کر مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے (تو مجھے کیا کرنا چاہیے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اپنا مال نہ دو۔

١٠٠٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، أَرَأَيتَ إن جاء رجُل يُريد أَخْذَ مالي؟ قال: «فلا تُعْطِه مالك» قال: أَرَأَيت إن قاتَلَني؟ قال: «قَاتِلْه» قال: أَرَأَيتَ إن قَتَلَنِي؟ قال: «فأنت شهيد» قال: أَرَأَيتَ إن قَتَلْتُه؟ قال: «هو في النَّار».

١٠٠٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص آ کر مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے (تو مجھے کیا کرنا چاہیے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنا مال نہ دو۔ اس نے پوچھا کہ اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اس سے لڑو۔ اس نے مزید پوچھا کہ اگر اس نے مجھے قتل کر دیا تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس صورت میں تم رُتبۂ شہادت پر فائز ہو جاؤ گے۔ اس نے دریافت کیا کہ اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس صورت میں وہ جہنم رسید ہو گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: أخبرني يا رسول الله، ما الذي يحق لي فعله، لو أن رجلًا جاء ليأخذ مالي بغير وجه حق، قال: "فلا تُعْطِه مالك". قال: أخبرني يا رسول الله ما الذي يحق لي فعله إن قاتلني. قال: دافع عن مالك ولو أدى ذلك إلى قتاله، لكن بعد أن تدفعه أولا بالأسهل فالأسهل، كالاستغاثة مثلا أو بالتخويف بالعصا أو إطلاق النار إلى غير جهته. قال: فلو تمكن مني وقتلني، فما هو مصيري؟ قال: لك أجر من مات شهيدًا. قال: فلو أنني تمكنت منه وقتلته دفاعا عن مالي، فما هو مصيره؟ قال: هو في النَّار إلى أَمَدٍ ما لم يستحل فعله ذلك، فإنه يكون خالدًا مخلدًا؛ لأنه مستحل لما هو معلوم تحريمه من الدين بالضرورة.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص آ کر میرا مال ناحق مجھ سے چھیننا چاہے تو مجھے کیا کرنے کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنا مال نہ دو۔ اس نے مزید پوچھا کہ مجھے یہ بتائیں کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے تو میں کیا کرنے کا حق رکھتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال کا دفاع کرو اگرچہ اس کی وجہ سے اس سے لڑنا پڑے۔ تاہم پہلے آپ کو آسان سے آسان تر طریقے سے اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جیسے لوگوں سے مدد مانگ کر یا اسے چھڑی یا اس کی سمت کے بجائے کسی اور طرف فائرنگ وغیرہ کر کے ڈرا دھمکا کر۔ اس شخص نے پوچھا اگر وہ مجھ پر قابو پا لے اور مجھے قتل کر دے تو میرا انجام کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے شہید کا اجر ملے گا۔ اس نے دریافت کیا کہ اگر میں اس پر قابو پا لوں اور اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے اسے قتل کر دوں تو اس کا کیا انجام ہو گا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک متعینہ مدت کے لیے دوزخ میں جائے گا بشرطیکہ وہ اس عمل کو حلال سمجھ کر نہ کرتا ہو۔ اگر وہ اپنے اس فعل کو حلال سمجھتا ہوا تو اس صورت میں ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ کیونکہ اُس نے ایک ایسی شے کو حلال سمجھا جو دین میں بدیہی طور پر حرام ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > أصول الفقه > مقاصد الشريعة

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أرأيت : أخبرني.
- أخذ مالي : ظلمًا بغير حق.

فوائد الحديث:

1. جواز القتال دِفاعا عن المال.
2. الحديث دليل على أن العلم قبل العمل، حيث سأل هذا الصحابي رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عما يجب عليه قبل عمله.
3. ينبغي التدرج في دفع الصائل بالوعظ أو الاستغاثة قبل الشروع في قتاله، فإن شرع في قتاله فليكن همه دفعه لا قتله.
4. دَمُ المسلم وماله وعرضه حرام.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان البكري- اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (3557)

يا رسول الله، بأبي أنت وأمي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بين التكبير والقراءة: ما تقول؟ قال: أقول: اللَّهُمَّ باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب. اللَّهُمَّ نَقِّنِي من خطاياي كما يُنَقَّى الثوب الأبيض من الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغسلني من خطاياي بالماء والثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ بتائیں کہ تکبیرِ تحریمہ اور قرأت کے مابین سکتہ میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پڑھتا ہوں : ''اللَّهُمَّ باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب. اللهم نَقِّنِي من خطاياي كما يُنَقَّى الثوب الأبيض من الدَّنَسِ. اللهم اغسلني من خطاياي بالماء الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ''۔ ترجمہ : ''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جس طرح مشرق و مغرب میں دوری ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو دے''۔

١٠٠٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا كَبَّرَ في الصلاة سكت هُنَيْهَةً قبل أن يقرأ، فقلت: يا رسول الله، بأبي أنت وأمي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بين التكبير والقراءة: ما تقول؟ قال: أقول: اللَّهُمَّ باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب. اللَّهُمَّ نَقِّنِي من خطاياي كما يُنَقَّى الثوب الأبيض من الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي من خطاياي بالماء والثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.

١٠٠٣. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں تکبیر تحریمہ کہتے تو قرأت کو شروع کرنے سے پہلے کچھ دیر سکوت فرماتے۔ میں نے پوچھا : یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ بتائیں کہ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے مابین سکتہ میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پڑھتا ہوں : ''اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ اَللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدنسِ۔ اللهم اغسلني من خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ''۔ ترجمہ : ''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جس طرح مشرق و مغرب میں دوری ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو دے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا كبر للصلاة تكبيرة الإحرام، خفض صوته مدة قليلة قبل أن يقرأ الفاتحة. وكان الصحابة يعلمون أنه يقول شيئاً في هذه السكتة، إما لأن الصلاة كلها ذكر لا سكوت فيها لغير استماع. وإما لحركة من النبي صلى الله عليه وسلم يعلم بها أنه يقرأ، ولحرص أبي هريرة- رضي الله عنه- على العلم والسنة قال: أفديك يارسول الله بأبي وأمي، ماذا تقول في هذه السكتة التي بين التكبير والقراءة؟ فقال: أقول: " اللَّهُمَّ باعد بيني وبين

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ جب نماز کے لیے تکبیرِ تحریمہ کہتے تو سورہ فاتحہ پڑھنے سے پہلے کچھ دیر اپنی آواز کو پست رکھتے۔ صحابہ کرام جانتے تھے کہ آپ ﷺ اس سکتے میں کچھ پڑھتے ہیں۔ انہیں یہ علم یا تو اس وجہ سے تھا کہ نماز ساری کی ساری ذکر ہے اور سماعت (قرآن) کے علاوہ اس میں کوئی خاموشی نہیں ہوتی، یا پھر آپ ﷺ کی حرکت کی وجہ سے معلوم ہو جاتا کہ آپ ﷺ کچھ پڑھ رہے ہیں۔ چونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حصول علم اور سنت کو سیکھنے کے بہت حریص تھے اس لیے انہوں نے کہا : یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان والے سکتے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پڑھتا ہوں : ''اللهم باعد

خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب، اللَّهُمَّ نقني من خطاياي، كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس، اللَّهُمَّ اغسلني من خطاياي بالماء والثلج والبرد". وهذا دعاء في غاية المناسبة في هذا المقام الشريف، موقف المناجاة، لأن المصلي يتوجه إلى الله-تعالى- في أن يمحو ذنوبه وأن يبعد بينه وبينها إبعاداً لا يحصل معه لقاء، كما لا لقاء بين المشرق والمغرب أبدًا, وأن يزيل عنه الذنوب والخطايا وينقيه منها، كما يزال الوسخ من الثوب الأبيض، وأن يغسله من خطاياه ويبرد لهيبها وحرها، - بهذه المنقيات الباردة؛ الماء، والثلج، والبرد. وهذه تشبيهات، في غاية المطابقة. وبهذا الدعاء يكون متخلصا من آثار الذنوب فيقف بين يدي الله عز وجل على أكمل الحالات، والأولى أن يعمل الإنسان بكل الاستفتاحات الصحيحة الواردة، يعمل بهذا تارة، وبهذا تارة، وإن كان حديث أبي هريرة هذا أصحها. والله أعلم.

بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب، اللهم نقني من خطاياي، كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس، اللهم اغسلني من خطاياي بالماء والثلج والبرد''۔ ترجمہ : ''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جس طرح مشرق و مغرب میں دوری ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو دے''۔ یہ دعا اس اعلیٰ مقام مناجات سے بہت ہی زیادہ مناسبت رکھتی ہے کیونکہ نمازی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس غرض سے کہ وہ اس کے گناہ مٹا دے اور اس کے اور گناہوں کے مابین اتنا فاصلہ پیدا کر دے کہ وہ ایک دوسرے سے مل ہی نہ سکیں جیسا کہ مشرق و مغرب کبھی ایک دوسرے سے نہیں مل سکتے اور یہ کہ وہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کو ختم کر دے اور اسے ان سے پاک صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑے سے گندگی صاف کی جاتی ہے اور یہ کہ وہ اس سے اس کی خطائیں دھو دے اور ان کی لپٹ اور تپش کو ان ٹھنڈی صفائی کرنے دینے والی اشیاء یعنی پانی، برف اور اولوں سے ٹھنڈا کر دے۔ یہ ایسی تشبیہات ہیں جن میں بہت ہی زیادہ مطابقت پائی جاتی ہے۔ اس دعا کے ساتھ وہ گناہوں کے آثار سے خلاصی پا لے گا اور بہترین حالت میں اللہ کے سامنے کھڑا ہو گا۔ اور بہتر یہ ہے کہ انسان ان تمام افتتاحی کلمات (ثنا کی دعاؤں) کو پڑھے جو صحیح احادیث میں آئے ہیں۔ کبھی کسی کو پڑھ لے اور کبھی کس کو۔ اگرچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- كان : تشعر بكثرة الفعل أو المداومة عليه ، وقد تستعمل في مجرد الوقوع.
- كبّر : قال الله أكبر.
- هُنَيْهَة : قليل من الزمان. والمراد هنا: أن يسكت سكتة لطيفة.
- بأبي أنت وأمي : أنت مَفْديّ بأبي وأمي.
- أرَأيت سكوتك : المراد بالسكوت ضد الجهر لا ضد الكلام. ويدل عليه عبارة " ما تقول؟"
- اللَّهُمَّ : يا الله.
- باعد بيني وبين خطاياي : اجعلها بعيدة عني فلا أقربها ، والخطايا جمع خطيئة وهي فعل المحرم أو ترك الواجب.
- نقني : نظفني وخلصني.
- الأبيض : ذو البياض وخص الأبيض لأن النقاء فيه أبلغ ؛ لأن أقل دنس يتبين فيه.
- الدَّنَس : الوسخ.
- اغسلني : طهّرني بعد التنقية.
- الثلج : الماء المتجمد

• البَرَد: البرد حب المطر.

فوائد الحديث:

١. استحباب دعاء الاستفتاح في الصلاة.

٢. أن مكانه بعد تكبيرة الإحرام وقبل قراءة الفاتحة في الركعة الأولى من كل صلاة.

٣. أن يُسِرَّ به ولو كانت الصلاة جهرية.

٤. أنه لا يطال فيه الدعاء، ولاسيما في الجماعة للصلوات المكتوبة.

٥. حرص الصحابة رضي الله عنهم على معرفة أحوال الرسول صلى الله عليه وسلم في حركاته وسكناته.

٦. أنه ينبغي في مواطن الدعاء أن يُلح الإنسان ويكثر في طلب الشيء، ولو بطريق ترادف الألفاظ. فإن هذه الدعوات تدور كلها على مَحْو الذنوب والإبعاد عنها، ومعاني الماء والثلج، والبرد، متقاربة. والمقصود منه متحد. وهو الإنقاء من حرارة الذنوب بهذه المواد الباردة.

٧. أن كل أحد مفتقر إلى الله حتى النبي صلى الله عليه وسلم

٨. حسن أدب أبي هريرة بتلطفه في سؤال النبي صلى الله عليه وسلم.

٩. في الجمع بين الماء والثلج والبَرد لطيفة وهي أن النبي - صلى الله عليه وسلم - أشار بالمطهرات الحسية كالماء والثلج والبَرد إلى المطهرات المعنوية ، وهي العفو والمغفرة والرحمة ، ومع أن هذه المطهرات قد جمعت بين التبريد والتنظيف والمعاصي من صفاتها الحرارة والوساخة لذلك طلب ما يزيل هذه الصفات بأضدادها . والله أعلم

١٠. جواز الدعاء في الصلاة بما ليس في القرآن.

١١. جواز قول بأبي وأمي للنبي صلى الله عليه وسلم.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3104)

يا رسول الله، ما شأن الناس حَلُّوا من العمرة ولم تَحِلَّ أنت من عمرتك؟ فقال: إني لبدت رأسي، وقلدت هديي، فلا أَحِلَّ حتى أنحر

یا رسول اللہ! لوگوں کو کیا ہوا کہ انھوں نے احرام کھول دیا ہے، حالانکہ آپ نے ابھی تک اپنے عمرے کا احرام نہیں کھولا ہے؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوندھ رکھا ہے اور اپنی ہدی (قربانی کے جانور) کو قلادہ پہنا رکھا ہے۔ اس لیے میں اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا (احرام نہیں کھول سکتا) جب تک اپنی ہدی نحر نہ کر لوں۔

١٠٠٤. الحديث:

عن حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِي -رضي الله عنها- قالت: «يَا رَسُولَ اللَّه، مَا شَأن النَّاس حَلُّوا مِنَ العُمرَة، وَلَم تَحِلَّ أنت مِنْ عُمْرَتِكَ؟ فَقَال: إنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدتُ هَدْيِي، فَلا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ».

١٠٠٤. حدیث:

زوجہ رسول ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! لوگوں کو کیا ہوا کہ انھوں نے احرام کھول دیا ہے، حالاں کہ آپ نے ابھی تک اپنے عمرے کا احرام نہیں کھولا ہے؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوندھ رکھا ہے اور اپنی ہدی (قربانی کے جانور) کو قلادہ پہنا رکھا ہے۔ اس لیے میں اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا (احرام نہیں کھول سکتا)، جب تک اپنی ہدی نحر نہ کر لوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أحرم النبي -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع بالعمرة والحج، وساق الهدي ولبد رأسه بما يمسكه عن الانتشار؛ لأن إحرامه سيطول، وأحرم بعض أصحابه كإحرامه، وبعضهم أحرم بالعمرة متمتعًا بها إلى الحج، وأكثرهم لم يسق الهدي، وبعضهم ساقه، فلما وصلوا إلى مكة وطافوا وسعوا أمر من لم يسق الهدي من المفردين والقارنين أن يفسخوا حجهم ويجعلوها عمرة ويتحللوا، أما هو -صلى الله عليه وسلم- ومن ساق الهدي منهم فبقوا على إحرامهم ولم يحلوا، فسألته زوجه حفصة -رضي الله عنها- لماذا حل الناس ولم تحل؟ قال: لأني لبدت رأسي، وقلدت هديي وسقته، وهذا مانع لي من التحلل حتى يبلغ الهدي محله، وهو يوم انقضاء الحج يوم النحر.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ اور حج کے لیے احرام باندھا، ہدی ساتھ لیا اور سر کے بالوں کو منتشر ہونے سے روکنے کے لیے چپکا لیا؛ کیوں کہ آپ کا احرام لمبا ہونا تھا۔ آپ ﷺ کے کچھ صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ احرام باندھ لیا۔ ان میں سے بعض نے عمرہ کے لیے احرام باندھا؛ اس نیت کے ساتھ کہ وہ اسے کھول کر حج کے لیے نیا احرام باندھیں گے۔ اکثر صحابہ اپنے ساتھ ہدی کا جانور نہیں لائے تھے۔ تاہم بعض ہدی کا جانور ہم راہ لائے تھے۔ جب وہ مکہ پہنچے اور طواف و سعی کر چکے، تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو جو ہدی کے جانور ساتھ نہیں لائے تھے اور حج افراد اور حج قران کی نیت سے آئے تھے، انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے حج کو فسخ کرتے ہوئے اسے عمرہ بنا لیں اور احرام کھول لیں۔ تاہم خود نبی کریم ﷺ اور وہ لوگ جو اپنے ساتھ ہدی کا جانور لائے تھے، انھوں نے اپنا احرام باقی رکھا اور حلال نہ ہوئے۔ اس پر آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ لوگوں نے کیوں احرام کھول دیا ہے، حالاں کہ آپ نے احرام نہیں کھولا؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: کیوں کہ میں نے اپنے سر کو گوندھ رکھا ہے (یعنی کسی چپکانے والی شے سے بالوں کو جما رکھا ہے) اور اپنی ہدی کے جانور کو بھی قلادہ پہنا کر ساتھ لایا ہوں، اس وجہ سے میں احرام نہیں کھول سکتا، تا وقتیکہ ہدی اپنے مقام پر پہنچ جائے۔ یعنی حج پورا ہونے کا دن جو کہ یوم النحر ہے آ جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > صفة الحج

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: حفصة بنت عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ما شَأنُ : ما أمر وما حال؟ والاستفهام للتعجب.
- حَلُّوا : خرجوا من الإحرام، والمراد: من لم يسق الهدي منهم.
- ولَم تَحِل : حل الناس، ولم يحل النبي صلى الله عليه وسلم.
- مِنْ عُمْرَتِكَ : من عمرتك التي قرنتها بالحج، أو لعلها ظنت أن النبي صلى الله عليه وسلم جعل إحرامه عمرة: كما أمر أصحابه بذلك.
- لَبَّدتُ رَأسِي : أي: شعر رأسي، وضعت عليه ما يلبده، أي: يلزق بعضه ببعض من صمغ ونحوه.
- قَلَّدتُ : وضعت القلائد، وهي: نعال بالية ونحو ذلك، يجعلونها قلادة في عنق الهدي، علامة عليه.
- هَدْيِي : ما أهديته من بهيمة الأنعام؛ ليذبح في يوم العيد؛ تقربا إلى الله -تعالى-، وكان مائة بعير، نحر بيده منها ثلاثة وستين بعيرًا، ونحر علي -رضي الله عنه- بقية المائة.
- أَنحَر : أنحر هديي يوم العيد.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على العلم.
٢. إذا لم يسق القارن والمفرد الهدي، فيشرع له فسخ حجه إلى عمرة، ويحل منها، ثم يحرم بالحج في وقته ويكون متمتعًا.
٣. أكثر الصحابة الذين حجوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- تحللوا بعمرة.
٤. كون النبي -صلى الله عليه وسلم- حج قارنًا.
٥. مشروعية تلبيد المحرم رأسه إذا كان سيطول زمن إحرامه؛ لئلا تتراكم فيه الأوساخ فيتأذى بذلك.
٦. مشروعية سوق الهدي من الأماكن البعيدة، وأنه سنة النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٧. مشروعية تقليد الهدي، وذلك بأن يوضع في رقابها قلائد من الأشياء التي لم يجر عادة بتقليدها بها، والحكمة في ذلك إعلامها؛ لتحترم فلا يتعرض لها.
٨. سوق الهدي من الحل، يمنع المحرم من التحلل حتى ينحر هديه يوم النحر.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3496)

يا رسول الله، ما كدت أصلي العصر حتى كادت الشمس تغرب، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: والله ما صليتها، قال: فقمنا إلى بطحان، فتوضأ للصلاة، وتوضأنا لها، فصلى العصر بعد ما غربت الشمس، ثم صلى بعدها المغرب

"یا رسول اللہ! سورج غروب ہوگیا اور نماز عصر پڑھنا میرے لیے ممکن نہ ہوسکا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! نماز میں نے بھی نہیں پڑھی ہے"۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم وادی بطحان گئے، آپ ﷺ نے وہاں نماز کے لیے وضو کیا، ہم نے بھی وضو کیا۔ آپ ﷺ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

١٠٠٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- «أنَّ عمر بن الخَطَّاب -رضي الله عنه- جاء يَومَ الخَندَقِ بَعدَ مَا غَرَبَت الشَّمسُ فَجَعَل يَسُبُّ كُفَّار قُرَيشٍ، وقال: يا رسول الله، مَا كِدتُّ أُصَلِّ العَصرَ حَتَّى كَادَت الشَّمسُ تَغرُبُ، فَقَال النَبِيُّ -صلى الله عليه وسلم-: والله مَا صَلَّيتُهَا، قال: فَقُمنَا إلَى بُطحَان، فَتَوَضَّأ للصَّلاَة، وتَوَضَأنَا لَهَا، فَصَلَّى العَصر بعد مَا غَرَبَت الشَّمسُ، ثُمَّ صَلَّى بعدَها المَغرِب».

١٠٠٥. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے موقع پر (ایک مرتبہ) سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور کفارِ قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ وہ بولے: "یا رسول اللہ! سورج غروب ہوگیا اور نماز عصر پڑھنا میرے لیے ممکن نہ ہوسکا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! نماز میں نے بھی نہیں پڑھی ہے"۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم وادی بطحان گئے۔ آپ ﷺ نے وہاں نماز کے لیے وضو کیا، ہم نے بھی وضو کیا۔ آپ ﷺ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم الخندق بعد أن غربت الشمس وهو يسب كفار قريش؛ لأنهم شغلوه عن صلاة العصر؛ فلم يصلها حتى قربت الشمس من الغروب، فأقسم النبي -صلى الله عليه وسلم- -وهو الصادق- أنه لم يصلها حتى الآن؛ ليطمئن عمر -رضي الله عنه- الذي شقَّ عليه الأمر. ثم قام النبي -صلى الله عليه وسلم- فتوضأ وتوضأ معه الصحابة، فصلى العصر بعد أن غربت الشمس، وبعد صلاة العصر، صلى المغرب.

اجمالی معنیٰ:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔ وہ قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے؛ کیونکہ انھوں نے انھیں نماز عصر پڑھنے سے روکے رکھا تھا اور وہ اسے ادا نہیں کر سکے تھے، یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس پر نبی صادق ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ انھوں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی ہے، تاکہ عمر رضی اللہ عنہ جن پر یہ امر بہت شاق گزرا تھا، وہ مطمئن ہو جائیں۔ پھر نبی ﷺ اٹھے اور وضو کیا۔ صحابۂ کرام نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ وضو کیا۔ آپ ﷺ نے سورج غروب ہو جانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة أهل الأعذار
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يوم الخندق : غزوة الأحزاب التي قدم فيها كفار قريش مع قبائل من نجد فحاصروا المدينة، ويطلق اليوم على الوقعة ولو استمرت أيامًا.
- مَا كدت أصلي العصر. : ما صلّيت العصر حتى قربت الشمس من الغروب.
- مَا كِدْتُ : كاد تدل على قرب حصول الشيء الذي لم يحصل.
- بُطحَان : وادٍ بالمدينة.
- حَتَّى كَادَت : حتى قاربت، والمعنى: أن أصلي العصر حتى قاربت الشمس الغروب.
- وَاَللَّهِ مَا صَلَّيْتُهَا : يعني نفسه الشريفة -صلى الله عليه وسلم.-
- قال : أي: جابر -رضي الله عنه.-
- فصلَّى العصر : أي النبي -صلى الله عليه وسلم-، والظاهر أن الصحابة معه.
- الصلاة : الصلاة في اللغة: الدعاء. وفي الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.

فوائد الحديث:

١. الظاهر أن تأخير الصلاة في هذه القضية كان اشتغالًا بالقتال، قبل أن تشرع صلاة الخوف كما رجحه العلماء.
٢. جواز الدعاء على الظالم؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم ينكر ذلك.
٣. جواز حلف الصادق، ولو لم يُستحلف.
٤. عدم كراهية قول القائل: "ما صلينا".
٥. مشروعية تهوين المصائب على المصابين.
٦. وجوب قضاء الفوائت من الصلوات الخمس.
٧. دليل على تقديم الغائبة على الحاضرة في القضاء ما لم يضق وقت الحاضرة، فعند ذلك تقدم؛ كيلا تكثر الفوائت.
٨. مشروعية الجماعة في قضاء الفوائت.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3450)

يا عبدَ الرحمنِ بْنَ سَمُرَةَ، لا تَسْأَلْ الإِمَارَةَ؛ فَإِنَّكَ إن أُعْطِيتَها عن مسأَلَةٍ وُكِّلْتَ إليها

اے عبدالرحمن بن سمرہ! عہدہ ومنصب (حکومت وولایت) کا سوال نہ کرنا کیوں کہ اگر مانگنے سے عہدہ ملا تو تم اسی کے حوالہ کردیے جاؤ گے۔

١٠٠٦. الحديث:

عن عَبْد الرَّحْمَنِ بْن سَمُرَةَ -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له: «يا عبد الرحمن بن سَمُرَة، لا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ؛ فإنك إن أُعْطِيتَها عن مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إليها، وإن أُعطِيتَهَا عن غير مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عليها، وإذا حَلَفْتَ على يمينٍ فرأيتَ غيرها خيرًا منها، فَكَفِّرْ عن يمينك، وَأْتِ الذي هو خير».

١٠٠٦. حدیث:

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''اے عبدالرحمن بن سمرہ! عہدہ ومنصب (حکومت وولایت) کا سوال نہ کرنا کیوں کہ اگر مانگنے سے عہدہ ملا تو تم اس کے حوالہ کردیے جاؤ گے (یعنی اللہ کی مدد اٹھ جائے گی)۔ اور اگر بغیر مانگے عہدہ ملے گا تو اس میں (اللہ کی طرف سے تمہاری) مدد کی جائے گی۔ اور جب تم کوئی قسم کھا لو اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو بھلائی کا ہو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن سؤال الإمارة؛ لأنَّ مَن أعطيها عن مسألةٍ خُذِلَ وتُرِكَ لِرَغْبَتِهِ في الدنيا وتفضيلها على الآخرة، وأن من أُعْطِيَها عَنْ غَيْرِ مسألةٍ أعانَهُ اللهُ عليها، وأنَّ الحلف على شيءٍ لا يكون مانعًا عن الخير، فإن رأى الحالفُ الخيرَ في غيرِ الحلف فلَه التَّخَلُّص من الحلف بالكفارة ثم يأت الخير.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے عہدے کی طلب سے منع فرمایا ہے کیوں کہ جس کو مانگنے سے عہدہ ملے گا وہ رسوا کر دیا جائے گا اور اس کو دنیا کی رغبت رکھنے اور اُس کو آخرت پر ترجیح دینے والا مان کر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور جس کو بغیر مانگے ملے تو اس پر اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کی جائے گی۔ کسی چیز پر قسم اٹھانا خیر و بھلائی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے اگر قسم اٹھانے والا دیکھتا ہے کہ جس پر قسم اٹھائی گئی ہے اس سے ہٹ کر معاملے میں خیر ہو تو اپنی قسم کا کفارہ دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کرے اور جس میں خیر ہو اسے اختیار کرے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا تسأل : لا تطلب.
- الإمارة : الوِلَايَة.
- مسألة : سُؤَال.
- وُكلت إليها : أَسْلَمَتْ لهَا، ولم يكن معك إعانة.
- أُعِنْتَ عليها : أعانك الله على أثقالها، فتصيب الصواب والحق في قولك وفعلك.

فوائد الحديث:

١. كراهةُ طَلَبِ الإِمَارة والولاية.
٢. أنَّ مَنْ جَاءَتْه الوِلايَة بِلا طَلَبٍ ولا اسْتِشْرَافٍ، فَسَيُعَانُ عليها.

٣. أَنَّ مَنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلَ كذا، أَو أَنْ يفعله، ثم رأى الخير في غير الذي حلف عليه: إما الفعل وإما الترك، فَليَأتِ الذي هو خير، ولْيكَفِّر عن يمينه.

٤. جوازُ التَّكفير قبل الْحِنْثِ.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ ٣- الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١ هـ ٤- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦ هـ ٥- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (3004)

يا عمر، أما شَعَرْتَ أن عمَّ الرجل صِنْوُ أبيه؟

اے عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے؟

١٠٠٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: «بعث رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عمر -رضي الله عنه- على الصدقة. فقيل: منع ابن جميل وخالد بن الوليد، والعباس عم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ما يَنْقِم ابن جميل إلا أن كان فقيرا: فأغناه الله؟ وأما خالد: فإنكم تظلمون خالدا؛ فقد احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ في سبيل الله. وأما العباس: فهي عليَّ ومثلها. ثم قال: يا عمر، أما شَعَرْتَ أن عمَّ الرجل صِنْوُ أبيه؟».

١٠٠٧. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ (واپسی پر) آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن جمیل انکار نہیں کرتا ہے، مگر یہ کہ پہلے وہ فقیر تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسے مالدار بنادیا۔ رہے خالد، تو (زکوۃ کا مطالبہ کرکے) تم ان پر ظلم کررہے ہو۔ انہوں نے اپنی زرہیں اور سامانِ جنگ اللہ کی راہ میں وقف کردیا ہے۔ اور رہی بات عباس کی تو ان کی زکوۃ اس سال اور اگلے سال کی میرے ذمہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے؟

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بعث النبي -صلى الله عليه سلم- عمر بن الخطاب، لجِبَايَةِ الزكاة، فلما جاء عمر إلى العباس بن عبد المطلب يريد منه الزكاة منعها، وكذلك خالد بن الوليد وابن جميل. فجاء عمر إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يشتكي هؤلاء الثلاثة. فقال صلى الله عليه وسلم: أما ابن جميل، فليس له من العذر في منعها إلا أنه كان فقيرا فأغناه الله وهذا الإغناء يقتضي أن يكون أول الناس تسليما. وأما خالد فإنكم تظلمونه بقولكم منع الزكاة وقد احتبس أدراعه وأعتاده في سبيل الله، فكيف يقع منع الزكاة من رجل تقرب إلى الله تعالى بإنفاق ما لا يجب عليه ثم هو يمنع ما أوجبه الله عليه فإن هذا بعيد. وأما العباس، فقد تحملها صلى الله عليه وسلم عنه. ويحتمل أن ذلك لمقامه ومنزلته. ويدل عليه قوله: "أما علمت أن عم الرجل صِنْوُ أبيه؟".

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے عمر بن الخطاب کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ عباس بن عبد المطلب کے پاس زکوٰۃ لینے آئے تو انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا اور ایسا ہی خالد بن ولید اور ابن جمیل نے کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان تینوں کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابن جمیل کے پاس تو نہ دینے کا کوئی عذر نہیں ماسوا اس کے کہ وہ ایک فقیر شخص تھا جسے اللہ نے امیر بنا دیا۔ اس امیری کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے۔ خالد کے بارے میں یہ کہہ کر کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کردیا ہے تم ان پر ظلم کررہے ہو۔ اس نے تو اپنی زرہیں اور سامانِ جنگ اللہ کی راہ میں وقف کردیا ہے۔ لہٰذا ایک ایسا آدمی کس طرح زکوٰۃ روک سکتا ہے جو ایسی چیز خرچ کرکے اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے جو اس پر واجب نہیں ہے، پھر وہ ایسی چیز سے انکار کردے جو اللہ نے اس پر واجب کیا ہے، یہ بہت دور کی بات ہے۔ رہی بات عباس رضی اللہ عنہ کی تو آپ ﷺ نے ان کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری لی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا ان کے مقام و منزلت کے پیش نظر کیا ہو، جیسا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان سے پتہ چلتا ہے: "کیا تم نہیں جانتے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے؟'' تيسير العلام (١/٣٠٤) تنبيه الأفهام (٣٩٩) تأسيس الأحكام، شرح حديث رقم (١٧٣)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > أحكام ومسائل الزكاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ما ينقِم : ما ينكر أو يكره.
- احتَبَس : أي أوقف أدراعه وأعتاده في سبيل الله جعلها وقفًا على المجاهدين.
- أدْرَاعَه : جمع درع، وهو: قميص يُنسج من حلق الحديد يُلبس في الحرب؛ ليُتقى به السهام.
- أعتاده : جمع عتد: وهو ما يُعدُّ للحرب من السلاح والدواب.
- في سبيل الله : المراد به الجهاد في سبيل الله.
- أما شَعرت : أما علمت وعرفت أن عم الرجل صِنْوُ أبيه.
- الصِنْوُ : المِثْل.

فوائد الحديث:

١. مشروعية بعث الإمام السُّعَاة لجباية الزكاة.
٢. جواز شكوى من امتنع من الزكاة وإن كَبُر مقامه، وتجب الشكاية إذا لم يحصل المقصود إلا بها.
٣. توبيخ الممتنع من الواجب بلا عذر.
٤. جواز ذكر من منع الزكاة في غيبته.
٥. قبح من جحد نعمة الله عليه شرعا، وعقلًا.
٦. تنبيه الغافل على ما أنعم الله به من نعمة الغنى بعد الفقر ليقوم بحق الله عليه.
٧. اعتذار الإمام عن بعض رعيته بما يسوغ الاعتذار به.
٨. تعظيم حق العَم؛ لكونه صِنْوُ الأب.
٩. أن الأشياء الموقوفة في سبيل الله، أو المعدة للاستعمال، ليس فيها زكاة..
١٠. جواز جعل الأشياء المنقولة وقفا لله -تعالى- وفى سبيله.
١١. مكانة العباس رضي الله عنه عند النبي -صلى الله عليه وسلم.-
١٢. فضيلة خالد بن الوليد -رضي الله عنه.-
١٣. فضل عمر -رضي الله عنه-؛ حيث كان موضع الثقة من رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، تحقيق: سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4450)

يا معاذ، والله، إني لأحبك، ثم أوصيك يا معاذ، لا تدعن في دبر كل صلاة تقول: اللَّهُمَّ أعني على ذكرك، وشكرك، وحسن عبادتك

اے معاذ! قسم اللہ کی! مجھے تم سے محبت ہے۔ اے معاذ! میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا ہر گز ترک نہ کرنا «اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك»۔

١٠٠٨. الحديث:

عن معاذ بن جبل -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «يَا مُعَاذ، واللهِ، إِنِّي لَأُحِبُّكَ، ثُمَّ أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ، لاَ تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَة تَقُول: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ».

١٠٠٨. حدیث:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے معاذ! قسم اللہ کی! مجھے تم سے محبت ہے۔ اے معاذ! میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا ہر گز ترک نہ کرنا: «اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك»۔ ترجمہ: اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہتر انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُصَوِّر حديث معاذ مَعلمًا جديدًا من معالم المحبة الإسلامية، والتي من ثمارها النصح والإرشاد إلى الخير، فإنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- قال لمعاذ :"إني أحبك" وأقسم قال: "والله إني لأحبك" وهذه منقبة عظيمة لمعاذ بن جبل -رضي الله عنه- أنَّ نبينا -صلى الله عليه وسلم- أقسم أنَّه يحبه، والمحب لا يدَّخر لحبيبه إلا ما هو خير له؛ وإنما قال هذا له؛ لأجل أن يكون مستعِدًا لما يلقى إليه؛ لأنه يلقيه إليه من محب. ثم قال له: "لا تدعن أن تقول دبر كل صلاة" أي: مكتوبة، "اللَّهُمَّ أعني على ذكرك وعلى شكرك وعلى حسن عبادتك": ودبر كل صلاة يعني: في آخر الصلاة قبل السلام، هكذا جاء في بعض الروايات، أنه يقولها قبل السلام وهو حق، وكما هو مقرَّر: أنَّ المقيد بالدبر أي: دبر الصلاة، إن كان دعاءً فهو قبل التسليم، وإن كان ذكرا فهو بعد التسليم، ويدل لهذه القاعدة أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال في حديث ابن مسعود في التشهد لما ذكره قال: ثم لِيَتَخَيَّر مِن الدعاء ما شاء أو ما أحب أو أعجبه إليه، أما الذكر فقال الله -تعالى-: {فإذا قضيتم الصلاة فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم}. وقوله: " أعِنِّي على ذكرك" يعني: كل قول يقرب إلى الله، وكل شيء يقرب إلى الله،

اجمالی معنی:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اسلامی محبت کے مظاہر میں سے ایک نئے مظہر کی صورت گری کرتی ہے، جس کے دور رس نتائج خیر خواہی اور خیر کی طرف رہ نمائی کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "إني أحبك" (میں تجھ سے محبت کرتا ہوں)۔ آپ نے قسم بھی اٹھائی اور فرمایا: "والله إني لأحبك" (اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں)۔ یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر کہا کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ محب اپنے محبوب کے لیے وہی کچھ اٹھا کر رکھتا ہے، جو اس کے حق میں بہتر ہو۔ آپ نے ان سے یہ بات اس لیے فرمائی؛ تاکہ وہ اس عمل پر کار بند ہونے کے لیے تیار ہو جائیں، جس کی انھیں نصیحت کی جا رہی ہے۔ کیوں کہ یہ نصیحت ایک محب کی طرف سے محبوب کے لیے ہے۔ پھر ان سے فرمایا: "لا تدعن أن تقول دبر كل صلاة" (کسی نماز کے بعد یہ دعا ہر گز ترک نہ کرنا) یعنی فرض نماز کے بعد۔ "اللهم أعني على ذكرك وعلى شكرك وعلى حسن عبادتك" (اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور بہتر انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔) ہر نماز کے بعد یعنی سلام سے پہلے نماز کے آخر میں۔ جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ان دعاؤں کو سلام سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور یہی درست ہے۔ نیز یہ طے شدہ بات ہے کہ 'دبر الصلاۃ' کی قید سے مقید ورد اگر دعا ہو، تو سلام سے پہلے اور اگر ذکر ہو تو سلام کے بعد ہوگا۔ اس قاعدہ پر رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد دلالت کرتا ہے، جسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشہد کے بارے میں نقل کیا ہے۔ آپ نے (تشہد کا ذکر کرنے کے بعد) فرمایا: "پھر جو دعا چاہے پڑھے یا جو دعا

فهو من ذكر الله وشكره، أي: شكر النعم واندفاع النقم، فكم من نعمة لله على خلقه، وكم من نقمة اندفعت عنهم؛ فيشكر الله على ذلك.

پسند ہو پڑھے یا جو دعا اچھی لگے پڑھے۔ "جب کہ ذکر کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "فِإذا قضيتم الصلاة فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم۔" (جب نماز پوری کر لو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ، بیٹھے اور لیٹے ہوئے کرو) پھر فرمایا : "أَعني على ذكرك" (اپنے ذکر پر میری مدد فرما) یعنی ہر وہ بات اور چیز جو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہو، وہ اللہ کا ذکر اور اس کا شکر ہے۔ یعنی نعمتوں کا شکر اور اللہ کی ناراضگی سے تحفظ۔ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی نعمتیں ہیں اور کتنی ہی آفتوں سے وہ ان کی حفاظت کرتا ہے، لہذا اسے اللہ کا شکر ادا بجالانا چاہیے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي ومالك وأحمد.

التخريج: معاذ بن جبل -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دُبُر : عقبها أو آخرها.
- كُلِّ صَلاَة : مفروضة.
- شُكْرِكَ : استعمالك نعم الله فيما خُلِقَت من أجله.
- حُسْنِ عِبَادَتِكَ : أن تشتمل العبادة على الشروط والأركان والآداب مع الخشوع والإخلاص.
- تَدَعَنَّ : أي: لا تتركن.
- تَقُول : أي: أن تقول.
- ذِكْرِكَ : الشامل للقرآن وسائر الأذكار.

فوائد الحديث:

١. جواز أخذ الرجل بيد أخيه.

٢. استحباب إخبار الشخص بحبه في الله.

٣. فضل معاذ بن جبل -رضي الله عنه.-

٤. استحباب التزام هذا الدعاء في دبر كل صلاة مفروضة.

٥. استحباب طلب العون والتوفيق من الله ليؤدي عبودية ربه على وجهها.

٦. ذكر الله يسوق المؤمن إلى شكره -سبحانه-، والشكر يسوقه إلى العبودية الصادقة.

٧. في الدعاء بهذه الألفاظ القليلة مطالب الدنيا والآخرة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية،صيدا، بيروت. السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح أبي داود، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ، ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق:

شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. الموطأ، مالك بن أنس، تحقيق: محمد مصطفى الأعظمي، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3518)

يا معشر الشباب، من استطاع منكم الباءة فليتزوج؛ فإنه أغض للبصر، وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم؛ فإنه له وجاء	اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرلے کیونکہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو (بُرائی سے) محفوظ رکھنے کا یہ ذریعہ ہے اور اگر کسی میں نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کی شہوت کو ختم کردیتا ہے۔

١٠٠٩. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يا معشر الشباب، من استطاع منكم الباءة فليتزوج؛ فإنه أغض للبصر، وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم؛ فإنه له وِجَاءٌ».

١٠٠٩. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کر لے کیونکہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو (برائی سے) محفوظ رکھنے کا یہ ذریعہ ہے اور اگر کسی میں نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے روزے رکھنا چاہیے کیونکہ وہ اس کی شہوت کو ختم کردیتا ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بما أن التحصن والتعفف واجب، وضدهما محرم، وهو آتٍ من قبل شدة الشهوة مع ضعف الإيمان، والشباب أشد شهوة، خاطبهم النبي -صلى الله عليه وسلم- مرشدا لهم إلى طريق العفاف، وذلك أن من يجد منهم مؤنة النكاح من المهر والنفقة والسكن، فليتزوج لأن الزواج يغض البصر عن النظر المحرم ويحصن الفرج عن الفواحش، وأغرى من لم يستطع منهم مؤنة النكاح وهو تائق إليه بالصوم، ففيه الأجر، وقمع شهوة الجماع وإضعافها بترك الطعام والشراب، فتضعف النفس وتنسد مجارى الدم التي ينفذ معها الشيطان، فالصوم يكسر الشهوة كالوجاء للبيضتين اللتين تصلحان المني فتهيج الشهوة.

اجمالی معنی:

چونکہ پاکدامنی اور اپنی حفاظت کرنا واجب ہے اور اس کے برعکس ایسا کام کرنا حرام ہے جو کہ شہوت کی زیادتی اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جوانوں میں شہوت سب سے زیادہ ہوتی ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرکے پاکدامنی کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی کہ جو شخص نکاح کرنے کے لیے مہر، نفقہ اور رہائش کی طاقت رکھتا ہو، اسے شادی کرلینی چاہیے، اس لیے کہ شادی نگاہ کو بدنظری اور شرمگاہ کو فُحش کاموں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ اور جو نوجوان نکاح کی طاقت نہیں رکھتا حالانکہ اسے نکاح کا شوق ہو تو اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا اس لیے کہ اس میں اجر ہے اور اس میں کھانے، پینے کو چھوڑنے کی وجہ سے جماع کی شہوت ختم ہوجاتی ہے، نفس کمزور ہوجاتا ہے اور خون کی رگیں بند ہوجاتی ہیں جس کے ساتھ شیطان دوڑتا ہے، روزہ شہوت کو توڑتا ہے جیسے ان دوانڈوں کو ختم کرنا جو منی پیدا کرکے شہوت بڑھاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > فضل الصيام
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > فضل النكاح

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يا معشر : المعشر: هم الطائفة الذين يشلمهم وصف.
- الشباب : جمع شاب، وهو اسم لمن بلغ حتى يكمل ثلاثين ثم هو كهل إلى أن يجاوز الأربعين ثم شيخ.وخص الشباب بهذا الخطاب لأن الغالب وجود قوة الداعي فيهم إلى النكاح بخلاف الشيخ وإن كان المعنى معتبرا إذا وجد السبب في الكهول والشيوخ أيضا.

- من استطاع : من أطاق منكم.
- الباءة : المراد بالباءة هنا القدرة على مؤن النكاح، وهو في اللغة الجماع، أي من استطاع منكم مؤنة النكاح فليتزوج ،ومن لم يستطع فليصم لدفع شهوته.
- أغض للبصر : أشد حفظا للبصر من النظر في الحرام
- وأحصن للفرج : أشد منعا له من الوقوع في الفاحشة
- ومن لم يستطع : من لم يقدر على مؤن النكاح أو نفس النكاح مع توقان إليه
- فعليه بالصوم : بمعنى: ليلزم الصوم.
- فإنه : الصوم.
- الوجاء : وِجاء هو رض عروق الخصيتين، فتذهب بذهابهما شهوة الجماع، وكذلك الصوم، فهو مُضعِف لشهوة الجماع، ومن هنا تكون بينهما المشابهة.

فوائد الحديث:

١. حث الشباب القادر على مؤنة النكاح وهي المهر والنفقة ، وحثه على النكاح لأنه مظنة القوة وشدة الشهوة.

٢. قال شيخ الإسلام: واستطاعة النكاح هو القدرة على المؤنة وليس هو القدرة على الوطء، فإن الخطاب إنما جاء للقادر على الوطء. ولذا أمر من لم يستطع بالصوم، فإنه له وجاء.

٣. من المعنى الذي خوطب لأجله الشباب، يكون الأمر بالنكاح لكل مستطيع لمؤنته وقد غلبته الشهوة، من الكهول والشيوخ.

٤. التعليل في ذلك أنه أغض للبصر وأحصن للفرج عن المحرمات.

٥. حث من لم يستطع مؤنة النكاح بالصوم، لأنه يضعف الشهوة، لأن الشهوة تكون من الأكل، فتركه يضعفها.

٦. من لا مال له لا يستحب له أن يقترض ويتزوج وقد قال -تعالى-: {وليستعفف الذين لا يجدون نكاحا حتى يغنيهم الله من فضله}.

٧. وفي الحديث إرشاد العاجز عن مؤن النكاح إلى الصوم، لأن شهوة الجماع تابعة لشهوة الأكل ، تقوى بقوة الأكل وتضعف بضعفه.

٨. عدم التكليف بغير المستطاع.

٩. المقصود من النكاح هو الوطء، وهو الجماع للإعفاف، ولذلك شرع الخيار في حالة ما إذا عجز الزوج عن جماع أهله بسبب مرض مزمنٍ أو لا يحصل منه وصول إلى امرأته.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري ، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه -خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي - الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م

الرقم الموحد: (5863)

يا معشر النساء تصدقن فإني أريتكن أكثر أهل النار، فقلن: وبم يا رسول الله؟ قال: تكثرن اللعن، وتكفرن العشير، ما رأيت من ناقصات عقل ودين أذهب للب الرجل الحازم من إحداكن

اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔" انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم (عورتوں) سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقل منداور تجربہ کار آدمی کے عقل کو ماؤف کردینے والا نہیں دیکھا

١٠١٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه-، قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في أضْحَى أو فِطْر إلى المُصَلَّى، فَمَرَّ على النساء، فقال: «يا مَعْشَرَ النساء تَصَدَّقْنَ فإني أُرِيتُكُنَّ أكثر أهْل النار». فقُلن: وبِمَ يا رسول الله؟ قال: «تُكْثِرْن اللَّعن، وتَكْفُرْن العَشِير، ما رَأَيْت من ناقِصَات عَقْل ودِين أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُل الحَازم من إحدَاكُن». قُلْن: وما نُقصَان دِينِنَا وعَقْلِنَا يا رسول الله؟ قال: «أَلَيْس شهادة المرأة مثل نِصف شَهادة الرَّجُل». قُلْن: بَلَى، قال: «فذَلِك من نُقصان عقْلِها، أَلَيْس إذا حَاضَت لم تُصَلِّ ولم تَصُم». قُلْن: بَلَى، قال: «فذَلِك من نُقصان دِينِها».

١٠١٠. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحی یا عید الفطر میں عیدگاہ تشریف لے گئے۔ (وہاں) آپ ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔" انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم (عورتوں) سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقل مند اور تجربہ کار آدمی کے عقل کو ماؤف کر دینے والا نہیں دیکھا۔" عورتوں نے عرض کیا کہ ہمارے دین اور ہماری عقل کی کمی کیا ہے اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟" انہوں نے کہا، جی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پس یہی اس کی عقل کی کمی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟" عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہی اس کے دین کی کمی ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو سعيد -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "خرج في أضْحَى أو فِطْر إلى المُصَلَّى، فَمَرَّ على النساء بعد أن خطب خطبة عامة للرجال والنساء خصصهن بخطبة في وعْظِهن وتذْكِيرهن وترْغِيبهن في الصدقة، لأن الصدقة تُطفئ غَضب الرَّب، ولهذا قال لهنَّ: "يا مَعْشَرَ النساء تَصَدَّقْنَ فإني أُرِيتُكُنَّ أكثر أهْل النار" أي أكثرن من الصدقة لوقاية أنْفُسِكن من عذاب الله، لأني اطلعت على النَّار وشاهدتها بعيني، فرأيت أكثر أهلها النِّساء. "فقُلن: وبِمَ يا رسول الله؟" أي: بسبب ماذا نَكون

اجمالی معنیٰ:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحی یا عید الفطر کے دن عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ مرد و خواتین تمام لوگوں کو عمومی خطبہ دینے کے بعد آپ ﷺ کا گزر جب عورتوں کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے بطور خاص انہیں وعظ و نصیحت کرنے اور انہیں صدقہ کرنے کی ترغیب دینے کے لیے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ کیونکہ صدقہ رب کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔" یعنی زیادہ سے زیادہ صدقہ دو تاکہ تم اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچا سکو کیونکہ میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا اور اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا تو مجھے اس میں اکثریت عورتوں کی نظر آئی۔" انہوں

أكثر أهل النار؟ قال: "تُكْثِرْن اللَّعن" أي بسبب أنَّكن تُكْثِرْن اللَّعن إلى الناس، وهو شَرُّ دُعاء يوجَّه إلى إنسان؛ لأن معناها الطَّرد من رحمة الله، والإبعاد عن الخير في الدنيا والآخرة، ولا شك أن في هذا مصادرة لِسَعَة رحمته التي سَبقت غضبه. "وتَكْفُرْن العَشِير" أي تَسترن نِعمة الزوج وتَجْحَدن فَضله وتُنْكِرن معروفه وتَنْسَين جميله، وفي رواية للبخاري ومسلم عن ابن عباس: "قيل: أيَكْفُرن بالله؟ قال: "يَكْفُرن العَشِير، ويَكْفُرن الإحسان، لو أحسنتَ إلى إحداهن الدهر، ثم رَأَتْ منك شيئا، قالت: ما رأيتُ منك خيراً قَط" "ما رَأَيْت من ناقِصَات عَقْل ودِين أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُل الحَازم من إحدَاكُن" أي لا أحد أقدْر على سَلْب عقل الرجل من المرأة، ولو كان الرَّجُل ممن عُرِف بالحَزم والشدَّة؛ وذلك لقوة تأثيرها العاطفي وسِحر جَمالها ودلالها وإغرائها، وهذا على سبيل المُبَالغة في وصْفِهن بذلك؛ لأنه إذا كان الضَابط الحازم في أموره يَنْقاد لهنَّ فغيره من باب أولى."قُلْن: وما نُقصان دِينِنَا وعَقْلِنَا يا رسول الله؟" كأنه خُفي عليهن ذلك حتى سَألن عنه" قال: «أَلَيْس شهادة المرأة مثل نِصف شَهادة الرَّجُل»، هذا استفهام تقريري منه -صلى الله عليه وسلم- وهو أن شهادة المرأة على نصف شهادة الرَّجل. "قُلْن: بَلَى" أي أن الأمر كذلك. قال: "فذَلِك من نُقصان عَقْلِها" والمعنى: أن النَّقص الحاصل في عقلها لأجل أن شهادتها جُعلت على نصف شهادة الرجل، وهذا فيه إشارة إلى قوله تعالى: (واستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء أن تضل إحداهما فتذكر إحداهما الأخرى) فالاستظهار بامرأة أخرى دليل على قِلَّة ضبطها وهو مُشْعِر بنقص عقلها. "أَلَيْس إذا حَاضَت لم تُصَلِّ ولم تَصُم" وهذا استفهام تقريري منه -صلى الله عليه وسلم- في أن المرأة في وقت حيضها تدع الصلاة وتدع الصيام. "قُلْن: بَلَى، أي: أن الأمر كذلك، قال: "فذَلِك من نُقصان دِينِها". فإذا كانت المرأة تَدع الصلاة والصوم وهما من أركان الإسلام، بل من

نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟'' یعنی کس وجہ سے جہنم میں ہماری اکثریت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو۔'' یعنی اس وجہ سے کہ تم لوگوں کو لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور یہ کسی انسان کے لیے کی جانے والی بدترین دعا ہے کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دھتکار دیا جائے اور دنیا و آخرت کی بھلائی سے اسے دور کر دیا جائے اور کوئی شک نہیں کہ اس میں اللہ کی کشادگیِ رحمت کے سلب کیے جانے کا سوال ہے جو اس کے غضب پر سبقت لے چکی ہے۔ ''اور تم شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔'' یعنی تم شوہر کی نعمت کو چھپاتی ہو، اس کے فضل کا انکار کر دیتی ہو اور اس کے اچھے سلوک کو نظر انداز کر دیتی ہو اور اس کے احسان کو بھول جاتی ہو۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ کہا گیا: "کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اور ان کی احسان فراموش ہوتی ہیں۔ اگر تم سارا زمانہ ان میں سے کسی سے اچھا سلوک کرتے رہو اور پھر تمہاری طرف سے اسے کوئی (خلاف مزاج) بات پیش آ جائے تو کہہ دیتی ہے کہ میں نے تو تم سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔'' ''باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے تم سے زیادہ کسی ہوش مند آدمی کی عقل مار دینے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔" یعنی مرد کی مت مار دینے پر عورت سے زیادہ قدرت رکھنے والا کوئی نہیں، اگرچہ آدمی احتیاط و دور اندیشی اور عزم و قوت والا ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا عورت کی جذباتی اثر انگیزی کی طاقت، اس کی خوبصورتی کے جادو، ناز و ادا اور فریفتہ کر لینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ عورتوں کے بارے میں اس طرح کے وصف کا بیان بطور مبالغہ ہے کیونکہ جب اپنے معاملات میں پختہ کار اور محتاط و دور اندیش شخص ان کا تابع دار بن جاتا ہے تو پھر دوسرے لوگ تو بطریق اولیٰ ان کا شکار ہو جائیں گے۔ ''انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے دین اور ہماری عقل کی کمی کیا ہے؟'' گویا کہ یہ بات ان سے اوجھل تھی اس لیے انہوں نے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ ''آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نھیں ہے؟'' یہ آپ ﷺ کی طرف سے استفہام تقریری تھا، اس بات کا اقرار کرانے کے لئے کہ عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ ''انھوں نے جواب دیا: کیوں نھیں۔'' یعنی معاملہ ایسے ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہی اس کی عقل کی کمی ہے۔" یعنی عقلی طور پر وہ عورت اس لیے ناقص ہے کہ اس کی گواہی مرد کی گواہی کا نصف ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالی کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: [واستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء أن تضل إحداهما فتذكر إحداهما الأخرى](البقرة: ۲۸۲)۔ (ترجمہ: اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد

أهمها، فهذا نَقص في دِينها؛ لأنها لا تصلي ولا تقضي، وفي الصيام يفوتها إذا حاضت مشاركة المؤمنين في الطاعة في رمضان. إلا أنهن لا يُلَمْنَ على ذلك ولا يؤاخذن عليه؛ لأنه من أصل الخِلْقَة، لكن نَبَّه النبي -صلى الله عليه وسلم- على ذلك تحذيرًا من الافتتان بهن ولهذا رتَّب العَذاب على ما ذُكر من الكُفْرَان وغيره لا على النَّقص الحاصل عندهن؛ لأنه بغير اختيارهن، ولا يُمكِن دفعه بحال.

اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو تاکہ ایک کی بھول چوک کو دوسری یاد دلا دے۔) دوسری عورت سے مدد لینے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی قوتِ حافظہ کم ہوتی ہے اور اس سے اس کی عقل کی کمی کا پتہ چلتا ہے۔ ”کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟“ یہ بھی نبی ﷺ کی طرف سے استفہام تقریری ہے جس کا مقصد اس بات کا اقرار کرانا ہے کہ عورت مدت حیض میں نماز و روزہ چھوڑ دیتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا: ”کیوں نہیں۔“ یعنی معاملہ ایسے ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی ان کے دین کی کمی ہے۔“ جب عورت نماز اور روزہ چھوڑ دیتی ہے جو ارکان اسلام میں سے ہیں بلکہ اہم ترین ارکان میں سے ہیں تو یہ اس کے دین میں کمی ہوئی کیونکہ وہ نہ تو (ان دنوں میں) نماز پڑھتی ہے اور نہ ہی اس کی قضا کرتی ہے اور رمضان میں روزوں کے دوران اگر اسے حیض آ جائے تو وہ دیگر اہل ایمان کے ساتھ نیک اعمال میں شریک ہونے سے محروم رہتی ہے۔ تاہم اس پیمان کا کوئی دوش نھیں ہے اور نہ اس پر ان کا مواخذہ ہی ہوگا، کیونکہ یہ ان کی اصلی خلقت میں ہے۔ لیکن نبی ﷺ نے ان کے فتنے میں پڑنے سے بچانے کے لیے اس پر متنبہ فرمایا۔ اسی لیے عذاب کو (شوہروں کی) مذکورہ ناشکری واحسان فراموشی کا نتیجہ قرار دیا ہے نہ کہ ان کے اندر پائے جانے والے نقص و کمی کا، کیونکہ اس میں ان کا کوئی اختیار نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی صورت میں اس سے بچ سکتی ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أَضْحَى أو فِطْر : أي في عيد الأَضحى أو الفِطْر.
- أُرِيتُكُنَّ : أي: أن الله تعالى أَرَاهُنَّ له ليلة الإسراء.
- وبِمَ يا رسول : أي: بسبب ماذا نكون أكثر أهل النار.
- اللَّعن : الطَّرد والإبعاد عن رحمة الله، فإذا قلت: اللَّهُمَّ العن فلانا، فإنك تعني أن الله يبعده ويطرده عن رحمته.
- تَكْفُرْن العَشِير : تَجْحَدْن حَقَّ الزوج.
- أَذْهَب لِلُبِّ الرَّجُل : اللُّب: العَقْل الخَالص من الشَّوائب.
- الحَازم : الضَابط لأمْره.

فوائد الحديث:

١. فيه خروج النساء إلى صلاة العيد.
٢. يُستحب للخطيب في العيدين أن يُفْرِد النساء بالموعظة، ويخبرهن بما يَخصهن من تقوى الله، والنهي عن كُفران العَشير، وما يلزمهن من ذلك.
٣. فيه وعَظ الإمام وأصحاب الولايات وكُبراء الناس رعاياهم وتحذيرهم المخالفات وتحريضهم على الطاعات.

٤. فضل الصدقة وأنها من الأسباب التي يُتقى بها النَّار، وفي الحديث: (اتقوا النار ولو بِشِق تمرة).
٥. فيه دليل على أن الصدقة تُكَفِّر الذُّنوب التي بين المخلوقين.
٦. استحباب الشَّفَاعة للمساكين وغيرهم والسؤال لهم.
٧. فيه إثبات وجود النار وأن أكثر أهلها من النساء.
٨. فيه أن كُفران العَشير من الكبائر؛ لأن التَّوعد بالنار من علامة كون المعصية كبيرة.
٩. فيه أن اللَّعن من المَعاصي القبيحة.
١٠. فيه إطلاق الكُفر على غير الكُفر بالله -تعالى-، ولا يُراد به حقيقة الكُفر.
١١. فيه بيان زيادة الإيمان ونقصانه، فمن كَثُرت عِبادته زاد إيمانه ودِينه ومن نَقصت عِبادته نَقص دِينه.
١٢. فيه مُراجعة المُتعلم العالم والتَّابع المَتْبُوع فيما قاله إذا لم يظهر له معناه.
١٣. فيه أن شهادة المرأة على نِصف شهادة الرَّجل وذلك لقِلَّة ضبطها.
١٤. تحريم الصلاة والصوم على الحائض ومثلها النفساء.
١٥. فيه إشعار بأن مَنع الحائض من الصوم والصلاة كان ثابتا بحكم الشَّرع قبل ذلك المجلس.
١٦. حسن خُلق النبي -صلى الله عليه وسلم- فقد أجَاب النِّساء عن أسئلتِهن من غير تَعْنِيف ولا لَوْم، بل خَاطبهن على قَدْر عُقولهن.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن محمد بن أبى بكر القسطلاني، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب، تحقيق: جماعة من المشايخ، الناشر: مكتبة الغرباء الأثرية - المدينة النبوية، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٦م. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. شرح صحيح البخاري، تأليف: علي بن خلف المشهور بابن بطال، تحقيق: ياسر بن إبراهيم، الناشر: مكتبة الرشد، الطبعة: الثانية، ١٤٢٣هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم ، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠هـ.

الرقم الموحد: (10011)

يعمد أحدكم فيجلد امرأته جلد العبد، فلعله يضاجعها من آخر يومه

١٠١١. الحديث:

عن عبد الله بن زمعة -رضي الله عنه- أنّه سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- يخطب، وذكر الناقة والذي عقرها، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذِ انبَعَثَ أشقاها: انْبَعَثَ لَهَا رجل عزيز، عَارِم منيع في رَهطِه»، ثم ذكر النساء، فوعظ فيهنَّ، فقال: «يَعمِد أحدكم فيجلد امرأته جلد العبد، فلعلَّه يُضَاجِعُهَا من آخر يومه» ثمَّ وعظهم فِي ضَحِكِهم من الضَّرطَة، وقال: «لم يضحك أحدكم ممَّا يفعل؟!».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان -صلى الله عليه وسلم- يخطب، وسمعه عبد الله بن زمعة، ومن جملة ما خطب أنه سمع النبي ذكر الناقة التي كانت معجزة لنبي الله صالح -على نبينا وعليه أفضل الصلاة والسلام-، وكان من جملة ما ذكره أيضا الذي عقرها، يقال له قُدَار والذي كان أشقى القوم، وجاء من أوصافه: أنه قليل المثل، شديد الإفساد، ذو منعة في قومه. ثم قال -عليه الصلاة والسلام- في خطبته: "يعمد أحدكم فيجلد امرأته جلد العبد" وهو في العادة ضرب شديد، وفي سياق الحديث استبعاد وقوع الأمرين من العاقل، أن يُبَالِغَ في ضرب امرأته ثم يجامعها من بقية يومه أو ليلته؛ والمجامعة أو المضاجعة إنما تستحسن مع الميل والرغبة في العشرة، والمجلود غالباً ينفر ممن جلده، فوقعت الإشارة إلى ذَمِّ ذلك، وأنه إذا كان ولا بد فليكن التأديب بالضرب اليسير بحيث لا يحصل معه النفور التام، فلا يفرط في الضرب ولا يفرط في التأديب. ثم (وعظهم) أي: حذَّرهم في (ضحكهم من

کوئی اپنی بیوی کو غلام کو کوڑے مارنے کی طرح کوڑے مارتا ہے، جب کہ اس بات کا امکان رہتا ہے کہ وہ دن کے آخری حصے میں (یعنی رات میں) اس کے پہلو میں سوئے بھی۔

١٠١١. حدیث:

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں : میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایک دن دوران خطبہ (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی اور اس کی کوچیں کاٹنے والے کا ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ نے یہ آیت {إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا انْبَعَثَ} تلاوت کی (اور فرمایا :) "اس کام کے لیے ایک سخت دل، طاقت ور، قبیلے کا قوی و مضبوط شخص اٹھا"۔ پھر آپ نے عورتوں کے متعلق نصیحت فرمائی۔ فرمایا : "آخر کیوں کوئی اپنی بیوی کو غلام کو کوڑے مارنے کی طرح کوڑے مارتا ہے، جب کہ اس بات کا امکان رہتا ہے کہ وہ دن کے آخری حصے میں (یعنی رات میں) اس کے پہلو میں سوئے بھی"۔ پھر ہوا خارج ہوجانے کی وجہ سے ہنسنے پر نصیحت کی۔ فرمایا : "تم میں سے کوئی اس کام پر کیوں ہنستا ہے، جو وہ خود بھی کرتا ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور وہ سن رہے تھے۔ انھوں نے دوران خطبہ آپ کو اس اونٹنی کا ذکر کرتے ہوئے سنا جو حضرت داؤد۔ علی نبینا وعلیہ أفضل الصلاۃ والسلام۔ کو بطور معجزہ دی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے دوران گفتگو اس بدبخت شخص کا بھی ذکر کیا جس نے اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں۔ اس کا نام قذار تھا۔ وہ پستہ قد، سخت فسادی اور قوم میں اثر و رسوخ کا حامل تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمایا : "یعمد أحدکم فیجلد امرأتہ جلد العبد" (کوئی اپنی بیوی کو غلام کو کوڑے مارنے کی طرح کوڑے مارتا ہے) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام کی بطور فہمائش سخت پٹائی کی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ عورتوں کی ہلکی پٹائی جا سکتی ہے۔ حدیث کا سیاق ایک عقل مند کی طرف سے دو امور کے صدور کو بعید تر قرار دیا گیا ہے؛ اپنی بیوی کی سخت پٹائی بھی کرے اور اسی دن یا اسی رات مجامعت بھی کرے۔ کیوں کہ جماع اور بیوی کے ساتھ لیٹنا یہ اس وقت ہی اچھا لگتا ہے، جب رہن سہن میں ایک دوسرے کے ساتھ رغبت اور باہمی میلان ہو، جب کہ پٹائی کی شکار شخص عام طور پر اپنے شوہر سے متنفر رہتی ہے۔ اس طرح یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ ایک مذموم کام ہے۔ اگر مارنا ضروری ہوجائے، تو پھر ہلکی مار ماری جائے کہ باہمی نفرت کی فضا نہ

الضرطة)؛ وذلك لأنه خلاف المروءة، ولما فيه من هتك الحُرمة، وقال في تقبيح ذلك: (لِمَ يضحك أحدكم مما يفعل؟)؛ وذلك لأنَّ الضحك إنما يكون من الأمر العجيب والشأن الغريب، يبدو أثره على البشرة فيكون التبسم، فإن قوي وحصل معه الصوت كان الضحك، فإن ارتقى على ذلك كانت القهقهة، وإذا كان هذا الأمر معتاداً من كل إنسان فما وجه الضحك من وقوع ذلك ممن وقع منه؟.

پیدا ہو۔ مارنے اور ادب سکھانے میں افراط سے کام نہ لیا جائے۔ پھر (وعظهم) (ان کو نصیحت کی۔) یعنی ان کو ڈرایا۔ (ضحكهم من الضرطة) (ہوا خارج ہوجانے پر ان کے ہنسنے پر۔) کیوں کہ یہ خلاف مروت ہے اور اس میں ہتک عزت بھی ہے۔ اس کی قباحت بیان کرتے ہوئے فرمایا: (لم يضحك أحدكم مما يفعل؟) (کوئی ایسے عمل پر کیوں ہنستا ہے، جسے وہ خود بھی کرتا ہے؟) کیوں کہ ہنسی تو کسی عجیب وغریب بات پر آتی ہے! اگر صرف ہنسی کے آثار ظاہر ہوں، تو اسے تبسم کہا جاتا ہے، اگر اس میں تھوڑی سے زیادتی ہوجائے اور ساتھ میں آواز پیدا ہوجائے، تو اس کو (ضحک) ہنسی کہا جاتا ہے اور اگر آواز بلند ہوجائے تو اسے قہقہہ کہا جاتا ہے۔ جب ریح کا خروج فطری طور پر ہر انسان سے ہوتا ہے، تو اس پر ہنسنے کی کیا بات ہے؟

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن زمعة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عَقَرَها : نحرها وذبحها.
- انْبَعَثَ : قام بسرعة.
- رَجُلٌ عَزِيز : قليل المثل.
- عَارِم : الشرير المفسد.
- مَنِيع : قوي ذو مَنَعَة.
- في رَهطِه : في قومه.
- امرأته : زوجته
- جَلدَ العَبد : أي: مثل ضربه في كونه شديدًا مؤذيًا.
- يُضَاجِعُهَا : يجامعها.
- وَعَظَهُم فِي ضَحِكِهِم مِنَ الضَّرطَة : أي: حذَّرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- في خطبته من الضحك عند سماع صوت خروج الريح من الدبر؛ لأن الضحك من ذلك خلاف المروءة، وفيه هتك الحرمة، وهو أمر معتاد من كل إنسان.

فوائد الحديث:

١. إخبار رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بقصص الماضين.
٢. بيان معجزة صالح -عليه الصلاة والسلام- وهي الناقة.
٣. ينبغي على العالم إذا وعظ الناس أن يذكرهم بسنن الله في الماضيين؛ لما فيها من مواعظ حسنة وذكرى للذاكرين.
٤. عامة الناس تبع لعِلِّيَّة القوم وكبرائهم على الأغلب.
٥. العامة متى رضيت بفساد الخاصة عمَّهم العذاب جميعًا.
٦. إذا لم ينفع الوعظ والهجر في تأديب الزوجة التي يخشى منها النشوز، فليكن التأديب بالضرب اليسير الذي لا يحصل معه النفور التام، كما قال -تعالى-:(فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن).
٧. الإيماء إلى جواز الضرب اليسير للنساء، مع عدم ضرب الوجه، بحيث لا يحصل معه النفور .
٨. الضحك إنما يحصل في الأمر الغريب العجيب، وأما الأمر المعتاد من كل إنسان؛ فالضحك منه خلاف المروءة، وهتك لحرمة المسلم.
٩. أن المجامعة إنما تستحسن مع الرغبة في العشرة فيستبعد وقوع الضرب الشديد، والمضاجعة في يوم واحد من عاقل.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3070)

يؤجل العنين سنة، فإن وصل إليها، وإلا فرق بينهما

عِنِّين (نامرد، جماع کی قوت نہ رکھنے والے شخص) کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اور اگر وہ ٹھیک ہوجائے تو بہتر ہے، بصورت دیگر ان دونوں میں جدائی کروائی جائے۔

١٠١٢. الحديث:

عن الحسن، عن عمر، قال: « يُؤَجَّلَ العِنِّينِ سَنَةً، فإن وَصَل إليها، وإلا فُرِّق بينهما».

١٠١٢. حدیث:

حسن رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: "عِنِّین (مردانہ کمزوری میں مبتلا شخص یعنی نامرد) کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اور اگر وہ ٹھیک ہوجائے تو بہتر ہے، بصورت دیگر ان دونوں میں جدائی کروائی جائے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

في هذا الأثر بيان أنّ الرجل الذي لا يقوى على الجماع فإنه يُمهل سنة، فإن قدر عليه فقد ثبت عقده على امرأته، وإلا فسخ بينهما.

اجمالی معنی:

اس اثر (صحابی رسول ﷺ کے قول) میں اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ جماع کی قوت نہ رکھنے والے شخص کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اور اگر وہ اس پر قادر ہوجائے تو بیوی کے ساتھ اس کا نکاح برقرار رہے گا ورنہ دونوں کے درمیان نکاح کو فسخ کردیا جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العيوب في النكاح

راوي الحديث: رواه ابن أبي شيبة وعبد الرزاق والدارقطني والبيهقي.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يُؤَجَّل : يُمهل، ويؤخَّر.
- العِنِّين : العُنَّة عجزٌ يصيب الرَّجل، فلا يقدر على الجماع؛ لعدم انتشار ذكره، وهو مأخوذٌ من عنَّ الشيء إذا اعترض؛ لأنَّ ذكره يعن إذا أراد إيلاجه.
- وصل : ربط وَوَحَّدَ بين الطرفين وهو هنا كناية عن الجماع.
- فُرِّق : فُصل بينهما، وهي هنا كناية عن الطلاق.

فوائد الحديث:

١. الأثر يفيد صحة عقد النكاح، مع وجود العيب في أحد الزوجين، ولو لم يعلم عنه الزوج الآخر، ذلك أنَّ العيب لا يعود على أصل العقد، ولا على شرط من شروط صحته.
٢. دلَّ الأثر عَلَى أنَّ العُنَّة عَيْبٌ يُفْسَخُ بها النِّكَاح بعد تَحَقُّقِهَا.
٣. إذا ثبتت عُنَّة عند الزوج أُجِّل سنة هلالية؛ لتمر عليه الفصول الأربعة، فإن مرَّت عليه ولم تزُلْ عُنَّتُهُ عُلِم أنَّ ذلك خِلقة، فيفسخ النكاح.

المصادر والمراجع:

-سبل السلام، للصنعاني. الناشر: دار الحديث. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعَة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، لابن أبي شيبة. الناشر: مكتبة الرشد – الرياض. الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ - معجم اللغة العربية المعاصرة، لأحمد مختار.

الناشر: عالم الكتب.الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م السنن الكبرى للبيهقي - المحقق: محمد عبد القادر عطا- دار الكتب العلمية، بيروت – لبنات الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م - المصنف : لعبد الرزاق بن همام الصنعاني المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي- لناشر: المجلس العلمي- الهند المكتب الإسلامي - بيروت- الطبعة: الثانية، ١٤٠٣.

الرقم الموحد: (58089)

أحاديث الفضائل والآداب

«من الكبائر شَتْمُ الرجل والديه» قيل: وهل يسبُّ الرجل والديه؟ قال: «نعم، يسبُّ أبا الرجل فيسبُّ أباه، ويسبُّ أمَّه، فيسبُّ أمّه».

"اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے"۔ دریافت کیا گیا کہ بھلا کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! آدمی کسی کے باپ کو گالی دے گا، تو وہ بھی اس کے باپ کو گالی دے گا اور وہ کسی کی ماں کو گالی دے گا، تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دے گا"۔

١٠١٣. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «من الكبائر شَتْمُ الرجل والديه» قيل: وهل يسبّ الرجل والديه؟ قال: «نعم، يسبّ أبا الرجل فيسبّ أباه، ويسبّ أمّه، فيسبّ أمّه».

١٠١٣. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے"۔ دریافت کیا گیا کہ بھلا کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! آدمی کسی کے باپ کو گالی دے گا، تو وہ بھی اس کے باپ کو گالی دے گا اور وہ کسی کی ماں کو گالی دے گا، تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث دليل على عظم حق الأبوين، وأن التسبب إلى أذيتهما وشتمهما من كبائر الذنوب، وإذا كان هذا في التسبب إلى شتمهما ولعنهما فإن لعنهما مباشرة أقبح. فبعد أن أخبر أن شتمهما من الكبائر تعجب الحاضرون من ذلك، لأنه بعيدٌ عن أذهانهم أن يسب الرجل والديه مباشرة، فأخبرهم أن ذلك قد يقع عن طريق التسبب في شتمهما، حين يشتم أبا الرجل وأمه فيسب الرجل أباه وأمه.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ماں باپ کا حق بڑا عظیم ہے اور ان کی اذیت وسب وشتم کا باعث بننا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ پھر جب ان کے سب و شتم کے سبب بننے کا یہ حال ہے، تو بلا واسطہ ان کی دشنام طرازی اور لعنت و ملامت کتنا بڑا گناہ ہے، اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔ جب اس بات کی خبر دی گئی کہ والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، تو وہاں موجود لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا؛ کیوں کہ آدمی کا اپنے والدین کو بالواسطہ گالی دینا عقل سے بعد تر بات ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ یہ کبھی کبھی ان کی دشنام طرازی کا سبب بننے کی وجہ سے واقع ہوتا ہے کہ جب آدمی کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے، تو بدلے میں وہ بھی اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكبائر : جمع كبيرة، وهي كل ذنب تُوُعِّد صاحبه بغضب أو لعنة أو نار.
- شتم : سَبَّ.

فوائد الحديث:

١. الواجب على الإنسان الكف عن سب الناس، وسب آبائهم؛ لأنه من الكلام المحرم، ولأنه سبب يؤدي إلى سب أبيه وأمه فيكون عاقًّا لهما بذلك.

٢. المتسبب يشارك المباشر في عمله في الخير والشر.

٣. شتم الرجل أباه وأمه من كبائر الذنوب.

٤. الدلالة على قاعدتين من قواعد الشريعة: الأولى: قاعدة سد الذرائع، فما كان ذريعة ووسيلة إلى محرم فهو محرم. الثانية: قاعدة الوسائل لها أحكام المقاصد.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، الطبعة الأولى، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر ١٤٢٧هـ.
توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله البسام، مكة، مكتبة الأسدي، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨.

الرقم الموحد: (5373)

اتق الله حيثما كنت، وأَتْبِعِ السيئةَ الحسنةَ تمحها، وخالقِ الناسَ بخلقٍ حسن	تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ اور (اگر کوئی گناہ ہو جائے تو) گناہ کے بعد نیکی کر لیا کرو جو اس کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حُسنِ اخلاق سے پیش آیا کرو۔
١٠١٤. الحديث: عن أبي ذر و معاذ بن جبل -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «اتق الله حيثما كنت، وأَتْبِعِ السيئةَ الحسنةَ تمحها، وخالقِ الناسَ بخلقٍ حسنٍ».	**١٠١٤. حدیث :** ابوذر اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ”تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ اور (اگر کوئی گناہ ہو جائے تو) گناہ کے بعد نیکی کر لیا کرو جو اس کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حُسنِ اخلاق سے پیش آیا کرو“۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ :** حَسَن
المعنى الإجمالي: اتق الله بامتثال أوامره واجتناب نواهيه في أي مكان كنت, وبادر على فعل الحسنة بعد وقوعك في السيئة، لتكفرها وتزيل أثرها السيئ في القلب وعقابها من الصحف، وعامل الناس بمثل ما تحب أن يعاملوك به.	**اجمالی معنیٰ :** اللہ کے احکام کی تعمیل کر کے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کر کے اللہ سے ڈرو چاہے تم جس جگہ پر بھی ہو اور اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر فوراً کوئی نیک کام کر لیا کرو تاکہ تم اس کا تدارک کر سکو اور دل میں واقع ہونے والے اس کے برے اثرات زائل کر سکو اور نامہ اعمال میں لکھی گئی اس کی سزا کو مٹا سکو اور لوگوں سے ویسا رویہ رکھو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے رویہ روا رکھیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: حديث أبي ذر: رواه الترمذي وأحمد والدارمي. حديث معاذ -رضي الله عنه-: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه- معاذ بن جبل -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اتق الله : بامتثال أمره واجتناب نهيه، والوقوف عند حده.
- حيثما كنت : في أي مكان كنت فيه حيث يراك الناس، وحيث لا يرونك، فإنه مطلع عليك.
- أَتْبِع : أَلْحِق، أي افعل بعدها.
- السيئة : وهي ترك بعض الواجبات، أو ارتكاب بعض المحظورات.
- الحسنة : العمل الصالح
- تمحها : تمح عقابها من صحف الملائكة وأثرها السيّئ في القلب.
- وخالق الناس : عاملهم.
- خلق حسن : وهو أن تفعل معهم ما تحب أن يفعلوه معك، فبذلك تجتمع القلوب، وتتفق الكلمة، وتنتظم الأحوال.

فوائد الحديث:

١. الأمر بتقوى الله، وهو وصية الله لجميع خلقه، ووصية الرسول -صلى الله عليه وسلم- لأمته.

٢. الإتيان بالحسنة عقب السيئة سبب لغفران السيئة.

٣. فضل الله عزّ وجل على العباد؛ وذلك لأننا لو رجعنا إلى العدل لكانت الحسنة لا تمحو السيئة إلا بالموازنة، وظاهر الحديث العموم، فالحسنة ولو كانت يسيرة تمحو السيئة التي هي أكبر منها.

٤. الترغيب في حسن الخلق، وهو من خصال التقوى التي لا تتم التقوى إلا به، وإنما أفرد بالذكر للحاجة إلى بيانه.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. -سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. -سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، نشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ- ٢٠٠٠م.

الرقم الموحد: (4302)

اتقوا الله وصلوا خمسكم، وصوموا شهركم، وأدوا زكاة أموالكم، وأطيعوا أمراءكم تدخلوا جنة ربكم

اللہ سے ڈرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو، اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

١٠١٥. الحديث:

عن أبي أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه- قال: سَمِعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَخْطُبُ في حَجَّة الوَدَاع، فقال: «اتَّقُوا الله، وصَلُّوا خَمسَكُم، وصُومُوا شَهرَكُم، وأَدُّوا زَكَاة أَموَالِكُم، وأَطِيعُوا أُمَرَاءَكُم تَدخُلُوا جَنَّة رَبِّكُم».

١٠١٥. حدیث:

ابو امامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ سے ڈرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو، اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في حجة الوداع خطب النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم عرفة، وخطب يوم النحر، ووعظ الناس وذكَّرهم، وهذه خطبة من الخطب الرواتب التي يُسنُّ لقائد الحجيج أن يخطب الناس كما خطبهم النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكان من جملة ما ذكر في إحدى خطبه في حجة الوداع ما يلي: "يا أيها الناس اتقوا ربكم"، فأمر الرسول -صلى الله عليه وسلم- النَّاس جميعًا أن يتقوا ربَّهم الذي خلقهم، وأمدَّهم بِنعمه، وأعدهم لقبول رسالاته، فأمرهم بتقوى الله -تعالى-. وقوله: "وصلوا خمسكم" أي: صلُّوا الصلوات الخمس التي فرضها الله -عز وجل- على رسوله -صلى الله عليه وسلم-. وقوله: "وصوموا شهركم" أي: شهر رمضان. وقوله: "وأدوا زكاة أموالكم" أي: أعطوها مستحقيها ولا تبخلوا بها. وقوله: "أطيعوا أمراءكم" أي: من جعلهم الله أمراء عليكم، وهذا يشمل أمراء المناطق والبلدان، ويشمل الأمير العام: أي أمير الدولة كُلِّها، فالواجب على الرعية طاعتهم في غير معصية الله، أما في معصية الله فلا تجوز طاعتهم ولو أَمَرُوا بذلك؛ لأن طاعة المخلوق لا تُقدَّم على طاعة الخالق -جل وعلا-. وثواب من فعل ذاك الجنة.

اجمالی معنی:

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے یوم عرفہ اور یوم النحر کو خطبہ دیا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ یہ خطبہ ان خطباتِ رواتب میں سے ہے جن کا دینا حاجیوں کی رہنمائی کے لیے مسنون ہے کہ وہ لوگوں کو ویسے ہی خطبہ دے جیسے نبی ﷺ نے انہیں خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبات میں سے ایک خطبے میں جو باتیں ذکر فرمائیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں: "یا أیہا الناس اتقوا ربکم"۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے رب سے ڈریں جس نے انہیں پیدا کیا، انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا اور انہیں اپنے پیغام کو قبول کرنے کے قابل کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وصلوا خمسکم"۔ یعنی ان پانچ نمازوں کو ادا کرو جنہیں اللہ عز و جل نے اپنے رسول ﷺ پر فرض کیا۔ "وصوموا شہرکم"۔ یعنی ماہ رمضان (کے روزے رکھو۔) "وأدوا زکاۃ أموالکم"۔ یعنی یہ مستحقین زکوۃ کو زکوۃ دو اور اس میں بخل نہ کرو۔ "أطیعوا أمراءکم"۔ یعنی جنہیں اللہ تم پر حکمران بنا دے (ان کی اطاعت کرو)۔ اس میں علاقوں اور شہروں کے حکمران بھی شامل ہیں اور وہ حکمران بھی جو پورے ملک کا سربراہ ہوتا ہے۔ رعایا پر واجب ہے کہ وہ ان کاموں میں ان کی اطاعت کریں جن میں اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ ہو۔ اگر کسی کام میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو تو اس میں ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ اس کا حکم بھی دیں۔ کیونکہ مخلوق کی طاعت خالق عز و جل کی اطاعت پر مقدم نہیں کی جاتی۔ اور جو شخص ایسا کرے گا اسے بدلے میں جنت ملے گی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد وابن حبان. تنبيه: عند أحمد بدل اتقوا: [اعبدوا ربكم]، وعندهما: (ذا أمركم) أما (أمراءكم) فلفظ ابن حبان.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَجَّة الوَدَاع : حجة النبي -صلى الله عليه وسلم-، سنة عشر من الهجرة، وسُمِّيَت بذلك؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- ودَّع الناس فيها.
- خَمسَكُم : الصلوات الخمس المفروضة.
- شَهرَكُم : شهر رمضان.
- أُمَرَاءَكُم : أولياء الأمور منكم.
- جنة ربكم : هي الدار التي أعدها الله لأوليائه المتقين، وسميت بذلك لكثرة أشجارها لأنها تُجِنُّ من فيها أي تستره.

فوائد الحديث:

١. التزام هذه الأعمال من تقوى الله، وأن تقوى الله تعالى طريق الجنة وشرط لدخولها، والاستقامة في الدنيا سبب النجاة في الآخرة.

٢. وجوب طاعة الولاة والحكام، وشرط طاعتهم أن لا يأمروا بما فيه معصية الله -عز وجل.-

٣. أن العمل لأجل دخول الجنة من امتثال أمر الله -عز وجل-، وليس من الشرك أو من المحرمات، فإن الله تعالى خلقها ووصفها لنا وحثنا للعمل لدخولها، فهي ثواب الله وجزاؤه، والعمل لها عمل لوجه الله تعالى وداخل في الإخلاص.

٤. تخصيص النبي -صلى الله عليه وسلم- هذه الأمور بالذكر دليل على أهميتها.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن الترمذي، محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3520)

اجتنبوا السبع الموبقات

سات ہلاک کرنے والی چیزوں (گناہوں) سے بچو

١٠١٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: "اجتنبوا السبع المُوبِقات، قالوا: يا رسول الله، وما هُنَّ؟ قال: الشركُ بالله، والسحرُ، وقَتْلُ النفسِ التي حَرَّمَ الله إلا بالحق، وأكلُ الرِّبا، وأكلُ مالِ اليتيم، والتَّوَلِّي يومَ الزَّحْفِ، وقذفُ المحصناتِ الغَافِلات المؤمنات".

١٠١٦. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں (گناہوں) سے بچو۔ صحابۂ کرام نے دریافت کیا : اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی ایسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے موقع پر پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يأمر -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أمته بالابتعاد عن سبع جرائم مهلكاتٍ، ولما سُئل عنها ما هي؟ بيّنها بأنها الشرك بالله، باتخاذ الأنداد له من أي شكل كانت، وبدأ بالشرك؛ لأنه أعظم الذنوب، وقتلِ النفس التي منع الله من قتلها إلا بمسوغٍ شرعي، والسحر، وتناول الربا بأكلٍ أو بغيره من وجوه الانتفاع، والتعدي على مال الطفل الذي مات أبوه، والفرار من المعركة مع الكفار، ورمي الحرائر العفيفات بالزنا.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ اپنی امت کو سات مہلک جرائم سے دور رہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ جب آپ ﷺ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ وہ جرائم یہ ہیں : دوسروں کو کسی بھی انداز میں اللہ کا ہم سر بنا کر اس کے ساتھ شرک کرنا۔ آپ ﷺ نے شرک کا ذکر پہلے فرمایا کیونکہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ کسی ایسی جان کو قتل کرنا جس کے قتل کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے بجز اس صورت کے جب ایسا کرنے کا کوئی شرعی وجہ جواز ہو۔ جادو کرنا، سود لینا چاہے اسے کھایا جائے یا کسی بھی اور انداز میں اس سے نفع اٹھایا جائے، جس بچے کا باپ وفات پا چکا ہو اس کے مال میں ناحق تصرف کرنا، کفار کے ساتھ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا اور پاک دامن آزاد عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: التوحيد.

معاني المفردات:

- اجتنبوا : ابتعدوا عن.
- الموبقات : المهلكات، سُميت موبقات؛ لأنها تهلك فاعلها في الدنيا والآخرة.
- الشرك بالله : بأن يجعل لله نداً يدعوه ويرجوه ويخافه.
- التي حرم الله : أي: حرم قتلها.
- إلا بالحق : أي: بفعل موجبٍ للقتل.
- وأكل الربا : أي: تناوله بأي وجه.
- وأكل مال اليتيم : يعني: التعدي فيه، واليتيم: من مات أبوه وهو دون البلوغ.
- التولي يوم الزحف : أي الإدبار من وجوه الكفار وقت القتال.
- وقذفُ المحصنات : رميهن بالزنا، والمحصنات: المحفوظات من الزنا، والمراد: الحرائر العفيفات.

- الغافلات : عن الفواحش وما رمين به، أي: البريئات.

فوائد الحديث:

١. تحريم الشرك، وأنه هو أكبر الكبائر وأعظم الذنوب.
٢. تحريم السحر، وأنه من الكبائر المهلكة ومن نواقض الإسلام.
٣. تحريم قتل النفس بغير حق.
٤. جواز قتل النفس إذا كان بحقٍّ كالقصاص والردة والزنا بعد إحصان.
٥. تحريم الربا وعظيم خطره.
٦. تحريم الاعتداء على مال الأيتام.
٧. تحريم الفرار من الزحف.
٨. تحريم القذف بالزنا واللواط.
٩. أن قذف الكافر ليس من الكبائر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار طوق النجاة, الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (3331)

اخْتَجَّتِ الجنَّة والنَّار، فقالتِ النَّار: فيَّ الجبَّارون والمُتَكَبِّرُون. وقالتِ الجنَّة: فيَّ ضُعَفَاء الناسِ ومساكِينُهُم

جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا تو دوزخ نے کہا کہ ''میرے اندر بڑے سرکش اور متکبر لوگ ہوں گے''۔ اور جنت نے کہا کہ ''میرے اندر کمزور اور مسکین قسم کے لوگ ہوں گے''۔

١٠١٧. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «احْتَجَّتِ الجنَّة والنَّار، فقالتِ النَّار: فيَّ الجبَّارون والمُتَكَبِّرُون. وقالتِ الجنَّة: فيَّ ضُعَفَاء الناسِ ومساكِينُهُم، فقضى الله بَيْنَهُمَا: إِنك الجنَّة رحْمَتِي أَرحم بك من أشاء، وإِنك النَّار عذابي أُعذب بك من أشاء، ولِكِلَيْكُمَا عليَّ مِلْؤُهَا».

١٠١٧. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا تو دوزخ نے کہا: "میرے اندر بڑے سرکش اور متکبر لوگ ہوں گے''۔ اور جنت نے کہا: ''میرے اندر کمزور اور مسکین قسم کے لوگ ہوں گے''۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا: ''اے جنت! تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور اے جہنم، تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمے ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أن الجنة والنار تحاجتا فيما بينهما، كل واحدة تدلي بحجتها، وهذا من الأمور الغيبية التي يجب علينا أن نؤمن بها حق وإن استبعدتها العقول فالجنة احتجت على النار، والنار احتجت على الجنة، النار احتجت بأن فيها الجبارين والمتكبرين، الجبارون أصحاب الغلظة والقسوة، والمتكبرون أصحاب الترفع والعلو، والذين يغمطون الناس ويردون الحق، كما قال النبي صلى الله عليه وسلم في الكبر: (إنه بطر الحق وغمط الناس). فأهل الجبروت وأهل الكبرياء هم أهل النار والعياذ بالله، وربما يكون صاحب النار لين الجانب للناس، حسن الأخلاق، لكنه جبار بالنسبة للحق، مستكبر عن الحق، فلا ينفعه لينه وعطفه على الناس، بل هو موصوف بالجبروت والكبرياء ولو كان لين الجانب للناس؛ لأنه تجبر واستكبر عن الحق. أما الجنة فقالت: إن فيها ضعفاء الناس وفقراء الناس. فهم في الغالب الذين يلينون للحق وينقادون له، وأما أهل الكبرياء والجبروت؛ ففي الغالب أنهم لا ينقادون. فقضى الله عز وجل بينهما فقال للجنَّة : (إنك الجنة

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جنت و دوزخ کے مابین جھگڑا ہوا تو ہر کسی نے اپنی اپنی دلیل دی۔ (اس حدیث میں جو کچھ بیان ہوا) اس کا تعلق امور غیب سے ہے جس پر ایمان لانا ہم پر واجب ہے اگرچہ عقل اسے بعید ہی جانے۔ جنت نے دوزخ کے مقابلے میں اپنی دلیل دی اور دوزخ نے جنت کے خلاف اپنی دلیل پیش کی۔ دوزخ نے کہا کہ اس میں سرکش و متکبر لوگ ہوں گے۔ جبار لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں سختی اور درشتگی ہوتی ہے اور متکبر لوگ وہ ہیں جو اپنی برتری اور بڑکپن جتاتے ہیں یعنی جو لوگوں کو حقیر جانتے ہیں اور حق کو جھٹلاتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبر کے بارے فرمایا کہ (کبر سے مراد) حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ چنانچہ سرکش اور متکبر لوگ دوزخی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ دوزخی شخص لوگوں کے لیے تو بڑا نرم خو اور خوش اخلاق ہوتا ہے تاہم حق کو تسلیم کرنے کے سلسلے میں وہ سرکشی دکھاتا ہے اور اس کا انکار کرتا ہے چنانچہ ایسے شخص کو لوگوں کے ساتھ اس کی یہ نرم خوئی اور مہربانی کوئی فائدہ نہیں دیتی، بلکہ اس کے باوجود بھی وہ سرکش و متکبر ہی ہوتا ہے اگرچہ لوگوں کے لیے وہ نرم خو ہی کیوں نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا اور جنت سے کہا: ''اے جنت! تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا'' اور جہنم سے کہا: اور اے جہنم، تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا'' اور پھر عزوجل نے کہا: ''اور تم دونوں کو بھرنا

رحمتي أرحم بك من أشاء) وقال للنار: (إنك النار عذابي أعذب بك من أشاء) ثم قال عز وجل: (ولكليكما عليَّ ملؤها) تكفل عز وجل وأوجب على نفسه أن يملأ الجنة ويملأ النار، وفضل الله سبحانه وتعالى ورحمته أوسع من غضبه، فإنه إذا كان يوم القيامة ألقى من يلقى في النار، وهي تقول : هل من مزيد، يعني أعطوني. أعطوني. زيدوا. فيضع الله عليها رجله، وفي لفظ عليها : قدمه، فينزوي بعضها على بعض، ينضم بعضها إلى بعض من أثر وضع الرب عز وجل عليها قدمه، وتقول: قط قط، يعني: كفاية كفاية، وهذا ملؤها. أما الجنة فإن الجنة واسعة، عرضها السَّمَوَاتِ والأرض يدخلها أهلها ويبقى فيها فضل زائد على أهلها، فينشئ الله تعالى لها أقواماً فيدخلهم الجنة بفضله ورحمته؛ لأن الله تكفل لها بملئها.

میرے ذمے ہے۔ "اللہ عزوجل نے اپنے اوپر یہ ذمہ داری اور وعدہ لے رکھا ہے کہ وہ جنت وجہنم کو بھر دے گا، تاہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فضل ومہربانی اس کے غضب سے وسیع ہے۔ چنانچہ روزِقیامت جب جہنمیوں کو آگ میں ڈال چکے گا تو جہنم کہے گی : اور کوئی ہے، یعنی مجھے اور دو، مجھے اور دو، زیادہ دو، چنانچہ اس میں اللہ اپنے پیر کو رکھے گا، اور ایک لفظ میں ''قدم'' کا ذکر ہے، چنانچہ جہنم کے حصے آپس میں سکڑ جائیں گے، اور رب عزّوجلّ کے اس میں قدم رکھنے کی وجہ سے آپس میں جہنم مل جائے گی، اور کہے گی : بس بس یعنی کافی ہے کافی ہے، اور یہی جہنم کا بھرنا ہے۔ رہی بات جنت کی تو جنت بہت وسیع ہے، اس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے، اس میں جنتی داخل ہوں گے اور ان جنتیوں کے مقدار کے مطابق زائد حصہ باقی رہ جائے گا، چنانچہ اس کے لیے اللہ ایک ایسی قوم کو پیدا کرے گا جنہیں اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کرے گا، کیونکہ اللہ نے اس کے بھرنے کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الْخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- احتجت : تخاصمت وأقامت كل واحدة منهما الحجة على الأخرة ، والمراد من الحوار حكاية ما اختص به كل منهما.
- الجبارون : الذين يتجبرون على الناس ويقهرونهم على مرادهم.
- ضعفاء الناس : المتواضعون،أو المستضعفون.
- مساكينهم : المحتاجون.
- قضى بينهم : أخبر عما أراده لها مما سبقت به إرادته.
- لكليكما علي ملؤها : لكل من الجنة والنار ما يملؤها.

فوائد الحديث:

١. بشارة المؤمنين المستضعفين بالجنة، ووعيد المتكبرين والجبارين بالنار.
٢. أن الله تعالى شاء أن يترك الناس أحراراً يختار كل واحد منهم العمل الذي يريده بعد أن يبين لهم طريق الحق من الباطل، وقد علم سبحانه أن فريقاً سيختار طريق الشر ويكون مصيره النار فيملؤها ، وأن فريقاً سيختار بإرادته طريق الخير فيكون مصيره الجنة فيملؤها.
٣. هذا الحديث على ظاهره، فقد جعل الله في الجنة والنار تمييزاً تدركان به؛ فتحاجتا وكان لهما قولاً.
٤. التواضع لله وخفض الجناح للمؤمنين سبب في رحمة الله ودخول الجنة.
٥. الجنة دار رحمة الله يرحم بها من يشاء من أوليائه، والنار دار عذابه يعذب بها من يشاء من أعدائه.
٦. جواز المناظرة، وأنها مشروعة لإظهار الحق وإزهاق الباطل.
٧. أن الفقراء والضعفاء هم أهل الجنة؛ لأنهم في الغالب هم الذين ينقادون للحق، وأن الجبارين المتكبرين هم أهل النار والعياذ بالله؛ لأنهم مستكبرون على الحق.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين،لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3261)

احتجت الجنة والنار، فقالت الجنة: يدخلني الضعفاء والمساكين، وقالت النار: يدخلني الجبارون والمتكبرون، فقال للنار: أنت عذابي أنتقم بك ممن شئت، وقال للجنة: أنت رحمتي أرحم بك من شئت

جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا تو جنت نے کہا کہ میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے اور دوزخ کہنے لگی کہ میرے اندر بڑے بڑے سرکش اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ذریعے میں جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا۔ اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے۔ تیرے ساتھ میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا۔

١٠١٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «احتجَّت الجنةُ والنارُ، فقالت الجنةُ: يدخلني الضعفاءُ والمساكينُ، وقالت النار: يدخلني الجبَّارون والمتكبِّرون، فقال للنار: أنتِ عذابي أنتقم بك ممَّن شئتُ، وقال للجنة: أنتِ رحمتي أرحمُ بك مَن شئتُ».

١٠١٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا تو جنت نے کہا کہ میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے اور دوزخ کہنے لگی: میرے اندر بڑے بڑے سرکش اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ذریعے میں جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا۔ اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے۔ تیرے ساتھ میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الجنة والنار احتجتا عند ربهما، أي: أن كل واحدة منهما أظهرت حجج التفضيل، فكل واحدة تدعي الفضل على الأخرى، وهذا من الأمور الغيبية، التي يجب علينا أن نؤمن بها حق وإن استبعدتها العقول، فالجنة احتجت على النار، فقالت: إن فيها ضعفاء الناس وفقراء الناس، فهم في الغالب الذين يلينون للحق وينقادون له، واحتجت النار بأن فيها الجبارين وهم أصحاب الغلظة والقسوة، والمتكبرين وهم أصحاب الترفع والعلو، والذين يحتقرون الناس ويردُّون الحق، فأهل الجبروت وأهل الكبرياء هم أهل النار والعياذ بالله؛ لأنهم في الغالب لا ينقادون للحق، فقضى الله -عز وجل- بينهما فقال للنار: أنتِ عذابي أعذب بك من أشاء، وأنتقم بك ممن أشاء، وقال للجنة: أنت رحمتي أرحم بك من أشاء، يعني: أنها الدار التي نشأت

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ جنت اور دوزخ نے اپنے رب کے سامنے ایک دوسرے سے جھگڑا کیا۔ یعنی ان میں سے ہر ایک نے اپنی فضیلت اور برتری کے دلائل پیش کیے۔ ان میں سے ہر ایک کا دعوی تھا کہ وہ دوسری سے برتر ہے۔ یہ سب کچھ غیبی امور سے تعلق رکھتا ہے جس پر ایمان لانا ہم پر واجب ہے اگرچہ عقل انہیں بعید ہی کیوں نہ جانے۔ جنت نے دوزخ کے خلاف دلیل دیتے ہوئے کہا کہ میرے اندر کمزور اور فقیر قسم کے لوگ آئیں گے۔ یہ عموما وہ لوگ ہوتے جو حق کے معاملے میں نرم خو اور اس کے تابع ہوتے ہیں۔ دوزخ نے دلیل دیتے ہوئے کہا کہ اس میں سرکش یعنی سخت اور درشت مزاج اور متکبر قسم کے لوگ یعنی اپنی بڑائی اور برتری جتلانے والے آئیں گے جو لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حق کو جھٹلاتے ہیں۔ چنانچہ سرکشی اور تکبر سے متصف لوگ دوزخی ہوں گے۔ العیاذ باللہ کیونکہ ایسے لوگ عموما حق کے پیرو نہیں بنتے۔ اللہ تعالی نے جنت و دوزخ کے مابین فیصلہ کرتے ہوئے دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے جس کے ذریعے میں جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور تیرے ذریعے سے میں جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا۔ اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے۔ میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحم

من رحمة الله، وليست رحمته التي هي صفته؛ لأن رحمته التي هي صفته وصف قائم به، لكن الرحمة هنا مخلوق، أنت رحمتي يعني خلقتك برحمتي، أرحم بك من أشاء، فأهل الجنة هم أهل رحمة الله، وأهل النار هم أهل عذاب الله -تعالى-.

کروں گا۔ یعنی جنت ایک ایسا مقام ہے جس کا وجود اللہ کی رحمت کا مرہون منت ہے۔ اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ جنت وہ رحمت ہے جو اللہ کی صفت ہے کیونکہ اللہ کی رحمت تو اس کے ساتھ قائم ایک صفت ہے۔ اس حدیث میں جس رحمت کا ذکر ہے وہ مخلوق ہے۔ "تو میری رحمت ہے" سے مراد یہ ہے کہ میں نے اپنی رحمت کی بدولت تجھے پیدا کیا ہے اور تیرے ذریعے میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا۔ جنت والے اللہ کی رحمت کے مستحقین ہوں گے اور دوزخ والے اللہ کے عذاب سے دوچار ہونے والے لوگ ہوں گے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه بمعناه، وهذا لفظ الترمذي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- الضعفاء : جمع ضعيف: وهو القليل الحظ من الدنيا.
- احتجت : أظهرت حُجج التفضيل.
- الجبارون : أصحاب الغلظة والقسوة.
- المتكبِّرون : الذي يحتقرون الناس ويُعظِّمون أنفسهم.

فوائد الحديث:

١. احتجاج الجنة والنار من الأمور الغيبية التي يجب علينا أن نؤمن بها، حتى وإن استبعدتها العقول.
٢. الفقراء والضعفاء هم أهل الجنة؛ والجبارون المتكبرون هم أهل النار.
٣. إثبات كلام الله -عز وجل- للجنة وللنار.
٤. إثبات صفة المشيئة لله -عز وجل- على ما يليق بجلال الله -سبحانه.-
٥. الرحمة نوعان: الأولى: رحمة صفة لله تعالى غير مخلوقة، والثانية: رحمة مخلوقة، وهي الجنة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. كشف المشكل من حديث الصحيحين، لجمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، المحقق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن – الرياض. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6334)

ارقبوا محمدًا -صلى الله عليه وسلم- في أهل بيته	تم محمد ﷺ کا ان کے اہل بیت کے بارے میں خیال رکھو
١٠١٩. الحديث: عن أبي بكر الصديق -رضي الله عنه- قال: ارْقَبُوا مُحَمَّدًا -صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم- في أَهلِ بَيتِهِ.	**١٠١٩. حدیث:** ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم محمد ﷺ کا ان کے اہل بیت کے بارے میں خیال رکھو۔
درجة الحديث: صحيح موقوفًا على أبي بكر الصديق -رضي الله عنه-	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: في أثر أبي بكر -رضي الله عنه- دليل على معرفة الصحابة -رضي الله عنهم- بحق أهل بيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وتوقيرهم واحترامهم، فمن كان من أهل البيت مستقيما على الدين مُتَّبِعًا لِسنَّة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فله حقان: حق الإسلام وحق القرابة من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وفيه أن أبا بكر والصحابة كانوا يحبون آل البيت ويوصون بهم خيرًا.	**اجمالی معنیٰ:** ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس اثر میں دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول ﷺ کے اہل بیت کے حق سے اوران کی توقیر واحترام سے آگاہ تھے۔ اہل بیت میں سے جو شخص راست روی سے دین پر قائم ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پیرو ہو اس کے دو حق ہیں: ایک اسلام کا حق اور دوسرا رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داری کا حق۔ اس میں اس بات کا (بھی) بیان ہے کہ ابو بکر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت سے محبت رکھتے تھے اور ان کے بارے میں خیر خواہی کی تلقین کرتے تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه البخاري من قول أبي بكر -رضي الله عنه-.

التخريج: أبو بكر الصديق -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ارقَبُوا : راعوه واحترموه وأكرموه.
- أهل بيته : أصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده.
- الموقوف : ما أضيف إلى الصحابيّ من قول أو فعل.

فوائد الحديث:

١. تعظيم أهل بيت النبي -صلى الله عليه وسلم- وإكرامهم وحبهم وموالاتهم، مع تعظيم وولاء سائر من أمرت الشريعة الإسلامية بموالاته من الصحابة الأكرمين والعلماء العاملين.

٢. معرفة الصحابة بحق أهل البيت وبخاصة الشيخين أبي بكر وعمر -رضي الله عنهما-.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3041)

ازهد في الدنيا يحبك الله، وازهد فيما عند الناس يحبك الناس

١٠٢٠. الحديث:

عن سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وآله وسلم- فقال: يا رسول الله، دُلَّني على عمل إذا عملته أحبني الله وأحبني الناس؟ «فقال ازهد في الدنيا يحبك الله، وازهد فيما عند الناس يحبك الناس».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يطلب منه أن يرشده إلى عمل إذا عمله يكون سببا لمحبة الله له ومحبة الناس، فأرشده النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى عمل جامع شامل يسبب له محبة الله ومحبة الناس. فقال له -صلى الله عليه وسلم-: "ازهد في الدنيا". أي: فلا تطلب منها إلا ما تحتاجه وتترك الفاضل، وما لا ينفع في الآخرة، وتتورع مما قد يكون فيه ضرر في دينك، وازهد في الدنيا التي يتعاطاها الناس، فإذا صار بينك وبين أحد منهم حق أو عقد من العقود فكن كما ورد في الحديث: "رحم الله امرءا سمحا إذا باع، سمحا إذا اشترى, سمحا إذا قضى، سمحا إذا اقتضى"؛ لتكون محبوبا عند الناس ومرحوما عند الله -تعالى-.

دنیا سے بے رغبتی رکھو، اللہ تم کو محبوب رکھے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ، تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

١٠٢٠. حدیث :

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کو میں انجام دوں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا سے بے رغبتی رکھو، اللہ تم کو محبوب رکھے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ، تو لوگ تم سے محبت کریں گے"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ اسے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی محبت حاصل ہو سکے۔ نبی ﷺ نے اس کی ایک ایسے جامع عمل کی طرف رہنمائی فرمائی جو اس کے لیے اللہ اور لوگوں کی محبت کا باعث بنے۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: دنیا سے بے رغبتی رکھو۔ یعنی صرف اسی قدر دنیا کو حاصل کرو جتنی ضرورت ہو اور زائد از ضرورت اور اس چیز کو چھوڑ دو جو آخرت کے اعتبار سے فائدہ مند نہ ہو اور ایسی اشیاء سے پرہیز کرو جس میں تمہارے دین کا کوئی نقصان ہو۔ اور اس دنیا سے بھی بے پروائی کرو جس میں لوگوں کے مابین لین دین ہوتا ہے اور جب تمہارے اور کسی دوسرے کے درمیان کوئی حق ہو یا کوئی معاہدہ طے پائے تو ایسا رویہ اختیار کرو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ: "اللہ کی رحمت ہو اس شخص پر جو جب بیچتا ہے تو کشادگی سے معاملہ کرتا ہے اور جب خریدتا ہے تو کشادگی سے معاملہ کرتا ہے اور جب ادائیگی کرتا ہے تو کشادگی سے کرتا ہے اور جب ادائیگی کا تقاضا کرتا ہے تو تب بھی کشادگی اپناتا ہے۔" اس رویے کو اپنانے کا حکم اس لیے دیا گیا تاکہ تم لوگوں کے ہاں ہر دلعزیز ہو سکو اور اللہ کے ہاں تم پر رحم ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: رواه ابن ماجه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- دلني : أرشدني.
- ازهد في الدنيا : اقتصر على القدر اللازم منها، واترك ما لا ينفعك في الآخرة.

- يحبك الله : لإعراضك عما أمر بالإعراض عنه.
- وازهد فيما عند الناس : من الدنيا.
- يحبك الناس : لأن قلوبهم مجبولة على حب الدنيا، ومن نازع إنسانا في محبوبه كرهه وقلاه، ومن لم يعارضه فيه أحبه.

فوائد الحديث:

١. علو همم الصحابة -رضي الله عنهم-، فلا تكاد تجد أسئلتهم إلا لما فيه خير في الدنيا أو الآخرة أو فيهما جميعاً.

٢. الإيجاز في جواب السؤال مالم تدع الحاجة إلى التفصيل.

٣. الزهد في الدنيا من أسباب محبة الله -تعالى- لعبده، والزهد فيما عند الناس من أسباب محبة الناس له.

٤. إثبات محبة الله -عزّ وجل-، أي أن الله -تعالى- يحب محبة حقيقية، على ما يليق بجلاله وعظمته.

٥. فضيلة الزهد في الدنيا، ومعنى الزهد: أن يترك ما لا ينفعه في الآخرة.

٦. الزهد مرتبته أعلى من الورع، لأن الورع ترك ما يضر، والزهد ترك ما لا ينفع في الآخرة.

٧. الحث والترغيب في الزهد فيما عند الناس، لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- جعله سبباً لمحبة الناس لك، وهذا يشمل أن لا تسأل الناس شيئاً، وأن لا تتطلع وتعرِّض بأنك تريد كذا.

٨. منازعة الناس في دنياهم مما يجلب بغضهم وحسدهم، ومن ذلك سؤالهم، كما قيل: وبُني آدم حين يُسأل يغضب.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م. -سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. - سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥هـ.

الرقم الموحد: (4307)

اطَّلَعت في الجنة فرأيتُ أكثرَ أهلِها الفقراءَ، واطَّلعتُ في النار فرأيتُ أكثرَ أهلها النِّساءَ

١٠٢١. الحديث:

عن ابن عباس وعمران بن الحصين -رضي الله عنهم- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «اطَّلَعت في الجنة فرأيتُ أكثرَ أهلِها الفقراءَ، واطَّلعتُ في النار فرأيتُ أكثرَ أهلها النِّساءَ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- في الحديث أنه اطَّلَع في الجنة فرأى أكثرَ أهلِها الفقراءَ، وذلك لأن الفقراء ليس عندهم ما يطغيهم، فهم متمسكون خاضعون. ولهذا من تأمل الآيات؛ وجد أن الذين يكذبون الرسل هم الملأ الأشراف والأغنياء، وأن المستضعفين هم الذين يتبعون الرسل، فلهذا كانوا أكثر أهل الجنة. والحديث لا يوجب فضل كل فقير على كل غني، وإنما معناه الفقراء في الجنة أكثر من الأغنياء فأخبر عن ذلك، وليس الفقر أدخلهم الجنة، وإن كان خفف من حسابهم، إنما دخلوا بصلاحهم معه، فالفقير إذا لم يكن صالحاً لا يفضل. كما أخبر -صلى الله عليه وسلم- أنه اطَّلَع في النار فرأى أكثرَ أهلِها النساء؛ وذلك لقيامهن بعادات سيئة تغلب على طباعهن، وتتعلق بهن، من ذلك كُفران العشير وكثرة اللعن. فالواجب عليهن أن يحافظن على أمر الدين ليسلمن من النار.

میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر غریب لوگ تھے اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں۔

١٠٢١. حديث:

ابن عباس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر غریب لوگ تھے اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اس حدیث میں بیان فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر غریب لوگ تھے کیونکہ غریبوں کے پاس ایسی کوئی شے ہوتی ہی نہیں جو انہیں سرکش بنائے۔ یہ لوگ پابندِ دین اور مطیع و فرماں بردار ہوتے ہیں۔ اسی لیے جو شخص آیات میں غور و فکر کرتا ہے اس پر یہ آشکارا ہوتا ہے کہ صاحبِ حیثیت اور امیر لوگ ہی رسولوں کو جھٹلاتے ہیں جب کہ کمزور و ناتواں لوگ رسولوں کی پیروی کرتے ہیں اس لیے جنت میں زیادہ تر یہی لوگ ہوں گے۔ حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر غریب کو ہر امیر پر فضیلت حاصل ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جنت میں غریب لوگ امیر لوگوں سے زیادہ ہیں اور اسی بات کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے۔ ان کی غربت ان کے جنت میں جانے کا سبب نہیں اگرچہ اس کی وجہ سے ان کے حساب میں کچھ تخفیف ضرور ہوگی۔ اس کے بجائے وہ اپنی راستگی کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ غریب آدمی اگر راست رو نہ ہو تو اسے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح نبی ﷺ نے بتایا کہ آپ ﷺ نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتیں نظر آئیں۔ کیونکہ عورتوں میں ایسی بری عادات ہوتی ہیں جن کا رنگ ان کی طبیعتوں پر حاوی ہو جاتا ہے اور وہ ان میں رچ بس جاتی ہیں۔ شوہر کی ناشکری اور کثرت کے ساتھ لعن طعن کرنا انہی بری عادات میں سے ہے۔ اس لیے ان پر ضروری ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کریں تاکہ جہنم سے محفوظ رہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه- عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اطّلعت : أشرفت وتأملت.

فوائد الحديث:

١. أن الفقراء في الجنة أكثر من الأغنياء, والفقير لم يدخل الجنة بسبب فقره, وإنما دخلها بعمله الصالح.

٢. التحريض على ترك التوسع في الدنيا والاستزادة من متاعها.

٣. تحريض النساء على المحافظة على أمر الدين ليسلمن من النار, والإخبار بأنهن أكثر أهل النار.

٤. أن الجنة والنار مخلوقتان موجودتان.

٥. أن من أساليب الدعوة: الترهيب.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, بيروت - لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤م. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧ه – ١٩٨٧م, الطبعة: ١٤.

الرقم الموحد: (3184)

الْحَيَاءُ مِنْ الْإِيمَانِ

حیا ایمان کا حصہ ہے۔

١٠٢٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «الْحَيَاء مِنْ الْإِيمَانِ».

١٠٢٢. حدیث :

عبد اللہ بن عمر - رضی اللہ عنہما - نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا : حیا ایمان کا حصہ ہے ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الحياء من الإيمان لأن المستحي يُقْلِع بحيائه عن المعاصي، ويقوم بالواجبات، وهذا من تأثير الإيمان بالله -تعالى- إذا امتلأ به القلب، فإنه يمنع صاحبه من المعاصي ويحثه على الواجبات، فصار الحياء بمنزلة الإيمان، من حيث أثر فائدته على العبد.

اجمالی معنی :

'حیا' ایمان کا ایک جز ہے کیوں کہ حیادار شخص گناہوں سے باز رہتا ہے اور فرائض کو انجام دیتا ہے ۔ یہ سب ایمان باللہ ہی کی تاثیر ہوتی ہے ۔ جب دل اس ایمان سے بھرا ہو تو وہ آدمی کو گناہوں سے روکتا ہے اور فرائض کی انجام دہی پر ابھارتا ہے ۔ چنانچہ بندے پر اپنی تاثیر کی بدولت 'حیا' ایمان کی طرح ہو گئی ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحياء : هو خلق يبعث على فعل الحسن، وترك القبيح

فوائد الحديث:

١. الحث على التخلق بخلق الحياء كونه من الإيمان
٢. أن الحياء: هو خلق يبعث على فعل الجميل، وترك القبيح
٣. أن ما يمنعك من الخير لا يسمى حياء بل يسمى خجلًا وعجزًا وذلًا وخورًا وجبنًا.
٤. أن الحياء قد يكون من الله، ويكون بفعل المأمورات، وترك المحظورات، وقد يكون الحياء من الخلق، ويكون باحترامهم، وإنزالهم منازلهم

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5478)

البر حسن الخلق، والإثم ما حاك في نفسك وكرهت أن يطلع عليه الناس

نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کر لوگوں کو اس کی خبر ہو۔

١٠٢٣. الحديث:

عن النواس بن سمعان -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «البِرُّ حُسْنُ الخُلق، والإثم ما حَاكَ في نفسك وكرهت أن يَطَّلِعَ عليه الناس». وعن وابصة بن معبد -رضي الله عنه- قال: «أتيت رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم- فقال: جئتَ تسأل عن البِرِّ؟ قلت: نعم، وقال: اسْتَفْتِ قلبك، البِرُّ ما اطمأنت إليه النفسُ واطمأن إليه القلب، والإثم ما حَاكَ في النفس وتَرَدَّدَ في الصدر -وإن أفتاك الناس وأَفْتَوْكَ-».

١٠٢٣. حدیث:

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تمہیں یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کی خبر ہو۔ وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دل سے پوچھو۔ نیکی ہر وہ شے ہے جس پر نفس اور دل مطمئن ہو جائے اور گناہ ہر وہ شے ہے جو دل میں کھٹکے اور سینے میں اضطراب کا باعث ہو اگرچہ لوگ تمہیں اس کے برخلاف ہی فتوی دے رہے ہوں"۔

درجة الحديث: حديث النواس: صحيح حديث وابصة: لا يوجد للألباني حكم عليه، وقال محققو المسند: إسناده ضعيف

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

فسر الحديثُ البرَّ بأنه حسن الخلق، وهو شامل لفعل جميع ما من شأنه أن يوصف بالحسن من الأخلاق، سواء فيما بين العبد وربه، أو ما بين العبد وأخيه المسلم، أو ما بينه وبين عموم الناس مسلمهم وكافرهم. أو هو ما اطمأنت إليه النفس كما في الحديث الثاني، والنفس تطمئن إلى الحسن من الأعمال والأقوال، سواء في الأخلاق أو في غيرها. والإثم ما تردد في النفس، فهو كالشبهة تردَّدُ في النفس فمن الورع تركها والابتعاد عنها، حماية للنفس من الوقوع في الحرام. فالورع ترك ذلك كله، والاتكاء على ما اطمأن إليه القلب. وأنَّ ما حاك في صدر الإنسان، فهو إثمٌ، وإنْ أفتاه غيرُه بأنَّه ليس بإثمٍ، وهذا إنَّما يكون إذا كان صاحبُه ممَّن شرح صدره بالإيمان، وكان المفتي يُفتي له بمجرَّد ظن أو ميلٍ إلى هوى من غير دليلٍ شرعيٍّ، فأمَّا ما كان مع

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ نیکی حسن خلق کا نام ہے۔ اس میں ہر وہ فعل شامل ہے جسے اچھی اخلاقی صفت کہا جا سکتا ہو چاہے وہ بندے اور اس کے رب کے مابین ہو یا پھر بندے اور اس کے مسلم بھائی کے مابین ہو یا پھر اس کے اور عام لوگوں کے مابین ہو چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر۔ یا پھر دوسری حدیث کی رو سے نیکی سے مراد ہر وہ کام ہے جس پر نفس مطمئن ہو جائے اور نفس کا اطمئنان اچھے اعمال و اقوال پر ہی ہوتا ہے چاہے وہ اخلاق میں سے ہوں یا پھر ان کے علاوہ دیگر افعال میں سے۔ اور گناہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو دل میں کھٹکے۔ جیسے کسی شبہے کا لاحق ہونا جس سے دل میں تردد ہو۔ تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے اور اس سے دور رہا جائے تاکہ نفس کو حرام میں مبتلا ہونے سے بچایا جا سکے۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اسے مکمل طور پر ترک کر دیا جائے اور اس چیز پر اعتماد کیا جائے جس پر دل مطمئن ہو۔ اور جو چیز انسان کے دل میں کھٹکے وہ گناہ ہوتی ہے اگرچہ دیگر لوگ یہ فتوی دیں کہ یہ گناہ نہیں ہے۔ تاہم ایسا صرف اسی وقت ہوتا ہے جب وہ شخص ان لوگوں میں سے ہو جن کا سینہ ایمان کی بدولت کشادہ ہو چکا ہو اور مفتی ایسا ہو جو اسے مجرد ظن اور ہوائے نفس کی طرف میلان پر تکیہ کرتے ہوئے فتوی دے رہا ہو اور اس کے پاس کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ جب کہ وہ فتوی جس کے ساتھ شرعی دلیل بھی

المفتي به دليلٌ شرعيٌّ، فالواجب على المستفتي الرُّجوعُ إليه، وإنْ لم ينشرح له صدرُه.	ہو تو اس کے سلسلے میں حکم یہ ہے کہ وہ اسے اختیار کرے گا اگرچہ اس کا سینہ اس کے لیے منشرح نہ بھی ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب
راوي الحديث: حديث النواس بن سمعان -رضي الله عنه-: رواه مسلم. حديث وابصة -رضي الله عنه-: رواه أحمد والدارمي.
التخريج: النواس بن سمعان بن خالد الكلابي الأنصاري -رضي الله عنه-
وابِصَة بن مَعْبَد الجُهني -رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- البر : أي: معظم البر، والبر: العمل الصالح، وكان ابن عمر يقول: البر شيء هين، وجه طليق وكلام لين.
- حسن الخلق : وهو الإنصاف في المعاملة، والرفق في المجادلة، والعدل في الأحكام، والبذل والإحسان في اليسر، والإيثار في العسر، وغير ذلك، من الصفات الحميدة.
- والإثم : الذنب.
- حاك في صدرك : تردد في القلب، ولم يطمئن إليه.
- وكرهت : كراهة دينية.
- أن يطلع عليه الناس : وجوههم وأماثلهم الذين يستحى منهم.
- اطمأنت إليه النفس : سكنت إليه النفس الطيبة.
- استفت قلبك : اطلب الفتوى منه.
- أفتاك الناس : أعطاك الناس حكما يخالف ما في نفسك من التردد، حال كونك متورعا تبحث عن الحق.
- وأفتوك : بخلافه، لأنهم إنما يقولون على ظواهر الأمور دون بواطنها.

فوائد الحديث:

١. النبي -صلى الله عليه وسلم- أعطي جوامع الكلم، يتكلم بالكلام اليسير وهو يحمل معاني كثيرة لقوله: "البر حسن الخلق" كلمة جامعة مانعة.
٢. الترغيب في حسن الخلق.
٣. الحق والباطل لا يلتبس أمرهما على المؤمن البصير، بل يعرف الحق بالنور الذي في قلبه، وينفر عن الباطل فينكره.
٤. إن المؤمن الذي قلبه صافٍ سليم يحوك في نفسه الإثم وإن لم يعلم أنه إثم.
٥. معجزة عظيمة للنبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث أخبر وابصة بما في نفسه قبل أن يتكلم به، وأبرزه في حيز الاستفهام التقريري مبالغة في إيضاح اطلاعه عليه وإحاطته به، وهذا مما أطلعه الله عليه، وليس النبي -صلى الله عليه وسلم- يعلم كل شيء من أمور الغيب.
٦. الفتوى لا تزيل الشبهة إذا كان المستفتي ممن شرح الله صدره، وكان المفتي إنما أفتى بمجرد ظن، أو ميل إلى الهوى من غير دليل شرعي، فأما ما كان له مع المفتي به دليل شرعي فيجب على المستفتي قبوله وإن لم ينشرح صدره.
٧. جواز الرجوع إلى القلب والنفس ممن استقام دينه؛ فإن الله -عز وجل- يؤيد من علم منه صدق النية.
٨. الرجل المؤمن يكره أن يطلع الناس على آثامه لقوله: "وكرهت أن يطلع عليه الناس."
٩. المدار في الشريعة على الأدلة، لا على ما أشتهر بين الناس، لأن الناس قد يشتهر عندهم شيء ويفتون به وليس بحق؛ فالمدار على الأدلة الشرعية.
١٠. الفتوى لا تبيح الإقدام على ما يشك الإنسان في حله، لقوله: "وإن أفتاك الناس وأفتوك"، وأفتوك : تأكيد، ويشهد لهذا الحديث قوله: "دع ما يريبك إلى ما لا يريبك، الصدق طمأنينة والكذب ريبة."

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد

فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. -سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، نشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ - ٢٠٠٠م.

الرقم الموحد: (4308)

البركة تنزل وسط الطعام، فكلوا من حافتيه، ولا تأكلوا من وسطه

برکت، کھانے کے بیچ میں نازل ہوتی ہے، اس لیے تم لوگ اس کے کنارے سے کھاؤ، بیچ سے مت کھاؤ۔

١٠٢٤. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «البَرَكة تنْزِلُ وَسَطَ الطَّعام، فَكُلُوا مِن حافَّتَيْه، ولا تأكلوا مِنْ وَسَطِه».

١٠٢٤. حديث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "برکت، کھانے کے بیچ میں نازل ہوتی ہے، اس لیے تم لوگ اس کے کنارے سے کھاؤ، بیچ سے مت کھاؤ"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يبين أدبًا من آداب الطعام حال الاجتماع على قصعة أو صحن ونحو ذلك، حيث أمر فيه النبي -صلى الله عليه وسلم- بالأكل من جوانب الإناء، وأن لا يؤكل من وسطه؛ لأنَّ بركة الله وخيره على هذا الطعام تنزل في وسطه، ومن بركة الطعام: أن يكون الطعام قليلًا فيكفي الكثير، ومنها: استمراء الطعام، ومنها: أنَّه إذا بقي بقية من الطعام، فإنَّها تبقى نظيفة لم تمسها يد، فيستفيد منها من يأتي بعد الآكلين، أما البدء من الوسط: فإنَّه يُفسد الطعام ويقذره على من بعده، فيُلقى، ولو كان كثيرًا.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں کسی بڑے برتن (اقصعۃ'دس افراد کے کھانے کے بڑے برتن کو کہتے ہیں) یا کھانے کے بڑے قاب وغیرہ میں اجتماعی طور پر بیٹھ کر کھانے کے آداب میں سے ایک اہم ادب کی جانب رہنمائی کی گئی ہے کہ جس میں نبی ﷺ نے برتن کے اطراف واکناف سے کھانے کی ہدایت فرمائی اور برتن کے بیچ سے کھانے سے منع فرمایا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کھانے کے بیچ میں برکت اور خیر نازل ہوتا ہے اور کھانے کی برکت یہ ہے کہ کھانا، مقدار میں کم ہونے کے باوجود سب کے لیے کافی ہوجاتا ہے، اور کچھ برکت اور خیر کے پہلو یہ بھی ہیں کہ کھانے میں پسندیدگی و شکم سیری کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور اگر کچھ کھانا باقی رہ بھی جائے تو کسی کا ہاتھ نہ لگنے کے سبب، وہ حصہ صاف ستھرا رہے گا اور کھانے سے فارغ ہوجانے والوں کے بعد دیگر آنے والے افراد بھی اس سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں، اگر کھانے کے بیچ سے کھانا شروع کیا جائے تو سارے کھانے کی حالت ابتر ہوجائے گی اور وہ بعد میں آنے والوں کے کھانے لائق نہ رہے گا اور نتیجہ میں کوڑے دان کی نذر ہوگا، چاہے وہ وافر مقدار ہی میں کیوں نہ ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- البركة : ما أودعه الله -سبحانه- في الطعام من زيادة، وتكثيره، والانتفاع به، وأصلها في اللغة: النماء والزيادة.
- حافتيه : من ناحيته وطرفه، والمراد من التثنية هنا ما فوق الواحد فيعم سائر الجوانب.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الأكل من جوانب الطعام قبل وسطه، وكراهة البداءة من وسطه أو أعلاه.
٢. أن للأكل والشرب -وإن كانا من مقتضيات الجبلة والفطرة الإنسانية- آدابا وسننا جاءت بها الشريعة الإسلامية، فلا بد للإنسان أن يراعيها عند أكله وشربه.

٣. أنه ينبغي استجلاب البركة واستبقاؤها, وأنه لا ينبغي فعل ما يزيلها.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي), أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني, دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزياداته, محمد ناصر الدين الأشقودري الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, , ط ٣, ١٤٠٨ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧ – ١٩٨٧, رقم الطبعة: ١٤ مختار الصحاح، تأليف: زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، الناشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت - صيدا, الطبعة: الخامسة، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧ه. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ _ ١٤٣١ هـ.

الجنة أقرب إلى أحدكم من شِرَاكِ نعله، والنار مثل ذلك	جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے اوراسی طرح دوزخ بھی۔
١٠٢٥. الحديث: عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «الجنة أقرب إلى أحدكُم من شِرَاكِ نَعْلِه، والنار مِثلُ ذلك».	**١٠٢٥. حدیث :** ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ”جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے اوراسی طرح دوزخ بھی“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الجنة والنار قريبان من الإنسان كقرب السير الذي يكون على ظهر القدم، وهو قريب من الإنسان جدًّا؛ لأنه قد يفعل طاعة من رضوان الله -عز وجل- لا يظن أنها تبلغ ما بلغت، فإذا هي توصله إلى جنة النعيم، وربما يفعل معصية لا يلقي لها بالاً، وهي من سخط الله، فيهوي بها في النار كذا وكذا من السنين وهو لا يدري.	**اجمالی معنی :** نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جنت اور جہنم یہ دونوں انسان کے قریب ہیں اور ان کی مسافت کی دوری اس قدر ہے جتنا کہ اس کے قدم کا اوپری حصہ کی دوری یعنی کہ یقیناً وہ انسان سے بہت زیادہ قریب ہے کیونکہ بسا اوقات وہ انسان اللہ عزّوجلّ کی رضا جوئی کے لیے کوئی ایسی نیکی کرتا ہے جس کے بارے یہ خیال نہیں کرسکتا کہ وہ کتنی بلند مرتبے کی ہے چنانچہ اس کی یہی نیکی اسے نعمتوں والی جنت میں پہنچا دیتی ہے اور بسا اوقات وہ انسان اللہ عزّوجلّ کی ناراضگی والا کوئی ایسا گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں اتنی اتنی برسوں کی مسافت گہرائی میں جا گرتا ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شراك نعله : سير النعل على ظهر القدم.

فوائد الحديث:

١. الطاعة موصلة إلى الجنة، والمعاصي تؤدي إلى النار.
٢. تحصيل الجنة سهل، إذا صح القصد وعملت الصالحات.
٣. الطاعة والمعصية قد تكون في أيسر الأشياء، فينبغي على المرء ألا يزهد في قليل من الخير ولا في قليل من الشر فيجتنبه.
٤. الترغيب في قليل الخير وإن قلَّ، والترهيب عن قليل الشر وإن قل.
٥. ضرب الأمثلة لتقريب المراد للسامع.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - فتح الباري شرح صحيح البخاري - لأحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي - دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي - قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب - عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي،

دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3581)

الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا، وكفانا وآوانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لا كَافِيَ لَهُ وَلاَ مُؤْوِيَ

«الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا، وكفانا وآوانا، فكَمْ ممَّنْ لا كَافِيَ له ولاَ مُؤْوِيَ»۔
ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانہ دیا۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ کوئی انہیں ٹھکانہ دینے والا۔

١٠٢٦. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أوى إلى فراشه، قال: «الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا، وكفانا وآوانا، فَكَمْ مِمَّنْ لا كَافِيَ له وَلاَ مُؤْوِيَ».

١٠٢٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا، وكفانا وآوانا، فكَمْ ممَّنْ لا كَافِيَ له ولاَ مُؤْوِيَ» ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانہ دیا۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ کوئی انہیں ٹھکانہ دینے والا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أوى إلى فراشه قال: الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا فكم ممن لا كافي له ولا مؤوي. يحمد الله -عز وجل- الذي أطعمه وسقاه بأنه لولا أن الله -عز وجل- يسر لك هذا الطعام وهذا الشراب ما أكلتَ ولا شربتَ، فتحمد الله الذي أطعمك وسقاك، قوله: أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا كفانا يعني يسر لنا الأمور، وكفانا المؤونة وآوانا أي جعل لنا مأوى نأوي إليه فكم من إنسان لا كافي له ولا مأوى أو ولا مؤوي، فينبغي لك إذا أتيت مضجعك أن تقول هذا الذكر.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے: الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا فكم ممن لا كافي له ولا مؤوي۔ آپ ﷺ اللہ عز و جل کی حمد بیان کرتے جس نے آپ کو کھلایا اور پلایا بایں طور کہ اگر اللہ عز و جل آپ کو نہ کھلاتا اور نہ پلاتا تو نہ آپ کچھ کھا سکتے اور نہ پی سکتے۔ چنانچہ آپ اس اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں جس نے آپ کو کھلایا اور پلایا۔ یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، جو ہمارے لیے کافی ہو گیا اور جس نے ہمیں ٹھکانہ دیا۔ یعنی جس نے تمام امور کو ہمارے لیے آسان کردیا اور ان کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لی اور ہمارے لیے ٹھکانہ بنایا جس میں ہم رہتے ہیں۔ کتنے ہی انسان ایسے ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرتا ہے اور نہ کوئی ان کا ٹھکانہ ہوتا ہے یا جنھیں کوئی بھی ٹھکانہ مہیا نہیں کرتا چنانچہ آپ کو چاہیے کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں تو یہ ذکر (دعا) پڑھیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كفانا : أغنانا.
- آوانا : ردنا إلى سكن ومأوى، ولم يجعلنا منتشرين كالبهائم.
- مؤوي : راحم وعاطف، وقيل: لا وطن له ولا سكن يأوي إليه.

فوائد الحديث:

١. استحباب قول هذا الدعاء قبل النوم.

٢. وجود مأوى ومسكن يسكن فيه الإنسان نعمة من الله -تعالى- ينبغي شكره عليها.

٣. ذكر النبي صلى الله عليه وسلم الطعام والشراب عند النوم ؛ لأن النوم لا يحصل إلا بعد حصول الكفاية منهما.

٤. الله تعالى هو الذي يكفي العباد شر بعض ويهيئ لهم أرزاقهم وأقواتهم.

٥. ينبغي على العبد أن يشكر الله -تعالى- على كثرة نعمه على عبيده، وينظر إلى من هو دونه في أمور الدنيا ممن لا كافي له ولا مؤوي؛ ليعظم عنده ويعلم نعمة ربه عليه فيزداد شكرا.

٦. ذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- لبعض هذه النعم دعوة للعبد للتفكر ومعرفة نعم الله عليه، فإن العبد إذا عرف النعمة شكر الله عليها ، فلن يشكر العبد ربه إلا إذا عرف النعمة ، فعلى العبد التأمل والتفكر في نعم الله تعالى ، فهذا هو الذي يوصله لشكر الله تعالى.يقول ابن القيم: " قال الهروي: الشكر: اسم لمعرفة النعمة؛ لأنها السبيل إلى معرفة المنعم ؛ ولهذا سمى الله تعالى الإسلام والإيمان في القرآن شكرا، فمعرفة النعمة ركن من أركان الشكر، لأنها جملة الشكر والاعتراف بنعمة المنعم.

٧. وضمير الجمع المتصل في قوله -صلى الله عليه وسلم-: "أطعمنا- وسقانا- وكفانا- وآوانا" إشارة إلى عموم الفضل، وعظيم الخير الذي أفاضه الله تعالى على عبيده؛ لأن جميع البشر يرفلون بنعم الله -تعالى- ويتمتعون بها ولكن الشاكر قليل.

٨. فضيلة الحمد والشكر على النعم.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5882)

الحياء لا يأتي إلا بخير

١٠٢٧. الحديث:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنهما- قَالَ: قَالَ رسولُ اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «الحَيَاءُ لاَ يَأْتِي إلاَّ بِخَيرٍ». وفي رواية : «الحَيَاءُ خَيرٌ كُلُّهُ» أو قال: «الحَيَاءُ كُلُّهُ خَيرٌ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الحياء صفة في النفس تحمل الإنسان على فعل ما يجمل ويزين، وترك ما يدنس ويشين، فلذلك لا يأتي إلا بالخير، وسبب ورود الحديث أن رجلًا كان ينصح أخاه في الحياء، وينهاه عن الحياء، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم- هذا الكلام.

حیا تو خیر ہی لاتی ہے۔

١٠٢٧. حدیث :

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "حیا تو خیر ہی لاتی ہے"۔ ایک اور روایت میں ہے : «الحَيَاءُ خَيرٌ كُلُّهُ» یعنی حیا سراپا خیر ہے۔ یا پھر آپ نے یہ فرمایا : «الحَيَاءُ كُلُّهُ خَيرٌ» یعنی حیا سر تا پا خیر ہے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

پہلی روایت متفق علیہ ہے۔ دوسری اور تیسری روایت کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال القلوب

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية والثالثة: رواها مسلم.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحياء : صفة تقوم في النفس فتمنعها من فعل ما يستقبح.

فوائد الحديث:

١. الحث على التخلق بخلق الحياء.
٢. الحياء خير للفرد والمجتمع.
٣. ترك إنكار المنكر والجهر بالنصح والمطالبة بالحقوق ضعف وجبن وليس من الحياء في شيء.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3055)

الدعاء بين الأذان والإقامة لا يرد

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔

١٠٢٨. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-قال: «الدعاء بين الأذان والإقامة لا يرد». «الدعاء بين الأذان والإقامة لا يرد».

١٠٢٨. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذان اور اقامت (تکبیر) کے درمیان کی ہوئی دعا رد نہیں کی جاتی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يدل هذا الحديث على فضل الدعاء بين الأذان والإقامة، فمن أُلهِم الدعاء ووفق له فقد أُريد به الخير وأُرِيدتْ له الإجابة. ويستحب الدعاء في هذا الوقت؛ لأن الإنسان ما دام ينتظر الصلاة فهو في صلاة، والصلاة موطن لاستجابة الدعاء؛ لأن العبد يناجي ربه فيها، فهذا الوقت على المسلم أن يجتهد فيه بالدعاء.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا جسے دعا کرنے کا الہام ہوگیا اور اس کی توفیق نصیب ہوگئی تو درحقیقت اس کے ساتھ خیر کا اور قبولیت کا ارادہ کیا گیا ہے۔ آذان اور اقامت کے درمیان دعا کرنا اس لیے مستحب ہے کیونکہ انسان جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے، تو وہ نماز ہی میں رہتا ہے اور نماز دعا کی قبولیت کی جگہ ہے کیونکہ اس میں بندہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ اس وقت خوب دعا کرے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أسباب إجابة الدعاء وموانعه

راوي الحديث: رواه النسائي وابن حبان.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. الحث على الدعاء.

٢. فضيلة هذا الوقت، وهو بين الأذان والإقامة.

٣. أن الدعاء: إما مطلق في كل وقت، أو ومقيد بأوقات فاضلة.

المصادر والمراجع:

السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط، مؤسسة الرسالة، بيروت. صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤١٤هـ-١٩٩٣م. الثمر المستطاب في فقه السنة والكتاب، محمد ناصر الدين الألباني، غراس للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ- ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ.

الرقم الموحد: (5479)

الدنيا سجن المؤمن، وجنة الكافر	دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے ۔
١٠٢٩. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «الدنيا سِجنُ المؤمن، وجَنَّةُ الكافر».	**١٠٢٩. حدیث :** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: المؤمن في هذه الدنيا سجين لما أعده الله له يوم القيامة من النعيم المقيم، وأما الكافر فجنته دنياه؛ لما أعد الله له من عذاب مقيم يوم القيامة.	**اجمالی معنی :** اللہ تعالی نے مومن کے لیے روزقیامت جو دائمی نعمتیں تیار کررکھی ہیں ان کی وجہ سے وہ دنیا میں قیدی ہے اور کافر کی جنت اس کی دنیا ہے کیونکہ روزقیامت اس کے لیے اللہ نے کبھی نہ ٹلنے والا عذاب تیار کررکھا ہے ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المؤمن : الإيمان: إقرار القلب المستلزم للقول والعمل، فهو اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان، وعمل القلب والجوارح.
- الكافر : الكفر: أصله الجحود والعناد المستلزم للاستكبار والعصيان.

فوائد الحديث:

١. حث المؤمن على الإعراض عن محبة الدنيا، وعدم الانغماس في متاعها، وتشوقه إلى الدار الآخرة.
٢. هوان الدنيا على الله تعالى.
٣. أن الدنيا دار ابتلاء وامتحان لأهل الإيمان.
٤. فيه تسلية لأهل المصائب.
٥. الكافر يذهب طيباته في حياته الدنيا.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. فتح رب البرية بتلخيص الحموية، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض. أعلام السنة المنشورة لاعتقاد الطائفة الناجية المنصورة، حافظ بن أحمد الحكمي، تحقيق: حازم القاضي، وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، ١٤٢٢هـ. موسوعة فقه القلوب، محمد بن إبراهيم التويجري، بيت الأفكار الدولية. كتاب العلم، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صلاح الدين محمود، مكتبة نور الهدى.

الرقم الموحد: (3584)

الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ من الله، والحُلُمُ من الشيطان

١٠٣٠. الحديث:

عن أبي قتادة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ -وفي رواية: الرُّؤْيَا الحَسَنَةُ- من الله، والحُلُمُ من الشيطان، فمن رأى شيئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عن شماله ثلاثا، وَلْيَتَعَوَّذْ من الشيطان؛ فإنها لا تضره». وعن جابر -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا رأى أحدكم الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عن يساره ثلاثا، ولْيَسْتَعِذْ بالله من الشيطان ثلاثا، ولْيَتَحَوَّلْ عن جَنْبِهِ الذي كان عليه».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أخبر -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث: أن الرؤيا السَالِمَة من تخليط الشيطان وتشويشه، هي من جملة نعم الله على عباده، ومن بشارات المؤمنين، وتنبيهات الغافلين، وتذكيره للمعرضين. والحُلُمُ الذي هو أضغاث أحلام، فإنما هو من تخليط الشيطان على روح الإنسان، وتشويشه عليها وإفزاعها، وجلب الأمور التي تكسبها الهم والغم ويحزن وربما يمرض؛ لأن الشيطان عدو للإنسان يحب ما يسوء الإنسان وما يحزنه. فإذا رأى المرء في منامه ما يزعجه ويخيفه ويحزنه، فعليه أن يأخذ بالأسباب التي تدفع كيد الشيطان ووسوسته، وعلاجها كما جاء عليه في الحديث: أولاً : أن يَبْصُقَ عن شماله ثلاث مرات. ثانيا: أن يتعوذ بالله من الشيطان الرجيم ثلاثا لدفع شره وبأسه. ثالثاً : إذا كان على جنبه الأيسر يتحول إلى الأيمن وإذا كان على الأيمن يتحول إلى الأيسر . فإذا عمل بالأسباب المتقدمة لم تضره شيئا بإذن الله تصديقا؛ لقول رسوله صلى الله عليه وسلم ، وثقة بنجاح الأسباب الدافعة له.

نیک خواب اللہ کی جانب سے ہیں، اور برے خواب شیطان کی جانب سے ہوتے ہیں۔

١٠٣٠. حدیث :

ابوقتادہ - رضی اللہ عنہ - بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "نیک خواب اور ایک روایت میں ہے کہ اچھے خواب اللہ کی جانب سے ہیں، اور برے خواب شیطان کی جانب سے، چنانچہ جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے۔ ایسا کرنے پر یہ خواب اسے کوئی ضرر نہیں دے گا" جابر - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : تم میں سے جب کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ اپنے بائیں جانب تین بار تھوکے اور شیطان کے شر سے تین بار پناہ (تعوذ) مانگے اور جس کروٹ وہ لیٹا ہوا سے تبدیل کرلے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں یہ بتایا کہ ایسے خواب جو شیطان کی آمیزش اور اضطراب سے پاک ہوتے ہیں وہ اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر کی گئی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو مومنوں کے لیے بشارت، غافلوں کے لیے تنبیہ اور بے گانہ لوگوں کے لیے یاددہانی کا درجہ رکھتے ہیں۔ "حُلم" پراگندہ خوابوں کو کہا جاتا ہے جو انسانی روح پر شیطان کی تخلیط و آمیزش اور اسے مضطرب اور خوفزدہ کرنے کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے انسانی روح غم اور حزن کا شکار ہو جاتی ہے اور بسا اوقات انسان بیمار بھی ہوجاتا ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کیوں کہ شیطان انسان کا دشمن ہے اور انسان کو جو شے بری لگے اور اسے غم زدہ کرے وہ شیطان کو پسند ہے۔ جب کوئی شخص اپنے خواب میں کوئی ایسی شے دیکھے جو اس کے لیے پریشان کُن ہو اور اسے خوف و غم میں مبتلا کردے تو اسے چاہیے کہ وہ ان اسباب کو اختیار کرے جو شیطانی چال و وسواس کو دور کرتے ہیں۔ ان کا علاج وہ عمل جو حدیث میں آیا ہے کہ : پہلا۔ وہ شخص اپنے بائیں جانب تین دفع تھوکے۔ دوسرا۔ تین دفع شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے تاکہ اس کے شر اور اس کی شدت کو دور کرے۔ تیسرا ۔ اگر وہ بائیں کروٹ لیٹا ہو تو دائیں پر ہوجائے اور دائیں کروٹ لیٹا ہو تو بائیں پر ہوجائے۔ جب وہ مذکورہ وسائل کو بروئے کار لائے گا تو اللہ کے حکم سے یہ خواب اسے کوئی نقصان نہ دے سکیں گے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی بات سچ ہے اور شیطان کو دفع کرنے والے ان اسباب کی کامیابی یقینی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الرؤيا

راوي الحديث: حديث أبي قتادة: متفق عليه. حديث جابر: رواه مسلم.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه- جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحلم : الرؤيا والحلم عبارة عما يراه النائم في نومه من الأشياء، لكن غلبت الرؤيا على ما يراه من الخير والشيء الحسن، وغلب الحلم على ما يراه من الشر والقبيح ويستعمل كل واحد منهما موضع الآخر.
- فلينفث : النفث: نفخ لطيف لا ريق فيه.
- الشيطان : أي البعيد عن الخير.
- فليتعوذ : الاستعاذة: أي لقد لجأت إلى ملجأ ولذت بملاذ.

فوائد الحديث:

١. تقسيم ما يراه العبد في منامه، فإن منها ما يكون من تلعب الشيطان للرائي، ومنه ما يكون تخويفًا له.

٢. الرؤيا الصالحة بشرى للمؤمن.

٣. علاج الحلم الذي يكون من الشيطان بأن ينفث عن شماله ثلاثًا، ويستعيذ من الشيطان؛ وإذا أراد أن يرجع لنومه يتحول عن جنبه الذي كان عليه، فإنها لا تضره.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـبهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر .   بهجة قلوب الأبرار، تأليف: عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الكريم بن رسمي ال الدريني، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ   رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر.   منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم ، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ.

الرقم الموحد: (3586)

الرِّيحُ من رَوْحِ الله، تأتي بالرَّحمة، وتأتي بالعَذَاب، فإذا رَأَيْتُمُوهَا فَلاَ تَسُبُّوهَا، وسَلُوا الله خَيرها، واسْتَعِيذُوا بالله من شرِّها

ہوااللہ کی رحمت ہے۔ یہ رحمت لے کر آتی ہے اور (بسا اوقات) عذاب لاتی ہے۔ لہٰذا جب تم اسے دیکھو تو اسے برا بھلا مت کہو اور اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کی برائی سے پناہ مانگو۔

١٠٣١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «الرِّيحُ من رَوْحِ الله، تأتي بالرَّحمة، وتأتي بالعَذَاب، فإذا رَأَيْتُمُوهَا فَلاَ تَسُبُّوهَا، وسَلُوا الله خَيرها، واسْتَعِيذُوا بالله من شرِّها».

١٠٣١. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ہوا اللہ کی رحمت ہے۔ یہ رحمت لے کر آتی ہے اور (بسا اوقات) عذاب لاتی ہے۔ لہٰذا جب تم اسے دیکھو تو اسے برا بھلا مت کہو اور اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کی برائی سے پناہ مانگو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الرِّيحُ من رحمة الله -تعالى- بعباده، تأتي بالرَّحمة وتأتي بالعَذَاب، فهو -تعالى- يرسل الرِّياح رحمة بعباده، فيحصل بسببها الخير والبركة للناس، كما في قوله -تعالى-: (وأرسلنا الرياح لواقح) وقوله -تعالى-: (الله الذي يرسل الرياح فتثير سحابًا فيبسطه في السماء كيف يشاء ويجعله كسفا فترى الودق يخرج من خلاله) وقوله -تعالى-: (وهو الذي يرسل الرياح بشرًا بين يدي رحمته حتى إذا أقلت سحابًا ثقالًا سقناه لبلد ميت فأنزلنا به الماء). الآية. وتأتي بالعَذَاب، كما في قوله -تعالى-: (فأرسلنا عليهم ريحًا صرصرًا في أيام نحسات لنذيقهم عذاب الخزي في الحياة الدنيا) وقوله -تعالى-: (إنا أرسلنا عليهم ريحًا صرصرًا في يوم نحس مستمر تنزع الناس كأنهم أعجاز نخل منقعر) وقوله -تعالى-: (قالوا هذا عارض ممطرنا بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب أليم). قال -صلى الله عليه وسلم-: "فإذا رَأَيْتُمُوهَا فَلاَ تَسُبُّوهَا " فلا يجوز للمسلم أن يُسبَّ الريح؛ لأنها مخلوقة من مخلوقات الله مأمورة بأمره ولا تأثير لها في شيء، لا بنفع ولا بِضُرٍّ إلا بأمر الله -عز وجل-، فيكون شتمها شتمًا لخالقها ومُدبّرها، وهو الله -سبحانه-. وقال: "وسَلُوا الله خَيرها، واسْتَعِيذُوا بالله من شرِّها" بعد أن نهى

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "الرِّيحُ من رَوحِ الله" یعنی ہوا اللہ کی اپنے بندوں کے ساتھ رحمت ہے۔ "تأتي بالرَّحمة وتأتي بالعَذَاب" یعنی اللہ تعالی ہواؤں کو اپنے بندوں کے لیے از راہِ رحمت بھیجتا ہے، چنانچہ اس کے سبب لوگوں کو خیر وبرکت حاصل ہوتی ہے جیساکہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہے: (وأرسلنا الرياح لواقح) ترجمہ: اور ہم بھیجتے ہیں بوجھل ہوائیں۔ اسی طرح اللہ کا یہ فرمان: (الله الذي يرسل الرياح فتثير سحابا فيبسطه في السماء كيف يشاء ويجعله كسفا فترى الودق يخرج من خلاله) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہوائیں چلاتا ہے وہ ابر کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی منشا کے مطابق اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں۔ نیز اللہ کا یہ فرمان: (وهو الذي يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته حتى إذا أقلت سحابا ثقالا سقناه لبلد ميت فأنزلنا به الماء) الآية۔ ترجمہ: اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں، تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں، پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں۔ اور کبھی یہ ہوائیں عذاب لے کر آتی ہیں جیساکہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہے: (فأرسلنا عليهم ريحا صرصرا في أيام نحسات لنذيقهم عذاب الخزي في الحياة الدنيا) ترجمہ: بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز و تند آندھی منحوس دنوں میں بھیج دی کہ انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں۔ اور فرمایا: (إنا أرسلنا عليهم ريحا صرصرا في يوم نحس مستمر تنزع الناس كأنهم أعجاز نخل منقعر) ترجمہ: ہم نے ان پر تیز و تند مسلسل چلنے والی ہوا، ایک پیہم منحوس دن میں بھیج دی، جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر دے پٹختی تھی، گویا کہ وہ جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے تنے ہیں۔ اور فرمایا: (قالوا هذا

النبي -صلى الله عليه وسلم- عن سَبِّ الرِّيح أرشد أُمَّته عند هبوبها أن يسألوا الله -تعالى- من خَيرها ويستعيذوا من شرِّها والمعنى: أن يسألوا الله -تعالى- أن يُحقق لهم ما تحمله من خَير، ويَصْرِف عنهم من تحمله من شرٍّ.

عارض ممطرنا بل ہو ما استعجلتم بہ ریح فیہا عذاب الیم) ترجمہ: کہنے لگے یہ ابر ہم پر برسنے والا ہے، (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ (عذاب) ہے.جس کی تم جلدی کر رہے تھے "فإذا رأيتموها فلا تسبُّوها" یعنی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ ہوا کو برا بھلا کہے کیونکہ یہ تو اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق اور اس کے حکم کی پابند ہے اور کسی شے میں بذات خود اس کی کوئی تاثیر نہیں۔ اللہ عز وجل کے حکم کے بغیر یہ نہ کوئی نفع دیتی ہے اور نہ کوئی نقصان۔ چنانچہ اسے برا بھلا کہنا اس کے خالق و مدبر کو برا بھلا کہنے کے مترادف ہوگا جو کہ اللہ سبحانہ و تعالی ہے۔ "وسَلُوا الله خيرها، واستَعِيذُوا بالله من شرها" ہوا کو برا بھلا کہنے سے منع کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ہوا چلے تو اس وقت وہ اللہ تعالی سے اس کے خیر کو طلب کریں اور اس کے شر سے اس کی پناہ مانگیں۔ مراد یہ کہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ انہیں اس خیر سے نوازے جو اس میں پنہاں ہے اور اس شر کو ان سے دور کردے جو اس میں مضمر ہے۔ القول المفید، شرح کتاب التوحید لابن عثیمین(۲/۳۷۹) شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین(۶/۴۷۰) شرح کتاب التوحید للحازمی، الیکٹرانک کاپی. شرح سنن أبی داود للعباد، الیکٹرانک کاپی.

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من رَوْحِ الله : من رحمته بعباده.

فوائد الحديث:

١. النهي عن سَبِّ الريح وغيرها من ظواهر الكون؛ لأنها كلها مُسَخَّرة بأمر الله تعالى فيما خُلقت له.

٢. ليس من خلق المسلم السَّب والشَّتم، حتى ولو كان لغير الإنسان.

٣. ظواهر الكون آيات من آيات الله -عز وجل- ومظاهر من مظاهر قدرته يكون فيها الخير والرحمة لمن أراد الله -تعالى- رحمته، ويكون فيها الويل والثبور لمن أراد الله -تعالى- عذابه.

٤. الرِّياح فيها الخير الكثير من صلاح الرزق والبَدن، وفيها الشَّر المُسْتَطِير من إهلاك الحَرْث والنَّسْل، فيحسُن بالمسلم أن يسأل الله تعالى أن يُمَتِّعه بخيرها ويحفظه من شَرِّها.

٥. الالتجاء إلى الله والتضرع إليه عند هبوب الرياح وسؤال الله من خيرها والاستعاذة من شَرِّها.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ القول المفيد على كتاب التوحيد، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ مشكاة المصابيح، تأليف:

محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. شرح كتاب التوحيد، تأليف: أحمد بن عمر بن مساعد الحازمي، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8957)

الزبير ابن عمتي، وحواري من أمتي	زبیر میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میری امت میں سے میرا حواری ہے۔
١٠٣٢. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنه- مرفوعًا: «الزُّبير ابن عَمَّتي، وحَوَاريِّ من أُمَّتي».	**١٠٣٢. حدیث:** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "زبیر میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میری امت میں سے میرا حواری ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الزبير بن العوام -رضي الله عنه- هو ابن عمته صفية بنت عبد المطلب -رضي الله عنها-، وأنه ناصره من أمته.	**اجمالی معنیٰ:** نبی کریم ﷺ بتا رہے ہیں کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور آپ ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے مددگار ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: مسند أحمد.

معاني المفردات:

- حَوَارِيِّ : ناصري.

فوائد الحديث:

١. الزبير بن العوام نال شرف الصحبة وشرف القرابة من النبي -صلى الله عليه وسلم-.

٢. فضيلة للزبير بن العوام وأنه يلقب بـ: «حواري الرسول.»

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى لمكتبة المعارف، ١٤٢٢هـ. التنوير شرح الجامع الصغير، لمحمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني الأمير الصنعاني، التنوير شرح الجامع الصغير، محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى ١٤٣٢هـ، ٢٠١١ م.

الرقم الموحد: (11193)

الساعي على الأرملة والمسكين، كالمجاهد في سبيل الله

بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

١٠٣٣. الحديث:

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: «السَّاعِي على الأَرْمَلَةِ والمِسْكِينِ، كالمُجَاهِدِ في سبيل الله». وأَحْسَبُهُ قال: «وكالقائم الذي لا يَفْتُرُ، وكالصائم الذي لا يُفْطِرُ».

١٠٣٣. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے“۔ راوی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث میں یہ بھی کہا تھا؛ ”اس نمازمیں کھڑے رہنے والے شخص کی طرح ہے، جو تھکتا ہی نہ ہو اور اس لگاتار روزہ رکھنے والے کی طرح ہے، جو افطار ہی نہ کرتا ہو“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الذي يقوم بمصالح المرأة التي مات عنها زوجها، والمسكين المحتاج وينفق عليهم، هو في الأجر كالمجاهد في سبيل الله، وكالقائم في صلاة التهجد الذي لا يتعب من ملازمة العبادة، وكالصائم الذي لا يفطر.

اجمالی معنی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیوہ عورت، مسکین محتاج کا خیال رکھنے والا اور ان پر خرچ کرنے والا ثواب کے معاملے میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہے اور اس شخص کی طرح ہے، جو رات بھر تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے تھکتا نہ ہو اور اس روزے دار کی طرح ہے، جو افطار نہ کرتا ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال الجوارح

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- السَّاعِي : هو المكتَسِب للأرملة والمسكين بما يعيشهما ويُعِينُهما به.
- الأَرْمَلَة : المرأة التي مات عنها زوجها غنية كانت أو فقيرة.
- المِسْكِين : أي المحتاج الأحق بالصدقة، فهو الذي ليس له من المال ما يسد حاجته.
- كالمُجَاهِدِ في سَبيلِ الله : الجهاد: هو بذل الجهد في قمع أعداء الإسلام بالقتال وغيره؛ لتكون كلمة الله هي العليا.
- كالقَائِم : أي: في صلاة التهجد متعبِّدًا.
- الَّذِي لاَ يَفْتُرُ : لا يتعَب من ملازمة العبادة.

فوائد الحديث:

١. وجه إلْحَاق القائم على الأرملة والمسكين بما يصلحهما ويحفظهما بالمجاهد والمتهجد: أن المداومة على أعمال البر كهذه تفتقِر إلى مجاهدة النفس والشيطان.
٢. الحث على كشف كرب الضعفاء وسد خُلَّتِهِم وحاجاتهم وصون حُرمَتِهِم.
٣. حرص الشريعة الإسلامية على تضامن المسلمين وتكافلهم وتعاونهم؛ حتى يشتد البناء الإسلامي.
٤. العبادة تشمل كل عمل صالح.
٥. العبادة: اسم جامع لكل ما يحبه ويرضاه الله من الأعمال الصالحة الظاهرة والباطنة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3135)

خاموشی حکمت ہے اوراس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔	الصمت حِكَمٌ، وقليل فاعله
١٠٣٤. حدیث: اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: «خاموشی حکمت ہے اوراس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔»	**١٠٣٤. الحديث:** عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «الصمت حِكَمٌ، وقليل فاعله».
حدیث کا درجہ: ضعیف	**درجة الحديث:** ضعيف
اجمالی معنی: حدیث میں خاموشی کی فضیلت کا بیان ہے، اوریہ کہ خاموشی حکمت ودانائی ہے، مگر بہت کم لوگ خاموشی اپناتے اوراس جانب توجہ دیتے ہیں۔	**المعنى الإجمالي:** الحديث فيه فضيلة الصمت، وأنه من الحكمة، وقلّ من الناس من يحرص على الصمت ويتخلّق به.

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه البيهقي في الشعب.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: شعب الإيمان.

معاني المفردات:

- الصمت : السكوت والإمساك عن الكلام، والمراد الكلام الباطل دون الحق.
- حِكَم : جمع حكمة، وهي وضع الشيء في موضعه.

فوائد الحديث:

١. فضيلة الصمت، وأن المحمود منه ما كان عن الكلام المحرم، وما لا فائدة فيه.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. شعب الإيمان للبيهقي، تحقيق: مختار أحمد الندوي، نشر: مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (5339)

الظلم ظلمات يوم القيامة

١٠٣٥. الحديث:

عن ابن عمر-رضي الله عنهما- مرفوعا: «الظلم ظلمات يوم القيامة». عن جابر-رضي الله عنهما- مرفوعا: «اتقوا الظلم, فإن الظلم ظلمات يوم القيامة, واتقوا الشُّحَ؛ فإنه أَهْلَكَ من كان قبلكم».

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

المعنى الإجمالي:

الحديثان من أدلة تحريم الظلم، وهو يشمل جميع أنواع الظلم، ومنه الشرك بالله تعالى، وقوله في الحديثين: "الظلم ظلمات يوم القيامة" معناه أنه ظلمات متوالية على صاحبه بحيث لا يهتدي يوم القيامة سبيلا. وقوله في الحديث الثاني: (واتقوا الشح فإنه أهلك من كان قبلكم) فيه التحذير من الشح وبيان أنه إذا فشا في المجتمع فهو علامة الهلاك، لأنه من أسباب الظلم والبغي والعدوان وسفك الدماء.

ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا

١٠٣٥. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''ظلم روزِ قیامت اندھیروں کا باعث ہوگا۔'' جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''ظلم کرنے سے بچو، کیونکہ ظلم روزِ قیامت تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ اور بخل وحرص سے بچو کیونکہ اسی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔''

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

اجمالی معنی:

یہ دونوں حدیثیں ظلم کی حرمت کے دلائل میں سے ہیں۔ اور یہ ظلم کی تمام قسموں کو شامل ہے جن میں سے ایک اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ دونوں حدیثوں میں آپ ﷺ کے فرمان: ''ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا۔'' کا مطلب یہ ہے کہ ظالم شخص پے درپے اندھیروں میں ڈوبا ہوگا بایں طور کہ اسے قیامت کے دن راہ ہی سجھائی نہ دے گی۔ دوسری حدیث میں آپ ﷺ کے فرمان: ''اور بخل وحرص سے بچو کیونکہ اسی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔'' میں بخل سے باز رہنے کی تلقین ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ جب کسی معاشرے میں بخل عام ہو جاتا ہے تو یہ ہلاکت و بربادی کی علامت ہوتی ہے کیونکہ یہ ظلم وناانصافی، جارحیت اور خون ریزی کے اسباب میں سے ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: حديث ابن عمر -رضي الله عنهما-: متفق عليه. حديث جابر -رضي الله عنه-: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اتقوا : ابتعدوا عنه.
- الظلم : وضع الشيء في غير موضعه أو مجاوزة حد الشارع.
- الشح : البخل بما عنده والحرص على ما ليس عنده.

فوائد الحديث:

١. التحذير من الظلم، والأمر باجتنابه، فإنه خطِر العاقبة.
٢. التحذير من الشح والبخل، فإنه سبب هلاك الأمم السابقة.
٣. الجزاء من جنس العمل، فلما ظلم الناس في الدنيا أظلم الله عليه يوم القيامة.
٤. أن ما كان سببا للهلاك في الأمم السابقة يكون سببا لهلاك في هذه الأمة.
٥. تحريم الظلم والشح.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ، ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (5328)

العِبَادَةُ في الهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إليّ

ہرج (فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری) کے زمانے میں عبادت کرنا ایسے ہے، جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔

١٠٣٦. الحديث:

عن معقل بن يسار -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «العِبَادَةُ في الهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إليّ».

١٠٣٦. حدیث:

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ھَرَجْ (فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری) کے زمانے میں عبادت کرنا ایسے ہے، جیسے میری طرف ہجرت کرنا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن المتمسك بالعبادة في زمن كثرة الفتن واختلاط الأمور والاقتتال فضله كفضل من هاجر إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- قبل فتح مكة؛ لأنه وافقه من حيث أن المهاجر فَرَّ بدينه ممن يَصُدُّه عنه للاعتصام بالنبي -صلى الله عليه وسلم- وكذا المنقطع في عبادة الله تعالى فَرَّ من الناس بِدِينه إلى الاعتصام بعبادة ربِّه، فهو في الحقيقة قد هاجر إلى ربِّه، وفرَّ من جميع خلقه.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: فتنوں کی کثرت کے دور میں اور اس وقت میں جب معاملات گڈمڈ ہوجائیں اور لڑائی جھگڑا ہو رہا ہو، عبادت کی پابندی کرنے والے شخص کی فضیلت ایسے ہے جیسے اس شخص کی فضیلت جس نے فتح مکہ سے پہلے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ کیونکہ اس کا عمل اسی کی طرح ہوتا ہے بایں طور کہ مہاجر شخص اپنے دین کو اس شخص سے بچاتے ہوئے بھاگ اٹھتا ہے جو اسے دین سے روکتا ہے تاکہ وہ نبی ﷺ کو تھام لے۔ اسی طرح اللہ کی عبادت میں مشغول رہنے والا لوگوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے رب کی عبادت کی آغوش میں پناہ لیتا ہے۔ ایسا شخص درحقیقت اللہ کی ساری مخلوق سے راہ فرار اختیار کر کے اللہ کی طرف ہجرت کر جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: مَعْقِلُ بن يَسار -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الهرج : الفتنة واختلاط أمور الناس والقتال.

فوائد الحديث:

١. الحث على العبادة والإقبال على الله تعالى أيام الفتن.
٢. فضل العبادة زمن الفتن.
٣. ينبغي للمسلم اعتزال مواطن الفتن والغفلة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من

الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ محمد بن إسماعيل الصنعاني، عز الدين أبو إبراهيم، المعروف بالأمير، المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم مكتبة دار السلام، الرياض -الطبعة: الأُولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م.

الرقم الموحد: (3592)

العبادة في الهَرْج كهجرة إليَّ

ہرج (فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری) کے زمانے میں عبادت کرنا ایسے ہے، جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔

١٠٣٧. الحديث:

عن معقل بن يسار -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «العبادة في الهَرْج كهجرة إليَّ».

١٠٣٧. حدیث:

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہرج (فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری) کے زمانے میں عبادت کرنا ایسے ہے، جیسے میری طرف ہجرت کرنا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أنَّ من ابتعد عن مواطن الفتن والقتل واختلاط الأمور وفساد الدين، ثم أقبل على عبادة ربه، والتمسك بسنة نبيه كان له من الأجر والمثوبة كمن هاجر إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- .

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو فتنہ، قتل وغارت گری اور معاملات میں گڑ بڑ اور فساد دین کی جگہوں سے دور رکھتا ہے، اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہتا ہے اور اپنے نبی کی سنت پر کاربند رہتا ہے، اسے اس شخص کی طرح کا اجر و ثواب ملتا ہے، جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: مَعْقِلُ بن يَسار -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العبادة : هي : اسم جامع لكل ما يحبه الله ويرضاه من الأقوال والأعمال الباطنة والظاهرة.
- الهَرْج : الفتنة واختلاط أمور الناس، والقتال.
- كهجرة إليَّ : أي : لها مثل ثواب من هاجرإلى المدينة النبوية حين كانت الهجرة إليها واجبة.

فوائد الحديث:

١. الحث على التزام السنة والتمسك بشرع الله -عز وجل- تحصناً من الفتن، وحفظاً من الفساد.
٢. بيان فضل العبادة في الهرج.
٣. الناس في الفتن ينشغلون عن الطاعات، ولا يتفرغ لها إلا الأفراد، لذلك كان فضل العبادة في الهرج كبير.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، تأليف أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي: دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية. - كشف المشكل من حديث الصحيحين، تأليف عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي المحقق: علي حسين البواب- دار الوطن – الرياض. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي-دار ابن الجوزي-الرياض- الطبعة الأولى ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5020)

الكَيِّسُ من دَانَ نفسه، وعمل لِمَا بعد الموت، والعاجزُ من أتْبَعَ نفسه هواها وَتَمنَّى على الله

دانا وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے، اور عاجزوہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اُمیدیں باندھے۔

١٠٣٨. الحديث:

عن أبي يَعلى شَدَّاد بن أوس -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الكَيِّسُ من دَانَ نفسه، وعمل لِمَا بعد الموت، والعاجزُ من أتْبَعَ نفسه هواها وَتَمنَّى على الله».

١٠٣٨. حدیث:

حضرت ابو یعلی رشداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فر مایا: ''دانا وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے، اور عاجزوہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اُمیدیں باندھے۔''

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن الكيس من قهر نفسه وأخضعها لحكمة عقله وشريعة ربه فهو يحاسبها على كل ما تفعل وما تترك، أما العاجز المقصّر في الواجب فهو ذلك الذي ينقاد لهواه، فنفسه أسيرة شهواته، ويزيده حمقًا تمنيه على الله الأماني الكاذبة، فهو يعلل نفسه بعفو الله ومغفرته وسعة رحمته. وهو حديث ضعيف لكن معناه ثابت في الكتاب والسنة، كقوله تعالى: (وقل اعملوا) (وتوكل على الله) (أم حسبتم أن تدخلوا الجنة).

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ یہ بتا رہے ہیں کہ عقل مند وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور حکمت و دانائی کو اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کی شریعت کے تابع کر دے اور جو کرتا ہے یا چھوڑتا ہے اس پر اپنا محاسبہ کرے۔ اور بیوقوف وہ شخص ہے جس کا نفس خواہشات کا قیدی بن جائے اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے واجبات کو ترک کر دے۔ اس کی حماقت کی انتہا اس وقت ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹی امیدیں بھی وابستہ کر لے۔ اور وہ اس طرح کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی معافی، مغفرت اور وسعت رحمت کا لالچ دے۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم کتاب و سنت سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (وقل اعملوا) (کہہ دیجیے کہ تم عمل کیے جاؤ)، (وتوکل علی اللہ) (اور اللہ پر بھروسہ رکھو)، (أم حسبتم أن تدخلوا الجنۃ) (کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ جنت میں (یوں ہی) چلے جاؤ گے)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو يَعلى شَدَّاد بن أوس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكيس : العاقل الحازم.
- دان نفسه : حاسبها.
- عمل لما بعد الموت : يعني عمل للآخرة.
- العاجز : التارك لما يجب فعله بالتسويف.
- الهوى : ميل النفس إلى الشهوة. قيل سمّي بذلك ؛ لأنه يهوي بصاحبه في الدنيا إلى كل داهية، وفي الآخرة إلى الهاوية.
- الأماني : هي ما يتخيله الإنسان فيرجو وقوعه من لذائذه وشهواته وبعبارة أخرى ما يتمناه الإنسان.

- تمني على الله : الفوز في الآخرة.
- من أتبع نفسه هواها : أي جعلها تابعة لما تهواه مؤثرة لشهواتها معرضة عن صالح الأعمال.

فوائد الحديث:

١. وجوب الأخذ بالحزم مع النفس ومحاسبتها.
٢. الاستعداد لما بعد الموت بالعمل الصالح.
٣. من سار خلف شهواته ضل وأضل.
٤. الحث على انتهاز الفرص بالعمل وترك التمني.
٥. بذل الأسباب الموجبة لرحمة الله تعالى ومغفرته.
٦. ذم الاتكال إلى عفو الله ومغفرته من غير بذل الأسباب الموجبة.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي - محمد بن عيسى، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ- ١٩٧٥ م. - سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م. - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة ١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠ه

الرقم الموحد: (3593)

الكَيِّس من دان نفسه، وعمل لما بعد الموت، والعاجز من أتبع نفسَه هواها وتمنى على الله	عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لیے عمل کرے اور عاجز (بے وقوف) وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دے اور اللہ سے آرزوئیں رکھے
١٠٣٩. الحديث: عن أبي يعلى شدَّاد بن أوس -رضي الله عنه- عن النَّبِيّ -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- قال: «الكَيِّسُ مَن دَانَ نَفسَه، وعَمِل لِمَا بعد الموت، والعاجِزُ مَن أَتْبَعَ نَفسَه هَوَاها وتَمَنَّى على الله».	**١٠٣٩. حدیث :** ابو یعلی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لیے عمل (تیاری) کرے اور عاجز (بے وقوف) وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دے اور اللہ سے آرزوئیں رکھے۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ :** ضعیف
المعنى الإجمالي: المسلم العاقل هو الذي يحاسب نفسه أولا بأول ويعمل لما بعد الموت؛ لأنَّه في هذه الدنيا غير مستقر، والمآل هو ما بعد الموت، وأما العاجز الضعيف هو من اتبع هوى نفسه وصار لا يهتم إلا بأمور الدنيا.	**اجمالی معنی :** عقل مند مسلمان وہ ہے جو دست بدست اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل (تیاری) کرتا ہے، کیونکہ یہ دنیا تو اس کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ اصل انجام جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ تو موت کے بعد کی زندگی ہے۔ اور عاجز وکمزور شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنی خواہشات کا پیرو بناتا ہے اور اس کا مطمح نظر صرف اور صرف دنیوی امور ہو جاتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذَمُّ الهوى والشّهوات

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو يَعلى شَدَّاد بن أوس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكَيِّس : العاقل، وهو الذي يمنع نفسه عن الشهوات المحرمة ويعمل بطاعة الله -تعالى-.
- دَانَ نَفسَه : حاسبها.
- وعَمِل لِمَا بعد الموت : يعني عَمِل للآخرة؛ لأنَّ كل ما بعد الموت فإنَّه من الآخرة.
- العاجِز : الضعيف التارك لما يجب فعله.

فوائد الحديث:

١. من سار خلف شهوات نفسه ضل وأضل.
٢. الاعتدال في باب الخوف والرجاء، فالذي ينبغي أن يساير الخوف والرجاء حياة المؤمن، بحيث لا يغلِّب أحدهما على الآخر.
٣. وجوب الأخذ بالحزم مع النفس ومحاسبتها، والإتيان بواجب العبودية، وعدم الركون إلى الأماني الكاذبة والأوهام الخادعة، فإن الله يثيب الناس بما عملوا لا بما تمنوا من غير عمل.
٤. الحث على انتهاز الفرص، وعلى أن لا يضيع الإنسان من وقته فرصة إلا فيما يرضي الله -تعالى-، وأن يدع الكسل والتهاون والتمني، فإن التمني لا يفيد شيئا.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ه. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ه. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة للألباني، ط١، دار المعارف، الرياض، ١٤١٢ه. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦ه. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠ه. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3137)

الكبائر: الإشراك بالله، وعقوق الوالدين، وقتل النفس، واليمين الغموس

کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

١٠٤٠. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الكبائر: الإشراك بالله، وعُقُوق الوالدين، وقتل النفس، واليمين الغَمُوس».

١٠٤٠. حدیث:

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يتناول هذا الحديث عددًا من الذنوب التي وصفت بأنها من الكبائر، وسميت بذلك لضررها الكبير على فاعلها وعلى الناس في الدنيا والآخرة. فأولها "الإشْرَاكُ بِالله": أي: الكفر بالله بأن، يعبد معه غيره ويجحد عبادة ربه. وثانيها "عُقُوقُ الوَالِدَينِ": والعقوق حقيقته: أن يفعل مع والديه أو مع أحدهما، ما يتأذى به عرفاً، كعدم احترامهما وسبهما وعدم القيام عليهما ورعايتهما عند حاجتهما إلى الولد. وثالثها "قَتْل النَّفْس": بغير حق كالقتل ظلماً وعدواناً، أما إذا استحق الشخص القتل بحق من قصاص وغيره فلا يدخل في معنى هذا الحديث. ثم خُتِم الحديث بالترهيب من "اليَمِين الغَمُوسُ": وسُمِيت بالغموس لأنَّها تغمس صاحبها في الإثم أو في النار؛ لأنه حلف كاذباً على علم منه.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں متعدد گناہوں کا بیان ہے، جن کے بارے میں یہ فرمایا گیا کہ وہ کبیرہ گناہ ہیں۔ انھیں یہ نام اس لیے دیا گیا، کیوں کہ ان کا ارتکاب کرنے والے شخص اور لوگوں کو دنیا اور آخرت میں ان کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ ان میں سے پہلا "اللہ کے ساتھ شرک کرنا" ہے۔ یعنی اللہ کے ساتھ کفر کرنا، بایں طور کہ اس کے ساتھ ساتھ بندہ کسی اور کی بھی عبادت کرے اور اپنے رب کی عبادت سے انکاری ہو جائے۔ "والدین کی نافرمانی کرنا"۔ "العقوق" کا حقیقی معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھے، جو عرف کے اعتبار سے ان کے لیے تکلیف دہ ہو، جیسے ان کا احترام نہ کرنا، انھیں برا بھلا کہنا اور بوقت ضرورت اولاد کا ان کی دیکھ بھال نہ کرنا اور ان کا خیال نہ رکھنا۔ اور "کسی جان کو قتل کرنا"۔ یعنی ظلم و زیادتی کرتے ہوئے ناحق قتل کرنا۔ تاہم اگر آدمی قصاص وغیرہ کی وجہ سے قتل کا مستحق ہو، تو اس پر اس حدیث کے معنی کا اطلاق نہیں ہوگا۔ حدیث کا اختتام جھوٹی قسم کھانے سے ڈرا کر کیا گیا۔ جھوٹی قسم کو "الیمین الغموس" اس لیے کہا جاتا ہے، کیوں کہ یہ اپنے اٹھانے والے کو گناہ یا جہنم میں ڈبو دیتی ہے۔ کیونکہ اس نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی ہوتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكَبَائِر : الذنوب الكبيرة التي ورد فيها وعيد شديد في القرآن أو السنة.
- الإِشْرَاكُ بِالله : الكفر بأنواعه.
- وَعُقُوقُ الوَالِدَين : العقوق مأخوذة من العق وهو القطع، وضابطه: أن يفعل مع أحد والديه ما يتأذى به من فعل أو قول.
- اليَمِين الغَمُوس : التي يحلفها كاذبا عامدا، سميت غموسا؛ لأنها تغمس الحالف في الإثم.

فوائد الحديث:

١. التحذير من الوقوع في هذه المعاصي؛ لأنها من الكبائر.

٢. بيان أن الأيمان أقسام منها: يمين الغموس وهي التي تغمس صاحبها في النار، ومنها اليمين المنعقدة التي يحلف فيها صاحبها على فعل شيء أو تركه، فإذا خالف لزمته كفارة، ومنها يمين اللغو التي لا يقصدها صاحبها لكن جرت على لسانه مثل كلا والله وبلى والله.

٣. الاقتصار على هذه الأربع في الحديث لكونها أعظم الكبائر إثمًا، وأشدِّها جُرمًا، وليس القصد الحصر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3044)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وغَلَبَةِ العَدُوِّ، وشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ	اے اللہ! میں قرض کے غلبے، دشمن کے غلبے اور مصیبت میں دشمنوں کی خوشی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
١٠٤١. الحديث: عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وغَلَبَةِ العدو، وشَمَاتَةِ الأعداء».	**١٠٤١. حدیث:** عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے: «اللّهمّ إنِي أعوذ بک من غَلَبَۃِ الدین، وغَلَبَۃِ العدو، وشَمَاتَۃِ الأعداء» ترجمہ: ”اے اللہ! میں قرض کے غلبے، دشمن کے غلبے اور مصیبت میں دشمنوں کی خوشی سے تیری پناہ چاہتا ہوں“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يستعيذ النبي -صلى الله عليه وسلم- بالله ويعتصم به من ثِقل الدَّين وشدته بحيث يعجز عن قضائه، ومن انتصار العدو عليه ومن قهره وتحكمه فيه، ومن فرح الأعداء وسرورهم بما يصيبه من نكبات في بدنه أو أهله أو ماله.	**اجمالی معنی:** اسے امام نسائی اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه النسائي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- غلبة الدَّيْن : الدين: هو القرض، وكل ما لزمك لغيرك من مال أو نحوه.
- شماتة الأعداء : الشماتة: هي الفرح بما ينزل بالمعادي ويصيبه من المصائب.

فوائد الحديث:

١. تفضيل الأدعية النبوية على غيرها من الأدعية.
٢. افتقار النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى ربه تعالى فهو عبد من عباد الله أكرمه الله بالنبوة.
٣. أن من الأدعية ما يكون في المال، ومنها ما يكون في الحياة والشرف والسيادة، ومنها ما يكون في أمر خارج.
٤. أن مطلق الدَّيْن لا حرج فيه، إنما الحرج فيمن ليس لديه وفاء للدين وهذا هو الدَّيْن الغالب.
٥. استحباب التعوذ من غلبة العدو.
٦. أن كل من سره مساءة شخص وغمه فهو له عدو.
٧. أن الإنسان عليه أن يتجنب الأمور التي يُشْمَتُ بها ويعاب فيها.

المصادر والمراجع:

المجتبى من السنن، السنن الصغرى للنسائي، لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، ط مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن

عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5489)

اللَّهُمَّ إنِّي أسْأَلُكَ العافيَةَ في ديني ودُنْيَايَ وأَهْلِي ومَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُر عَوْراتي وآمِنْ رَوْعاتي، واحفَظْني مِنْ بين يديَّ ومِن خَلْفِي وعن يميني وعن شِمَالي ومِنْ فَوْقِي، وأَعُوذُ بِعَظَمَتِك أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تحتي

"اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین ودنیا، اہل وعیال اور مال میں عافیت طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری شرم گاہ کی ستر پوشی فرما، مجھے خوف وخطرات سے مامون ومحفوظ رکھ، میری حفاظت فرما آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے اور اوپر سے۔ اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اچانک اپنے نیچے سے پکڑلیا جاؤں۔

١٠٤٢. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: لم يكنْ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَدَعُ هؤلاء الكلماتِ حين يُمْسي وحين يُصْبحُ: «اللَّهُمَّ إنِّي أسْأَلُكَ العافيَةَ في ديني ودُنْيَايَ وأَهْلِي ومَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُر عَوْراتي وآمِنْ رَوْعاتي، واحفَظْني مِنْ بين يديَّ ومِن خَلْفِي وعن يميني وعن شِمَالي ومِنْ فَوْقِي، وأَعُوذُ بِعَظَمَتِك أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحتي».

١٠٤٢. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح اور شام کرتے، تو ان دعاؤں کا پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے: «اللَّهُمَّ إنِّي أسألُكَ العافيَةَ في ديني، ودُنْيايَ، وأَهْلِي، ومَالي. اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْراتي، وآمِنْ رَوْعاتي. واحفَظْني مِنْ بين يديَّ، ومِن خَلْفِي، وعن يميني، وعن شِمَالي، ومِنْ فَوْقِي، وأَعُوذُ بِعَظَمَتِك أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحتي»
ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین و دنیا، اہل و عیال اور مال میں عافیت طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری شرم گاہ کی ستر پوشی فرما، مجھے خوف وخطرات سے مامون و محفوظ رکھ، میری حفاظت فرما آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے اور اوپر سے۔ اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اچانک اپنے نیچے سے پکڑلیا جاؤں"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في كل صباح ومساء يحرص على هذا الدعاء ولا يتركه أبداً، لما فيه من معاني عظيمة. ففيه سؤال الله (العافية في ديني) والمقصود بالعافية أي السلامة في ديني من المعاصي والمخالفات والبدع، وفي (دنياي، وأهلي، ومالي) أي أسألك العافية في دنياي من المصائب والشرور، وأسألك العافية لأهلي من سوء العِشْرَة والأمراض والأسقام وشغلهم بطلب التوسع في الحطام، ولمالي من الآفات والشبهات والمحرمات. (واستر عوراتي وآمن روعاتي) أي استر كل ما يستحيي منه إذا ظهر من الذنوب والعيوب، وآمني وسلمني من الفزع الذي يخيفني. (واحفظني من بين يدي، ومن خلفي، وعن يميني، وعن شمالي، ومن فوقي) أي وادفع عني البلاء من الجهات الست فلا يصيبني شر من أي مكان.

اجمالی معنی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام اس دعا کے کہنے کا شوق بے پایاں رکھتے تھے اور اسے کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ کیوں کہ یہ دعا عظیم معانی پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگی گئی ہے۔ (العافیۃ فی دینی) عافیت سے مُراد دینی معاملات میں نافرمانیوں، شرعی خلاف ورزیوں اور بدعات سے سلامتی اور حفاظت ہے۔ (دنیاي، وأہلي، ومالي) دنیاوی عافیت سے مراد مصائب اور شرور سے حفاظت ہے۔ اہلِ خانہ کی عافیت سے مراد بُری معاشرت، امراض وبیماریوں اور دنیا طلبی میں انہماک سے حفاظت۔ اور مالی عافیت سے مراد اپنے مال کا آفتوں، شبہات اور حرام امور سے حفاظت ہے۔ (واستر عوراتي وآمن روعاتي) یعنی میرے گناہوں اور عیوب میں سے ہر وہ چیز، جس کے ظاہر ہونے پر مجھے شرم آئے، اس پر پردہ ڈال دے۔ اور مجھے اس خوف سے امن و سلامتی میں رکھ، جو مجھے خوف زدہ کرے۔ (واحفظني من بين يدي، ومن خلفي، وعن يميني، وعن شمالي، ومن فوقي) یعنی چھ اطراف سے آنے والی بلاؤوں اور مصیبتوں سے میری حفاظت فرما اور ہر جگہ کے

(وأعوذ بعظمتك أن أغتال من تحتي) معناه أستجير وأتحصن بعظمتك من أن أغتال من تحتي خُفْية.	شر کے سے مجھے بچا۔ (وأعوذ بعظمتك أن أغتال من تحتي) یعنی میں تیری عظمت کے طفیل اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ نیچے سے خفیہ طور پر مجھے اچک لیا جائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي في الكبرى وابن ماجه وأحمد والحاكم. ملحوظة: لفظ الحديث في مصادر التخريج: اللَّهُمَّ إني أسألك العافية في الدنيا والآخرة، اللَّهُمَّ إني أسألك العفو والعافية في ديني...، واللفظ المذكور من بلوغ المرام.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حين يصبح : أي حين يدخل في الصباح وهو الفجر أو أول النهار.
- حين يمسي : أي حين يدخل في المساء وهو ما بين الظهر إلى المغرب
- عوراتي : العورة: هي كل ما يستحي منه إذا ظهر من الذنوب والعيوب.
- روعاتي : جمع روعة، وهي الفزع، أي فزعاتي التي تخيفني
- أغتال : الاغتيال هو أخذ الشيء خُفْيَةً من حيث لا يدري فيهلكه.

فوائد الحديث:

١. المحافظة على هذه الكلمات اقتداءً بالرسول -صلى الله عليه وسلم.-
٢. أن كل إنسان عرضة للآفات في الدين والدنيا والأهل والمال.
٣. أن الإنسان كما هو مأمور بسؤال الله العافية في الدين كذلك مأمور بسؤالها في الدنيا.
٤. أن العافية في الأهل مقدمة على العافية في المال.
٥. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مفتقر إلى حفظ الله -جل وعلا.-
٦. أنه ينبغي التبسط والتوسع في الدعاء (اللَّهُمَّ احفظني من بين يدي...إلخ) لإمكانه أن يأتي به مجملاً، كأن يقول اللَّهُمَّ احفظني من كل نازلة.
٧. إثبات صفة العظمة لله تعالى
٨. أن الإنسان يخاف أن يأتيه العذاب أو الانتقام من تحت ومن أسفل منه أكثر من بقية الجهات الست.
٩. جواز السجع بالدعاء مع عدم التكلف.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. السنن الكبرى، لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط مؤسسة الرسالة – بيروت. سنن ابن ماجه، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. المستدرك على الصحيحين، لأبي عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ط دار الكتب العلمية - بيروت صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط مكتبة المعارف - الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، ط الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5485)

اللَّهُمَّ إنِّي أسْأَلُك خَيرها وخير ما فيها وخَير ما أُرسِلت به، وأعوذ بك من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أُرسِلت به

اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر کا طلب گار ہوں اور جو خیر اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے اسے بھی چاہتا ہوں اور میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور جو شر اس کے ساتھ بھیجا گیا اس سے تیری پناہ کا خواستگار ہوں۔

١٠٤٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا عَصَفَت الرِّيح قال: «اللَّهُمَّ إنِّي أسْأَلُك خَيرها وخير ما فيها وخَير ما أُرسِلت به، وأعوذ بك من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أُرسِلت به».

١٠٤٣. حدیث:

اُمُّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ جب آندھی چلتی تو نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اللَّهمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيرَها وخيرَ ما فيها وخَيرَ ما أُرسِلت به، وأعوذُبك من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أُرسِلت به''۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر کا طالب ہوں اور جو خیر اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے اسے چاہتا ہوں، اور میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور جو شر اس کے ساتھ بھیجا گیا اس سے تیری پناہ کا خواستگار ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن من هديه -صلى الله عليه وسلم- عندما تَعْصِف الرِّيح، أي عند اشتداد هُبُوبِها، قال: " اللَّهُمَّ إنِّي أسْأَلُك خَيرها وخير ما فيها.." والريح التي خلقها الله -عز وجل- وصرفها تنقسم إلى قسمين: الأول: ريح عادية لا تخيف، فهذه لا يُسَن لها ذكر معين. الثاني: ريح عاصفة تخيف؛ لأن عادا عَذَّبهم الله -تعالى- بالرِّيح العَقِيم والعياذ بالله، فإذا عصفت الرِّيح، فقل كما هو هديه -صلى الله عليه سلم-: "اللَّهُمَّ إنِّي أسْأَلُك خَيرها وخير ما فيها وخَير ما أُرسِلت به" أي تسال الله -عزو جل- خير هذه الريح وخير ما تحمله من منافع؛ لأنها تارة ترسل بالخير وتارة ترسل بالشَّر، فتسأل الله خير ما أرسلت به مما ينشأ عنها. "وأعوذ بك من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أُرسِلت به" أي تستعيذ من شرِّها وشرِّ ما تحمله وشرِّ ما تُرسل به؛ لأنها قد تكون عذابا على قوم فتتعوذ

اجمالی معنیٰ:

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آندھی چلا کرتی تو آپ ﷺ یہ دعا کرتے: "اللَّهمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيرَها وخيرَ ما فيها اللهم''اللہ تعالی نے جس ہوا کو پیدا کیا اور جسے چلایا اس کی دو اقسام ہیں: اول: عام ہوا جو خوف کا سبب نہیں ہوتی۔ اس کے بارے میں کوئی معین طور پر مسنون ذکر نہیں ہے۔ دوم: تیزی سے چلنے والی ہوا۔ ایسی ہوا خوف کا باعث ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے قومِ عاد کو سخت آندھی ہی کے ذریعے بتلائے عذاب کیا تھا۔ العیاذ باللہ۔ لہٰذا جب آندھی چلے تو ویسے ہی کہیں جیسے آپ ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ: "اللَّهمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيرَها وخيرَ ما فيها وخَيرَ ما أُرسِلت به، وأعوذُبك من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أُرسِلت به"۔ یعنی اللہ تعالی سے اس ہوا اور اس میں موجود منافع کی خیر طلب کریں۔ "وخيرَ ما أُرسِلَت به" یعنی جو کچھ یہ لے کر آئے اس کی خیر طلب کریں کیونکہ کبھی تو ہوا خیر کے ساتھ بھیجی جاتی ہے اور کبھی اسے شر دے کر بھیجا جاتا ہے چنانچہ ہر وہ خیر طلب کریں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہو اور جو اس سے نکلے۔ "وأعوذُبك من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أُرسلت به"۔ یعنی اس کے شر اور اس میں موجود اشیاء کے شر اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہوں اس سے پناہ طلب کریں۔ کیونکہ بسا اوقات آندھی کسی قوم کے لیے عذاب ہوا کرتی ہے چنانچہ آپ کو اس کے شر سے پناہ مانگنی

من شرِّها. فإذا استعاذ الإنسان من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أرسلت به كفاه الله شرَّها، وانتفع بخيرها.

چاہیے۔ جب انسان اس کے شر سے اور اس میں موجود اشیاء کے شر سے اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہو اس سے پناہ مانگتا ہے تو اللہ تعالی اس سے اس کے شر کو روک دیتا ہے اور وہ اس کی خیر سے نفع اٹھاتا ہے۔ مرقاۃ المفاتیح (۱۱۱۵/۳)، مرعاۃ المفاتیح (۱۹۷/۵)، شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (۴۷۱/۶، ۴۷۲)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عَصَفَت : اشْتَدَّ هُبوبها.

فوائد الحديث:

١. الرِّياح فيها الخير الكثير من صلاح الرزق والبَدن، وفيها الشَّر المُسْتَطِير من إهلاك الحَرْث والنَّسْل، فيحسُن بالمسلم أن يسأل الله -تعالى- أن يُمَتِّعه بخيرها ويحفظه من شَرِّها.
٢. الالتجاء إلى الله والتضرع إليه عند هبوب الرياح وسؤال الله من خيرها والاستعاذة من شَرِّها.
٣. ليس من خلق المسلم السب والشتم واللعن.
٤. كراهية سب الريح وغيرها من ظواهر الكون؛ لأنها مُسَخَّرةٌ لله -تعالى.-
٥. ظواهر الكون من آيات الله فيها الرحمة لمن أراد الله رحمته، والعذاب للمتمردين عن طاعته.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز - مكة المكرمة - الرياض - الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م.

الرقم الموحد: (8956)

اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي إِلَيْهَا مَعَادِي، وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلْ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ

اے اللہ! میرے دین کو درست کردے جو میرے معاملہ کا محافظ ہے اور میرے دنیا کو درست کردے جس میں میری روزی ہے اور میری آخرت کو درست کردے جس میں میرا لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر خیر میں زیادتی کا سبب بنادے اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت بنادے۔

١٠٤٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «اللَّهُمَّ أصلح لي ديني الذي هو عِصْمَةُ أمري و اصلح لي دنياي التي فيها معاشي ، و أصلح لي آخرتي التي إليها مَعَادِي و اجعل الحياة زيادة لي من كل خير و اجعل الموت راحة لي من كل شر».

١٠٤٤. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے : "اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلْ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ"۔ اے اللہ! میرے دین کو درست کردے جو میرے معاملہ کا محافظ ہے، اور میرے دنیا کو درست کردے جس میں میری روزی ہے اور میری آخرت کو درست کردے جس میں میرا لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر خیر میں زیادتی کا سبب بنادے اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت بنادے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من الأدعية التي كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يدعو بها هذا الدعاء الذي تضمن طلب وسؤال خيري الدنيا والآخرة، وأن يجعل الموت في قضائه عليه ونزوله به راحة من شرور الدنيا، ومن شرور القبر لعموم كل شر قبله وبعده، وأن يجعل عمره مصروفاً فيما يحب وأن يجنبه ما يكره وما لا يحب.

اجمالی معنی:

یہ ان دعاؤں میں سے ہے جو آپ ﷺ مانگا کرتے تھے، جو دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے،۔جس میں موت کو اپنے اوپر آنے اور نازل ہونے کو اس دنیا کے تمام شر سے راحت کا باعث بنانے، اسی طرح قبر کے شر سے راحت کا ذریعہ بنا دینے کیوں کہ (زندگی) اس سے پہلے اور بعد کے عمومی شر میں یہ شامل ہے اور اس کی عمر کو ایسے کاموں میں مصروف رکھنے جو اللہ کو پسند ہو اور ان کاموں سے بچانے پر مشتمل ہے جو اللہ کو ناپسند ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عصمة أمري : العصمة هي المنع والحفظ، أي ما أعتصم به في جميع أموري.
- معاشي : أي مكان عيشي وحياتي.
- معادي : أي مكان عودتي أو زمان إعادتي، لأن مآل الإنسان الآخرة.
- زيادة لي في كل خير : أي اجعل مدة بقائي في دار الدنيا زيادة لي في كل خير من العلم النافع والعمل الصالح.
- راحة لي من كل شر : أي راحة لي من الفتن والمعاصي.

فوائد الحديث:

١. الحرص على هذا الدعاء والاهتمام به.

٢. أن الدين أهم شيء لهذا بدأ به النبي -صلى الله عليه وسلم- بالدعاء.
٣. أن الدين عصمة الإنسان يمنعه من كل شر.
٤. سؤال الإنسان ربه أن يصلح له آخرته.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5482)

اللَّهُمَّ كَمَا حَسَّنْت خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي	اے اللہ! جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے ویسے ہی میرے اخلاق کو بھی اچھا کردے
١٠٤٥. الحديث: عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- :«اللَّهُمَّ كما حَسَّنْت خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي».	**١٠٤٥. حدیث:** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے ویسے ہی میرے اخلاق کو بھی اچھا کردے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: على الإنسان أن يسأل الله -عز وجل- كما أحسن صورته الظاهرة وجملها وكملها أن يحسن صورته الباطنة فيهبه أخلاقًا كريمة تكمُل بها إنسانيته ويطهر بها باطنه.	**اجمالی معنی:** انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی سے دعا کرے کہ جیسے اس نے اس کی ظاہری صورت اچھی بنائی ہے اور اسے خوبصورت اور مکمل انداز میں تخلیق کیا ہے، ویسے ہی وہ اس کی باطنی صورت کو بھی اچھا بنا دے اور اسے ایسے عمدہ اخلاق عنایت کرے جن سے اس کی انسانیت کی تکمیل ہوجائے اوران کی وجہ سے اس کا باطن پاک صاف ہوجائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- خلْقِي : بفتح الخاء، هي صورة الإنسان الظاهرة.
- خُلُقِي : بضم الخاء واللام، هي الصورة الباطنة في النفس التي تصدر عنها الأفعال بسهولة ويسر من غير حاجة إلى فكر وتأني.

فوائد الحديث:

١. أن الإنسان له صورتان صورة ظاهرة وهي الخَلْق، وصورة باطنة وهي الخُلُق.
٢. أن الإنسان عليه أن يسأل الله أن يحسن صورته الباطنة، وأهم الصور الباطنة هو الإيمان؛ لأن الأخلاق الفاضلة كلها تتبعه.
٣. من فوائد الحديث جواز التوسل بأفعال الله جل وعلا.
٤. الإنسان إذا حَسُن خلقه استراح واطمأن، وصار دائما في رضًا لا يغضب؛ لأجل هذا عليه أن يسأل الله أن يحسن خلقه.
٥. الثناء على الله تعالى، والاعتراف له بالنعمة بتحسين الخِلْقة.
٦. النصوص الشرعية تفرق بين الظاهر والباطن، وتحث على الاهتمام بالباطن لكي يحصل الكمال السري والعلني، والجمال الظاهري والباطني.
٧. هذا الدعاء من النبي -صلى الله عليه وسلم- من باب تعليم الأمة وإلا فهو أشرف العباد خلقا وأخلاقا.

المصادر والمراجع:

-مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي -الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ. - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - تسهيل الإلمام بفقه

الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف الشيخ صالح الفوزان -عناية عبد السلام السليمان- مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى. - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5491)

اللّٰهُمَّ اغفر لي ما قدمت وما أخرت وما أسررت وما أعلنت

اے اللہ! میرے وہ گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے اور وہ بھی جو بعد میں کیے، جو چھپ کر کیے اور جو علانیہ کیے

١٠٤٦. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام إلى الصلاة يكون من آخر ما يقول بين التشهد والتسليم: «اللّٰهُمَّ اغفر لي ما قدَّمتُ وما أخَّرْتُ، وما أسررتُ وما أعلنتُ، وما أسْرَفتُ، وما أنت أعلم به مني، أنت المُقَدِّم، وأنت المؤخر، لا إله إلا أنت».

١٠٤٦. حدیث:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تشہد اور سلام کے مابین آخر میں یہ کلمات پڑھتے تھے: (اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لاإِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ) ''اے اللہ! میرے وہ گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے اور وہ بھی جو بعد میں کیے، جو چھپ کر کیے اور جو علانیہ کیے اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام إلى الصلاة يكون من آخر ما يقول بين التشهد والتسليم: "اللّٰهُمَّ اغفر لي ما قدمت"، من سيئة، "وما أخرت"، من عمل، أي: جميع ما فرط مني، "وما أسررت" أي: أخفيت، "وما أعلنت، وما أسرفت"، أي: جاوزت الحد، مبالغة في طلب الغفران بذكر أنواع العصيان، "وما أنت أعلم به مني"، أي: من ذنوبي التي لا أعلمها عدداً وحكماً، "أنت المقدم"، أي: بعض العباد إليك بتوفيق الطاعات، "وأنت المؤخر"، أي: لبعضهم بالخذلان عن النصرة أو أنت المقدم لمن شئت في مراتب الكمال، وأنت المؤخر لمن شئت عن معالي الأمور إلى سفسافها، "لا إله إلا أنت" فلا معبود بحق غيرك.

اجمالی معنی:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تشہد وسلام کے درمیان سب سے آخر میں یہ دعا پڑھتے: "اللهم اغفر لي ما قدمت" اے اللہ! میرے وہ گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے۔ "وما أخرت" اور وہ بھی جو مجھ سے عمل میں کوتاہی ہوئی ہے۔ یعنی جو بھی مجھ سے گناہ کر کے زیادتی اور عمل سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے ان سب کو معاف فرما۔ "وما أسررت" اور جو گناہ جو چھپ کر کیے "وما أعلنت، وما أسرفت" اور جو علانیہ کیے اور جو میں نے حد سے تجاوز کیا۔ یہاں مختلف انواع کے گناہوں اور نافرمانیوں کو ذکر کر کے بخشش طلب کرنے میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ "وما أنت أعلم به مني" اور ان گناہوں کو بھی معاف فرما جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور میں ان کی تعداد اور حکم کو نہیں جانتا۔ "أنت المقدم" تو ہی آگے کرنے والا ہے یعنی بعض بندو ںکو اطاعت کی توفیق دے کر۔ "وأنت المؤخر" اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے یعنی بعض بندوں کو ان کی مدد نہ کر کے۔ یا جسے تو چاہے اس کے درجات بلند کر کے اسے آگے کرنے والا ہے اور جسے تو چاہے اسے بلند امور سے پستی کی طرف گرا کر پیچھے کرنے والا ہے، "لا إله إلا أنت" تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > هدي النبي صلى الله عليه وسلم في الذكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أسررت : أخفيت.
- أعلنت : أظهرت.
- أسرفت : أكثرت.

فوائد الحديث:

١. استحباب التقرب إلى الله بهذا الدعاء بين التشهد والتسليم.

٢. الحث على الاستغفار واستشعار الخضوع لمقام الربوبية.

٣. الاستغفار بعد الطاعة مؤذن بأن العبد ينبغي أن يكون بالله لا بعمله، فلا يغتر بما عمل.

٤. الذنب والتقصير أمر لازم للبشر، فينبغي على العبد أن يتوب من ذلك كله.

٥. علم الله محيط بكل الأعمال والأقوال والأفعال والأحوال.

٦. الله سبحانه يرفع من يشاء ويضع من يشاء ولا يسأل سبحانه عما يفعل.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير- دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5471)

اللَّهُمَّ إنا نجعلك في نحورهم ونعوذ بك من شرورهم

اے اللہ! ہم تجھ کو ان کے سامنے کرتے ہیں اور تیرے ذریعے ان کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں

١٠٤٧. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- كَانَ إذا خَافَ قوماً، قالَ: «اللَّهُمَّ إنَّا نَجْعَلُكَ في نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ».

١٠٤٧. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو کسی قوم سے خوف ہوتا تو یہ دعا پڑھتے: «اللَّهُمَّ إنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ». ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ کو ان کے سامنے کرتے ہیں اور تیرے ذریعے ان کی شرارتوں (برائیوں) سے پناہ مانگتے ہیں۔

درجة الحديث: إسناده صحيح

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

قوله: "اللَّهُمَّ إنا نجعلك في نحورهم"، أي: أمامهم تدفعهم عنا وتمنعنا منهم، وخص النحر لأنه أسرع وأقوى في الدفع والتمكن من المدفوع، والعدو إنما يستقبل بنحره عن المناهضة للقتال أو للتفاؤل بنحرهم أو قتلهم، "ونعوذ بك من شرورهم"، ففي هذه الحال يكفيك الله شرهم، والمراد نسألك أن تصد صدورهم، وتدفع شرورهم، وتكفينا أمورهم، وتحول بيننا وبينهم. كلمتان يسيرتان إذا قالهما الإنسان بصدق وإخلاص، فإن الله تعالى يدافع عنه، والله الموفق.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ نے فرمایا: "اللهم إنا نجعلك في نحورهم"۔ یعنی ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں تاکہ تو انہیں ہم سے دور کرے اور ہمیں ان سے بچائے۔ یہاں "نَحر" (سینہ) کا ذکر بطور خاص کیا گیا کیونکہ یہ دفع کرنے میں اور جس کو دفع کیا جا رہا ہے اس پر قابو پانے میں سب سے تیز اور سب سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے، اور دشمن لڑائی کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کے وقت اپنے سینے ہی سے سامنا کرتا ہے۔ یا پھر اس میں دشمنوں کو ذبح کرنے یا انہیں قتل کرنے کی نیک شگونی ہے۔ "ونعوذ بك من شرورهم"۔ (اور ہم تیرے ذریعے ان کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں) چنانچہ اس صورتِ حال میں اللہ تعالی تمہارے لیے ان کے شر سے کافی ہو جائے گا۔ مطلب یہ کہ ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ تو انہیں ہم سے روک دے، ان کے شر کو ہم سے ہٹا دے اور ان کے سلسلے میں ہمیں کافی ہو جا اور ہمارے اور ان کے مابین حائل ہو جا۔ یہ دو آسان لفظ ہیں جنہیں اگر کوئی شخص ایمانداری اور خلوص دل سے پڑھے گا تو اللہ تعالی اس کا دفاع کرے گا۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار التي تقال في أوقات الشدة

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نحورهم : جمع نحر، وهو أسفل الرقبة وأعلى الصدر بين الترقوتين.
- نعوذ : أي نلتجئ إلى الله ونستنصر به.

فوائد الحديث:

١. الدعاء بهذا الدعاء عند توقع شر ظالم أو غيره.
٢. الالتجاء إلى الله تعالى، والاعتصام به عند كل نازلة.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. السنن الكبرى؛ للإمام أحمد بن شعيب النسائي، أشرف عليه شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.
فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5473)

اللَّهُمَّ إني أَسْأَلُكَ الهُدى وَالتُّقَى والعفاف والغنى	اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی، اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔
١٠٤٨. الحديث: عن ابن مسعود -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول: «اللَّهُمَّ إني أَسْأَلُكَ الهُدى، وَالتُّقَى، والعفاف، والغنى».	**١٠٤٨. حدیث:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی، اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: هذا الدعاء من أجمع الأدعية وأنفعها، وهو يتضمن سؤال خير الدين وخير الدنيا؛ فإن الهدى هو العلم النافع، والتقى العمل الصالح، وترك ما نهى الله ورسوله عنه، والعفاف الكف عن الخلق وعن الأمور السيئة، والغنى أن يستغني بالله وبرزقه، والقناعة بما فيه، وحصول ما يطمئن به القلب من الكفاية.	**اجمالی معنی:** یہ دعا تمام دعاؤں کا مجموعہ اور سب سے نفع مند دعا ہے کہ جو دین و دنیا کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے۔ 'ہدی' (ہدایت)، علم نافع کو کہتے ہیں، 'تقویٰ' عملِ صالح اوران چیزوں کو چھوڑنے کا نام ہے جن سے اللہ اوراس کے رسول ﷺ نے روکا ہے۔ 'عفاف' (پاک دامنی) مخلوق اور برے معاملات سے رک جانے کا نام ہے۔ اور غنی یعنی اللہ اوراس کے دیے ہوئے رزق کو کافی سمجھنے، جو کچھ یسر ہو اس پر قناعت کرنے اوراُس پر قناعت کرنے اور جو رزق حاصل ہو، اس پر دل کے مطمئن ہونے کو کہتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الهدى : الدلالة والرشاد.
- التقى : أي: التقوى، وهي: امتثال الأوامر واجتناب النواهي.
- العفاف : الكف عما لا يحل ولا يجمل من قول أو فعل.
- الغنى : غنى النفس، والغنى عن الناس وعما في أيديهم.
- اللَّهُمَّ : كلمة تستعمل في النداء مثل يا الله، وأصلها للدعاء، وقد تجيء بعدها إلا فتكون للإيذان بندرة المستثنى مثل اللَّهُمَّ إلا أن يكون كذا أو للدلالة على تيقن المجيب للجواب المقترن به مثل اللَّهُمَّ نعم.

فوائد الحديث:

١. الخضوع لله -تعالى- واللجوء إليه في جميع الأحوال.
٢. حاجة النفس إلى مكارم الأخلاق لتستقيم على أمر الله تعالى ولتخاف عقابه وترجو رحمته.
٣. فضل هذه الصفات التي كان يسألها عليه الصلاة والسلام وهو أعلم الناس بالله وأخشاهم له.
٤. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يملك لنفسه نفعًا ولا ضرًّا، وان الذي يملك ذلك هو الله -تعالى.-
٥. إبطال التعلق بالأولياء والصالحين في جلب المنافع ودفع المضار، كما يفعل بعض الجهال الذين يدعون الرسول عليه الصلاة والسلام إذا كانوا عند قبره، أو يدعون غيره من الخلق.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، تأليف /حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3596)

اللَّهُمَّ إني أسألك الهدى والتقى والعفاف والغنى

یا اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور دل کی بے نیازی کا سوال کرتا۔

١٠٤٩. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «اللَّهُمَّ إنِّي أَسأَلُك الهُدَى، والتُقَى، والعَفَاف، والغِنَى».

١٠٤٩. حدیث:

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسَأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى“، ”یا اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور دل کی بے نیازی کا سوال کرتا ہوں“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- ربه العلمَ والتوفيق للحق، وأن يُوفِّقه إلى امتثال ما أمر به وترك ما نهى عنه، وأن يعفه عن كل ما حرَّم عليه فيما يتعلق بجميع المحارم التي حرَّمها -عز وجل-، وسأله كذلك الغنى عن الخلق، بحيث لا يفتقر إلى أحد سوى ربَّه -عز وجل-.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اپنے رب سے علم اور حق کی توفیق مانگی اور یہ کہ اپنے احکام کو پورا کرنے اور نواہی سے بچنے کی توفیق دے اور یہ کہ اللہ ہر قسم کے حرام سے بچائے جن کا تعلق ان تمام حرام کاموں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مخلوق سے استغناء و بے نیازی کا سوال کیا کہ اللہ عزّ و جلّ کے سوا کسی کا محتاج نہ بنانا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > هدي النبي صلى الله عليه وسلم في الذكر
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > الزهد والورع

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الهُدَى : الدلالة والرشاد، والعلم.
- التُقَى : التقوى: وهي فعل الأوامر واجتناب النواهي.
- العَفَاف : الكف عما لا يحل ولا يجمل من قول أو عمل.
- الغِنَى : ضد الفقر، والمراد به: غنى النفس، والاغتناء عن الناس وعما في أيديهم.

فوائد الحديث:

١. الخضوع إلى الله واللجوء إليه في كل الأحوال.
٢. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يملك لنفسه نفعًا ولا ضرًّا، وأن الذي يملك ذلك هو الله.
٣. إبطال التعلّق بالأولياء والصالحين في جلب المنافع ودفع المضار.
٤. حاجة النفس إلى مكارم الأخلاق؛ لتستقيم على أمر الله، ولتخاف عقابه وترجو رحمته.
٥. وجوب التزام التقوى.
٦. الكف عن مباشرة المعصية، وإن كان المكلف قد عزم على فعلها.
٧. شرف هذه الخصال: الهدى والتقى والعفاف والغنى.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3057)

اللَّهُمَّ إني أسألك من خير ما سألك منه نبيك محمد -صلى الله عليه وسلم-؛ وأعوذ بك من شر ما استعاذ منه نبيك محمد -صلى الله عليه وسلم-

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ بھلائی (خیر) مانگتے ہیں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی ہے اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس شر (برائی) سے جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔

١٠٥٠. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه-قال: دعا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بدعاء كثير، لم نحفظ منه شيئا، قلنا: يا رسول الله، دعوت بدعاء كثير لم نحفظ منه شيئا، فقال: «ألا أدلكم على ما يجمع ذلك كله؟ تقول: اللَّهُمَّ إني أسألك من خير ما سألك منه نبيك محمد -صلى الله عليه وسلم-؛ وأعوذ بك من شر ما استعاذ منه نبيك محمد -صلى الله عليه وسلم- وأنت المستعان، وعليك البلاغ، ولا حول ولا قوة إلا بالله».

١٠٥٠. حدیث :

ابوامامہ - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت ساری دعائیں کیں، مگر مجھے ان میں سے کوئی دعا یاد نہ رہی، میں نے عرض کیا : اللہ کے رسول! دعائیں تو آپ نے بہت سی کیں مگر میں کوئی دعا یاد نہ رکھ سکا، آپ نے فرمایا : "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جو ان سب چیزوں (دعاؤں) کی جامع ہو، کہو : "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ"۔ اے اللہ! ہم تجھ سے وہ بھلائی (خیر) مانگتے ہیں جسے تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی ہے اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس شر (برائی) سے جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے، تو ہی مددگار ہے، اور تیرے ہی اختیار میں ہے (خیر و شر کا) پہنچانا، اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور عبادت کرنے کی قوت اللہ کے سہارے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ : ضعیف

المعنى الإجمالي:

الدعاء عبادة عظيمة الأجر، وكان -عليه الصلاة والسلام- يكثر منه حتى فات بعض الصحابة حفظ الكثير من ذلك الدعاء، فسألوه من ذلك الخير العظيم ليحصلوه، فأرشدهم إلى دعاء جامع مختصر ميسور عليهم، يشتمل على خيري الدنيا والآخرة، يستدركون ما فاتهم، ويحصلون به ما يبتغون من الخير، وهذا الدعاء وإن كان ضعيفًا إلا أن معناه ليس فيه محظور والدعاء به سائغ؛ لأن الأصل في الدعاء الجواز.

اجمالی معنیٰ :

دعا بہت اجر و ثواب والی عبادت ہے۔ آپ علیہ ﷺ بہت زیادہ دعائیں مانگا کرتے تھے، بعض صحابہ ان میں سے بہت ساری دعائیں یاد نہ کر رکھ سکے۔ چنانچہ صحابہ نے آپ ﷺ سے اس خیرِ عظیم کے متعلق پوچھا تاکہ وہ بھی اسے حاصل کر لیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مختصر، آسان اور جامع دعا کی طرف ان کی راہنمائی فرمائی جو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیوں پر مشتمل تھی، جس کے ذریعے وہ فوت شدہ بھلائیوں کو پا لیں گے اور جن بھلائیوں کے وہ خواہاں ہیں ان کو حاصل کرلیں گے۔ یہ دعاء اگرچہ ضعیف ہے، تاہم اس کے معنیٰ میں کسی طرح کی کوئی ممانعت نہیں، اس کے ذریعہ دعا کی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ دعا میں اصل جواز ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المستعان : المطلوب منه الإعانة.
- عليك البلاغ : أي الإبلاغ والإعلام، أو ما يبلغ الكفاية من خير الدنيا والآخرة.

فوائد الحديث:

١. السؤال عما فات من الخير لاستدراكه.

٢. التيسير على المدعوين.

٣. من مهام الداعية دلالة المدعوين على جوامع الدعاء.

٤. المداومة على الدعاء بهذا الدعاء الجامع لكل أدعية النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٥. يسر الإسلام وسعة رحمة الله تعالى بعباده.

٦. جواز رفع الصوت بالدعاء بما يسمعه الجليس أحيانًا، وأنه لا يدخل في الجهر المنهي عنه.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م.

الرقم الموحد: (3200)

اللَّهُمَّ إني أسألك موجبات رحمتك، وعزائم مغفرتك، والسلامة من كل إثم، والغنيمة من كل بر، والفوز بالجنة، والنجاة من النار

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان اسباب کا جو تیری مغفرت کو (میرے لیے) لازمی بنا دیں اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے کا اور جنت سے بہرہ ور ہونے کا نیز دوزخ سے نجات پانے کا۔

١٠٥١. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: كان من دعاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اللَّهُمَّ إني أسألك مُوجِبَاتِ رحمتك، وعَزَائِمَ مغفرتك، والسلامة من كل إثم، والغَنِيمَةَ من كل بِرٍّ، والفوز بالجنة، والنَّجَاةَ من النار».

١٠٥١. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے ''اللهم إني أسألک مُوجِبَاتِ رحمتک، وعَزَائِمَ مغفرتک، والسلامة من کل إثم، والغَنِيمَةَ من کل بِرٍّ، والفوز بالجنة، والنَّجَاةَ من النار''۔ ترجمہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان اسباب کا جو تیری مغفرت کو (میرے لیے) لازمی بنا دیں اور ہر گناہ سے سلامتی کا، ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے کا، اور جنت سے بہرہ ور ہونے کا نیز دوزخ سے نجات پانے کا''۔

درجة الحديث: ضعيف جداً

حدیث کا درجہ: ضعیف جداً (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)۔

المعنى الإجمالي:

هذا الدعاء من جوامع الكلم التي أوتيها سيد الأولين والآخرين -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنه سأل أولا أن يرزقه ما يوجب له رحمته عز وجل من الأقوال، والأفعال، والخصال، ثم سأل الله -تعالى- أن يهب له عزمًا على الخير يكون سببًا لمغفرته من الأعمال، والأقوال كذلك، ولما كان الإنسان بعد مغفرة ذنوبه لا يأمن من الوقوع في معاصٍ أُخَر، وذنوبٍ مستأنفة، سأل ربه -عز وجل- أن يرزقه السلامة والحفظ، من كل الذنوب والآثام، كائنا ما كان، ثم سأل ما يكمل له في كمال العبودية من الأعمال الصالحات، ومن ذلك التوفيق إلى كل نوع من أنواع البر، وهو الطاعة، بشتى أنواعها، ثم ختم السؤال والطلب بأغلى مراد مطلوب في الآخرة، وهي الجنة، وسأل السلامة والنجاة من أشد مرهوب في دار الآخرة، وهي النار، والعياذ بالله.

اجمالی معنیٰ:

یہ دعا ان جامع کلمات میں سے ہے جو سید الاولین و الآخرین ﷺ کو عطا ہوئے۔ آپ ﷺ نے پہلے تو یہ دعا کی کہ اللہ آپ ﷺ کو وہ اقوال و افعال اور خصلتیں دے جو اس کی رحمت کا موجب بنتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ وہ آپ ﷺ کو عملی و قولی نیکی کا ارادہ عطا فرمائے جو آپ ﷺ کی مغفرت کا سبب بنے۔ چونکہ انسان اپنے گناہوں کے بخشے جانے کے بعد بھی دیگر معصیتوں اور نئے گناہوں سے مامون نہیں ہوتا اس لیے آپ ﷺ نے اللہ سے ہر قسم کی برائیوں اور گناہوں سے سلامتی و حفاظت کا سوال کیا چاہے وہ کچھ بھی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان نیک اعمال کا سوال کیا جو بندگی کی تکمیل کا باعث ہوں۔ انہی میں سے ایک عمل ہر قسم کی نیکیوں کی توفیق کا دیا جانا ہے۔ اس سے مراد ہر قسم کی اطاعت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی دعا اور درخواست کا اختتام اس شے سے کیا جو آخرت میں سب سے زیادہ مطلوب ہے یعنی جنت اور آپ ﷺ نے آخرت میں سے سب سے زیادہ خوفناک شے سے سلامتی اور نجات طلب کی یعنی دوزخ سے۔ العیاذ باللہ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه الحاكم.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- موجبات : أي ما يوجب الرحمة.
- عزائم مغفرتك : الأمور التي تقتضي غفرانك.
- السلامة من كل إثم : أي معصية.
- والغنيمة من كل بر : الإكثار من كل خير.

فوائد الحديث:

١. السعي في أعمال البر والطاعات.
٢. البعد عن الشر والمعاصي.
٣. سؤال الله دخول الجنة والنجاة من النار.
٤. الدعاء بجوامع الكلم والأدعية النبوية.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه - ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - ١٩٨٧م. المستدرك على الصحيحين، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، نشر: دار الكتب العلمية – بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١١ه – ١٩٩٠م. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للألباني، نشر: دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م.

الرقم الموحد: (3210)

اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من الجوع، فإنه بِئْسَ الضَّجِيعُ، وأعوذُ بِكَ منَ الخِيَانَةِ، فَإنَّهَا بِئْسَتِ البِطَانَةُ

اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، یہ بہت بری ہم نشیں ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں، یہ بہت بری ہم راز ہے۔ (یعنی بہت بری باطنی خصلت ہے۔)

١٠٥٢. الحديث:

عن أبي هريرة-رضي الله عنه مرفوعاً: «اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من الجوع، فإنه بِئْسَ الضَّجِيعُ،وأعوذُ بِكَ منَ الخِيَانَةِ، فَإنَّهَا بِئْسَتِ البِطَانَةُ».

١٠٥٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اللهم إني أعوذ بك من الجوع، فإنہ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وأعوذ بِكَ من الخِيَانَةِ، فَإنَّهَا بِئْسَتِ البِطَانَةُ"۔ ترجمہ: اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، یہ بہت بری ہم نشین ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں، یہ بہت بری ہم راز ہے۔ (یعنی بہت بری باطنی خصلت ہے۔)

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

استعاذ النبي -صلى الله عليه وسلم- من الجوع؛ فإنه بئس المصاحب لأنه يمنع استراحة النفس والقلب، واستعاذ من خيانة أمانة الخلق والخالق؛ فإنها بئست خاصة المرء.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے بھوک سے پناہ مانگی کیوں کہ بھوک بہت بری ساتھی ہے؛ اس لیے کہ یہ دل و جان کے چین کو سلب کر لیتی ہے اور اسی طرح آپ ﷺ نے انسانوں اور اللہ کی امانت میں خیانت سے بھی پناہ مانگی؛ کیونکہ یہ آدمی کی بہت ہی بری خصلت ہوتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الضجيع : المضاجع وهو ما يلازم صاحبه في المضجع ، والمراد به الملازم.
- البطانة : تطلق في الأصل على بطانة الثوب ثم استعير لمن يخصه الإنسان بالاطلاع على باطن أمره.
- الخيانة : عدم أداء أمانة الخالق أو المخلوق.

فوائد الحديث:

١. التحذيرمن الجوع الشديد، ومن الخيانة والاستعاذة بالله منهما.
٢. الجوع يمنع استراحة النفس والقلب؛ لأنه يضعف القوى، ويثير الأفكار الرديئة والخيالات الفاسدة، فيقصر العبد بالطاعة؛ ولذلك حرم الإسلام الوصال.
٣. الحض على الثبات والاستقامة على مكارم الأخلاق في كل حال.
٤. من وجدت فيه خصلة من الخصال الذميمة؛ فليسارع إلى معالجتها وإزالتها تزكية لنفسه وطاعة لربه، ومن فقدت فيه فليحمد الله الذي بنعمته تتم الصالحات، ويسأله دوام ذلك.
٥. الحض على أداء الأمانة.
٦. الخيانة ضد الأمانة، وهي مخالفة الحق بنقض العهد في السر، والأظهر أنها شاملة لجميع التكاليف الشرعية.
٧. قد يستدل بهذا الحديث على أن الجوع المجرد لا ثواب فيه.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. - سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - السنن الصغرى للنسائي /أحمد بن شعيب ، النسائي -تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة-مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب- الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. - صحيح أبي داود الأم،محمد ناصر الدين، الألباني- مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح-المؤلف: أبو الحسن عبيد الله المباركفوري -إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند-الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤ م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت –لبنان-الطبعة الرابعة عشرة١٤٠٧-. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين –سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي – الطبعة الأولى ١٤١٨.

الرقم الموحد: (5883)

اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من العَجْزِ وَالكَسَلِ، والبُخْلِ والهَرَمِ، وَعَذابِ القَبْرِ

اے اللہ! میں عاجزی، سُستی، بخیلی، بڑھاپے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

١٠٥٣. الحديث:

عن زيد بن أرقم -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من العَجْزِ وَالكَسَلِ، والبُخْلِ والهَرَمِ، وَعَذابِ القَبْرِ، اللّٰهُمَّ آت نفسي تقواها، وزَكِّهَا أنت خير من زكاها، أنت وَلِيُّهَا ومولاها، اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك من علم لا ينفع؛ ومن قلب لا يخشع، ومن نفس لا تشبع؛ ومن دعوة لا يُستجاب لها».

١٠٥٣. حدیث:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے : ’’اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ العَجْزِ وَالكَسَلِ وَالبُخْلِ وَالهَرَمِ وَعَذَابِ القَبْرِ اللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا‘‘۔ ترجمہ: اے اللہ! میں عاجزی، سُستی، بخیلی، بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میری ذات کو تقویٰ عطا فرما اور اسے پاکیزہ کر دے، تو ہی اسے بہتر پاکیزگی دینے والا ہے۔ تو ہی اس کا ولی و مالک ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں خوف نہ ہو، ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الاستعاذة من العبادات القلبية ولا تصرف إلا لله تعالى، والعجز والكسل قرينان وشقيقان يقطعان سبل الخير الموصلة للدنيا والآخرة، فهما يمثلان العجز والفتور والتهاون، فإن كان المانع من صنع العبد فهذا هو الكسل ، ولذا وصف الله تعالى المنافقين بقوله: "وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى" لضعف إيمانهم ومرض قلوبهم فالكسل لا يكون إلا من نفس مريضة. وإذا كان المانع عن الفعل بغير كسب العبد ولعدم قدرته فهو العجز-والعياذ بالله. "والبخل": هو إمساك المال والشح به عن سبل الخير وطرق النفع، فتميل النفس لحب المال وجمعه، واكتنازه وعدم إنفاقه في الوجوه التي أمر الله بها. "والهرم": المقصود به أن يرد الإنسان إلى أرذل العمر ، ويبلغ من العمر عتيا بحيث تضعف قوته ، ويذهب عقله ، وتتساقط همته ، فلا يستطيع تحصيل خير الدنيا ولا خير الآخرة، قال تعالى: "ومن نعمره ننكسه في الخلق"." وعذاب القبر" : وعذاب القبر حق ، وعلى ذلك إجماع أهل السنة والجماعة ، قال تعالى: " ومن

اجمالی معنیٰ:

پناہ مانگنا قلبی عبادات میں سے ہے جس کو صرف اللہ تعالی ہی کے لیے خاص کرنا ہے۔ عاجزی اور سستی دونوں ساتھی ہیں اور بھائی بھائی ہیں جو دنیا اور آخرت کی بھلائی کی راہ مسدود کردیتے ہیں۔ یہ دونوں عجز، کاہلی، اور لاپرواہی کا شاخسانہ ہوتے ہیں۔ اگر رکاوٹ خود بندے کی پیدا کردہ ہو تو اسے "کسل" (سستی) کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے منافقوں کو اس کے ساتھ متصف کیا ہے۔ ’’وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى‘‘۔ ترجمہ: جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے بھرے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اس لیے کہ ان کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور دلوں میں بیماری ہوتی ہے۔ سستی بیمار نفس ہی میں ہوتی ہے۔ اگر کام میں رکاوٹ بندے کی طرف سے پیدا نہ کی گئی ہو بلکہ یہ اس وجہ سے ہو کہ اس میں اس کے کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اسے عاجزی کہا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔ "بخل" کا معنی ہے مال کو روکے رکھنا اور اسے نیکی کے کاموں اور نفع بخش مصارف میں خرچ کرنے میں تنگدلی برتنا۔ نفس میں مال کی محبت اور اس کو جمع کرنے کی چاہت ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسے اکٹھا کرے اور ان مصارف میں اسے خرچ نہ کرے جن میں خرچ کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔ "ہرم" کا معنی یہ ہے کہ انسان لاچاری و مجبوری کی عمر تک جا پہنچے اور اتنا بوڑھا ہو جائے کہ اس کی طاقت ختم ہو جائے، عقل سٹھیا جائے اور ہمت جواب دے جائے۔ پھر نہ تو وہ دنیا کی کسی بھلائی کو حاصل کر سکے او

وراءهم برزخ إلى يوم يبعثون" ، والقبر إما روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار، ولذا سن للعبد أن يستعيذ من عذاب القبر في كل صلاة ، ولهول هذا العذاب وعظمته كذلك. " اللّٰهُمَّ آت نفسي تقواها: أي: أعط نفسي امتثال الأوامر واجتناب النواهي ، وقيل: تفسر التقوى هنا بما يقابل الفجور كما قال تعالى: " فألهمها فجورها وتقواها". " وزكها" : أي طهرها من الرذائل . " أنت خير من زكاها" : أي لا مزكي لها غيرك ، ولا يستطيع تزكيتها أحد إلا أنت يا ربنا. " أنت وليها": ناصرها والقائم بها. " ومولاها": أي: مالكها والمنعم عليها. " اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك ": أحتمي واستجير بك . " من علم لا ينفع": وهو العلم لا الذي لا فائدة فيه ، أو العلم الذي لا يعمل به العبد فيكون حجة عليه يوم القيامه ، كما قال النبي صلى الله عليه وسلم:" والقرآن حجة لك أو عليك" والعلم الذي لا ينفع هو الذي لا يهذب الأخلاق الباطنة فيسرى منها إلى الأفعال الظاهرة ويحوز بها الثواب الأكمل. " قلب لا يخشع": أي عند ذكر الله تعالى وسماع كلامه ، وهو القلب القاسي ، يطلب منه أن يكون خاشعا لبارئه منشرحا لمراده ، صدره متأهلا لقذف النور فيه ،فإذا لم يكن كذلك كان قاسيا ، فيجب أن يستعاذ منه ، قال تعالى:" فويل للقاسية قلوبهم" " ونفس لا تشبع": أي للحرص على الدنيا الفانية، والطمع والشره وتعلق النفس بالآمال البعيدة . " ومن دعوة لا يستجاب لها" :أي أعوذ بالله من أسباب ومقتضيات رد الدعوة ، وعدم إجابتها من الطرد والمقت ، لأن رد الدعاء علامة على رد الداعي ، بخلاف دعوة المؤمن فلا ترد إما أن تستجاب في الدنيا ، أو يدفع الله عنه من البلاء بمثلها ، أو تدخر له في الآخرة ، فدعوة المؤمن لا تضيع أبدا بخلاف دعوة الكافر ، يقول تعالى: " وما دعاء الكافرين إلا في ضلال"

نہ ہی آخرت کی بھلائی کو۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں ''وَمَن نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ''ترجمہ : اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے پیدائشی حالت کی طرف پھر الٹ دیتے ہیں۔ "عذاب القبر" : عذاب قبر برحق ہے۔ اس پر اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے "وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ" ۔ ترجمہ "ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے، ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک"۔ قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ ہوگی یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ اسی لیے بندے کے لیے مشروع کیا کہ وہ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے اور اس کی خوفناکی اور شدت سے پناہ مانگے۔ "اللہم آت نفسی تقواہا : یعنی میرے نفس کو احکام کی بجاآوری اور محرمات سے پرہیز کا خوگر بنا۔ ایک قول کی رو سے یہاں تقوی کا معنی وہ ہوگا جو فجور کے بالمقابل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے "فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا"۔ ترجمہ "پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی"۔ "وزکہا" یعنی برائیوں سے اسے پاک فرما۔ "أنت خیر من زکاہا"۔ یعنی نفس کو تیرے سوا کوئی اور پاک کرنے والا نہیں ہے اور اے رب نہ ہی تیرے سوا کوئی اور اسے پاک کر سکتا ہے۔ "أنت ولیہا" تو ہی اس کا مددگار اور اسے سنبھالنے والا ہے۔ "ومولاہا"۔ یعنی تو ہی اس کا مالک اور اس پر نعمتوں کا نزول کرنے والا ہے۔ "اللہم إنی أعوذ بک"۔ یعنی میں تیری حمایت میں آتا ہوں اور تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ "من علم لا ینفع"۔ اس سے مراد وہ علم ہے جو بالکل بے سود ہو یا پھر وہ علم جس پر بندہ عمل نہ کرے اور وہ قیامت کے دن اس کے خلاف حجت بنا کھڑا ہو۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''قرآن یا تو تمہارے حق میں حجت ہوگا یا تمہارے خلاف۔ وہ علم جو نفع بخش نہیں ہوتا وہ باطنی اخلاق کو نہیں سنوارتا چنانچہ یہ نہیں ہوتا کہ ان سے سرایت کرتا ہوا ظاہری اعمال تک اس کا اثر پہنچے اور یوں وہ پورا ثواب پا سکے۔ "قلب لا یخشع"۔ یعنی ایسا نفس جو اللہ کے ذکر کے وقت اور اس کا کلام سن کر ڈر میں مبتلا نہ ہو۔ ایسا دل بہت سخت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالی سے دعا فرما رہے ہیں کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرنے لگیں، اس کی چاہت میں ان کی خوشی ہو، ان کا سینہ اس میں ڈالے گئے نور کی بدولت روشن ہو جائے۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو دل سخت ہو جائے گا چنانچہ ضروری ہے کہ اس سے اللہ کی پناہ مانگی جائے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے "فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم"۔ ترجمہ : "اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل سخت ہو گئے ہیں"۔ "ونفس لا تشبع" : یعنی دنیائے فانی کی حرص کی وجہ سے اور طمع ولالچ اور لمبی امیدیں پالنے کے بسبب سیر نہیں ہوتا۔ "ومن دعوۃ لا یستجاب لہا"۔ یعنی میں ایسے اسباب اور مقتضیات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جن کی وجہ سے دعا رد کر دی جاتی ہے۔ دعا کی قبولیت نہ ہونا دھتکارنے اور غضب کی علامت ہے کیونکہ دعا کا رد ہو جانا دراصل دعا مانگنے والے کے رد ہونے کی علامت ہے برخلاف مومن کی دعا کے جو کبھی رد نہیں

ہوتی۔ یا تو دنیا ہی میں وہ قبول ہو جاتی ہے یا پھر اس دعا کی بدولت اللہ تعالی اس سے اس کے بقدر مصیبت دور کر دیتا ہے یا پھر یہ آخرت کے لیے رکھ چھوڑی جاتی ہے۔ مومن کی دعا کبھی بھی ضائع نہیں ہوتی برخلاف کافر کی دعا کے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے ''وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ''۔ ترجمہ: ''اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے''۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: زيد بن أرْقَم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الهرم : الكبر والضعف، والمراد به: صيرورة الرجل خَرِفا من كبر سن بحيث لا يميز بين الأمور المعتدلة المحسوسة والمعقولة.
- زكها : طهرها من الرذائل.
- أنت خير من زكاها : لفظة " خير" ليست للتفضيل ، بل المعنى: لا مزكي لها إلا أنت
- وليها : ناصرها والقائم بها.
- مولاها : أي: ربها ومالكها وناصرها والمنعم عليها.
- من علم لا ينفع : أي: علم لا نفع فيه ، وقيل هو: الذي لا يعمل به.
- لا يخشع : لا يخضع لجلال الله تعالى ، وهو القلب القاسي.
- لا تشبع : أي للحرص الباعث لها على ذلك ، ومعناه النهم وعدم الشبع.

فوائد الحديث:

١. استحباب الاستعاذة من هذه الأمور المذكورة في الحديث.
٢. الحث على التقوى ونشر العلم والعمل به.
٣. على المؤمن أن يلتزم التقوى، وينهض بالطاعة وأداء الواجب ويجعل من نفسه ما تصفو بالخير ، ويعتمد على الله في نصره وتوفيقه في العمل
٤. العلم النافع هو الذي يزكي النفس ويولد فيها خشية الرب -تبارك وتعالى-، فتسري منها إلى سائر الجوارح.
٥. القلب الخاشع هو الذي يخاف ويضطرب عند ذكر الله ثم يلين ويطمئن ويركن إلى حمى مولاه ، فمن كان كذلك كان قلبه محلا لنور الله الذي يجعله الله في قلب عبده فرقانا بين الحق والباطل.
٦. ذم الحرص على الدنيا وعدم الشبع من شهواتها وملاذها، ولذلك فالنفس المنهومة الحريصة على متاع الدنيا أعدى أعداء المرء، ولذلك استعاذ منها رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٧. ينبغي على العبد أن يفارق أسباب رد الدعاء وعدم إجابته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ ه. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨ه.
صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (5878)

اللّٰهُمَّ أنت ربها، وأنت خلقتها، وأنت هديتها للإسلام، وأنت قبضت روحها، وأنت أعلم بسرها وعلانيتها، وقد جئناك شفعاء له، فاغفر له

اے اللہ! تو ہی اس کا رب ہے، تو ہی نے اسے پیدا کیا، تو ہی نے اسے اسلام کی ہدایت دی اور تو ہی نے اس کی روح قبض کی، اور تو ہی اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ ہم تیرے پاس اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں، پس تو اسے بخش دے۔

١٠٥٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في الصلاة على الجنازة: «اللّٰهُمَّ أنت ربها، وأنت خلقتها، وأنت هديتها للإسلام، وأنت قبضت روحها، وأنت أعلم بسِرِّهَا وعلانيتها، وقد جئناك شفعاء له، فاغفر له».

١٠٥٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: "اے اللہ! تو ہی اس کا رب ہے، تو ہی نے اسے پیدا کیا، تو ہی نے اسے اسلام کی ہدایت دی اور تو ہی نے اس کی روح قبض کی، اور تو ہی اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ ہم تیرے پاس اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں، پس تو اسے بخش دے۔"

درجة الحديث: ضعيف الإسناد

حدیث کا درجہ: اس کی سند ضعیف ہے۔

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا صلى على جنازة قال ما معناه: اللّٰهُمَّ أنت سيدها ومالكها، وأنت الذي خلقتها، وأنت الذي هديتها للإسلام، وأنت أمرت بقبض روحها، وأنت أعلم بباطنها وظاهرها منها، حضرنا بين يديك داعين له بالمغفرة، فاغفر له فإنك مجيب الدعوات، هذا المعنى مع ملاحظة ضعف الحديث، ولا مانع من قوله لدخوله في عموم الدعاء للميت وخلوه من محظور شرعي.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ جب کسی جنازے کی نماز پڑھتے تو اس معنیٰ و مفہوم کی دعا کرتے: اے اللہ! تو ہی اس (مرنے والے) کا آقا و مالک ہے، تو ہی نے اسے پیدا فرمایا، تو ہی ہے جس نے اسے اسلام کی ہدایت و توفیق عطا فرمائی، اور تو ہی نے اس کی روح قبض کرنے کا حکم صادر فرمایا اور تو اس کے ظاہر و باطن کو اس سے زیادہ جانتا ہے۔ ہم تیرے سامنے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں، لہٰذا تو اس کی مغفرت فرما۔ بے شک تو دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔ یہ اس دعا کا معنیٰ و مفہوم ہے اس تنبیہ کے ساتھ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور اس دعا کے کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ یہ میت کے حق میں عمومی دعاؤں میں شامل ہے، نیز اس میں کوئی شرعی ممانعت وقباحت بھی نہیں ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > صفة الصلاة على الميت

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ربها : مربيها بنعمتك
- هديتها : أوصلتها
- قبضت : قبضت أخذت
- روحها : الله أعلم بها
- بسرها : بما كانت تُسِرُّه في الحياة من اعتقاد ونية.
- علانيتها : بما تُظهره من عمل وطاعة.

فوائد الحديث:

١. بَدء الدعاء بالثناء على الله وتمجيده.
٢. الابتهال إلى الله أن يغفر لمن مات موحداً ويتجاوز عن زلاته.
٣. شفقة النبي – صلى الله عليه وسلم – ورحمته بأمته.
٤. شهادة العباد تكون على الظاهر وهم يكلون سرائر الخلق إلى ربهم الذي يعلم السر وأخفى.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن أبي داود، بتحقيق الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ١٤٢٧ه نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (5023)

اللّٰهُمَّ أنت عضدي ونصيري، بك أحول، وبك أصول، وبك أقاتل	اے اللہ! تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے، تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں جنگ کرتا ہوں۔
١٠٥٥. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا غزا، قال: «اللّٰهُمَّ أنت عَضُدِي ونَصِيرِي، بِكَ أَحُول، وبِكَ أَصُول، وبك أقاتل».	**١٠٥٥. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب جنگ کرتے تھے تو فرماتے: "اے اللہ! تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے، تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں قتال کرتا ہوں"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا أراد غزوة او شرع فيها، قال ما معناه: اللّٰهُمَّ أنت ناصري ونَصيري، بك وحدك أنتقل من شأن إلى غيره، وبك وحدك أثب على أعداء الدين، وبك أقاتلهم.	**اجمالی معنی:** رسول اللہ ﷺ جب کسی جنگ کا ارادہ فرماتے یا پھر جنگ شروع کرتے تو ایسی بات کہتے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "اے اللہ! تو ہی میرا معاون و مددگار ہے۔ تیری ہی بدولت میں ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا ہوں۔ اور محض تیری مدد سے میں دشمنان دین پر حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں ان سے لڑتا ہوں"۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار التي تقال في أوقات الشدة
راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:
- إذا غزا : أي : إذا شرع في الغزو.
- عضدي : عوني ونصيري.
- بك : أي : وحدك.
- أحول : أقوى وأنتقل من مكان إلى مكان ومن حال إلى حال.
- أصول : أحمل على العدو حتى أغلبه وأستأصله.

فوائد الحديث:
١. النصر كلّه من عند الله، فعلى العبد أن يتوكل على الله، ولا يركن لنفسه طرفة عين؛ فذاك الخذلان والخسران.
٢. أنَّ هذا الدعاء فيه كل مقومات الإيمان بالله والتوكل عليه.
٣. المسلم يقاتل بالله ولله لتكون كلمة الله هي العليا.
٤. ينبغي على المسلم الاقتداء بالنبي – صلى الله عليه وسلم – في اللجوء إلى الله ودعاءه وقت الشدة.
٥. لا حول ولا قوة للعبد إلا بربه؛ لان القوة لله جميعا.

المصادر والمراجع:
سنن أبي داود، تحقيق محي الدين عبد الحميد ،المكتبة العصرية،صيدا –بيروت. سنن الترمذي، نشر مصطفى البابي وتحقيق أحمد شاكر- مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. كنوز رياض الصالحين

بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. صحيح أبي داود، للألباني، نشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ه-٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (5024)

اللّٰهُمَّ جنِّبْني منكرات الأخلاق، والأعمال، والأهواء، والأدواء

اے اللہ! مجھے برے اخلاق، برے اعمال، بری خواہشات اور بری بیماریوں سے بچا

١٠٥٦. الحديث:

عن قطبة بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «اللّٰهُمَّ جنِّبْني مُنْكَراتِ الأخلاق، والأعمال، والأهواء، والأَدْوَاء».

١٠٥٦. حدیث:

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے: ”اے اللہ! مجھے برے اخلاق، برے اعمال، بری خواہشات اور بری بیماریوں سے بچا۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه دعوات كريمات يقولها المصطفى -صلى الله عليه وسلم-، وهي أن الله تعالى يباعد بينه وبين أربعة أمور: الأول: الأخلاق الذميمة المستقبحة. الثاني: المعاصي. الثالث: الشهوات المهلكات التي تهواها النفوس. الرابع: الأمراض المزمنة المستعصية.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں کچھ عظیم الشان دعائیں مذکور ہیں جنھیں نبی ﷺ مانگا کرتے تھے اور وہ یہ کہ اللہ تعالی آپ ﷺ کو چار چیزوں سے دور رکھے: اول: مذموم اور برے اخلاق دوم: گناہ سوم: مہلک خواہشات جن کی طرف نفوس راغب ہوتے ہیں۔ چہارم: دائمی ناقابل علاج بیماریاں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: قطبة بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جنِّبْني : باعد عني.
- منكرات الأخلاق : ما ينكر من الأخلاق شرعا وعادة.
- والأعمال : ما ينكر من الأعمال شرعا وعرفا.
- الأهواء : جمع (هوى) وهو ما تشتهيه النفس من غير مراعاة مقصد شرعي.
- الأدواء : هي الأمراض، ومنكراتها: الأمراض المزمنة.

فوائد الحديث:

١. فضل هذا الدعاء واستحبابه.
٢. المؤمن يحرص على اجتناب الأخلاق الذميمة والأعمال المنكرة، ويحذر من اتباع الهوى والوقوع في الشهوات.
٣. انقسام الأخلاق والأعمال والأهواء إلى منكر ومعروف.
٤. جواز سؤال المرء ألا يصيبه الله بمرض منكر.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، للشيخ الألباني، دار النشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الثالثة : ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (5329)

اللّٰهُمَّ لا عيش إلا عيش الآخرة	"اے اللہ حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔"
١٠٥٧. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إلا عَيْشَ الآخِرة».	**١٠٥٧. حدیث:** انس -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اے اللہ حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: العيشة الهنية الراضية الباقية هو عيش الآخرة، أما الدنيا فإنه مهما طاب عيشها فمآلها للفناء.	**اجمالی معنی:** سرور، اطمینان اور ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، جب کہ دنیا کتنی ہی عیش و عشرت والی زندگی کیوں نہ ہو آخر کار اس کا انجام فنا ہو جانا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو أسيد مالك بن ربيعة الساعدي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. العاقل لا يفرح بما يناله في الدنيا؛ لانقضائها، وإنما يعتبر الدنيا وسيلة للآخرة لا هدفًا ومقرًا.
٢. الدنيا دار عبور للآخرة.
٣. زهده صلى الله عليه وسلم في الدنيا وإقباله على الآخرة.
٤. تزهيد النبي صلى الله عليه أمته في متاع الدينا الزائل.
٥. فيه تسلية للصحابة الذين شاركوا معه عليه الصلاة والسلام حفر الخندق.
٦. تحقير عيش الدنيا لما يعرض له من التكدير وسرعة الفناء.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري ؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. -كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. - مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز.

الرقم الموحد: (3773)

اللّٰهُمَّ لك أَسلمت، وبك آمنت، وعليك توكلت، وإليك أنبت، وبك خَاصمت. اللّٰهُمَّ أعوذ بِعزتك؛ لا إله إلا أنت أن تُضلَّني، أنت الحي الذي لا تموت، والجن والإنس يموتون

"اے اللہ! میں تیرے لیے فرماں بردار ہوگیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے (کفر کے ساتھ) مخاصمت کی۔ اے اللہ! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں کہ تو مجھے سیدھی راہ سے ہٹا (گمراہ کر) دے۔ تو ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس کو موت نہیں آ سکتی اور جن وانس سب مرجائیں گے۔

١٠٥٨. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يقول: «اللّٰهُمَّ لك أَسْلَمْتُ، وبِكَ آمَنتُ، وعَلَيكَ تَوَكَّلْت، وإِلَيكَ أَنَبْتُ، وبك خَاصَمْتُ، اللّٰهُمَّ أعُوذ بِعزَّتك؛ لا إله إلا أنت أن تُضلَّني، أنت الحَيُّ الذي لا تموت، والجِنُّ والإنْسُ يَمُوتُونَ».

١٠٥٨. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (دعا کرتے ہوئے) فرمایا کرتے تھے: (اللّٰهُمَّ لک أَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَعَلَيْکَ تَوَکَّلْتُ وَإِلَيْکَ أَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِکَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ) "اے اللہ! میں تیرے لیے فرماں بردار ہوگیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے (کفر کے ساتھ) مخاصمت کی۔ اے اللہ! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں کہ تو مجھے سیدھی راہ سے ہٹا (گمراہ کر) دے۔ تو ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس کو موت نہیں آ سکتی اور جن وانس سب مرجائیں گے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يقول: (اللّٰهُمَّ لك أسلمت) أي: انقيادا ظاهرا لا لغيرك، (وبك آمنت) أي: تصديقا باطنا، (وعليك توكلت) أي: أسلمت جميع أموري لتدبرها، فإني لا أملك نفعها ولا ضرها، (وإليك أنبت) أي: رجعت من المعصية إلى الطاعة أو من الغفلة إلى الذكر، (وبك) بإعانتك (خاصمت) أي: حاربت أعداءك، (اللّٰهُمَّ إني أعوذ بعزتك) أي: بغلبتك فإن العزة لله جميعا. (لا إله إلا أنت) لا معبود بحق سواك ولا سؤال إلا منك ولا استعاذة إلا بك. (أن تضلني) أي: أعوذ من أن تضلني بعد إذ هديتني ووفقتني للانقياد الظاهر والباطن في حكمك وقضائك وللإنابة إلى جنابك والمخاصمة مع أعدائك والالتجاء في كل حال إلى عزتك ونصرتك، (أنت الحي الذي لا يموت والجن والإنس يموتون).

اجمالی معنی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کہتے تھے: ''اللھم لک أسلمت'' (اے اللہ! میں تیرے لیے فرماں بردار ہوگیا) یعنی ظاہری طور پر تیرا فرماں بردار، تیرے علاوہ کسی اور کا نہیں۔ ''وبک آمنت'' (اور تجھ پر ایمان لایا) یعنی باطنی طور پر تصدیق کی۔ ''وعلیک توکلت'' (اور تجھ پر بھروسہ کیا) یعنی اپنے تمام امور کی تدبیر تیرے سپرد کردی اور میں اپنے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ ''وإلیک أنبت'' (تیری طرف رجوع کیا) یعنی میں نے نافرمانی سے اطاعت کی طرف اور غفلت سے ذکر کی طرف رجوع کرلیا۔ ''وبک'' یعنی تیری مدد کے ساتھ۔ ''خاصمت'' (مخاصمت کی) یعنی تیرے دشمنوں سے جنگ کی۔ ''اللھم إنی أعوذ بعزتک'' (اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں) یعنی تیرے غلبے کے ساتھ کیوں کہ عزت ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے۔ ''لا إله إلا أنت'' (تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں) یعنی تیرے علاوہ معبود برحق کوئی نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جس سے سوال کیا جائے اور تیرے علاوہ کسی کی پناہ بھی نہیں لی جا سکتی۔ ''أن تضلنی'' (یہ کہ تو مجھے سیدھی راہ سے ہٹا دے) یعنی میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ ہدایت کے بعد تو مجھے گمراہ کر دے جب کہ تو نے مجھے ظاہری و باطنی طور پر اپنے حکم

وقضاء کی فرماں برداری اور اپنی جناب میں جھکنے، دشمن سے مخاصمت اور ہر حال میں اپنی عزت و نصرت کی التجاء کرنے کی توفیق بخشی۔ ''أنت الحی الذي لا یموت والجن والإنس یموتون'' (تو ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس کو موت نہیں آ سکتی اور جن و انس سب مرجائیں گے)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أسلمت : استسلمت لأمرك ورضيت بحكمك.
- توكلت : اعتمدت على تدبيرك في جميع الأمور.
- أنبت : أقبلت ورجعت إليك بالتوبة.
- خاصمت : نازعت، والمراد: خاصمت ثقة في نصرك ومؤازرتك لي.
- أعوذ : ألتجيء.
- بعزتك : بقوتك وسلطانك.
- الإيمان : إقرار القلب المستلزم للقول والعمل، فهو اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان، وعمل القلب والجوارح.

فوائد الحديث:

١. وجوب التوكل على الله تعالى وحده وطلب الحفظ منه ؛ لأنه متصف بصفات الكمال ، فهو وحده الذي يعتمد عليه ، والخلق كلهم عاجزون ومنتهون إلى الموت ، فهم ليسوا أهلاً للاعتماد عليهم.
٢. كل ما سوى الله هالك، فلا يعتمد عليهم.
٣. التأسي بالنبي -صلى الله عليه وسلم- بهذه الكلمات الجامعة لمعاني الخير، التي تعبر عن صدق الإيمان وغاية اليقين.
٤. كمال الرجوع إلى الله تعالى والركون إليه في الأحوال كلها، والاعتصام بحبله، والتوكل عليه.
٥. الالتجاء إلى الله والاعتصام به، فمن اعتزَّ بغير الله ذلّ، ومن اهتدى بغير هدايته ضلّ، ومن اعتصم بالله تعالى وتوكَّل عليه عظُم وجلّ.
٦. إظهار النبي -صلى الله عليه وسلم- افتقاره لربه.
٧. فناء كل المخلوقات.
٨. الإشارة إلى الفرق بين الإسلام والإيمان.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3598)

اللَّهُمَّ لك أسلمت، وبك آمنت، وعليك توكلت، وإليك أنبت، وبك خاصمت، اللَّهُمَّ أعوذ بعزتك لا إله إلا أنت أن تضلني، أنت الحي الذي لا يموت، والجن والإنس يموتون

«اللهم لک أَسلَمتُ، وبک آمنتُ، وعليک توکلتُ، وإليک أَنبتُ، وبک خاصَمتُ. اللهم أعوذ بِعِزّتِک؛ لاإله إلاأنت أن تُضِلّنی، أنت الحيُّ الذي لا تموتُ، والجِنُّ والإِنْسُ يموتون»۔ ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے ہی سامنے سر جھکایا، تجھ ہی پر ایمان لایا، میں نے تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا۔ میں نے تیری ہی مدد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں، یہ کہ تو مجھے گمراہ ہونے کے لیے چھوڑ دے، تو زندہ ہے، تجھے موت نہیں آئے گی جب کہ تمام جن وانس مر جائیں گے۔

١٠٥٩. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول: «اللَّهُمَّ لك أَسْلَمْتُ، وبك آمنتُ، وعليك توكلتُ، وإليك أَنَبْتُ، وبك خَاصَمْتُ، اللَّهُمَّ أعوذ بِعِزّتِكَ لا إله إلا أنت أن تُضِلَّنِي، أنت الحيُّ الذي لا يموتُ، والجِنُّ والإِنْسُ يموتون».

١٠٥٩. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: «اللهم لک أَسلَمتُ، وبک آمنتُ، وعليک توکلتُ، وإليک أَنبتُ، وبک خاصَمتُ. اللهم أعوذ بِعِزّتِک؛ لاإله إلاأنت أن تُضِلّنی، أنت الحيُّ الذي لا تموتُ، والجِنُّ والإِنْسُ يموتون»۔ ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے ہی سامنے سر جھکایا، تجھ ہی پر ایمان لایا، میں نے تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا۔ میں نے تیری ہی مدد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی دوسرا معبودِ برحق نہیں، یہ کہ تو مجھے گمراہ ہونے کے لیے چھوڑ دے، تو زندہ ہے، تجھے موت نہیں آئے گی جب کہ تمام جن وانس مر جائیں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يلتجئ النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى ربه ويتقرب إليه في الدعاء، فيخبر -صلى الله عليه وسلم- أنه إلى ربه انقاد، وأنه فوَّض أمره كله لله ولم يعتمد على غيره، وأنه قد رجع إليه مقبلا عليه بقلبه، وأنه بقوة الله ونصره وإعانته إياه حاجج أعداء الله بما آتاه من البراهين والحجج، ثم يستعيذ النبي -صلى الله عليه وسلم- بغلبة الله ومنعته أن يهلكه بعدم التوفيق للرشاد والهداية والسداد، ويؤكد ذلك بقوله لا إله إلا أنت؛ فإنه لا يستعاذ إلا بالله، ثم يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن لربه الحياة الحقيقية التي لا يأتيها الموت بحال، وأما الإنس والجن فيموتون، وخصهما

اجمالی معنی:

نبی ﷺ دعا میں اپنے رب کی پناہ اور اس کے قرب میں آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ بیان فرما رہے ہیں کہ وہ اپنے رب کے مطیع وفرماں بردار ہیں اور آپ نے اپنے سارے امور اللہ کو سونپ دیے ہیں اور اس کے علاوہ آپ کو کسی پر بھروسہ نہیں ہے اور یہ کہ آپ ﷺ اپنے دل وجان کے ساتھ اس کی طرف لوٹ آئے ہیں اور اسی کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ ہی کی دی گئی قوت، اس کی مدد ونصرت اور آپ ﷺ کو جو دلائل اور حجتیں دی گئی تھیں ان سے آپ ﷺ نے اس کے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ پھر نبی ﷺ اللہ کی غالبیت اور قوت کی پناہ لیتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ یہ نہ ہو کہ وہ ہدایت وراستگی کی توفیق نہ دے کر آپ ﷺ کو ہلاک کر دے۔ ''لاإلہ إلاأنت'' کہہ کر آپ ﷺ اس کی مزید تاکید فرما رہے ہیں کہ پناہ صرف اللہ ہی سے طلب کی جاتی ہے۔ پھر نبی ﷺ بیان کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے رب کی زندگی حقیقی زندگی ہے جس پر کبھی موت نہیں آتی جب کہ انسان اور جنات مر جاتے ہیں۔ آپ

بالذكر؛ لأنهما المكلفان المقصودان بالتبليغ فكأنهما الأصل.	ﷺ نے بطور خاص انہیں ذکر کیا کیونکہ وہی مکلف ہیں اور احکامِ دین کی تبلیغ بھی انہیں کو مقصود ہے۔ گویا کہ وہ اصل ہوئے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > هدي النبي صلى الله عليه وسلم في الذكر
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: متفق عليه. ملحوظة: لفظ الحديث في الصحيحين ومصادر التخريج الأخرى وفي تطريز رياض الصالحين: (الذي لا يموت) وفي رياض الصالحين: (تموت).

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَسْلَمْتُ : استسلمت لأمرك، ورضيت بحكمك.
- توَكَّلْتُ : اعتمدت على تدبيرك في سائر الأمور.
- أَنَبتُ : من الإنابة، وهي الرجوع.
- وبِكَ خَاصَمتُ : أي: حاججت أعداء الله من أجلك.
- أَعُوذُ : ألتجيء.
- بعِزَّتِك : العزة: المنعة والغلبة.
- وبِكَ آمَنتُ : الإيمان هو: إقرار القلب المستلزم للقول والعمل، فهو اعتقاد وقول وعمل، اعتقاد القلب، وقول اللسان، وعمل القلب والجوارح.

فوائد الحديث:

١. وجوب التوكُّل على الله -تعالى- وحده وطلب الحفظ منه؛ لأنه متصف بصفات الكمال، فهو وحده الذي يُعتمد عليه، والخلق كلهم عاجزون ومنتهون إلى الموت، فهم ليسوا أهلا للاعتماد عليهم.
٢. التأسي بالنبي -صلى الله عليه سلم- في الدعاء بهذه الكلمات الجامعة المانعة التي تعبِّر عن صدق الإيمان وغاية اليقين.

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. فتح رب البرية بتلخيص الحموية، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ.

الرقم الموحد: (3056)

المرء مع من أحب

١٠٦٠. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- مرفوعاً: « المَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ». وفي رواية: قِيلَ لِلنبي -صلى الله عليه وسلم-: الرَّجُلُ يُحِبُّ القَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَق بهم؟ قال: « المَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ». عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، كَيفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أحَبَّ قَومًا ولم يَلحَق بِهِم؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «المَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ».

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

المعنى الإجمالي:

الإنسان في الآخرة مع من أحبهم في الدنيا. الحديث فيه الحث على قوة محبَّة الرسل والصالحين، واتباعهم بحسب مراتبهم، والتحذير من محبة ضِدِّهم، فإنَّ المحبَّة دليل على قُوَّة اتصال المحب بمن يحبه، ومناسبته لأخلاقه، واقتدائه به، فهي دليل على وجود ذلك، وهي أيضا باعثة على ذلك، وأيضا من أحب الله تعالى، فإن نفس محبته من أعظم ما يُقرِّبه إلى الله، فإن الله -تعالى- شكور، يعطي المتقرب أعظم من ما بذل بأضعاف مضاعفة. وكون المحّب مع من أحب لا يستلزم مساواته له في منزلته وعلوّ مرتبته؛ لأن ذلك متفاوت بتفاوت الأعمال الصالحة والمتَاجِر الرابحة، ذلك أنَّ المعية تحصل بمجرد الاجتماع في شيء ما، ولا تلزم في جميع الأشياء، فإذا اتفق أنَّ الجميع دخلوا الجنَّة صدقت المعية وإن تفاوتت الدرجات، فمن أحب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أو أحداً من المؤمنين كان معه في الجنة بحسن النية لأنها الأصل، والعمل تابع لها ولا يلزم من كونه معهم كونه في منزلتهم، ولا أن يُجزَى مثل جزائهم من كل وجه.

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

١٠٦٠. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل نہیں کر پاتا۔ (اس کا کیا ہوگا؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ: یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل نہیں کر پاتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

اجمالی معنی:

انسان آخرت میں انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا، جن سے وہ دنیا میں محبت کرتا ہے۔ حدیث میں رسولوں اور نیک لوگوں سے قوی محبت رکھنے اور حسب مراتب ان کی اتباع کرنے کی ترغیب ہے اوران کے مخالفین سے محبت کرنے سے ڈرایا گیا ہے۔ محبت اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب سے کس قدر تعلق رکھتا ہے، کس قدر اس کے اخلاق محبوب کے اخلاق سے مناسبت رکھتے ہیں اور کس حد تک وہ اس کی اقتدا کرتا ہے؟ کیوں کہ محبت ان سب باتوں کے وجود کی دلیل ہے اوران پر آمادہ بھی کرتی ہے۔ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے، اس کی یہ محبت ہی وہ سب سے بڑی چیز ہے، جو اسے اللہ کا قرب عطا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قدردان ہے۔ وہ نیکی کرنے والے کو اس کی کاوش سے کہیں بڑھ کر بدلہ دیتا ہے۔ واضح رہے کہ محبت کرنے والے کا اس شخص کے ساتھ ہونا، جس سے وہ محبت کرتا ہے، اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ دونوں منزلت اور علو مرتبہ میں بھی برابر ہوں۔ کیونکہ مراتب تو نیک اعمال اور نفع بخش تجارتوں کے تفاوت کے لحاظ سے مختلف ہوں گے۔ ایسا اس وجہ سے ہے کہ معیت تو کسی بھی چیز پر مجتمع ہونے کی وجہ سے حاصل ہوجاتی ہے، ضروری نہیں کہ اجتماع تمام چیزوں میں ہو۔ چنانچہ جب سب جنت میں چلے جائیں گے، تو اس سے معیت ثابت ہو جائے گی؛ اگرچہ درجات مختلف ہوں گے۔ جس نے رسول اللہ ﷺ سے یا پھر مؤمنین میں سے کسی سے محبت کی، وہ جنت میں اس کے ساتھ ہوگا؛ بشرطے کہ نیت اچھی رہی ہو؛ کیوں کہ نیت ہی اصل

ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔ البتہ اس کا ان کے ساتھ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی منزلت بھی وہی ہو، جوان کی ہے اور نہ ہی یہ لازم آتا ہے کہ اسے ہر اعتبار سے وہی جزا ملے، جوان کو ملے گی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال القلوب
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: الحديث الأول: متفق عليه. الحديث الثاني: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد اللَّه بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-
عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مع مَنْ أَحَبَّ : أي يجتمع المرء مع من أحب.
- ولم يَلحَق بِهِم : لا يستطيع أن يعمل بعملهم، أو ليس في منزلتهم، أو لم يجتمع معهم في الدنيا.

فوائد الحديث:

١. من جَهِل شيئًا من العلم سأل عنه، وتوجَّه إلى أهله وحملته.
٢. ينبغي على المسلم أن يختار أصدقاءه وأولياءه من الصالحين المتقين ليكون معهم؛ لأن المرء يحشر مع أحبائه.
٣. الأخلاء أعداء يوم القيامة إلا الأتقياء.
٤. الحب في الله طاعة يدرك بها المرء ما فاته أو قصر عنه من نوافل الطاعات.
٥. المؤمنون درجات في العمل والطاعة؛ فمنهم المقتصد، ومنهم السابق بالخيرات.
٦. على المسلم الفَطِن أن يتجنَّب صُحبة الأشرار والفساق كي لا يحشر معهم، فإن الصاحب ساحب.
٧. يستلزم هذا الحديث: الحث على محبة الصالحين؛ لأنَّ من أحبَّهم دخل معهم الجنة، والمعية تحصل بمجرد الاجتماع وإن تفاوتت الدرجات، والتحذير من محبة المشركين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3074)

انظروا إلى من هو أسفل منكم, ولا تنظروا إلى من هو فوقكم, فهو أجدر أن لا تزدروا نعمة الله عليكم

اس کو دیکھو جو تم سے کم تر ہو، اس کو مت دیکھو جو تم سے برتر ہو، اس طرح زیادہ مناسب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو گے

١٠٦١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «انظروا إلى من هو أسفل منكم، ولا تنظروا إلى من هو فوقكم، فهو أجدر أن لا تَزْدَرُوا نعمة الله عليكم».

١٠٦١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "اس کو دیکھو جو تم سے کم تر ہو، اس کو مت دیکھو جو تم سے برتر ہو، اس طرح زیادہ مناسب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو گے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اشتمل هذا الحديث على وصية نافعة، وكلمة جامعة لأنواع الخير، وبيان المنهج السليم الذي يسير عليه المسلم في هذه الحياة، ولو أن الناس أخذوا بهذه الوصية لعاشوا صابرين شاكرين راضين، وفي الحديث وصيتان: الأولى: أن ينظر الإنسان إلى من هو دونه وأقل منه في أمور الدنيا. الثانية: ألا ينظر إلى من هو فوقه في أمور الدنيا. فمن فعل ذلك حصلت له راحة القلب، وطيب النفس، وهناءة العيش، وظهر له نعمة الله عليه فشكرها وتواضع، وهذا الحديث خاص في أمور الدنيا، أما أمور الآخرة فالذي ينبغي هو النظر إلى من هو فوقه ليقتدي به، وسيظهر له تقصيره فيما أتى به فيحمله ذلك على الازدياد من الطاعات.

اجمالی معنی:

یہ حدیث فائدہ بخش وصیت اور مختلف بھلائیوں کی جامع گفتگو پر مشتمل ہے اور اس میں اس منہج سلیم کا بیان ہے، جسے ایک مسلمان اس زندگی میں اختیار کرتا ہے۔ اگر لوگ اس وصیت کو اپنا لیں، تو صابر و شاکر اور خوش و خرم زندگی گزاریں گے۔ حدیث میں دو وصیتوں کا بیان ہے: پہلی وصیت: یہ کہ انسان دنیوی امور میں اپنے سے کم تر اور کم پونجی والے پر نگاہ ڈالے۔ دوسری وصیت: دنیوی امور میں اپنے سے برتر کی طرف نہ دیکھے۔ جس نے ایسا کیا، اسے دلی راحت و خوشی اور خوش گوار زندگی حاصل ہوگی۔ اللہ کی نعمت کا احساس ہوگا، جس پر وہ شکرگذاری کرے گا اور عاجزی وانکساری کو اپنائے گا۔ یہ حدیث دنیوی امور کے لیے خاص ہے۔ رہا آخرت کا معاملہ تو اس سلسلے میں آدمی کو اپنے سے برتر کی طرف دیکھنا چاہیے؛ تاکہ وہ اس کی اقتدا و پیروی کرسکے، اس کی اپنی کمیاں واضح ہوں اور مزید اطاعت و عبادت کی ترغیب ملے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: متفق عليه، وهذا لفظ مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أجدر : أحق.
- تزدروا : تحتقروا.

فوائد الحديث:

١. الطمأنينة القلبية لا تحصل إلا بالقناعة بما قسم الله للعبد.
٢. طريق هذه القناعة أن ينظر الإنسان في أمر دنيا إلى من هو دونه، ولا ينظر إلى من هو فوقه وأما في أمور الآخر فإن النظر يكون إلى من هو فوقه.
٣. فضل الزهد في الدنيا.

٤. في الحديث بيان كيفية معالجة داء الحسد والتطلع إلى ما في أيدي الناس.
٥. من واجبات الداعية إلى الله إرشاد المدعوين إلى ما يحقق لهم الطمأنينة والسكينة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، رئيس الفريق العلمي حمد العمار- نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، الطبعة الأولى، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، الطبعة الأولى، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. رياض الصالحين للنووي،الطبعة الأولى، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط ٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. توضيح الأحكام من بلوغ المرام ، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨.

الرقم الموحد: (5341)

إِزْرَةُ المسلمِ إلى نِصْفِ السَّاقِ، ولا حَرَجَ -أو لا جُنَاحَ- فيما بينه وبين الكَعْبَيْنِ، فما كان أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ فهو في النَّارِ، ومَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لم يَنْظُرِ اللهُ إليه

مسلمان کے تہبند پنڈلی کے نصف تک ہوتا ہے اور پنڈلی کے نصف اور ٹخنوں کے درمیان تک اسے رکھا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں یا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں ہوگا۔ اور جو شخص اپنی ازار کو ازراہ تکبر گھسیٹ کر چلتا ہے اس کی طرف اللہ تعالی دیکھے گا بھی نہیں۔

١٠٦٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار». وعن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِزْرَة المسلم إلى نصف الساق، ولا حرج -أو لا جُناح- فيما بينه وبين الكعبين، فما كان أسفل من الكعبين فهو في النار، ومن جر إزاره بطَرا لم ينظر الله إليه».

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

المعنى الإجمالي:

الهيئة المستحبة في اتزار المؤمن أن يكون الثوب إلى نصف الساق، ولا حرج على المؤمن إذا أرخى ثوبه فيما بين نصف الساق والكعبين، وما كان أسفل الكعبين من القدم ويعلوه الإزار فإنه يعذب عقوبة لإسباله ثوبه، ومن جر ثوبه تكبرا وطغيانا عند تتابع نِعم الله عز وجل عليه لم ينظر الله له يوم القيامة.

١٠٦٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تہبند کا جتنا حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں ہوگا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا تہبند پنڈلی کے نصف تک ہوتا ہے اگر اُس نے پنڈلی کے نصف اور ٹخنوں کے درمیان تک اسے رکھا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں یا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُس میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں ہوگا۔ اور جو شخص اپنی ازار کو ازراہ تکبر گھسیٹ کر چلتا ہے اس کی طرف اللہ تعالی دیکھے گا بھی نہیں۔

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

اجمالی معنی:

مومن کے ازار باندھنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کپڑا نصف پنڈلی تک آئے۔ تاہم اگر مومن اپنے کپڑے کو نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک ڈھیلا کرلے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے تاہم جو حصہ پاؤں کے ٹخنوں سے نیچے ہوگا اور جس پر ازار لٹک رہی ہوگی اسے کپڑا لٹکانے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اور جو شخص پے در پے ہونے والی اللہ کی نعمتوں پر اپنے کپڑے کو ازراہ تکبر و سرکشی گھسیٹ کر چلتا ہے اس کی طرف اللہ قیامت کے دن آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: حديث أبي هريرة -رضي الله عنه-: رواه البخاري. حديث أبي سعيد -رضي الله عنه-: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكعبين : الكعب: العظم الناتئ عند ملتقى الساق والقدم.
- الإزار : ثوب يحيط بالنصف الأسفل من البدن.
- إزرة المسلم : الهيئة في الاتزار.
- لا حرج : لا جناح.
- لا جُناح : لا إثم.

- بطرا : تكبرا وطغيانا عند النعمة وطول الغنى.

فوائد الحديث:

١. النهي عن إسبال الإزار عند عدم العذر.

٢. ما دون الكعب من القدم يعذب عقوبة لإسبال صاحبه ثوبه، ولا يستخف أحد بذلك فأهون أهل النار عذابًا رجل توضع جمرة في أسفل قدمه تغلي منها دماغه.

٣. الترهيب من الكبر والعُجب.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4964)

إِنَّكُمْ قَادِمُونَ على إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، وأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حتى تَكُونُوا كَأَنَّكُم شَامَةٌ في الناسِ؛ فَإِنَّ اللهَ لا يحب الفُحْشَ ولا التَّفَحُّشَ

تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس آ رہے ہو چنانچہ اپنی سواریاں اور اپنے لباس وغیرہ درست کر لو یہاں تک کہ تم لوگوں کے مابین ایسے نمایاں نظر آؤ جیسے (جسم میں سیاہ) تل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ گندی باتیں کرنے کو اور گندا سندا رہنے کو پسند نہیں فرماتا۔

١٠٦٣. الحديث:

عن قيس بن بشر التغلبي، قال: أخبرني أبي - وكان جليسًا لأبي الدرداء - قال: كان بدمشق رجلٌ من أصحابِ النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- يقال له سهل بن الحَنْظَلِيَّةِ، وكان رجلا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجالس الناسَ، إنما هو صلاةٌ، فإذا فَرَغَ فإنما هو تسبيحٌ وتكبيرٌ حتى يأتِيَ أهله، فمَرَّ بنا ونحن عند أبي الدرداءِ، فقال له أبو الدرداء: كلمةً تَنْفَعُنَا ولا تَضُرُّكَ. قال: بَعَثَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فجاء رجلٌ منهم فجلسَ في المجلسِ الذي يجلسُ فيه رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فقال لرجلٍ إلى جَنْبِهِ: لو رأَيْتَنَا حين الْتَقَيْنَا نَحْنُ والعَدُوُّ، فحمل فلانٌ وطَعَنَ، فقال: خُذْهَا مِنِّي، وأنا الغُلامُ الغِفَارِيُّ، كيف تَرَى في قوله؟ قال: ما أُرَاهُ إلا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ. فسمع بذلك آخر، فقال: ما أَرَى بذلك بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حتى سَمِعَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فقال: «سبحانَ اللهِ؟ لا بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ ويُحْمَدَ» فرأيتُ أبا الدرداء سُرَّ بذلك، وجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إليهِ، ويقول: أَأَنْتَ سمعتَ ذلك مِن رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ فيقول: نعم، فما زَالَ يُعِيدُ عليه حتى إني لأقولُ لَيَبْرُكَنَّ على رُكْبَتَيْهِ، قال: فَمَرَّ بنا يومًا آخَرَ، فقال له أبو الدرداء: كلمةً تَنْفَعُنَا ولا تَضُرُّكَ، قال: قال لنا رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «المُنْفِقُ على الخَيْلِ، كالبَاسِطِ يَدَهُ بالصدقةِ لا يَقْبِضُهَا»، ثم مَرَّ بنا يومًا آخر، فقال له أبو الدرداء: كلمةً تَنْفَعُنَا ولا تَضُرُّكَ، قال: قال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الأَسَدِيُّ! لولا طُولُ جُمَّتِهِ وإِسْبَالُ إِزَارِهِ!» فَبَلَغَ ذلك خُرَيْمًا فَعَجِلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فقطع بها جُمَّتَهُ إلى أُذُنَيْهِ، ورَفَعَ إِزَارَهُ إلى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. ثم مَرَّ بنا يومًا آخرَ فقال له أبو الدرداء: كلمةً تَنْفَعُنَا ولا تَضُرُّكَ،

١٠٦٣. حدیث:

قیس بن بشر تغلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے جو ابوالدرداء کے ہم نشین تھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم میں سے ایک صحابی دمشق میں تھے جن کو سہل بن الحنظلیہ کہا جاتا تھا وہ بڑے خلوت نشین تھے۔ لوگوں میں بہت کم بیٹھتے تھے، وہ زیادہ تر نماز ہی میں ہوتے اس سے فارغ ہوتے تو تسبیح و تکبیر میں مشغول ہو جاتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر چلے آتے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) ایک روز وہ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم اس وقت ابوالدرداء کے پاس تھے ابوالدراداء نے ان سے فرمایا کہ کوئی ایسی بات سنائیں جو ہمیں فائدہ دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ (مجاہدین پر مشتمل ایک دستہ) روانہ فرمایا۔ جب وہ (لڑائی سے) واپس آگیا تو ان میں سے ایک آدمی آیا اور رسول اللہ ﷺ والی مجلس میں بیٹھ گیا اور اپنے پہلو میں بیٹھے شخص سے کہنے لگا کہ کاش تم نے ہمیں دیکھا ہوتا جب ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تھی فلاں آدمی نے نیزہ اٹھا کر کسی کافر کو مارا اور کہا کہ یہ رہا میری طرف سے نیزہ اور میں غفاری لڑکا ہوں۔ تمہارا اس لڑکے کے قول کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس نے کہا کہ میرا تو یہ خیال ہے کہ اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ ایک دوسرے شخص نے اس کی یہ بات سنی تو کہا کہ میں تو اس لڑکے کے اس قول میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ اس پر دونوں نے تنازع کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا۔ فرمایا سبحان اللہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس کو اجر بھی ملے اور اس کی تعریف بھی کی جائے۔ راوی بشر تغلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالدرداء کو دیکھا کہ وہ اس حدیث کو سن کر خوش ہو گئے اور اپنا سر ان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگے کہ آپ نے خود یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ جی ہاں۔ ابوالدرداء مسلسل اس بات کا اعادہ کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے لگنے لگا کہ وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے (جیسے کہ متعلم اپنے استاد کے سامنے اظہار تواضع کے لیے بیٹھتا ہے)۔ بشر تغلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اور دن وہ صاحب ہمارے پاس سے گزرے تو ابوالدرداء نے ان سے کہا کہ کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمیں نفع دے اور آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے صدقہ کر رہا ہو

قال: سمعتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إِنَّكُمْ قَادِمُونَ على إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، وأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حتى تَكُونُوا كَأَنَّكُم شَامَةٌ في الناسِ؛ فَإِنَّ اللهَ لا يحبُ الفُحْشَ ولا التَّفَحُّشَ».

اور انہیں کبھی بھی بند نہ کرے''۔ پھر ایک روز وہ ہمارے پاس سے گزرے تو ان سے ابوالدرداء نے فرمایا کوئی ایسی بات سنائیں جو ہمیں نفع پہنچائے اور آپ کو کوئی نقصان نہ دے۔ وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کی زلفیں لمبی نہ ہوں اور وہ ازار نیچے نہ لٹکائے۔ پس یہ بات خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے فوراً چھری لے کر اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ دیا اور اپنے ازار کو نصف پنڈلی تک اونچا کر دیا۔ پھر ایک اور دن وہ ہمارے پاس سے گزرے تو ابوالدرداء نے ان سے فرمایا کہ کوئی ایسا بات بتائیں جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (کسی سفر سے واپسی پر) یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس آرہے ہو چنانچہ اپنی سواریاں اور اپنے لباس وغیرہ درست کرلو یہاں تک کہ تم لوگوں کے مابین ایسے نمایاں نظر آؤ جیسے (جسم میں سیاہ) تل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ گندی باتیں کرنے کو اور گندا سندا رہنے کو پسند نہیں فرماتا''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

كان بدمشق رجل يقال له ابن الحنظلية، وكان رجلاً يحب الانفراد عن الناس، لا ينشغل بغير الصلاة والتسبيح ثم في شأن أهله، فمَرَّ ذات يوم بأبي الدرداء رضي الله عنه وهو جالس مع أصحابه، فقال له أبو الدرداء رضي الله عنه: قل لنا كلمة تنفعنا ولا تضرك، فذكر ابن الحنظلية أن النبي صلى الله عليه وسلم بعث سرية -وهي الجيش القليل أقل من أربعمائة نفر، يذهبون يقاتلون الكفار إذا لم يسلموا- فقدموا إلى النبي عليه الصلاة والسلام فجلس أحدهم في المكان الذي يجلس فيه الرسول عليه الصلاة والسلام، وجعل يتحدث عن السرية وما صنعته، وذكر رجلا راميا يرمي ويقول: خذها وأنا الغلام الغفاري يفتخر -والحرب لا بأس أن الإنسان يفتخر فيها أمام العدو- فقال بعض الحاضرين: بطل أجره لأنه افتخر، وقال الآخر لا بأس في ذلك، فصار بينهم كلام، فخرج النبي صلى الله عليه وسلم وهم يتنازعون فقال: سبحان الله! يعني: كيف تتنازعون في هذا؟ لا بأس أن يحمد ويؤجر؛ فيجمع الله له بين

اجمالی معنی:

دمشق میں ایک آدمی تھا جسے ابن الحنظلیہ کہا جاتا تھا۔ وہ لوگوں سے الگ تھلک رہنا پسند کرتا۔ نماز و تسبیح اور گھر کے کام کاج کے علاوہ اس کا کوئی اور شغل نہیں تھا۔ ایک دن وہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ ہم سے کوئی ایسی بات کرو جو ہمیں نفع دے اور تمہارے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ اس پر ابن حنظلیہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک سریہ کو کسی مہم پر بھیجا۔ سریہ اس لشکر کو کہتے ہیں جس میں چار سو سے کم افراد ہوں۔ مقصد یہ تھا کہ وہ جا کر کفار سے لڑیں اگر وہ اسلام کو قبول نہ کریں۔ جب وہ واپس آئے تو ان میں سے ایک اس جگہ پر بیٹھ گیا جہاں رسول ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے اور لشکر کی کارگزاری سنانے لگ گیا۔ اس نے بتایا کہ ایک تیر انداز نے تیر مارا اور وہ تیر مارتے ہوئے کہتا جاتا کہ یہ لو، اور میں غفاری جوان ہوں۔ یعنی وہ اظہار فخر کر رہا تھا۔ جنگ میں اگر انسان دشمن کے سامنے فخر کا اظہار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا اجر تو ضائع ہو گیا کیونکہ اس نے فخر کیا۔ کچھ دوسرے لوگ کہنے لگے کہ ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے مابین بحث چل نکلی۔ اسی اثناء میں نبی ﷺ باہر تشریف لائے جب کہ اس بات پر ان کے مابین جھگڑا چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! یعنی تم اس پر کیسے جھگڑ رہے ہو؟ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس کی تعریف بھی ہو اور وہ اجر کا مستحق بھی ٹھہرے اور یوں اللہ اس کے لیے دین و دنیا دونوں ہی کی

خيري الدين والدنيا، يحمد بأنه رجل شجاع رامٍ، ويؤجر عند الله عز وجل فلا بأس في هذا، يقول بشر التغلبي: فرأيت أبا الدرداء فرح بذلك؛ لما فيه من أن النفع الدنيوي لا ينافي الثواب الأخروي، وجعل يرفع رأسه بعد أن كان خافضه، ويقول: أأنتَ سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيقول نعم، فما زال أبو الدرداء يعيد عليه القول؛ حتى إني لأقول: ليبركن أي ليجثون على ركبتيه؛ مبالغة في التواضع كما هو شأن المتعلم بين يدي المعلم، ومر ابن الحنظلية بأبي الدرداء يوما آخر فقال له أبو الدرداء: قل لنا كلمة تنفعنا ولا تضرك، فأخبره أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المنفق على الخيل في رعيها وسقيها وعلفها ونحو ذلك، كالذي يفتح يده بالصدقة أبدا ولا يقبضها، والمراد بالخيل؛ أي: المعدة للجهاد في سبيل الله، ثم مر به مرة آخرى فقال: قل لنا كلمة تنفعنا ولا تضرك، فأخبره أن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم أثنى على خُريم الأسدي؛ إلا أنه قال: لولا أنه قد أطال جمته –وهي الشعر إذا طال حتى بلغ المنكبين وسقط عليهما- وأطال ثوبه، فسمع الرجل فسارع إلى سكين فقطع جمته حتى بلغت أذنيه، ورفع ثوبه إلى أنصاف ساقيه، ثم مر يوما آخر، فقال أبو الدرداء: قل لنا كلمة تنفعنا ولا تضرك، فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما رجع من غزو: إنكم في غد قادمون على إخوانكم من المؤمنين، فأصلحوا ما أنتم راكبون عليه، وأصلحوا لباسكم، وكونوا في أحسن هيئة وزي حتى تظهروا للناس ظهور الشامة في البدن، فإن الله لا يحب من تكون هيئته ولباسه وقوله قبيحا، ولا يحب من يتكلف ذلك القبح".

بھلائیاں اکٹھی کر دے ۔ اس کی تعریف ہو کہ وہ ایک بہادر آدمی اور تیر انداز ہے اور اللہ کے ہاں سے اسے اجر بھی ملے ، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ۔ بشر تغلبی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ بات سن کر ابو درداء خوش ہو گئے کیونکہ اس میں اس بات کا بیان تھا کہ دنیوی نفع اخروی ثواب کے منافی نہیں ہے ۔ انہوں نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا لیکن یہ بات سن کر وہ سر اٹھا کر پوچھ رہے تھے کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ خود سنا ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ : ہاں ۔ ابو درداء بار بار ان سے یہ پوچھ رہے تھے ۔ یہاں تک کہ مجھے یہ لگا کہ وہ بہت زیادہ تواضع کرتے ہوئے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے جیسا کہ متعلم استاد کے سامنے بیٹھا کرتا ہے ۔ ایک دن پھر ابن الحنظلیہ کا وہاں سے گزر ہوا تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا : ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمارے لیے مفید ہو اور آپ کو اس سے کوئی نقصان نہ ہو۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص گھوڑے کو چرانے ، اسے پانی پلانے اور اس کے لیے چارے کا انتظام وغیرہ کرنے میں اس پر خرچ کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنا ہاتھ ہمیشہ کے لیے صدقہ کے لیے کھول رکھا ہو اور اسے وہ بند نہ کرے ۔ یہاں گھوڑے سے مراد وہ گھوڑا ہے جسے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار کیا گیا ہو۔ پھر ایک دن ان کے پاس سے ابن الحنظلیہ گزرے تو انہوں نے ان سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمارے لیے نفع بخش اور آپ کے لیے کچھ ضرر رساں نہ ہو۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے خریم اسدی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ (وہ بہت اچھا آدمی ہے) اگر اس نے اپنی زلف لمبی نہ کر رکھی ہوتی ، اس سے مراد وہ بال ہیں جو لمبے ہو کر شانوں تک پہنچ رہے ہوں اور ان پر گر رہے ہوں اور اگر وہ اپنے کپڑے نہ لٹکاتے ۔ اس شخص نے یہ بات سنی تو فوراً چھری لی اور اس سے اپنی زلف کو کاٹ دیا یہاں تک کہ وہ کانوں تک رہ گئی ۔ اسی طرح انہوں نے اپنے کپڑے کو دونوں پنڈلی کے نصف تک اونچا کر لیا ایک اور دن ان کا وہاں سے گزر ہوا تو ابوالدرداء نے ان سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمارے لیے سود مند اور آپ کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ جب رسول اللہ ﷺ ایک جنگ سے واپس لوٹے تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : ''تم کل اپنے مومن بھائیوں کے پاس پہنچ رہے ہو۔ جن سواریوں پر تم سوار ہو انہیں بھی تم درست کر لو اور اپنے لباس کو بھی سنوار لو اور بہترین شکل و صورت اختیار کر لو یہاں تک کہ تم لوگوں میں ایسے نمایاں ہو جاؤ جیسے جسم میں سیاہ تل ہوتا ہے ۔ اللہ اس شخص کو پسند نہیں فرماتا جس کی ہیئت ، لباس اور باتیں گندی ہوتی ہیں اور نہ ہی اس کو پسند فرماتا ہے جو جان بوجھ کر گندا رہتا ہے '' ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.
التخريج: سهل بن الحنظلية -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إنما هو صلاة : أي: إنما هو في صلاة.
- كلمة تنفعنا : أي: قل لنا كلمة، أو تكلم كلمة.
- سرية : قطعة من الجيش يرسلها الإمام إلى العدو، أقصاها أربعمائة، سميت بذلك لأنها تكون سراة الجيش؛ أي: خلاصته، وقيل: لأنها تسير ليلا.
- سبحان الله : يعني: تنزيها لله عن كل عيب ونقص.
- المنفق على الخيل : أي: في رعيها وسقيها وعلفها ونحو ذلك، والمراد بالخيل: المعدة للجهاد في سبيل الله.
- متوحدا: : يحب التوحد والانفراد.
- ما أراه: : ما أظنه.
- جُمَّتَهِ: : الشعر إذا طال حتى بلغ المنكبين وسقط عليهما.
- الشفرة: : السكين العريضة.
- الشامة: : تسمى الخال وهي نقطة سوداء في الجلد.
- التفحش: : تكلف الكلام الفاحش، أو الهيئة واللباس الفاحش.

فوائد الحديث:

١. حرص أبي الدرداء على الاستكثار من العلم، وتواضعه في طلبه.
٢. جواز الانعزال عن الناس بقَدْرٍ حتى يتفرغ للعبادة والذكر.
٣. المرء لا يسأل عما لا ينفعه أو يضر غيره، بل مسألة المسلم من باب النفع لا غير.
٤. جواز مدح القبيلة والنفس إذا لم يكن في ذلك إثم من مخيلة وكبر ونحوهما.
٥. جواز تعريف الإنسان بنفسه في الحرب إذا كان معروفا بالشجاعة وقصد بذلك إرهاب الكفار، ولم يرد الكبر والخيلاء.
٦. أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يختلفون في حياته وأن الخلاف لا بد منه؛ ولكن لا بد من الاجتماع والخضوع للشرع الذي يزيل كل خلاف.
٧. جواز ذكر أهل الفضل بفضلهم وإنزالهم منازلهم.
٨. من غلب عليه وصف جاز أن يطلق عليه.
٩. استحباب طلب العلم والنصيحة ممن يملكها ويعطيها.
١٠. عدم منع العلم عن الناس وبذله لهم.
١١. أن إطالة الجمة والإسبال تنافي الرفعة الدينية لأن ذلك منهي عنه على سبيل الحرمة تارة، والكراهة أخرى.
١٢. طلب حسن الهيئة وجمال الزي والاحتراز من ألم المذمة، وطلب راحة الإخوان، واستجلاب قلوبهم ليأنس بهم فلا يستقذروه ولا يستثقلوه.
١٣. الأجر والحمد يجتمعان في المؤمن ولا يُبطل المدحُ الأجرَ.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. بدون تاريخ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ١٤١٨ تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للألباني، نشر: دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ/ ١٩٩٢م.

الرقم الموحد: (5448)

إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ لَرَجُلٌ يُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغه، ما يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدَّ مِنْهُ عَذَابًا، وَإِنَّهُ لَأَهْوَنهُم عَذَابًا

١٠٦٤. الحديث:

عن النعمان بن بشير -رضي الله عنهما- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إن أَهْوَنَ أهل النار عذابا يوم القيامة لرجل يوضع في أَخْمَصِ قدميه جمرتان يغلي منهما دماغه ما يرى أن أحدا أشد منه عذابا وإنه لَأَهْوَنُهُم عذابا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

بين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن أهون أهل النار عذابًا يوم القيامة، مَن يوضع في قدميه جمرتان من نار يغلي منهما دماغه، وهو يرى أنه أشد الناس عذابًا، وهو أخفهم؛ لأنه لو رأى غيره؛ لهان عليه الأمر، وتسلى به، ولكنه يرى أنه أشد الناس عذابًا، فحينئذ يتضجر ويزداد بلاء.

قیامت کے دن جہنمیوں میں سے سب سے کم عذاب اس شخص کو ہو رہا ہوگا جس کے قدموں کے نیچے دو انگارے رکھے ہوں، جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں ہو رہا ہے حالانکہ اسے ان سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہوگا۔

١٠٦٤. حدیث:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہنمیوں میں سے سب سے کم عذاب اس شخص کو ہو رہا ہوگا جس کے قدموں کے نیچے دو انگارے رکھے ہوں، جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں ہو رہا ہے حالانکہ اسے ان سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہوگا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ وضاحت فرما رہے ہیں کہ روزِ قیامت سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہو رہا ہوگا جس کے قدموں تلے دو آگ کے انگارے رکھے ہوں گے جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا اور وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے سخت عذاب اسی کو ہو رہا ہے حالانکہ اس کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ دوسروں کو دیکھتا تو اپنے عذاب کو کم سمجھتا اور اس سے اسے کچھ تسلی ہوتی تاہم اسے یہی دکھائی دے گا کہ لوگوں میں سب سے سخت عذاب اسی کو ہو رہا ہے۔ اس پر وہ آہ و زاری کرے گا اور اس کی تکلیف میں اور اضافہ ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: النعمان بن بشير-رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أهون : أخف.
- رجل : هو أبو طالب.
- أخمص قدميه : ما لا يصل إلى الأرض من باطن القدم عند المشي.
- جمرتان : الجمرة: القطعة الملتهبة من النار.
- يغلي : من الغليان، وهو شدة اضطراب الماء ونحوه على النار لشدة إيقادها.
- يرى : يعتقد.

فوائد الحديث:

١. التحذير من الوقوع في المعاصي حتى لا يكون من أهل النار.

٢. عذاب النار دركات.

٣. شدة عذاب الله للكافرين؛ حتى إن المعذب يظن أنه أشد الناس عذابًا لما هو فيه من عِظم العذاب، ولكنه أخف أهل النار عذابًا.

٤. فيه بيان لألوان العذاب يوم القيامة، ومن ذلك جمرات توضع في أخمص القدم.

٥. من مات على الكفر لا ينفعه عمل؛ لأن هذا الحديث ورد في أبي طالب عم النبي صلى الله عليه وسلم الذي كان يرعاه وينصره ويحميه؛ لكنه مات على دين آبائه وأجداده.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة، ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين، بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين, دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة، ١٤٢٦هـ المعجم الوسيط، المؤلف: إبراهيم مصطفى - أحمد الزيات - حامد عبد القادر - محمد النجار، دار النشر: دار الدعوة، تحقيق: مجمع اللغة العربية.

الرقم الموحد: (4220)

إِنَّ هذا تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ له، وإِنْ شِئْتَ رَجَعَ

١٠٦٥. الحديث:

عن أبي مسعود البدري -رضي الله عنه- قال: دَعَا رَجُلٌ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- لِطَعَامٍ صَنَعَهُ له خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رجلٌ، فلمَّا بَلَغَ البابَ، قال النبيُّ -صلى الله عليه وسلم-: «إِنَّ هذا تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ له، وإِنْ شِئْتَ رَجَعَ» قال: بَلْ آذَنُ له يا رسولَ اللهِ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

دعا رجلٌ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- إلى طعام فكانوا خمسة، فتبعهم رجل فكانوا ستة، فلما بلغ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- منزلَ الداعي استأذن للرجل السادس، فقال -صلى الله عليه وسلم-: إن هذا تبعنا، فإن شئت أن تأذن له، وإن شئت رجع، فأذن صاحب الدعوة للرجل إكرامًا لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- ومن معه.

یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے، اگر آپ چاہیں تو اسے اجازت دے دیں اور اگر چاہیں تو یہ واپس چلا جائے

١٠٦٥. حدیث:

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ (مدعوین میں) پانچویں تھے۔ تو ان کے ساتھ ایک آدمی اور شامل ہوگیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (داعی کے) دروازے پر پہنچے تو اس سے فرمایا: ”یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے، اگر آپ چاہیں تو اسے اجازت دے دیں اور اگر چاہیں تو یہ واپس چلا جائے۔“ اس نے کہا: (نہیں) اے اللہ کے رسول! بلکہ میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر بُلایا۔ کُل مہمان پانچ تھے، ان کے ساتھ ایک چھٹا شخص بھی چلا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب میزبان کے گھر تشریف لائے تو چھٹے شخص کی اجازت مانگی اور فرمایا یہ شخص ہمارے پیچھے چلا آیا ہے، اگر آپ چاہیں تو اس کو اجازت دیدیں، اور اگر چاہیں تو یہ واپس چلا جائے۔ میزبان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں اس شخص کو اجازت دیدی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > وليمة العرس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صنعه : أي: أمر غلامه بصنعه، كما جاء به مصرحا في رواية ثانية.
- خامس خمسة : شخص يصير العدد به خمسة.

فوائد الحديث:

١. يجوز للإنسان إذا دعا قوما أن يحدد العدد، ولا حرج في ذلك.
٢. عدم جواز الحضور إلى بيت الوليمة من غير دعوة إلا إذا سمح له.
٣. من دعا أحدا استُحب أن يدعو معه من يرى من أخصائه وأهل مجالسته.
٤. استحباب إجابة الإمام والشريف والكبير دعوة من دونهم، وأكلهم طعامهم.
٥. من صنع طعاما لجماعة فليكن على قدرهم إن لم يقدر على أكثر، ولا ينقص من قدرهم مستندا إلى أن طعام الواحد يكفي الاثنين.

٦. ينبغي على المدعو أن لا يمتنع من الإجابة إذا امتنع الداعي من الإذن لبعض صحبه.
٧. ينبغي لمن استُئذن في ذلك أن يأذن، وذلك من مكارم الأخلاق.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4294)

إِنِّي لأعلم كلمة لو قالها لذهبَ عنه ما يجد، لو قال: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، ذهبَ منه ما يَجد

مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے، فرمایا: اگر یہ شخص کہہ لے: ''أَعُوذُبِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرجیم'' (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا

١٠٦٦. الحديث:

عن سليمان بن صُرَدٍ -رضي الله عنه- قال: كنت جالسًا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ورجلان يَسْتَبَّانِ، وأحدهما قد احْمَرَّ وجْهُه، وانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِنِّي لأعلم كلمة لو قالها لذهبَ عنه ما يجد، لو قال: أعُوذ بالله من الشَّيطان الرجيم، ذهبَ منه ما يَجد». فقالوا له: إن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «تَعَوَّذْ بالله من الشيطان الرجيم».

١٠٦٦. حدیث:

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور (قریب ہی) دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے، ان میں سے ایک شخص کا چہرہ (مارے غصے کے) سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے، فرمایا: اگر یہ شخص کہہ لے: ''أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرجیم'' (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ ''لوگوں نے اس پر اس سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر سليمان بن صرد -رضي الله عنه- أن رجلان تشاتما عند النبي -صلى الله عليه وسلم-، فغضب أحدهما فاشتد غضبه حتى انتفخ وجهه وتغير، فقال النبي ـصلى الله عليه وسلم-: إني لأعلم كلمة لو قالها لزال عنه ما يجده من الغضب، لو قال: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم؛ لأن ما أصابه من الشيطان، فإذا لجأ الإنسان إلى الله تعالى واعتصم به من شر الشيطان، أذهب الله تعالى عنه ما يجده من الغضب، ببركة هذه الكلمة، فقالوا للرجل: إن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: قل: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ففي بعض الروايات أنه من شدة الغضب لم يقلها بل قال: وهل بي جنون؟

اجمالی معنی:

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس گالی گلوچ کرنے لگے اور ان میں سے ایک غصے میں آگیا اور اس کا غصہ اس قدر بڑھا کہ اس کا چہرہ سرخ اور متغیر ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اُسے کہہ لے تو غصہ کی یہ کیفیت اس سے دور ہو جائے، اگر وہ پڑھ لے: ''أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم'' (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) کیوں کہ جو کچھ اسے لاحق ہوا ہے وہ شیطان کی وجہ سے ہے اور جب انسان اللہ کی پناہ میں آجائے اور شیطان کے شر سے اسے ذریعۂ حفاظت بنالے تو اس کلمہ کی برکت سے اللہ تعالی اس کے غصے کو کافور کر دیتا ہے، چنانچہ صحابہ نے اس آدمی سے کہا کہ تم ''أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم'' پڑھو۔ بعض روایات میں ہے کہ اس نے غصہ سے مغلوب ہو کر اس کلمہ کو نہیں کہا بلکہ اس نے کہا: کیا مجھے پاگل سمجھتے ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: سليمان بن صُرَدٍ -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يستبان : يسب كل منهما الآخر، والسب: الشتم.
- الأوداج : ما أحاط بالعنق من العروق التي يقطعها الذابح.
- كلمة : المراد بها: الجملة المفيدة.
- أعوذ : ألجأ واعتصم.
- الشيطان : العاتي المتمرد.
- الرجيم : المطرود من رحمة الله -عز وجل-.

فوائد الحديث:

١. الغضب جمرة يلقيها الشيطان في قلب ابن آدم لإيقاع الضرر به في الدنيا والآخرة.
٢. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على الإرشاد والتوجيه، عند وجود سببه.
٣. الصحابة بَشَرٌ يعرض لهم ما يعرض لعامة الخلق من الغضب.
٤. الاستعاذة بالله من الشيطان الرجيم عند الغضب.
٥. اختيار الأسلوب الأنْسَب عند توجيه النصيحة.
٦. مجالسة الصحابة للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٧. حلمه ـ صلى الله عليه وسلم ـ على ما يصدر من بعض أصحابه.
٨. نقل النصيحة لمن لم يسمعها لينتفع بما فيها.
٩. أن الشيطان عدو ابن آدم.
١٠. الحديث مطابق قوله تعالى: (وإما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله..) الآيةَ
١١. حكمة الرسول -عليه الصلاة والسلام- في الدعوة إلى الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3578)

إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا	جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے، تو اپنے ہاتھ کو نہ پونچھے، یہاں تک کہ اس کو خود چاٹ لے یا کسی اور کو چٹا دے۔
١٠٦٧. الحديث: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ -رضي الله عنهما- أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعِقَهَا».	**١٠٦٧. حدیث:** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : "جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے، تو اپنے ہاتھ کو نہ پونچھے، یہاں تک کہ اس کو خود چاٹ لے یا اسے کسی اور کو چٹا دے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أمر النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- مَنْ أكل طَعَاماً ألا يَمْسَحَ يده أو يغسلها حتى يَلْعَقَها أو يُلْعِقَها، وقد جاءت علة هذا في بعض الروايات أَنَّهُ لا يَدْرِي في أيِّ طعامِهِ الْبَرَكَة، ومِنْ أَجْلِ ذَلِك أَمَرَ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- بِلَعْقِ الأَصَابِعِ فَلَعَلَّ الْبَرَكَة فِيمَا عَلِقَ بها مِنْ الطَّعَام.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص کھانا کھا چکے، وہ اپنے ہاتھ کو اس وقت تک نہ تو پونچھے اور نہ ہی دھوئے، جب تک اسے چاٹ نہ لے یا اسے چٹا نہ دے۔ بعض روایات میں اس حکم کی علت یہ آئی ہے کہ اس شخص کو نہیں معلوم کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے۔ اس وجہ سے نبی ﷺ نے انگلیوں کے چاٹنے کا حکم دیا کہ ہوسکتا ہے کہ برکت اس کھانے میں ہو، جو ان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يَلْعَقَهَا : يَلْحَسُها بِلِسَانِه.
- يُلْعِقَهَا : يمد أصابعه لغَيْرَه مِمَّنْ لاَ يَتَقَذَّر منه فَيأْمُره بِلَعْقِها.

فوائد الحديث:

١. لَعْقُ الْأَصَابِعِ، ومثلِه الإنَاء، لما فِيهِ مِنْ الْتِمَاسِ بَرَكَةِ الطَّعام التي لا يُعْلَم: هَلْ هِي في أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ ؟ وتَعْظِيمُ نِعَمِ الله، قَلِيلها و كثيرها، وعَدَمُ التَّكَبُّرِ عَنْهَا.

٢. صَوْنُ نِعَمِ الله وحِفْظُهَا؛ لِئَلَّا تَقع فِي مَوْضِعٍ قَذِرٍ نَجِسٍ، أَوْ تُهَانُ فيه.

٣. النهي عن مسح الآكل يده بشيء قبل لعقها أو إلعاقها على الكراهة لا على التحريم والله أعلم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تأسس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2935)

إِذَا جَمَعَ اللهُ -عَزَّ وَجَلَّ- الأَوَّلِينَ وَالآخَرِينَ: يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ، فَيُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلانِ بْنِ فُلانٍ	جب اللہ (روز قیامت) اگلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا تو ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا، اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے
١٠٦٨. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: "إذا جمع الله -عز وجل- الأَوَّلِينَ والآخِرين: يرفع لكل غادر لِوَاءٌ، فيقال: هذه غَدْرَةُ فلان بن فلان".	**١٠٦٨. حديث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: ''جب اللہ (روز قیامت) اگلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا تو ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا، اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی (کا نشان) ہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إذا جمع الله الأولين والآخرين يوم القيامة جيء بكل غادر ومعه علامة غدرته، وهي اللواء المقترن به، فيفتضح بها بين الناس.	**اجمالی معنی:** جب روز قیامت اللہ اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو جمع کرے گا تو ہر عہد شکن کو لایا جائے گا جس کے ساتھ اس کی عہد شکنی کی نشانی کے طور پر ایک جھنڈا ہو گا، جس سے وہ لوگوں میں رسوا ہو گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > آداب الجهاد
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:
- الغدر : عدم الوفاء بالعهد.
- لواء : اللواء الراية، وهي خرقة توضع في خشبة طويلة وكانت في الزمن السابق وقت احتدام المعركة

فوائد الحديث:
١. تحريم الغدر بالمهادَن والمعاهَد، وأعظم الغدر أن يقع من قائد الجيش، لأن غدرته تنسب إلى الإسلام، فتشَوهُهُ، وَتُنَفر عَنه.
٢. يشمل الغدر المتوعَّد عليه، كل من ائتمنك على دمٍ، أو عِرْضٍ، أو سِرٍّ، أو مال فخنته، وأخلفت ظنه في أمانتك.
٣. هذا الخزي الشنيع والفضيحة الكبرى للغادر يوم القيامة؛ لأنه أخفى غدرته وخيانته، فجوزي بنقيض قصده، وعوقب بتشهيره، وهو أعظم من خيانة من ائتمنك.

المصادر والمراجع:
-صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ط ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، ط دار إحياء التراث العربي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. - تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ - عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر بدمشق، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (2936)

إذا اقترب الزَّمَان لم تَكَدْ رؤيا المؤمن تكذب، ورؤيا المؤمن جُزْءٌ من ستة وأربعين جُزْءًا من النُّبُوَّةِ

جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہوجائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔ اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

١٠٦٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا اقترب الزمان لم تَكَدْ رؤيا المؤمن تكذب، ورؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة». وفي رواية: «أصدقكم رؤيا، أصدقكم حديثا».

١٠٦٩. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : "جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔ اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔" ایک اور روایت میں ہے : "تم میں خواب کے اعتبار سے زیادہ سچا وہ ہے جو تم میں بات میں سب سے زیادہ سچا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن رؤيا المؤمن في آخر الزمان تكون صادقة، فقد تكون خبراً عن شيء واقع، أو شيء سيقع فيقع مطابقاً للرؤيا؛ فتكون هذه الرؤيا كوحي النبوة في صدق مدلولها "ورؤيا المؤمن جُزْءٌ من ستة وأربعين جُزْءًا من النُّبُوَّةِ" يعني : من أجزاء علم النُّبُوَّةِ من حيث إن فيها إخبارا عن الغيب وَالنُّبُوَّةُ غير باقية لكن علمها باق. وإنما خُص هذا العدد؛ لأن عُمْر النبي صلى الله عليه وسلم في أكثر الروايات الصحيحة كان ثلاثا وستين سنة وكانت مدة نُبُوَّتِهِ منها ثلاثا وعشرين سنة؛ لأنه بُعث عند استيفاء الأربعين وكان قبل البعثة يرى في المنام لمدة ستة أشهر الرؤيا الصالحة، فتأتي مثل فَلَقِ الصبح واضحة جَلِّية، ثم رأى الملك في اليقظة، فإذا نُسبت مدة الوحي في المنام، وهي: ستة أشهر إلى مدة نُبُوَّتِهِ وهي: ثلاث وعشرون سنة كانت الستة أشهر: نصف جزء من ثلاثة وعشرين جزء وذلك جزء واحد من ستة وأربعين جزء. وقوله: "أَصْدَقُكُمْ رؤيا، أَصْدَقُكُمْ حديثا" معناه: إذا كان الإنسان صادقا في حديثه قريبا من الله، كانت رؤياه أقرب إلى الصدق غالبا، ولهذا قيده في حديث البخاري: "الرُّؤْيَا الحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصالح..". أما من لا يَصدق في حديثه، ويأتي الفواحش ما ظهر منها وما بطن، فهذا غالبا ما تكون رؤياه من باب تلاعب الشيطان به. قال ابن

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : آخری زمانے میں مومن کے خواب سچے ہوا کریں گے۔ بعض اوقات تو وہ کسی واقع شدہ چیز کے بارے میں، اور کبھی تو کسی آئندہ واقع ہونے والی چیز کے بارے میں خبر ہوتے ہیں، جو عین خواب کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اس قسم کے خواب اپنے مدلول کے سچ ثابت ہونے کے اعتبار سے نبوت کی وحی کی مانند ہیں۔ "مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔" یعنی خواب نبوت کے علم کے اجزاء میں سے ہے بایں طور کہ اس میں غیب کی خبر ہوتی ہے۔ نبوت تو باقی نہیں رہی لیکن اس کا علم باقی ہے۔ چھیالیس کے عدد کو بطور خاص اس لئے ذکر کیا کیونکہ نبی ﷺ کی مدت عمر زیادہ تر صحیح روایات کے مطابق تریسٹھ سال کی تھی، جس میں نبوت کی مدت تیئیس سال تھی; کیونکہ آپ ﷺ کو اس وقت مبعوث کیا گیا جب آپ پورے چالیس سال کے ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ بعثت سے قبل چھ ماہ تک سچے خواب دیکھتے رہے جو صبح کو ایسے حقیقت بنتے جیسے صبح کا تڑکا واضح ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حالت بیداری میں فرشتے کو دیکھا۔ اگر حالت خواب میں آنے والی وحی کی مدت جو کہ چھے ماہ ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی مدت جو کہ تیئیس سال ہے، کی باہمی نسبت کو دیکھا جائے تو چھ مہینہ تیئیس حصوں کا نصف حصہ بنتا ہے، اور وہی چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ بنتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : تم میں خواب کے اعتبار سے سب سے سچا وہ ہے جس کی بات سب سے زیادہ سچی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب بندہ اپنی بات میں سچا اور اللہ کے قریب ہوتا ہے تو غالب طور پر اس کا خواب سچ کے قریب تر ہوتا ہے۔ اسی لیے بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ قید لگائی گئی ہے کہ : "نیک شخص کا سچا خواب..." البتہ جو شخص بات میں سچا نہیں ہوتا اور وہ ظاہری و باطنی برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو عام طور پر اس کا خواب اس کے ساتھ شیطان کے کھلواڑ کے قبیل سے ہوتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

القيم -رحمه الله-: "ومن أراد أن تَصْدُقَ رؤياه فليَتَحر الصدق وأكل الحلال، والمحافظة على الأمر والنهي، ولينم على طهارة كاملة مستقبل القبلة، ويذكر الله حتى تغلبه عيناه، فإن رؤياه لا تكاد تكذب البتة".	کہ : "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے خواب سچے ہوں تو وہ سچ بولے، حلال کھائے، احکامات و ممنوعات کا خیال کرے اور مکمل طہارت کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر سوئے اور اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ نینداس پر غالب آ جائے، تو ایسے شخص کے خواب جھوٹے نہیں ہوں گے۔"

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الرؤيا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اقترب الزمان : اقترب انتهاء أمد الدنيا.
- تكد : تقارب، أي أن الرؤيا تتحقق غالبًا.

فوائد الحديث:

١. الصادق في حديثه لا يرى إلا صدقاً، بخلاف الكاذب والمخلط فإنه يفسد قلبه ويظلم فلا يرى إلا تخليطاً أو أضغاثاً.

٢. الرؤيا الصادقة جزء من النبوة، وهذا لا يكون إلا للمؤمن، فأما الكافر والمنافق والمُخَلِّط إذا صدقت رؤياهم في بعض الأوقات، فإنها لا تكون من الوحي ولا من النبوة، إذ ليس كل من صدق في شيء يكون خبره ذلك نبوة؛ فقد يقول الكاهن كلمة حق، وقد يحدث المنجم فيصيب، لكن كل ذلك على النُدْرَةِ والقِلَّة.

٣. الحكمة في اختصاص ذلك بآخر الزمان: أن المؤمن يكون غريباً في ذلك الوقت؛ فيقل أنيس المؤمن ومعينه في ذلك الوقت؛ فيكرم بالرؤيا الصادقة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨ه. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦ه. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، مكتبة المعارف، ط١، الرياض، ١٤٢٢ه. مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين لابن قيم الجوزية ، تحقيق: محمد المعتصم بالله البغدادي، ط٣، دار الكتاب العربي، بيروت، ١٤١٦ ه. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته للعظيم آبادي ط٣، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤١٥ ه.

الرقم الموحد: (3564)

إذا التَقَى المسلمانِ بسَيْفَيْهِمَا فالقاتلُ والمقْتُولُ في النَّارِ

جب دو مسلمان تلواریں سونت کرایک دوسرے کے مدمقابل آجائیں، تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔

١٠٧٠. الحديث:

عن أبي بكرة نفيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا التَقَى المسلمانِ بسَيْفَيْهِمَا فالقاتلُ والمقْتُولُ في النَّارِ». قلت: يا رسول الله، هذا القاتلُ فما بالُ المقتولِ؟ قال: «إنه كان حريصًا على قَتْلِ صَاحِبِهِ».

١٠٧٠. حديث:

ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جب دو مسلمان تلواریں سونت کرایک دوسرے کے مدمقابل آجائیں، تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ شخص تو قاتل ہے (اس لیے جہنمی ہوا)، مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "وہ بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا التقى المسلمان بسيفيهما، قاصدًا كلٌّ منهما إتلاف صاحبه؛ فالقاتل في النار بسبب مباشرته قتل صاحبه، والمقتول في النار لحرصه على ذلك، إلم يعف الله عنهما، وإذا لم يكن الاقتتال بوجه حق، كما في قول الله تعالى: (فإن بغت إحداهما على الأخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء إلى أمر الله).

اجمالی معنی :

جب دو مسلمان تلواریں سونت کرایک دوسرے کے مدمقابل آجاتے ہیں اوران میں سے ہرایک کی نیت اپنے مقابل کو قتل کرنا ہوتی ہے, تو اس صورت میں قاتل اپنے مدمقابل کو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے اور مقتول اس وجہ سے جہنم میں جائے گا کہ وہ بھی ایسا کرنا چاہتا تھا۔ ماسوا اس کے کہ اللہ تعالی انھیں معاف فرما دے اور بشرطے کہ لڑائی ناحق ہو، جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا : "فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ"۔ ترجمہ : پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے، تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے، لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو بكرة نُفَيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- التقى المسلمان : قصد كل واحد منهما قتل صاحبه.
- بسيفيهما : ذكر السيف هنا على سبيل التمثيل، وليس على سبيل التعيين، بل إذا التقى المسلمان بأي وسيلة يكون بها القتل، فقتل أحدهما الآخر فالقاتل والمقتول في النار.
- فما بالُ : البال: الحال والشأن.
- كان حريصا على قتل صاحبه : أي: اشتدت رغبته في قتله.

فوائد الحديث:

١. وقوع العقاب على من عزم على المعصية بقلبه ووطن نفسه عليها وباشر أسبابها؛ سواء حدثت أم لم تحدث، إن لم يعف الله عز وجل عنه، أما من هم بقلبه فقط ولم يباشر الأسباب فلا يأثم.

٢. التحذير من اقتتال المسلمين.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان.

الرقم الموحد: (4304)

إذا انْتَعَل أحدكم فليبدأ باليمين, وإذا نزع فليبدأ بالشمال, ولْتَكُن اليُمنى أولَهُما تُنْعَل, وآخرَهُما تُنْزَع	جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے۔ دایاں پاؤں پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخری ہو۔
١٠٧١. الحديث: عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا انْتَعَل أحدكم فليبدأ باليمين، وإذا نَزَعَ فليبدأ بالشمال، ولْتَكُن اليُمنى أولَهُما تُنْعَل، وآخِرَهُما تُنْزَع».	**١٠٧١. حدیث:** علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے۔ دایاں پاؤں پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخری ہو''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: المستحب في لبس النعل البدء في اللبس أن يكون للرِّجل اليمنى، والمستحب في الخلع العكس وهو البدء باليسرى، لما في ذلك من تكريم الرجل اليمنى.	**اجمالی معنی:** جوتا پہننے میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہنتے وقت دائیں پاؤں سے ابتدا کی جائے اور اتارتے وقت اس کا الٹا کیا جائے یعنی بائیں پاؤں سے اتارنے کی ابتدا کی جائے کیونکہ اس میں دائیں پاؤں کی تکریم ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- انْتَعَلَ : لبس النعل.

فوائد الحديث:

١. استحباب البدء بالرِّجل اليمنى عند لبس النعل وتأخير اليسرى.

٢. استحباب البدء بخلع نعل الرِّجل اليسرى وتأخير خلع اليمنى.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي. ط١، ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (5357)

إذا انْتَهى أَحَدُكُم إلى المجْلِسِ فَلْيُسَلِّم، فإذا أرادَ أن يقومَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَت الأُولَى بأحَقَّ مِن الآخِرَةِ

جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے، تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے، تو بھی سلام کرے اور پہلا (موقع) دوسرے سے زیادہ حق دار نہیں ہے

١٠٧٢. الحديث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: «إذا انْتَهى أَحَدُكُم إلى المجْلِسِ فَلْيُسَلِّم، فإذا أرادَ أن يقومَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَت الأُولَى بأحَقَّ مِن الآخِرَةِ».

١٠٧٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے، تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے، تو بھی سلام کرے اور پہلا (موقع) دوسرے سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه بيان أدب من آداب السلام، وهو أن الرجل إذا دخل على المجلس فإنه يسلم فإذا أراد أن ينصرف وقام وفارق المجلس فإنه يسلم، لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر بذلك وقال: ليست الأولى بأحق من الثانية. يعني كما أنك إذا دخلت تسلم فكذلك إذا فارقت فَسَلِّمْ، ولهذا إذا دخل الإنسان المسجد سلَّم على النبي -صلى الله عليه وسلم-، وإذا خرج سلَّم عليه أيضا، وكما أن التسليمة الأولى إخبار عن سلامتهم من شره عند الحضور، فكذا الثانية إخبار عن سلامتهم من شره عند الغيبة، وهذا من كمال الشريعة أنها جعلت المبتدي والمنتهي على حد سواء في مثل هذه الأمور والشريعة كما نعلم جميعًا من لدن حكيم خبير.

اجمالی معنی:

حدیث میں سلام کے آداب کا بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آدمی مجلس میں داخل ہو، تو سلام کرے۔ پھر جب لوٹنے کا ارادہ کرے اور کھڑا ہو کر مجلس سے جدا ہونا چاہے، تو سلام کرے۔ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلا دوسرے سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ یعنی جس طرح داخل ہوتے ہوئے سلام کیا تھا، اسی طرح جدا ہو تو سلام کرے۔ اسی لیے جب آدمی مسجد میں داخل ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور جب نکلے، تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے۔ جس طرح پہلا سلام اس بات کی خبر دیتا ہے کہ لوگ اس کی موجودگی میں اس کی برائی سے محفوظ ہیں، اسی طرح دوسرا سلام خبر دیتا ہے کہ لوگ اس کی عدمِ موجودگی میں بھی اس کے شر سے محفوظ ہیں اور یہ کمالِ شریعت کی وجہ سے ہے کہ اس نے اس طرح کے امور میں ابتدا و انتہا کو یکساں کر دیا اور شریعت جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ حکیم و خبیر کی جانب سے ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد والنسائي في الكبرى.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- انتهى : وصل.
- الأولى : التسليمة عند الوصول.
- بأحق : بأولى.
- الآخرة : التسليمة عند المغادرة.

فوائد الحديث:

١. أهمية إفشاء السلام.

٢. من جاء إلى قوم جلوس سلَّم عليهم قبل أن يبتدأهم في الحديث.

٣. أن السلام مندوب عند اللقاء وعند المفارقة.

المصادر والمراجع:

-السنن الكبرى للنسائي -حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي- أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.– الطبعة الأولى ١٤١٨ - رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. - تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك ، دار العاصمة، ط١ ،١٤٢٣. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧ – ١٩٨٧, رقم الطبعة: ١٤.

الرقم الموحد: (3173)

إذا أحب الرجل أخاه فليخبره أنه يحبه

جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے محبت کرتا ہو، تو اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

١٠٧٣. الحديث:

عن أبي كريمة المقداد بن معد يكرب -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ، فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ».

١٠٧٣. حدیث:

ابوکریمہ مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے محبت کرتا ہو، تو اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دعت أحاديث كثيرة إلى التحابب في الله -تعالى-، وأخبرت عن ثوابه، وهذا الحديث يشير إلى معنى مهم يُحْدِث الأثر الأكبر في علاقة المؤمنين بعضهم ببعض، كما ينشر المحبة، وهو أن يخبر أخاه أنه يحبه، وهذا يفيد المحافظة على البناء الاجتماعي من عوامل التفكك والانحلال؛ وهذا من خلال إشاعة المحبة بين أفراد المجتمع الإسلامي، وتقوية الرابطة الاجتماعية بالأخوة الإسلامية، وهذا كله يتحقق بفعل أسباب المحبة كتبادل الإخبار بالمحبة بين المتحابين في الله -تعالى-.

اجمالی معنیٰ:

ایک دوسرے سے محبت رکھنے کی ترغیب بہت سی احادیث میں دی گئی ہے اور اس کے ثواب کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ یہ حدیث ایک اہم بات کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس کا مومنوں کے باہمی تعلقات پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے اور باہمی محبت کو فروغ ملتا ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اس سے معاشرے کی عمارت ٹوٹ پھوٹ اور بگاڑ سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ اسلامی معاشرے کے افراد کے مابین محبت کو فروغ دے کر اور اسلامی بھائی چارے کے ذریعے معاشرتی تعلق کو مضبوط بنا کر ممکن ہے۔ یہ سب تب ہوتا ہے، جب محبت کے اسباب کو اختیار کیا جائے، مثلا اللہ کی خاطر دو محبت کرنے والوں کا ایک دوسرے کو بتا دینا کہ وہ باہم محبت کرتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي في السنن الكبرى وأحمد.

التخريج: المِقْدَام بن مَعْدِي كَرِبَ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. من أحب أخاه في الله فليخبره.
٢. فائدة الإخبار أنه إذا عَلِم أنه محب له قَبِل نصحه فيما دله عليه من رشده، ولم يرد قوله فيما دعاه إليه من صلاح خفي عليه.
٣. استحباب إخبار المحبوب في الله بحبه، لتزداد المحبة والألفة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ جامع الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، مكتبة المعارف، ط١، الرياض، ١٤٢٢هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى للنسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٢١ هـ فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي ، ط١، المكتبة التجارية الكبرى ، مصر، ١٣٥٦هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز

إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ هـ.

الرقم الموحد: (3017)

إذا أراد الله بعبده الخير عجل له العقوبة في الدنيا، وإذا أراد بعبده الشر أمسك عنه بذنبه حتى يوافى به يوم القيامة

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے اور جب اپنے کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اس کے گناہ کی سزا دینے سے رکا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا۔

١٠٧٤. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه - أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا أراد الله بعبده الخير عجل له العقوبة في الدنيا، وإذا أراد بعبده الشر أمسك عنه بذنبه حتى يُوَافِيَ به يومَ القيامة".

١٠٧٤. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے اور جب اپنے کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اس کے گناہ کی سزا دینے سے رُکا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أن علامة إرادة الله الخيرَ بعبده معاجلته بالعقوبة على ذنوبه في الدنيا حتى يخرج منها وليس عليه ذنب يوافي به يوم القيامة؛ لأن من حوسب بعمله عاجلاً خفّ حسابه في الآجل، ومن علامة إرادة الشر بالعبد أن لا يجازى بذنوبه في الدنيا حتى يجيء يوم القيامة مستوفر الذنوب وافيها، فيجازى بما يستحقه يوم القيامة.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ اللہ کا اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنے کی علامت یہ ہے کہ وہ اسے اس کے گناہوں پر دنیا ہی میں سزا دے دیتا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا میں سے اس حال میں جاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ ایسا نہیں ہوتا جس کا حساب روزِ قیامت چکایا جانا ہو کیونکہ جس شخص کا فوری حساب کر لیا جاتا ہے اس کا آخرت میں حساب ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور بندے کے ساتھ شر کا معاملہ کرنے کی علامت یہ ہے کہ اللہ اسے دنیا میں اس کے گناہوں کا بدلہ نہیں دیتا یہاں تک کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ گناہوں سے لدا پھندا آئے گا اور اس سے پورا پورا حساب لیا جائے اور جس بدلے کا وہ مستحق ہو گا وہ اسے ملے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- إذا أراد الله بعبده الخير : المراد بالعبد المؤمن، والمراد بالخير هنا تكفير الذنوب.
- عجّل له العقوبة في الدنيا : أي: ينزل به المصائب لما صدر منه من الذنوب، فيخرج منها وليس عليه ذنب.
- وإذا أراد الله بعبده الشر : المراد بالشر هنا عذاب الآخرة.
- أمسك عنه بذنبه : أي: أخّر عنه عقوبة ذنبه.
- يوافي به : بكسر الفاء مبنيٌّ للفاعل منصوبٌ بحتى أي: يجيء يوم القيامة بكامل ذنوبه فيستوفي ما يستحقه من العقاب.

فوائد الحديث:

١. من علامة إرادة الله الخير بعبده معاجلته بالعقوبة على ذنوبه في الدنيا.

٢. من علامة إرادة الشر بالعبد أن لا يجازى بذنبه حتى يوافى به يوم القيامة.
٣. الخوف من الصحة الدائمة أن تكون علامة شرّ.
٤. التنبيه على حسن الظن بالله ورجائه فيما يقضيه عليه من المكروه.
٥. أن الإنسان قد يكره الشيء وهو خيرٌ له، وقد يحب الشيء وهو شرّ له.
٦. الحث على الصبر على المصائب.
٧. إثبات صفة الإرادة لله على وجه يليق بجلاله.
٨. أن الخير والشر مقدر من الله تعالى.
٩. أن البلاء للمؤمن من علامات الخير ما لم يترتب عليه ترك واجب أو فعل محرم.
١٠. ينبغي الخوف من دوام النعمة أو الصحة.
١١. لا يلزم من عطاء الله رضاؤه.

المصادر والمراجع:

الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه. الجديد في شرح كتاب التوحيد، لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي, تحقيق: محمد بن أحمد سيد, مكتبة السوادي، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤ه. جامع الترمذي, تحقيق: أحمد شاكر, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي, الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ. صحيح الجامع الصغير, للألباني, المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3332)

إذا أَصْبَح ابن آدَم، فإن الأعضاء كلَّها تَكْفُرُ اللِّسان، تقول: اتَّقِ الله فِينَا، فإنَّما نحن بِك؛ فإن اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا، وإن اعْوَجَجْت اعْوَجَجْنَا

جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کے ساتھ التجا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''ہمارے سلسلے میں اللہ سے ڈر۔ ہم تجھ سے متعلق ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''

١٠٧٥. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا أَصْبَح ابن آدَم، فإن الأعضاء كلَّها تَكْفُرُ اللِّسان، تقول: اتَّقِ الله فِينَا، فإنَّما نحن بِك؛ فإن اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا، وإن اعْوَجَجْت اعْوَجَجْنَا».

١٠٧٥. حدیث:

ابو سعید خدري - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کے ساتھ التجا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ہمارے سلسلے میں اللہ سے ڈر۔ ہم تجھ سے متعلق ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أن سائر أعضاء البدن تَذِلُّ وتخضع للسان، فهي تابعة له، ولهذا تقول إذا أصبح: "اتقِ الله فِينَا فإنَّما نحن بِك...". فاللسان أشد الجوارح خطراً على صاحبها، فإن استقام استقامت سائر جوارحه، وصلحت بقية أعماله، وإذا مال اللسان مَالَت سائر جوارحه وفسد بقية أعماله. فعن أنس رضي الله عنه قال -صلى الله عليه وسلم-: "لا يستقيم إيمان عبد حتى يستقيم قلبه، ولا يستقيم قلبه حتى يستقيم لسانه.." وفي الباب أحاديث كثيرة تدل على خطر اللسان، وهو: إما سعادة لصاحبه، وإما نقمة عليه، فإن سَخَّره في طاعة الله كان سعادة له في الدنيا والآخرة، وإن أطلقه فيما لا يرضي الله -تعالى-، كان حَسْرة عليه في الدنيا والآخرة.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جسم کے تمام اعضاء زبان کے سامنے اظہار عجز وانکساری کرتے ہیں اور وہ اس کے تابع ہیں۔ اسی لیے بندہ جب صبح کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں: "ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو ہم تجھ سے متعلق ہیں۔" انسان کے اعضاء میں سے سب سے خطرناک زبان ہے۔ اگر یہ ٹھیک رہے تو اس کے تمام اعضاء ٹھیک رہتے ہیں اور اس کے باقی تمام اعمال درست ہو جاتے ہیں اور اگر اس میں کچھ کجی آجائے تو تمام اعضاء میں کجی آجاتی ہے اور انسان کے بقیہ اعمال بھی فاسد ہوجاتے ہیں۔ انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندے کا ایمان اس وقت تک ٹھیک نہیں ہوتا جب تک اس کا دل ٹھیک نہ ہوجائے اور اس کا دل اس وقت ٹھیک نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو جائے۔" اس موضوع پر بہت سی ایسی احادیث ہیں جو زبان کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں بایں طور کہ زبان یا تو اس شخص کے لیے باعثِ سعادت ہوتی ہے اور یا پھر اس کے لیے باعثِ مصیبت ہوتی ہے۔ اگر وہ اسے اللہ کی اطاعت میں لگا دے تو وہ اس کے لیے دنیا و آخرت کی سعادت بن جاتی ہے اور اگر اسے ایسے کام میں لگا دے جس میں اللہ کی رضا نہ ہو تو وہ دنیا و آخرت میں اس کے لیے باعثِ حسرت بن جائے گی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تكفر اللسان : تذل وتخضع له، والمراد بذلك هنا: أنها تنكر عليه كل كلمة غير مشروعة؛ لأنها تجر على الأعضاء الأذى في الدنيا والهلاك في الآخرة.
- أصبح : دخل في الصباح.
- نحن بك : مجازون بما يصدر عنك.
- اعوججت : ملت عن طريق الهدى.
- اعْوَجَجْنَا : ملنا عنه اقتداء بك.

فوائد الحديث:

١. أهمية حفظ اللسان في سلامة الإنسان، وذلك لأنه خليفة القلب وتُرْجُمانه، فما خطر في القلب ظهر في اللسان.

٢. تأثر الأعضاء بخطأ العضو ووقوعه في المعصية.

٣. ينبغي على العَبْد أن يُجنِّب نفسه موارد الهلكة ويَسلك سبيل النَّجَاة بتقوى الله في السِّرِ والعَلن.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، مكتبة المعارف، ط١، الرياض، ١٤٢٢هـ. صحيح الترغيب والترهيب للألباني، ط٥، مكتبة المعارف - الرياض. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ.

الرقم الموحد: (3579)

إذا أكل أحدكم فليأكل بيمينه، وإذا شرب فليشرب بيمينه فإن الشيطان يأكل بشماله، ويشرب بشماله

جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اسے چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے، اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

١٠٧٦. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا أَكَلَ أحدُكم فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِه، وإذا شَرِب فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِه فإنَّ الشيطان يأكلُ بِشِمَالِه، ويَشْرَب بِشِمَالِه».

١٠٧٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اسے چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے، اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه الأمر بالأكل باليمين، والشرب باليمين؛ والنهي عن الأكل والشرب بالشمال, وفيه بيان سبب الحكم, وهو أن الشيطان يأكل ويشرب بشماله, وهذا يدل على أنَّ الأمر هنا للوجوب، وأن الأكل والشرب بالشمال محرم, لأنه علل ذلك بأنه فعل الشيطان وخُلُقُهُ, والمسلم مأمور بتجنب طريق أهل الفسوق, فضلًا عن الشيطان, ومن تشبَّه بقومٍ فهو منهم.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں دائیں ہاتھ سے کھانے اور دائیں ہاتھ ہی سے پینے کا حکم دیا گیا اور کھانے اور پینے میں بائیں ہاتھ کو استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے اور اس حکم کے سبب کی وضاحت بھی کر دی گئی کہ شیطان کا معمول ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ ہی سے کھاتا اور پیتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں بیان کردہ حکم، وجوب کے لیے ہے اور بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا دونوں ہی حرام ہے کیوں کہ اس کی یہ علت و وجہ بتائی گئی ہے کہ یہ شیطانی کام اور اس کی عادتیں ہیں اور مسلمان کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ فاسق لوگوں کی راہ سے اجتناب کرے، چہ جائیکہ وہ شیطان کی راہ اختیار کرے اور جس کسی نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انھیں میں سے شمار کیا جائے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. وجوب الأكل والشرب باليمين, وأن الأمر في الحديث للوجوب.
٢. تحريم الأكل والشرب بالشمال.
٣. فيه إشارة إلى أنه ينبغي اجتناب الأفعال التي تشبه أفعال الشيطان.
٤. أن للشيطان يدين وأنه يأكل ويشرب.
٥. إكرام اليمين؛ لأننا أمرنا أن نأكل بها, ومعلوم أن الأكل غذاء للبدن, والأفعال الكريمة تكون باليد اليمنى.
٦. النهي عن التشبه بالكفار؛ لأننا نهينا عن التشبه بالشيطان, والشيطان رأس الكفر.
٧. نصح النبي -صلى الله عليه وسلم- للأمة حين أرشدهم إلى هذا الأمر الذي يخفى عليهم.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, د ط, دت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه - ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧ه. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى-، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء - جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (58122)

إذا أكل أحدكم فليأكل بيمينه، وإذا شرب فليشرب بيمينه، فإن الشيطان يأكل بشماله، ويشرب بشماله	جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیۓ تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیۓ۔ کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے
١٠٧٧. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إذا أكل أحدكم فليأكل بيمينه، وإذا شرب فليشرب بيمينه، فإن الشيطان يأكل بشماله، ويشرب بشماله».	**١٠٧٧. حدیث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: ''جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیۓ تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیۓ۔ کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث فيه الأمر بالأكل باليمين، والشرب باليمين، وفيه أن الأكل بالشمال والشرب بها هو عمل الشيطان.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں دائیں ہاتھ سے کھانے اور دائیں ہاتھ سے پینے کا حکم ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طرزِ عمل ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. وجوب الأكل والشرب باليمين، وتحريمه بالشمال.

٢. بيان أن الأكل والشرب بالشمال هو من عمل الشيطان.

٣. النهي عن التشبه بالشيطان وبالكفار، لأننا نهينا عن التشبه بالشيطان، والشيطان رأس الكفر.

المصادر والمراجع:

محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار الفلق - الرياض، الطبعة: السابعة، ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (5356)

إذا أكل أحدكم فليذكر اسم الله -تعالى-، فإن نسي أن يذكر اسم الله -تعالى- في أوله، فليقل: بسم الله أوله وآخره

تم میں سے کوئی جب کھانا کھانے لگے، تو اللہ کا نام لے لے۔ اگر شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو (یاد آنے پر) کہے : بسم اللہ أوّلَہٗ وآخرہ۔

١٠٧٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا أكل أحدكم فَلْيَذْكُرِ اسْمَ الله -تعالى-، فإِنْ نَسِيَ أَنْ يذكُرَ اسْمَ الله -تعالى - في أوله، فَلْيَقُلْ: بسم الله أَوَّلَهُ وَآخِرَه». عن أمية بن مخشي -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- جالسًا، ورجل يأكل، فلم يُسَمِّ الله حتى لم يَبقَ من طعامه إلا لُقْمَةٌ، فلما رفعها إلى فِيهِ، قال: بِسْمِ الله أَوَّلَهُ وآخِرَه، فضحك النبي -صلى الله عليه وسلم- ثم قال: «ما زال الشيطان يأكل معه، فلمَّا ذكر اسْمَ الله اسْتَقَاءَ ما في بطنه».

١٠٧٨. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "تم میں سے کوئی جب کھانا کھانے لگے، تو اللہ کا نام لے لے۔ اگر شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو (یاد آنے پر) کہے : بسم اللہ أوّلَہٗ وآخرہ"۔ امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اس کے کھانے میں سے صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ جب اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھایا، تو کہا : بسم اللہ أوّلَہٗ وآخرہ۔ اس پر نبی ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا : "شیطان اس کے ساتھ کھاتا جا رہا تھا۔ جب اس نے اللہ کا نام لیا، تو جو کچھ شیطان کے پیٹ میں تھا، اس کی اس نے قے کر دی"۔

درجة الحديث: الحديث الأول: صحيح الحديث
الثاني: ضعيف

حدیث کا درجہ :

المعنى الإجمالي:

دلَّ حديث أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- أن الواجب على الإنسان أن يسمي في أول الطعام، بأن يقول: بسم الله، والتسمية على الأكل واجبة، إذا تركها الإنسان فإنه يأثم، ويشاركه الشيطان في أكله، ولا أحد يرضى أن يشاركه عدوه في أكله، فلا أحد يرضى أن يشاركه الشيطان في أكله، فإذا لم تقل: بسم الله؛ فإن الشيطان يشاركك فيه، فإن نسي أن يسمي في أوله وذكره في أثنائه، فما عليه إلا أن يقول: "بسم الله أوله وآخره"، كما أرشد إلى ذلك النبي --صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث. والحكمة في التسمية في أول الطعام؛ أن الإنسان إذا لم يسم نزعت البركة من طعامه؛ لأن الشيطان يأكل معه، فيكون الطعام الذي يظن أنه يكفيه لا يكفيه؛ لأن البركة تنزع منه. وأما ما جاء مجملا من الإرشاد النبوي في الحديث الثاني فيمن نسي التسمية في أول الطعام بأن يستدرك في أثنائه بالتسمية، فهذا من نعمة الله سبحانه وتعالى، أن الشيطان يُحرم أن يأكل معنا إذا سمينا في

اجمالی معنیٰ :

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان پر کھانے کے آغاز میں تسمیہ پڑھنا واجب ہے؛ بایں طور کہ وہ کہے : باسم اللہ۔ کھانے پر بسم اللہ کہنا واجب ہے۔ جس کے چھوڑ دینے سے انسان گناہ گار ہوتا ہے اور کھانے میں شیطان اس کا شریک ہو جاتا ہے۔ جب کہ کوئی بھی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا دشمن کھانے میں اس کے ساتھ شریک ہو۔ چنانچہ کسی کو یہ بھی پسند نہیں ہوگا کہ شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ جب آپ بسم اللہ نہیں پڑھتے تو شیطان کھانے میں آپ کا شریک ہو جاتا ہے۔ جب کھانا کھانے والا آغاز میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور کھانے کے دوران اسے یاد آئے تو اسے چاہیے کہ وہ کہے : بسم اللہ أوّلَہٗ وآخرہ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں رہ نمائی فرمائی ہے۔ کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کی حکمت یہ ہے کہ انسان جب بسم اللہ نہیں پڑھتا، تو اس کے کھانے سے برکت اٹھالی جاتی ہے؛ کیونکہ شیطان اس کے ساتھ کھانا شروع کر دیتا ہے اور وہ کھانا جس کے بارے میں اس کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اسے کافی ہوگا، وہ اسے کافی نہیں ہوتا؛ کیونکہ اس سے برکت اٹھالی گئی ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں نبی ﷺ کا اس شخص کے بارے میں جو کھانے کے آغاز میں "بسم اللہ" پڑھنا بھول جائے، اجمالی ارشاد ہے کہ وہ کھانے کے دوران

أول الطعام، وكذلك إذا سمَّينا في آخره، وقلنا بسم الله أوله وآخره؛ فإن ما أكله يتقيؤه، فيحرم إياه. والحديث السابق الصحيح كافٍ في الدلالة على الحكم.

بسم اللہ پڑھ کر اس کا تدارک کر لے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک احسان ہے کہ جب ہم کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لیں، تو شیطان کو ہمارے ساتھ کھانے سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اسی طرح جب ہم آخر میں بسم اللہ پڑھ لیں؛ بایں طور کہ بسم اللہ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ کہہ لیں، تو جو کچھ اس نے کھایا ہوتا ہے، اس کی وہ قے کر دیتا ہے اور اس سے محروم ہو جاتا ہے۔ سابقہ صحیح حدیث اس حکم پر دلالت کے لیے کافی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: الحديث الأول: رواه أبو داود والترمذي وأحمد والدارمي. الحديث الثاني: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اسْتَقَاءَ : أخرج ما في جوفه بفمه واستفرغ.
- الشَّيطان : مأخوذ من شاط: إذا احترق، أو من شطن: إذا بعُد؛ لبعده عن الخير، فهو مخلوق من نار وأصل الشر.

فوائد الحديث:

١. وجوب التسمية عند إرادة الأكل.
٢. السنة في التسمية هو لفظ: بسم الله.
٣. استحباب ذكر الله بعد الفراغ من الطعام.
٤. الإنسان كثير النسيان، فمن وقع منه عدم التسمية نسيانا؛ فلا حرج عليه، ولكن السنة في حقه أن يوقع التسمية متى ذكرها قائلا: بسم الله أوله وآخره.
٥. يجوز لأهل العلم مراقبة من دونهم؛ لينفعوهم في أمور دينهم.
٦. جواز إخبار الناس عن إثم وقع واستدرك، إذا كان في ذلك فائدة ومصلحة، وليس فيه تشهير.
٧. الشيطان يشارك في طعام من لم يذكر اسم الله عليه.
٨. بالتسمية تحصل البركة، ويحرم الشيطان من المشاركة في الطعام.
٩. إن ذكر الله على الطعام ولو لم يبق منه إلا جزء يسير يحرم الشيطان من كل ما كان قد أكل قبل.
١٠. الشيطان يستقيء حقيقة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى، ١٤١٥هـ. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ. السنن الكبرى، أحمد بن شعيب النسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح الترغيب والترهيب، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة: الخامسة. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد

الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مشكاة المصابيح، **محمد** بن عبد الله الخطيب التبريزي، المحقق: **محمد** ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (3472)

إذا تثاءب أحدكم فليمسك بيده على فيه	جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ کر اُسے روکنے کی کوشش کرے۔
١٠٧٩. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا تَثَاءبَ أَحَدُكم فَلْيمْسِكْ بيدِهِ على فِيهِ؛ فَإنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخل».	**١٠٧٩. حدیث:** ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ کر اُسے روکے۔ بے شک شیطان منہ میں داخل ہوجاتا ہے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- عند التثاؤب بوضع اليد على الفم، والأفضل أن ترد التثاؤب ما استطعت، ولو بوضع اليد على الفم؛ "فإن الشيطان يدخل فيه"، أي: في الإنسان عند انفتاح فمه حال التثاؤب؛ فيضحك منه ويدخل في جوفه، فيمنعه من ذلك بوضع اليد على الفم؛ سداً لطريقه، ومبالغة في منعه وتعويقه، وفيه كراهية صورة التثاؤب المحبوبة للشيطان.	**اجمالی معنی:** حدیث مبارک میں نبئ کریم ﷺ نے جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ افضل یہ ہے کہ بقدرِاستطاعت جمائی کو روکا جائے، اگرچہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہی اسے روکا جائے۔ ''بے شک شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے'' یعنی جمائی لیتے وقت منہ کھلنے سے (شیطان) انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اس پر ہنستا ہے اور انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے، تو منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو داخل ہونے سے روکے تاکہ اس کا راستہ بند ہو جائے اور اس کے داخل ہونے کو شدت سے روکا جائے اور اسے اس سے باز رکھا جائے، اس سے پتا چلا کہ جمائی لینے کی مکروہ شکل شیطان کو محبوب ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العطاس والتثاؤب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- التثاؤب. : التثاؤب: ما يصيب الإنسان عند الكسل والنعاس والهم من فتح الفم والتمطي.

فوائد الحديث:

١. استحباب وضع اليد على الفم عند التثاؤب؛ لأن الشيطان يدخل الجوف مع التثاؤب.
٢. التزام آداب الإسلام في جميع الحالات؛ لأنها عنوان الكمال والأخلاق.
٣. الشيطان يرقب غفلة ابن آدم حتى يسخر منه، ويدخل في فيه.
٤. في الحديث دلالة للمسلم على أن يحارب الشيطان بكل وسيلة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي. دار ابن الجوزي. رياض الصالحين للنووي. ت: الفحل. دار ابن كثير. الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي. دار الكتاب العربي. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر،

١٤٠٧هـ الإعلام بسنته عليه السلام، تأليف: مغلطاي بن قليج بن عبد الله البكجري المصري، المحقق: كامل عويضة، مكتبة نزار مصطفى الباز - المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٩م.

الرقم الموحد: (5280)

إذا دخل الرجل بيته، فذكر الله -تعالى- عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان لأصحابه: لا مبيت لكم ولا عشاء، وإذا دخل فلم يذكر الله -تعالى- عند دخوله، قال الشيطان: أدركتم المبيت والعشاء

جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھی شیطانوں سے کہتا ہے کہ تمہارے لیے یہاں رات بسر کرنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔ اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت آدمی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات بسر کرنے کی جگہ پالی۔

١٠٨٠. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُل بَيْته، فَذَكَرَ اللهَ -تَعَالَى- عِندَ دُخُولِهِ، وَعِندَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيطَانُ لِأَصْحَابِهِ: لاَ مَبِيتَ لَكُم وَلاَ عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَم يَذْكُر الله -تَعَالَى- عِندَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيطَان: أَدْرَكْتُمُ المَبِيت؛ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ -تَعَالَى- عِندَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدرَكتُم المَبِيتَ وَالعَشَاءَ».

١٠٨٠. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھی شیطانوں سے کہتا ہے کہ تمہارے لیے یہاں رات گزارنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔ اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت آدمی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی۔ اور جب کھانا کھاتے ہوئے بھی اللہ کا نام نہیں لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث جابر -رضي الله عنه- جاء في موضوع أدب الطعام، حيث أخبر -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا دخل الرجل بيته فذكر الله -تعالى- عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان لأصحابه لا مبيت لكم ولا عشاء"؛ ذلك لأن الإنسان ذكر الله. وذِكر الله -تعالى- عند دخول البيت أن يقول: "بسم الله ولجنا، وبسم الله خرجنا، وعلى الله ربّنا توكلنا، اللّهُمَّ إني أسألك خير المولج وخير المخرج"، كما جاء في حديث في إسناده انقطاع، وأما الذكر عند العشاء فأن يقول: "بسم الله". فإذا ذكر الله عند دخوله البيت، وذكر الله عند أكله عند العشاء، قال الشيطان لأصحابه: "لا مبيت لكم ولا عشاء"؛ لأن هذا البيت وهذا العشاء حُمِيَ بذكر الله -عز وجل-، حماه الله -تعالى- من الشياطين. وإذا دخل فلم يذكر الله -تعالى- عند دخوله قال الشيطان: "أدركتم المبيت"، وإذا قُدِّم إليه الطعام فلم يذكر الله -تعالى- عند طعامه قال: "أدركتم المبيت والعشاء"،

اجمالی معنی:

جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کھانے کے آداب کے موضوع سے متعلق ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے اُس وقت شیطان اپنے ساتھی شیطانوں سے کہتا ہے کہ تمہارے لیے یہاں رات گزارنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ رات کا کھانا ہے"۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ انسان نے اللہ کا ذکر کیا ہے۔ گھر میں داخلے ہوتے وقت اللہ کا ذکر یہ ہے کہ یوں کہے: بِسْمِ اللَّهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا''۔ (ترجمہ: ہم اللہ کا نام لے کر اندر جاتے ہیں اور اللہ ہی کا نام لے کر باہر نکلتے ہیں) جب کہ رات کے کھانے کے وقت کا ذکر "بِسْمِ اللَّہ" کہنا ہے۔ جب بندہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور رات کا کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے: نہ تو تمہاری لیے رات بسر کرنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا۔ کیونکہ اس گھر اور اس کھانے کو اللہ عز و جل کے ذکر کے ساتھ محفوظ کر دیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے اسے شیطانوں سے محفوظ کر دیا ہے۔ جب داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: "تمہیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی"۔ اور اگر اس کے سامنے کھانا پیش کیا جائے اور وہ کھانا کھاتے ہوئے اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: "تمہیں رات

أي: أن الشيطان يشاركه المبيت والطعام؛ لعدم التحصُّن بذكر الله. وفي هذا حث على أن الإنسان ينبغي له إذا دخل بيته أن يذكر اسم الله، وكذلك عند طعامه.

گزارنے کے لیے جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی۔" یعنی شیطان اس کے ساتھ سونے کی جگہ اور رات کے کھانے میں شریک ہوتا ہے کیونکہ اللہ کے ذکر کے ساتھ اسے محفوظ نہیں کیا گیا۔ اس حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ انسان کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اللہ کا نام لے۔ اس کے لیے جو ذکر احادیث میں آیا ہے وہ "بِسْمِ اللَّهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ" ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > هدي النبي صلى الله عليه وسلم في الذكر
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > فوائد ذكر الله عز وجل
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أذكار الدخول والخروج من المنزل

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَيتَهُ : أي منزله ولو كان خيمة.
- فَذَكَرَ اللهَ : أي اسمه بأن قال بسم الله.
- عِندَ دُخُولِهِ : يحتمل أن يراد عند إرادة الدخول، ويحتمل عند نفس الدخول الذي ابتداؤه الولوج في المنزل.
- قَالَ : أي الشيطان لأعوانه.
- وَعِندَ طَعَامِهِ : أي تناوله له.
- وَإِذا لَمْ يَذْكُرِ الله : أي تركه.
- أَدْرَكْتُمُ المَبِيت : أي مكان البيات.

فوائد الحديث:

١. استحباب ذكر الله عند دخول البيت وعند الطعام.
٢. كل ما يذكر اسم الله عليه ييأس الشيطان منه.
٣. في ذكر الله عند الطعام ودخول البيت مجانبة الغفلة عن الله؛ لأن الغفلة عن الله تعالى تستدعي الوقوع في مخالفة أمر الله -تعالى- واتباع الشيطان في ضلاله.
٤. الشيطان يراقب ابن آدم في عمله وتصرفه وفي أموره كلها، فإذا غفل حل في غفلته ونال مراده منه.
٥. الذكر يطرد الشيطان، فإن الشيطان يشارك الإنسان في كل شيء، قال الله -تعالى-: {وأجلب عليهم بخيلك ورجلك وشاركهم في الأموال والأولاد}، [الإسراء (64)].
٦. الشيطان يبيت في البيوت التي لم يذكر الله -تعالى- فيها، ويأكل من طعام أهلها إذا لم يذكروا اسم الله عليها.
٧. لكل شيطان أتباع وأولياء يستبشرون بقوله ويتبعون أمره.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3037)

إذا دعي أحدكم إلى الوليمة فليأتها

جب تم میں سے کسی کو دعوتِ ولیمہ پر بلایا جائے، تو وہ اس میں ضرور شریک ہو۔

١٠٨١. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا دُعِيَ أحدكم إلى الوَلِيمَة فَلْيَأْتِهَا».

١٠٨١. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو دعوتِ ولیمہ پر بلایا جائے، تو وہ اس میں ضرور شریک ہو"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن المسلم إذا دعي إلى الطعام الذي يصنع في الزفاف -سواء قبل الدخول أو معه أو بعده- فعليه أن يجيب دعوة أخيه المسلم تطييبًا لخاطره ومشاركة منه لفرح أخيه، وقد قال جمهور العلماء بوجوبها؛ لأنه ورد في أحاديث أخرى تسمية تارك إجابة الدعوة عاصيًا لله ورسوله -صلى الله عليه وسلم-، ولا يكون ذلك إلا على ترك واجب.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان کو اس کھانے کی دعوت دی جائے، جس کا اہتمام شب زفاف کے موقعے پر کیا جاتا ہے، خواہ دخول سے قبل ہو، دخول کے ساتھ ہو یا دخول کے بعد، تو اس پر واجب ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی دل جوئی اور اس کی خوشی میں شریک ہونے کی خاطر اس کی دعوت قبول کرے۔ جمہور علما اس دعوت کو واجب کہتے ہیں؛ کیوں کہ دیگر احادیث میں اس دعوت کے چھوڑنے والے کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا عاصی و نافرمان کہا گیا ہے اور ایسا ایک واجب کو ترک کرنے کی بنا پر ہی ہوسکتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- دُعِيَ أحدكم : يعني إلى طعام الوليمة.
- الوليمة : هي طعام العرس.

فوائد الحديث:

١. مشروعية إجابة الدعوة إلى الوليمة.
٢. يشترط في وجوب إجابة الدعوة أمور منها: أن يُعيِّنه صاحب الدعوة فلا تكون دعوة عامة، وأن يكون الداعي مسلمًا، وألا يكون المال حرامًا, وألا يكون في مكان الدعوة منكرٌ لا يقدر على إزالته، فإذا وُجِدَ منكر لم تجب الدعوة، بل تحرم.
٣. أنَّ الواجب هو إجابة الدعوة، أما الأكل فليس بواجب، لكن إن كان صائمًا فرضًا فلا يُفطر، ويخبر صاحب الدعوة بصيامه؛ لئلا يظن به كراهة طعامه، وإن كان نفلا وكان إفطاره يجبر قلب صاحب الدعوة أفطر

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ -توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي -مكة المكرمة -الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح

الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى -فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧.

الرقم الموحد: (58112)

إذا رأى أحدكم رؤيا يُحِبُّهَا، فإنما هي من الله تعالى، فليَحْمَد الله عليها، وَلْيُحَدِّثْ بها

جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پس وہ اس پر اللہ کی حمد ادا کرے اور اسے بیان کرے

١٠٨٢. الحديث:

عن أبي سعيد الخُدْرِيِّ -رضي الله عنه-: أنه سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إذا رأى أحدُكُم رُؤيا يُحِبُّهَا، فإنما هي من الله تعالى، فليَحْمَد الله عليها، وَلْيُحَدِّث بها - وفي رواية: فلا يُحَدِّث بها إلا من يُحَبُّ- وإذا رأى غير ذلك مِمَّا يَكْرَه، فإنما هي من الشيطان، فَلْيَسْتَعِذْ من شَرِّهَا، ولا يَذْكُرْهَا لأحد؛ فإنها لا تضره».

١٠٨٢. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا : ''جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پس وہ اس پر اللہ کی حمد ادا کرے اور اسے بیان کرے''۔ اور ایک روایت میں ہے کہ : ''اس کا ذکر صرف ایسے لوگوں سے کرے جو اس سے محبت رکھتے ہوں، اور جب اس کے برعکس ناپسندیدہ بات خواب میں دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے لہذا اس کے شر سے پناہ مانگے، اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے کیوں کہ وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا رأى المسلم في منامه ما يسره، فإنما هي بشارة له من الله تعالى فليحمد الله عز وجل على هذه البشارة، ولا يحدث بها إلا من يحب من أهله وجيرانه وأصحابه الصالحين منهم، وإذا رأى غير ذلك مما يكره من الرؤيا القبيحة التي يكره صورتها، أو يكره تأويلها فإنما هي خيالات شيطانية يصورها الشيطان لنفس النائم في منامه، ليخوفه ويحزنه بها، فإذا رأى ذلك فليستعذ بالله من شَرِّها.

اجمالی معنی :

جب کوئی مسلمان خواب میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے اچھی لگے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے خوش خبری ہے، اس بشارت پر اسے اللہ کی حمد ادا کرنی چاہیے، اور اس کو اپنے اہل و عیال، پڑوسیوں اور نیک ساتھیوں میں سے صرف انہیں کو بتائے جن سے وہ محبت کرتا ہو، اور جب کوئی برا خواب دیکھے جس کا دیکھنا یا جس کی تاویل اسے ناپسند ہو تو وہ شیطانی خیالات ہیں جسے شیطان بحالت نیند سونے والے کے سامنے اس کے خواب میں پیش کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ اسے ڈرائے اور کبیدہ خاطر کرے، جب ایسا خواب دیکھے تو اللہ تعالی سے اس کے شر سے پناہ مانگے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الرؤيا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحمد : وصف المحمود بالكمال، سواء كان ذلك كمالا بالعظمة، أو كمالا بالإحسان والنعمة، والله تعالى محمود على أوصافه كلها وأفعاله كلها.
- الرؤيا : الرؤيا والحلم عبارة عما يراه النائم في نومه من الأشياء، لكن أطلقت الرؤيا على ما يراه من الخير والشيء الحسن، والحلم على ما يراه من الشر والقبيح.
- فليستعذ : فليقل: أعوذ بالله من شر ما رأيت. ونحو ذلك

فوائد الحديث:

١. الرؤيا الصالحة الصادقة من الله، والحلم من الشيطان أو تخليط النفس.

٢. ينبغي على العبد إذا رأى ما يحب أن يحمد الله عليها ويحدث بها عالم أو من يحب، وأما إذا رأى ما يكره فليستعذ بالله من الشيطان الرجيم، ولا يحدث بها أحداً؛ فإنها لا تضره.

٣. الحمد عند حدوث النعم، وتجدد المنن فذلك سبب لدوامها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي ،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. - النهاية في غريب الحديث والأثر-المؤلف: أبو السعادات ابن الأثير- تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي-المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م.

الرقم الموحد: (3285)

إذا رأيتم المداحين، فاحثوا في وجوههم التراب

جب تم (روبرو) تعریف کرنے والوں کو دیکھو توان کے چہروں پر مٹی ڈالو

١٠٨٣. الحديث:

عن المقداد -رضي الله عنه-:أن رجلا جعل يمدح عثمان -رضي الله عنه- فعَمِدَ المقداد، فجَثَا على ركبتيه، فجعل يَحْثُو في وجهه الحَصْبَاءَ. فقال له عثمان: ما شأنك؟ فقال: إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا رأيتم المَدَّاحِينَ، فاحْثُوا في وجوههم التراب».

١٠٨٣. حدیث :

مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : ایک آدمی عثمان رضی اللہ عنہ (کے منہ پر ان) کی تعریف کرنے لگا ، تو مقداد رضی اللہ عنہ قصداًا پنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اوراس تعریف کرنے والے آدمی کے چہرے پر کنکریاں پھینکنے لگے ، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا : یہ تم کیا کر رہے ہو؟ مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے : ''جب تم (روبرو) تعریف کرنے والوں کو دیکھو توان کے چہروں پر مٹی ڈالو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

عن المقداد -رضي الله عنه- أن رجلا امتدح عثمان -رضي الله عنه- فجلس المقداد على ركبتيه وأخذ صغير الحصى ورماها في وجه هذا المادح، فسأله عثمان لماذا فعل ذلك، فأخبر أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمرنا إذا رأينا المداحين أن نرمي في وجوههم التراب.

اجمالی معنی :

مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عثمان رضی اللہ عنہ کی (منہ پر) تعریف کی تو مقداد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے اور چھوٹی چھوٹی کنکریاں لیں اور اس تعریف کرنے والے آدمی کے چہرے پر پھینکا ، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب ہم (منہ پر) تعریف کرنے والوں کو دیکھیں تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: المِقْدَام بن مَعْدِي كَرِبَ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عمد : قصد.
- جثا : جلس على ركبتيه وهي جلسة المستوفز.
- يحثو : يرمي.
- الحصباء : صغار الحصى.

فوائد الحديث:

١. لا يجوز الإصغاء لأقوال المداحين وعدم مكافأتهم على مدحهم إلا بحثو الحصباء في وجوههم.
٢. سرعة استجابة الصحابة لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وتطبيق سنته.
٣. السنة قد تخفى على كبار الصحابة -رضي الله عنهم-.
٤. الأصل في الأدلة الشرعية العمل بظاهرها الذي يقتضيه لسان العرب، كما هو فهم المقداد للحديث وإقرار عثمان -رضي الله عنهم-.

المصادر والمراجع:
كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5736)

إذا ضرب أحدكم أخاه فليجتنب الوجه	جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مارے، توچہرے (پرمارنے) سے اجتناب کرے۔
١٠٨٤. الحديث: عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ أخاه فَلْيَجْتَنِبِ الوجْهَ».	**١٠٨٤. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مارے، توچہرے (پرمارنے) سے اجتناب کرے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث أنه إذا ضرب أحدكم شخصاً تأديباً أو تعزيراً له أو في حد من حدود الله -تعالى- أو لخصومة أو غير ذلك فليحذر أن يضربه على وجهه، وليبتعد عن ذلك كل البعد، ولو في إقامة حد من حدود الله؛ لما لوجه بني آدم من الكرامة، فهو أشرف الأعضاء، وهو الَّذي تحصل به المواجهة، وضربه عليه إمَّا أن يتلف منه عضوًا، وإمَّا أنْ يُحْدِثَ فيه شَيْئًا؛ فالواجب اجتنابه، ويحرم الضرب فيه، سواء أكان الضرب بحقٍّ، أو عن طريق الاعتداء.	**اجمالی معنی:** حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو تادیب وتعزیر کے لیے، اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کی تنفیذ میں یا لڑائی وغیرہ میں کوئی کسی شخص کو مارے، تو وہ اس کے چہرے پر ہر حال میں دور رہے۔ چاہے اللہ کے حدود میں سے کسی حد کی تنفیذ کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ بنو آدم کا چہرہ کرامت وبزرگی والا اور سب سے اچھا عضو ہے۔ چہرہ وہ جگہ ہے، جس کے ذریعے کسی سے سامنا ہوتا ہے اور اس پر مارنے سے یا تو اس کا کوئی حصہ تلف ہوگا یا اس کے کسی حصے میں بگاڑ پیدا ہوگا۔ اس لیے اس سے بچنا واجب اور چہرے پر مارنا حرام ہے؛ خواہ حق کے طور پر ہو یا ظلم کے طور پر ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الخلاف

الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > حقوق الإنسان في الإسلام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- إذا ضرب أحدكم : في حدٍ أو تعزير أو غيرهما.
- أخاه : خادمه ومملوكه وكل من له ولاية عليه لتأديبه أو غيره.
- فليجتنب الوجه : فليحذر أن يضربه على وجهه، وليبتعد عن ذلك كل البعد، ولو في إقامة حد من حدود الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. وجوب اتقاء الوجه عند الضرب في أي حال من الأحوال.
٢. أنَّ إقامة الحدود لا يقصد بها إهانة المسلم، ولا يقصد إتلافه وقتله، وإنما يراد بها تطهيره من الذنب الذي وقع منه، كما يقصد بها ردعه عن أن يعود إليه، ولينزجر من تسوَّل له نفسه أن يعمل عمله.
٣. مشروعية الضرب وجوازه إذا وجد سببه، وهو عقوبة مشروعة.
٤. اجتناب الضرب في المواضع التي فيها خطورة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢هـ).
- صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١ - فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر. الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، لحمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية.عام النشر: ١٤١٠ هـ- ١٩٩٠ م.

الرقم الموحد: (58257)

إذا عَطَسَ أَحَدُكُم فَلْيَقُل: الحَمْدُ للهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أو صاحبُهُ: يَرْحَمُكَ الله، فإذا قال له: يرحمك الله، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُم الله ويُصْلِحُ بَالَكُم

جب تم میں سے کوئی چھینکے تو "الحمد اللہ" (ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے) کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی "یَرْحَمُکَ اللہ" (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہے۔ جب ساتھی "یرحمک اللہ" کہے، تو اس کے جواب میں چھینکنے والا "یَہْدِیکُم اللہ و یُصْلِحُ بَالَکُم" (اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے حالات درست فرما دے) کہے۔

١٠٨٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا عَطَسَ أَحَدُكُم فَلْيَقُل: الحَمْدُ للهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أو صاحبُهُ: يَرْحَمُكَ الله، فإذا قال له: يرحمك الله، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُم الله ويُصْلِحُ بَالَكُم».

١٠٨٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی چھینکے تو "الحمد اللہ" (ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے) کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی "یَرْحَمُکَ اللہ" (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہے۔ جب ساتھی "یرحمک اللہ" کہے، تو اس کے جواب میں چھینکنے والا "یَہْدِیکُم اللہ و یُصْلِحُ بَالَکُم" (اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے حالات درست فرما دے) کہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على أن المسلم إذا عطس فعليه أن يحمد الله -تعالى-؛ لأن العاطس قد حصل له بالعطاس نعمة ومنفعة بخروج الأبخرة المحْتَقَنَة في دِماغِهِ التي لو بقيت فيه لأحدثت له أمراضًا عَسِرَة, لذا شُرِع له حمد الله -تعالى- على هذه النعمة, ثم يجب على من يسمعه أن يشمته, بأن يقول له: يرحمك الله، ويرد عليه العاطس بقوله: يهديكم الله ويصلح بالكم، فحصل بالعطاس منفعةٌ عائدة على العاطس وعلى السامع, وهذا من عظيم فضل هذا الدين على الناس.

اجمالی معنیٰ:

حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی مسلمان چھینکے، تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف بیان کرے؛ کیوں کہ چھینکنے والا چھینک کے ذریعے اپنے دماغ میں موجود گندے بخارات کے نکلنے کی نعمت و منفعت کو حاصل کرتا ہے کہ اگر وہ دماغ میں موجود رہتے، تو اس سے بہتیری تکلیف دہ بیماریاں پیدا ہوتیں۔ اس لیے اس نعمت کے حصول پر اس کے لیے مشروع ہے کہ وہ اللہ کی تعریف و حمد بیان کرے۔ پھر اس کا سننے والا "یَرْحَمُکَ اللہ" کہہ کر اسے دعا دے۔ اور چھینکنے والا "یَہْدِیکُم اللہ و یُصْلِحُ بَالَکُم" کہہ کر اس کا جواب دے۔ اس طرح چھینک کے ذریعے چھینکنے والے اور سننے والے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور یہ لوگوں پر اس دین کے عظیم فضل و مہربانی کی وجہ سے ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العطاس والتثاؤب

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يهديكم الله : يرشدكم بالإيصال إلى ما يرضيه.
- بالكم : حالكم.

فوائد الحديث:

١. السنة أن يقول العاطس: الحمد لله, ويجب على من سمعه بعد حمد الله أن يقول له: يرحمك الله, ويرد العاطس بعدها بقوله: يهديكم الله ويصلح بالكم.

٢. الزيادة على ما ورد من الأدعية في الحديث غير مشروعة والاتباع خير من الابتداع.

٣. الحث على مقابلة الدعاء بمثله، والمكافأة على الجميل بالجميل مما يدعم الحب والإخاء.

٤. الحديث دليل على عظيم نعمة الله على العاطس, ويؤخذ ذلك مما رتب عليه من الخير.

٥. شرع الله هذه النعم المتواليات في زمن يسير فضلا منه وإحسانا.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3433)

إذا عطس أحدكم فليقل: الحمد لله, وليقل له أخوه يرحمك الله, فإذا قال له: يرحمك الله, فليقل: يهديكم الله, ويصلح بالكم

جب تم میں سے کوئی چھینکے تو "الحمد اللہ" کہے اور اس کے جواب میں اس کا بھائی "یرحمک اللہ" کہے۔ جب اس کا بھائی "یرحمک اللہ" کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا "یهد یکم اللہ و یصلح بالکم" کہے۔

١٠٨٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إذا عَطِسَ أحدكم فَلْيَقُلْ: الحمد لله، ولْيَقُلْ له أخوه يرحمك الله؛ فإذا قال له: يرحمك الله؛ فَلْيَقُلْ: يهديكم الله، ويُصْلِح بالكم».

١٠٨٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی چھینکے تو ''الحمد للہ'' (ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے) کہے، اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی ''یرحمک اللہ'' (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہے، جب ساتھی ''یرحمک اللہ'' کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا ''یهد یکم اللہ و یصلح بالکم'' (اللہ تمھیں سیدھے راستے پر رکھے اور تمہارے حالات درست کرے) کہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

العطاس نعمة، وهو خروج أبخرة من الجسم، انحباسها يسبب خمولًا في الجسم، فلذا يستحب للعاطس أن يحمد الله -تعالى- أن سهّل خروج هذه الأبخرة من جسمه، ولأن العطاس من الله، والتثاؤب من الشيطان، فالعطاس دليلٌ على نشاط جسم الإنسان، ولهذا يجد الإنسان راحة بعد العطاس. ويقول سامعه: يرحمك الله، وهو دعاء مناسب لمن عوفي في بدنه، ثم يجيب العاطس فيقول: يهديكم الله ويصلح بالكم. فهذه من الحقوق التي بينها النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا قام بها الناس بعضهم مع بعض، حصل بذلك الألفة والمودة وزال ما في القلوب والنفوس من الضغائن والأحقاد.

اجمالی معنی:

چھینک، ایک بڑی نعمت ہے اور اس کی بناء پر جسم کے بخارات باہر نکل آتے ہیں اور اس کو روکنے کی صورت میں جسم میں سستی و کسل مندی پیدا ہوجاتی ہے، اسی بناء پر چھینکنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالی کی حمد بیان کرے کہ اس نے ان بخارات کو جسم سے خارج کرنے میں آسانی پیدا فرمائی اور یہ کہ چھینک کا آنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جمائی کا آنا شیطان کی جانب سے ہوتا ہے۔ چنانچہ چھینک، انسانی جسم کی چستی پر دلالت کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ چھینکنے کے بعد انسان کو راحت ملتی ہے۔ چھینکنے والے کے "الحمد للہ" کو سننے والا "یرحمک اللہ" کہے گا اور یہ اس شخص کو دی جانے والی موزوں دعاء ہے جس کے جسم کو عافیت سے نوازا گیا، پھر چھینکنے والا جواب میں "یهد یکم اللہ و یصلح بالکم" کہے گا۔ خیال رہے کہ یہ نبی ﷺ کی جانب سے بیان کردہ ان حقوق میں سے ہے کہ اگر لوگ باہم دیگر اس پر عمل پیرا ہوجائیں تو اس کے سبب ان میں الفت و مودت عام ہوجائے گی اور دلوں اور نفوس میں پائے جانے والے کینوں اور بغض و عداوتوں کے جذبات کا خاتمہ ہوجائے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العطاس والتثاؤب

راوي الحديث: روه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بالكم : البال: القلب والحال والخاطر.
- عطس : اندفع الهواء من أنف العاطس بعنف أو من فمه؛ لعارض، وسُمِع له صوت.

• يهديكم الله : يرشدكم بالإيصال إلى ما يرضيه.

فوائد الحديث:

١. العطاس نعمة من نعم الله -تعالى-، ولذا أُمر العاطس بحمد الله عند تجدد هذه النعمة.

٢. ينبغي للعاطس أن يُكافِئ من دعا له بالرحمة، بأن يدعو له بالهداية وصلاح الحال مما يدعم الحب والإخاء.

٣. من سمع العاطس يحمد الله؛ فإنه مأمور أيضًا بأن يقول له: يرحمك الله، وهو دعاء مناسب لمن عوفي في بدنه.

٤. دلت السنة أن تشميت العاطس مقتصر على المسلمين فيما بينهم، وأما غيرهم فلا يدعى لهم بالرحمة، وإنما يدعى لهم بالهداية وصلاح البال.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبد الله البسام، مكة، مكتبة الأسدي، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨.

الرقم الموحد: (5337)

إذا قاتل أحدكم فليجتنب الوجه	جب تم میں سے کوئی (کسی کو) مارے تو اسے چاہیے کہ چہرے پر مارنے سے بچے۔
١٠٨٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا قاتل أحدكم فَلْيَجْتَنِبِ الوجه».	**١٠٨٧. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی (کسی کو) مارے تو اسے چاہیے کہ چہرے پر مارنے سے بچے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث أن الإنسان إذا أراد أن يضرب أحدا فعليه أن يجتنب الضرب في الوجه، لأنه مجمع المحاسن، وهو لطيف فيظهر فيه أثر الضرب.	**اجمالی معنی:** حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو مارنے کا ارادہ کرے تو وہ چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے کیونکہ چہرہ محاسن کا مرکز ہے اور بہت نازک ہوتا ہے اور مارنے سے اس پر نشان پڑ جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الخلاف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قاتل : ضارب ونازع باليد.

فوائد الحديث:

١. النهي عن ضرب الوجه، وهذا عام في الحدود وغيرها، وفي الإنسان والحيوان.

٢. أن الوجه هو جمال الإنسان، ولذا أمر باجتنابه عند المقاتلة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر العسقلاني، دار الصديق - الطبعة الأولى ١٤٢٣ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (5327)

إذا كنتم ثلاثة فلا يتناجى اثنان دون الآخر، حتى تختلطوا بالناس؛ من أجل أن ذلك يحزنه

جب تم تین آدمی ساتھ رہو تو تم میں سے دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم دیگر لوگوں کے ساتھ گھل مل جاؤ، کیونکہ یہ چیز اسے رنجیدہ کر دے گی

١٠٨٨. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إذا كنتم ثلاثة فلا يتناجى اثنان دون الآخَر، حتى تختلطوا بالناس؛ من أجل أن ذلك يحُزنه".

١٠٨٨. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم تین آدمی ساتھ رہو تو تم میں سے دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم دیگر لوگوں کے ساتھ گھل مل جاؤ، کیونکہ یہ چیز اسے رنجیدہ کر دے گی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الإسلام يأمر بجبر القلوب وحسن المجالسة والمحادثة، وينهى عن كل ما يسيء إلى المسلم ويخوفه ويوجب له الظنون، فمن ذلك أنه إذا كانوا ثلاثة فإنه إذا تناجى اثنان وتسارّا دون الثالث الذي معهما فإن ذلك يسيئه ويحزنه ويشعره أنه لا يستحق أن يدخل معهما في حديثهما، كما يشعره بالوحدة والانفراد، فجاء الشرع بالنهي عن هذا النوع من التناجي.

اجمالی معنیٰ:

مذہب اسلام اپنے ماننے والوں کے لئے اس بات کو لازمی قرار دیتا ہے کہ مجلس کے آداب کا خیال رکھا جائے اچھی گفتگو ہو تاکہ مجلس میں کوئی شکستہ خاطر نہ ہو، اور ان تمام چیزوں سے دور رہنے کی تعلیم دیتا ہے جو کسی مسلمان کے ساتھ بد سلوکی، اس کے لیے خوف اور بدگمانی کا سبب بنیں، اور انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب تین آدمی ایک ساتھ ہوں اور ان میں سے دو آپس میں تیسرے کو چھوڑ کر کانا پھوسی کریں تو یہ چیز تیسرے کے ساتھ بد سلوکی ہے اور یہ اسے رنجیدہ کر دے گی اور اسے اس بات کا احساس دلائے گی کہ وہ ان دونوں کے ساتھ گفتگو کے قابل نہیں۔ ساتھ ہی اسے اکیلا پن اور تنہائی کا احساس دلائے گی۔ اسی لیے شریعت اسلامیہ نے اس قسم کی سرگوشی سے روکا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الزيارة والاستئذان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتناجى : التناجي هو: التحدث سرّاً، والمراد به في الحديث أن يتحدث شخصان سرا بحيث لا يسمعهما الثالث.

فوائد الحديث:

١. الإسلام يأمر بجبر القلوب، وحسن المجالسة، وينهى عن كل ما يسيء إلى المسلم ويحزنه ويوجب له الظنون، ومن ذلك الأدب الذي تضمنه الحديث.
٢. يفهم من الحديث أنهم إذا كانوا أكثر من ثلاثة فلا بأس بالتناجي والتّسارّ.
٣. من التناجي أن يتكلما بلغة لا يحسنها الثالث.
٤. ظاهر الحديث أن هذا النوع من التناجي محرّم.
٥. ظاهر الحديث أيضا أن النهي عن التناجي إنما هو في حالة ما إذا تأذى به مسلم، أما إذا لم يحصل الأذى فلا بأس، كأن يُستأذن.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تحقيق: **محمد** زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم **محمد** فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢. صحيح مسلم, تحقيق: **محمد** فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ الفوزان. الناشر : الرسالة. الطبعة الأولى : ١٤٢٧– ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (5338)

إذا لَقِيَ أحدُكم أخاه فَلْيُسَلِّمْ عليه، فإن حَالَتْ بينهما شجرة، أو جِدَارٌ، أو حَجَرٌ، ثم لَقِيَه، فَلْيُسَلِّمْ عليه

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے، تو اسے سلام کرے۔ پھر اگر ان دونوں کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور وہ اس سے (دوبارہ) ملے، تو پھر اسے سلام کرے

١٠٨٩. الحديث:

عن أبي هريرة عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا لَقِيَ أحدُكم أخاه فَلْيُسَلِّمْ عليه، فإن حَالَتْ بينهما شجرة، أو جِدَارٌ، أو حَجَرٌ، ثم لَقِيَه، فَلْيُسَلِّمْ عليه».

١٠٨٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے، تو اسے سلام کرے۔ پھر اگر ان دونوں کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور وہ اس سے (دوبارہ) ملے، تو پھر اسے سلام کرے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

المسلم مأمور على سبيل الاستحباب بإلقاء السلام على أخيه المسلم كلما لقيه، حتى إن كانوا معا، ثم افترقوا لغرض من الأغراض، ثم تلاقوا ولو عن قرب، فإن من السنة أن يسلِّم عليه ولا يقول: أنا عهدي به قريب، بل يسلم عليه، ولو حالت بينهما شجرة أو جدار أو صخرة بحيث يغيب عنه فإن من السنة إذا لقيه مرة ثانية أن يُسَلِّم عليه.

اجمالی معنی:

مسلمان استحبابی طور پر اس بات کا پابند ہے کہ جب جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے، اسے سلام کرے۔ یہاں تک کہ اگر وہ ایک ساتھ ہوں، پھر کسی کام کے لیے جدا ہو جائیں اور جلد ہی ملیں، تو سنت کا طریقہ یہ ہے کہ (ایک شخص دوسرے کو) سلام کرے اور یہ نہ کہے کہ میں اس سے جلد ہی ملا تھا، (اس لیے سلام کی ضرورت نہیں ہے) بلکہ سلام کرے۔ اسی طرح اگر ان کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر وغیرہ اس طرح حائل ہو جائیں کہ ایک دوسرے کو دکھائی نہ دیں، تو سنت یہی ہے کہ جب دوبارہ ملیں، تو ایک دوسرے کو سلام کریں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حالت : فصلت.

فوائد الحديث:

١. استحباب السلام عند كل لقاء ولو فصل بين اللقاءين ، شجرة أو حجر كبير أو جدار.
٢. شدَّة حرصه -صلى الله عليه وسلم- على إفشاء سنة السلام والمبالغة فيه؛ لما فيه من جلب المودة والألفة بين المسلمين.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا -بيروت. - صحيح الجامع الصغير وزياداته : محمد ناصر الدين الألباني -دار المكتب الإسلامي-بيروت لبنان. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى، ١٤١٨ه - نزهة

المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3552)

جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو، تو اپنی دائیں جانب سے شروع کرو۔	إذا لبستم، وإذا توضأتم، فابدأوا بأيامنكم
١٠٩٠. حديث : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو، تو اپنی دائیں جانب سے شروع کرو"۔	**١٠٩٠. الحديث:** عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إِذَا لَبِسْتُم، وَإِذَا تَوَضَّأتُم، فَابْدَأُوا بَأَيَامِنُكُم».
حديث کا درجہ : صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں اچھے کاموں کے دائیں طرف سے آغاز کے استحباب کی تاکید ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا : "إذا لبستم" یعنی جب تم لباس پہننے کا ارادہ کرو۔ "إذا توضأتم" یعنی جب تمہارا وضو کے اعمال سر انجام دینے کا ارادہ ہو۔ "فابدءوا بأيامنكم" "أيامن" جمع ہے "أيمن" کی، جو کہ "الأيسر" کی ضد ہے۔ چنانچہ قمیص وغیرہ میں دائیں جانب کو بائیں طرف سے پہلے داخل کرے اور وضو میں اپنے دائیں ہاتھ اور پاؤں کو مقدم رکھے۔ حتیٰ کہ معذور شخص بھی وضو کے تمام اعمال میں دائیں طرف سے آغاز کرے گا۔ واضح رہے کہ وضو کے کچھ اعضا ایسے ہیں، جن میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں، بلکہ انھیں یکبارگی پاک کیا جاتا ہے، جیسے دونوں کان، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں رخسار۔ اگر کسی کے لیے ایک ساتھ پاک کرنا ممکن نہ ہو، جیسے ایک ہاتھ سے معذور آدمی، تو وہ داہنے حصے کو مقدم رکھے گا۔	**المعنى الإجمالي:** أكَّد حديث أبي هريرة -رضي الله عنه- موضوع استحباب التيمن في الأمور الكريمة، فروى أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا لبستم" أي أردتم اللبس و"إذا توضأتم" أي أردتم أعماله. "فابدءوا بأيامنكم" جمع أيمن وهو خلاف الأيسر، فيدخل الجانب الأيمن في نحو القميص، قبل الأيسر ويقدم اليمنى من يديه ورجليه في الوضوء، ثم اعلم أن من أعضاء الوضوء ما لا يستحب فيه التيامن، وهو الأذنان، والكفان، والخدان، بل يطهران دفعة واحدة، فإن تعذر ذلك كما في حق الأقطع ونحوه قدَّم اليمين.

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > سنن وآداب الوضوء
راوي الحديث: رواه أبوداود واللفظ له، والترمذي وابن ماجه وأحمد.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَابْدَأُوا بَأَيَامِنِكُم : أي البداءة بالميامن، أي اليمين عند لبس الثياب والوضوء.
- تَوَضَّأتُم : أي شرعتم فيه، والوُضُوء في اللُّغة: مشتَقٌّ من الوَضَاءة، وهي النَّظَافَةُ والحُسْنُ، وشرعاً: التعبُّدُ لله عزّ وجل بغسل الأعضاء الأربعة على صفة مخصوصة.

فوائد الحديث:

١. الحديث مؤكد لقاعدة الشريعة: في استحباب البداءة باليمين فيما طريقه التكريم، وتقديم اليسار فيما طريقه الأذى والقذر.
٢. استحباب البدء باليمين في الوضوء ولبس الثياب.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر، ١٣٩٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض

الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود ،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. الشرح الممتع على زاد المستقنع، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، ط٢، دار إحياء التراث العربي - بيروت، ١٣٩٢هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3356)

إنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بالكَلِمَة من رِضْوَان الله -تعالى- مَا يُلْقِي لها بالاً يَرْفعَه الله بها درجات، وإن العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بالكَلِمَة من سَخَطِ الله تعالى لا يُلْقِي لها بالاً يَهْوِي بها في جَهنَّم

بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات زبان سے نکالتا ہے، اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اس کی وجہ سے اللہ اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے، اور ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں، لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے

١٠٩١. الحديث:

عن أبي هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن العبد لَيَتَكَلَّمُ بالكلمة من رِضْوَانِ الله تعالى ما يُلْقِي لها بَالًا يَرْفَعُهُ الله بها درجاتٍ، وإن العبد لَيَتَكَلَّمُ بالكلمة من سَخَطِ الله تعالى لا يُلْقِي لها بَالًا يَهْوِي بها في جهنم». وعن أبي عبد الرحمن بلال بن الحارث المزني -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الرجل لَيَتَكَلَّمُ بالكلمة من رِضْوَانِ الله تعالى ما كان يظن أن تبلغ ما بَلَغَتْ يكتب الله له بها رِضْوَانَهُ إلى يوم يَلْقَاهُ، وإن الرجل لَيَتَكَلَّمُ بالكلمة من سَخَطِ الله ما كان يظن أن تبلغ ما بَلَغَتْ يكتب الله له بها سَخَطَهُ إلى يوم يَلْقَاهُ».

١٠٩١. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات زبان سے نکالتا ہے، اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اس کی وجہ سے اللہ اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے، اور ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں، لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔'' اور ابو عبدالرحمن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے، اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گی، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی (بعض دفعہ) اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے، اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔''

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

إن العَبد ليتكلم بالكلمة مما يرضي الله -تعالى- ويحبه، كالنصح والإرشاد والتعليم، ولا يظن أن هذه الكلمة تبلغ به ما بَلَغَت من رضوان الله -تعالى-، فيرفعه الله بها في الدرجات العلى. وكذلك يتكلم بكلمة من الكلمات التي تُسخط الله، كالغيبة والنميمة والبهتان؛ فيسقط بسببها في جهنم يوم القيامة.

اجمالی معنیٰ:

آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی والا کلمہ بولتا ہے جیسے کہ پند و نصائح اور تعلیم، اور اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے میں کہاں تک پہنچ جائے گا، پس اللہ تعالیٰ اس کلمے کی وجہ سے اس شخص کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ اسی طرح آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا کلمہ بولتا ہے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے جیسے غیبت چغلی، بہتان وغیرہ، پس اللہ تعالیٰ اس کلمے کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن جہنم میں گرا دے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: حديث أبي هريرة -رضي الله عنه-: رواه البخاري. حديث بلال المزني -رضي الله عنه-: رواه الترمذي وابن ماجه ومالك وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

ابو عبد الرحمن بلال بن الحارث المزني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما يلقي لها بالا : لا يتأملها بخاطره ولا يتفكر في عاقبتها، ولا يظن أنها تؤثر شيئا.
- سخط الله : غضب الله.
- يهوي : ينزل فيها ساقطًا.

فوائد الحديث:

١. الوَعد برفع الدرجات في الجنة على التَكَلُّم بالخير، والوعيد بالهَوي في النار على التكلُّم بالشَّر.
٢. الكلام حسن وقبيح؛ فما كان في رضوان الله فهو حسن وما كان في سخطه فهو قبيح.
٣. التحذير مما يضر بالمرء في دينه ودنياه والترغيب فيما ينفعه في دينه ودنياه.
٤. الجنة درجات والنار دركات.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. موطأ الإمام مالك، ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان، عام النشر: ١٤٠٦هـ- ١٩٨٥م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3608)

إنَّ الله -تعالى- يَبْسُطُ يدَه بالليلِ ليتوبَ مسيءُ النَّهارِ، ويَبْسُطُ يدَه بالنَّهارِ ليتوبَ مسيءُ الليلِ، حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا	اللہ تعالی رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ (یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

١٠٩٢. الحديث:

عن أبي موسى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إنَّ الله -تعالى- يَبْسُطُ يدَه بالليلِ ليتوبَ مسيءُ النَّهارِ، ويَبْسُطُ يدَه بالنَّهارِ ليتوبَ مسيءُ الليلِ، حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا».

١٠٩٢. حدیث:

ابو موسی عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ (یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الله -عز وجل- يقبل التوبة -حتى وإن تأخرت- فإذا أذنب الإنسان ذنبًا في النهار، فإن الله- تعالى- يقبل توبته ولو تاب في الليل، وكذلك إذا أذنب الإنسان ذنبًا في الليل، فإن الله- تعالى- يقبل توبته ولو تاب في النهار؛ ما لم تطلع الشمس من مغربها وهي من علامات الساعة الكبرى.

اجمالی معنی:

اللہ عز و جل توبہ کو قبول کرتا ہے اگرچہ وہ تاخیر کے ساتھ کی جائے۔ جب کوئی بندہ دن میں کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اگرچہ وہ رات کو توبہ کرے۔ اسی طرح جب کوئی انسان رات کو گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اگرچہ وہ دن کے وقت توبہ کرے۔ ایسا تب تک ہوتا رہے گا جب تک کہ سورج پچھم سے نہیں نکل آتا، جو قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يبسط يده : إن لله يدا حقيقة تليق بجلاله ولكن نفوض كيفية يده وبسطها إليه سبحانه.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة اليد لله سبحانه وتعالى.
٢. رحمة الله بعباده وعفوه عنهم شامل لجميع الأزمنة؛ فلا يختص بها زمان دون زمان وإن كان لبعضها مزية على غيرها.
٣. قبول التوبة مستمر ما دام بابها مفتوحًا، ويغلق بابها بمطلع الشمس من مغربها الذي هو علامة كبرى من علامات قيام الساعة.
٤. الله- سبحانه وتعالى- يقبل توبة العبد وإن تأخرت، لكن المبادرة بالتوبة هي الواجب.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة، ١٤٢٦هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4318)

إنَّ المُفْلس مِنْ أُمَّتِي مَن يَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِصَلَاة وَصِيَامٍ وَزَكَاة، وَيَأْتِي وَقَدْ شَتَم هذا، وقَذَفَ هذا، وأَكَل مالَ هذا، وسَفَكَ دَمَ هذا، وضَرَبَ هذا، فَيُعْطَى هَذا مِن حَسَنَاتِهِ، وهذا مِنْ حَسَنَاتِهِ

میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ (کی صورت میں اعمال) لائے گا لیکن اس نے دنیا میں کسی شخص کو گالی دی ہوگی، کسی پر بدکاری کی تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ ان لوگوں کو (یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا ہوگا) اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔

١٠٩٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أتدرون من المفلس؟» قالوا: المُفْلِس فينا من لا دِرهَمَ له ولا مَتَاع، فقال: «إن المفلس من أمتي من يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكاة، ويأتي وقد شَتَمَ هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسَفَكَ دم هذا، وضرب هذا، فيعطى هذا من حسناته، وهذا من حسناته، فإن فنيت حسناته قبل أن يُقْضَى ما عليه، أخذ من خطاياهم فَطُرِحتْ عليه، ثم طُرِحَ في النار».

١٠٩٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ کچھ سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ (کی صورت میں اعمال) لے کر آئے گا لیکن اس نے دنیا میں کسی شخص کو گالی دی ہوگی، کسی پر بدکاری کی تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ ان لوگوں کو (یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا ہوگا) اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں اس پر آنے والے ہرجانہ کی ادائیگی سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يسأل النبي -صلى الله عليه وسلم- الصحابة رضوان الله عليهم فيقول: أتدرون من المفلس. فأخبروه بما هو معروف بين الناس، فقالوا: هو الفقير الذي ليس عنده نقود ولا متاع. فأخبرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن المفلس من هذه الامة من يأتي يوم القيامة بحسنات عظيمة، وأعمال صالحات كثيرة من صلاة وصيام وزكاة، فيأتي وقد شتم هذا، وضرب هذا، وأخذ مال هذا، وقذف هذا، وسفك دم هذا، والناس يريدون أن يأخذوا حقهم؛ فما لا يأخذونه في الدنيا يأخذونه في الآخرة، فيقتص لهم منه؛ فيأخذ هذا من حسناته، وهذا من حسناته، وهذا من حسناته بالعدل والقصاص بالحق، فإن فنيت حسناته أخذ من سيئاتهم فطرحت عليه، ثم طرح في النار.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟۔ انہوں نے آپ ﷺ کو مفلس کا وہی معنی بتایا جو لوگوں کے مابین معروف ہے یعنی وہ فقیر شخص جس کے پاس نہ تو کچھ نقدی ہو اور نہ سامان۔ نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ اس امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن بڑی بڑی نیکیاں لے کر آئے گا اور نماز، روزہ اور زکوۃ کی شکل میں اس کے بہت سے نیک اعمال ہوں گے لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو مارا ہوگا، کسی کا ناحق مال ہتھیایا ہوگا، کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور لوگ اس سے اپنا بدلہ لینا چاہیں گے۔ جو وہ دنیا میں نہ لے سکے اسے آخرت میں وصول کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالی اس سے ان کا بدلہ لے گا اور یوں یہ لوگ پورے انصاف کے ساتھ بطور بدلہ اس کی نیکیاں لے لیں گے۔ اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو پھر ان کے گناہ لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أتدرون؟ : أتعلمون؟
- متاع : كل ما ينتفع به من عروض الدنيا قليلها وكثيرها.
- شتم : سب.
- قذف : رمى بالزنا دون بينة وبرهان.
- سفك : أراق وأهرق.
- فنيت : لم يبق منها شيء.

فوائد الحديث:

١. التحذير من الوقوع في المحرمات؛ وخاصة ما يتعلق بحقوق العباد المادية والمعنوية.
٢. الوقوع في المحرمات؛ وخاصة ظلم الناس والاعتداء عليهم يفسد الأعمال الصالحة ويضيع على الفاعل أجرها ونفعها يوم القيامة.
٣. استعمال طريقة المحاورة والاستجواب التي تشوق السامع وتلفت نظره وتثير اهتمامه؛ وخاصة في التربية والتوجيه.
٤. الإفلاس الحقيقي هو خسران النفس والأهل يوم القيامة.
٥. معاملة الله للخلق قائمة على العدل والحق.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3165)

إنَّ أبر البر صلة الرجل أهل وُدَّ أبيه

باپ سے محبت کرنے والوں سے صلہ رحمی، بہت بڑی نیکی ہے

١٠٩٤. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأعرَاب لَقِيهَ بِطَرِيق مَكَّة، فَسَلَّم عَلَيه عَبد الله بنُ عمر، وَحَمَلهُ على حمار كان يركَبُهُ، وَأَعطَاه عِمَامَة كَانت على رأسه، قال ابن دينار: فقُلنا له: أَصْلَحَك الله، إنَّهم الأعراب وهُم يَرْضَون بِاليَسِير، فقال عبدُ الله بنَ عُمر: إنَّ أَبَا هَذَا كَانَ وُدًّا لِعُمر بنِ الخَطَّاب -رضي الله عنه- وإنِّي سَمِعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إنَّ أَبَرَّ البِرِّ صِلَةُ الرَّجُل أَهْلَ وُدِّ أَبِيه». وفي رواية عن ابن دينار، عن ابن عمر: أنَّه كان إذَا خَرَج إلى مكة كان له حمار يَتَرَوَّحُ عليه إذا ملَّ رُكُوبَ الرَّاحِلة، وَعِمَامة يَشُدُّ بها رأسه، فَبينَا هو يومًا على ذلك الحمار إذْ مَرَّ بِهِ أَعْرَابِي، فقال: أَلَسْتَ فُلاَنَ بنَ فُلاَن؟ قال: بَلَى. فَأَعْطَاهُ الحِمَار، فقال: ارْكَب هَذَا، وَأَعْطَاهُ العِمَامَةَ وَقَالَ: اشْدُدْ بِهَا رَأْسَكَ، فَقَالَ لَهُ بَعض أصحَابِه: غفر الله لك أَعْطَيت هذا الأعرابي حمارا كنت تَرَوَّحُ عليه، وعِمَامَة كُنتَ تشدُّ بها رأسَك؟ فقال: إنِّي سمِعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إنَّ مِنْ أَبَرِّ البِّر أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ» وَإنَّ أَبَاه كان صَدِيقًا لِعُمَرَ -رضي الله عنه-.

١٠٩٤. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو مکہ کے کسی راستے میں ایک اعرابی ملا، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا، اپنے گدھے پر سوار کیا، جس پر وہ خود سوار تھے اور اپنا عمامہ اتار کر پہنایا۔ ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے (عبداللہ بن عمر سے) کہا: اللہ خیر فرمائے! یہ بدو لوگ معمولی دی ہوئی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں! تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کا والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: "سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوست واحباب کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے"۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن دینار کی ایک روایت میں ہے کہ وہ جب مکے کی طرف روانہ ہوئے، تو ان کے پاس ایک گدھا تھا، جب اونٹ کی سواری سے تھک جاتے، تو اس پر آرام کرتے، پھر اونٹ پر سوار ہو جاتے اور ایک عمامہ تھا، جسے سر پر باندھتے تھے۔ ایک دن وہ اسی گدھے پر تھے کہ ان کے پاس سے ایک اعرابی گزرا، تو انھوں نے اس سے کہا: تو فلاں بن فلاں ہے؟ اس نے کہا: ہاں! تو انھوں نے اسے گدھا دے دیا اور اس سے کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ، پھر عمامہ دے دیا اور فرمایا: اسے اپنے سر پر باندھ لو۔ ان کے بعض احباب نے کہا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، اس بدو کو آپ نے گدھا دے دیا، جس پر آپ آرام فرماتے ہیں اور عمامہ بھی، جسے آپ اپنے سر پر باندھتے ہیں؟ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: "سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوست واحباب کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے"۔ اور اس کا باپ عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان ابن عمر -رضي الله عنهما- إذا خرج إلى مكة حاجا يكون معه حمار يَتروَّح عليه إذا مل الركوب على الراحلة -أي البعير- فيستريح على هذا الحمار ثم يركب الراحلة. وفي يوم من الأيام لقيه أعرابي فسأله ابن عمر: أنت فلان ابن فلان؟ قال: نعم، فنزل عن الحمار وقال: خذ هذا اركب عليه، وأعطاه عمامة كان قد شد بها رأسه، وقال لهذا الأعرابي: اشدد

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے پاس ایک گدھا تھا۔ جب اونٹ کی سواری سے تھک جاتے، تو اس پر (کچھ دیر) آرام کرتے پھر اونٹ پر سوار ہو جاتے۔ انہی ایام میں ایک دن ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تو فلاں بن فلاں ہے؟ اس نے کہا: ہاں! چنانچہ آپ اپنے گدھے سے اتر آئے اور اس سے کہا کہ تم اس پر سوار ہو جاؤ اور اپنے سر پر بندھا ہوا عمامہ اتار کر اس کو دے دیا اور اس سے کہا کہ اس کو

رأسك بهذا. فقيل لعبد الله بن عمر: أصلحك الله أو غفر الله لك! إنهم الأعراب، والأعراب يرضون بدون ذلك، يعنون: كيف تنزل أنت عن الحمار تمشي على قدميك، وتعطيه عمامتك التي تشد بها رأسك، وهو أعرابي يرضى بأقل من ذلك. فقال: «إِنَّ أَبَرَّ البِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيه»: يعني أن أبر البر إذا مات أبو الرجل أو أمه أو أحد من أقاربه أن تَبُرَّ أهل وُدِّهِ، يعني ليس صديقه فقط بل حتى أقارب صديقه. وقوله:٧و "إِنَّ أبا هذا كان صديقا لعمر" أي: لعمر بن الخطاب أبيه، فلما كان صديقا لأبيه؛ أكرمه برًّا بأبيه عمر -رضي الله عنه-.

اپنے سر پر باندھ لو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے یا مغفرت فرمائے! یہ بدو لوگ ہیں اور بدو تو اس سے کم پر بھی راضی ہو جاتے ہیں!! لوگ یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ نے اپنا گدھا، جس پر آپ سوار ہوتے تھے اور عمامہ جسے سر پر باندھتے تھے، اسے دے کر پیدل چلنا کیسے گوارا کر لیا، جب کہ وہ ایک اعرابی ہے، اس سے کم پر بھی راضی ہو جاتا؟ تو انھوں نے فرمایا : "سب سے بہتر نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔" یعنی جب انسان کا باپ، ماں یا کوئی قریبی فوت ہو جائے تو، ان سے لگاؤ اور انسیت رکھنے والوں سے حسن سلوک کرے۔ یعنی صرف ان کے دوست کے ساتھ نہیں بلکہ اس دوست کے عزیز و اقارب کے ساتھ بھی۔ "اور اس کا باپ عمر کا رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔" یعنی عبداللہ کے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ اس لیے اپنے والد گرامی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نیک برتاؤ کے سلسلے کو دراز کرتے ہوئے ان کی عزت افزائی کی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَبَرَّ البِرِّ : أكمل البر وأبلغه.
- وُدِّ : الحب.
- الأعراب : أهل البدو من العرب، وهو الذي يكون صاحب ارتحال.
- يَتَرَوَّحُ : يستريح.
- ملَّ : سئم وضجر.
- بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ : أي بعد أن يموت.
- تروَّح : أصله تتروح.
- الراحلة : الراحلة من الإبل: الصالح للأسفار والأحمال.
- صِلَةُ الرَّجُل : أي أصحابه.

فوائد الحديث:

١. من بر الرجل بوالده أن يحب أصحابه بعد موته ويحسن إليهم.

٢. تعليم أدب الدعاء المتضمن اللطف في العتاب في قولهم: غفر الله لك، وأصلحك الله، وهذا أدب القرآن المستفاد من قوله تعالى: (عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ)، التوبة.(43) :

٣. في وصف أصحاب ابن عمر للأعراب بأنهم يرضون باليسير؛ دلالة على تأثر الإنسان ببيئته؛ فالأعراب أهل كفاف فلذلك يقنعون باليسير.

٤. كثرة فضائل عبد الله بن عمر، فمنها شدة وفائه وحبه لأبيه، ووَصْلِ أحبائه بعد موته، واستجابته لسنة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وإنفاقه من طِيب ماله، وإيثاره غيره على نفسه.

٥. امتثال الصحابة -رضي الله عنهم-، ورغبتهم في الخير ومسارعتهم إليه.

٦. من تمام بر الوالدين صِلة أصدقائهما بعد موتهما، وصورة ذلك: أنَّه إذا كان لأبيك أو أمك أحد بينهم وبينه وُدٌّ فأكرمه، كذلك إذا كان هناك نسوة صديقات لأمك؛ فأكرم هؤلاء النسوة، وإذا كان رجال أصدقاء لأبيك؛ فأكرم هؤلاء الرجال، فإن هذا من البر بهما، ويحصل بالقليل، فمن لم يجد فبالزيارة أو الكلمة الطيبة.

٧. سعة رحمة الله -عز وجل-، حيث إنَّ البِرَّ بابه واسع لا يختص بالوالد والأم فقط؛ بل حتى أصدقاء الوالد وأصدقاء الأم، إذا أحسنت إليهم فإنَّما بررت والديك فتثاب ثواب البار بوالديه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3493)

إنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ مِنَ الهُدَى والعِلْمَ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فكانتْ مِنها طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ، قَبِلَتْ الماءَ فَأَنْبَتَتِ الكَلَأَ والعُشْبَ الكَثِيرَ، وكَان مِنها أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ المَاءَ فَنَفَعَ اللهُ بها النَّاسَ، فَشَرِبوا مِنْهَا وسَقوا وزرعوا

اللہ عزوجل نے جس علم وہدایت کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو زمین پر برسا، زمین کا کچھ حصہ اچھا تھا اُس نے اس پانی کو جذب کرلیا اور اس نے چارہ اور بہت سا سبزہ اگایا اور زمین کا بعض حصہ سخت تھا ، اس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا، انہوں نے وہ پانی خود پیا، جانوروں کو پلایا اور کھیتیاں بھی کیں۔

١٠٩٥. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ مِنَ الهُدَى والعِلْمَ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فكانتْ مِنها طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ، قَبِلَتْ الماءَ فَأَنْبَتَتِ الكَلَأَ والعُشْبَ الكَثِيرَ، وكَان مِنها أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ المَاءَ فَنَفَعَ اللهُ بها النَّاسَ، فَشَرِبُوا مِنْهَا وسَقَوا وَزَرَعُوا، وأَصَابَ طَائِفَةً مِنها أُخْرَى إنَّما هِي قِيعَانٌ لا تُمْسِكُ مَاءً ولا تُنْبِتُ كَلَأً، فذلك مَثَلُ مَنْ فَقُهَ في دِينِ اللهِ وَنَفَعَهُ بما بَعَثَنِي اللهُ بِهِ فَعَلِمَ وعَلَّمَ، ومَثَلُ مَنْ لم يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا ولم يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الذي أُرْسِلْتُ بِهِ».

١٠٩٥. حدیث:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے جس علم وہدایت کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو زمین پر برسا، زمین کا کچھ حصہ اچھا تھا جس نے اس پانی کو جذب کرلیا اور اس نے چارہ اور بہت سا سبزہ اگایا اور زمین کا بعض حصہ سخت تھا ، اس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا، انہوں نے وہ پانی خود پیا، جانوروں کو پلایا اور کھیتیاں کیں۔ جب کہ زمین کا بعض حصہ چٹیل میدان تھا ، جس پر بارش ہوئی تو اس نے نہ پانی کو روکا اور نہ کسی قسم کی گھاس اگائی۔ پہلی مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کا فیض پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے اس کا علم حاصل کیا اور وہ علم آگے پہنچایا (آنے والی نسلوں تک منتقل کیا) اور دوسری مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس کو قبول نہیں کیا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل مطر أصاب أرضًا" فشبه -عليه الصلاة والسلام- من ينتفع بهذا العلم والهدى المشبه بالمطر بمثابة الأرض، فكانت هذه الأرض ثلاثة أقسام: أرض طيبة قبلت الماء، وأنبتت العشب الكثير والزرع، فانتفع الناس بها، وأرض لا تنبت ولكنها أمسكت الماء فانتفع الناس به فشربوا منه ورووا وزرعوا، وأرض لا تمسك الماء ولا تنبت شيئًا. فهكذا الناس بالنسبة لما بعث الله به النبي -صلى الله عليه وسلم- من العلم والهدى، منهم من فقه في دين الله، فعَلِمَ وعَلَّمَ، وانتفع الناس بعلمه

اجمالی معنی:

آپ ﷺ نے فرمایا "مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدی والعلم کمثل مطر أصاب أرضًا"۔ آپ ﷺ نے علم و ہدایت کے ذریعے دوسروں کو نفع پہنچانے والوں کو زمین کی پیداوار پر ہونے والی بارش سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ زمین کی تین قسمیں ہیں : پاک زمین جس نے پانی کو قبول کرلیا اور بہت ساری گھاس اور کھیتی اُگائی۔ لوگ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ دوسری وہ زمین جو کچھ اُگاتی تو نہیں تاہم پانی جمع کرلیتی ہے، لوگ اس پانی سے نفع حاصل کرتے ہیں، اس سے پانی پیتے ہیں، آسودہ ہوتے ہیں، اور اس سے اپنے کھیت سیراب کرتے ہیں۔ تیسری وہ زمین جو نہ ہی پانی کو روکتی ہے اور نہ ہی کچھ اُگاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اپنے نبی کو دیے ہوئے علم و ہدایت کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض لوگ اللہ کے دین کی سمجھ رکھتے ہیں، علم حاصل کرکے دوسروں کو سکھاتے ہیں اور لوگ بھی اس کے علم سے

وانتفع هو بعلمه. والقسم الثاني: قوم حملوا الهدى، ولكن لم يفقهوا في هذا الهدى شيئًا، بمعنى أنهم كانوا رواة للعلم والحديث، لكن ليس عندهم فقه. والقسم الثالث: من لم يرفع بما جاء به النبي -صلى الله عليه وسلم- من العلم والهدى رأسًا، وأعرض عنه، ولم يبال به، فهذا لم ينتفع في نفسه بما جاء به النبي -صلى الله عليه وسلم- ولم ينفع غيره.

مستفید ہوتے ہیں اور وہ خود بھی مستفید ہوتا ہے۔ دوسری قسم: وہ لوگ جو ہدایت یافتہ ہیں، لیکن انہیں دین میں تفقہ حاصل نہیں، بایں طور کہ وہ علم اور حدیث کو روایت کرتے ہیں، لیکن علمِ فقہ ان کے پاس نہیں۔ تیسری قسم: وہ لوگ جو علم و ہدایت بالکل بھی حاصل نہ کریں، اس سے اعراض کرکے لاپرواہی کا مظاہرہ کریں۔ یہ لوگ نہ خود علم سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل العلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مَثَل : نظير وشبيه.
- بعثني : أرسلني.
- غيث : مطر.
- طائفة : قطعة.
- الكلأ : النبات الذي يُرعى.
- العشب : النبات الأخضر.
- أجادب : جمع أجدب، وهي الأرض التي لا تنبت.
- قيعان : جمع قاع، وهي الأرض المستوية. وقيل: التي لا نبات فيها.
- فقه : فَقِهَ: فهم. فَقُهَ: أي صار فقيها.
- من لم يرفع بذلك رأسًا : أي: لم ينتفع بما بُعثت به.

فوائد الحديث:

١. يشبه الرسول صلى الله عليه وسلم الهدى والعلم بالمطر المفيد؛ لأنه يحيي القلوب كما يحيي المطر الأرض.
٢. الحث على العلم والتعلم والتعليم، والعمل بالعلم، والتحذير من الإعراض عن العلم.
٣. بيان فضل من جمع بين الاستفادة والإفادة.
٤. ضرب الأمثال لتقريب المعاني للناس أمر مشروع.
٥. حياة الأمة لا تكون إلا بالعلم الشرعي.
٦. الناس في الأخذ بالعلم الشرعي مراتب.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦ه. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (4233)

إنَّ مما أخاف عليكم من بَعْدِي ما يُفْتَحُ عليكم من زَهرة الدنيا وزِيَنَتِها	مجھے اپنے بعد تمھارے سلسلے میں جس بات کا اندیشہ ہے، وہ دنیا کی آرائش و زیبائش کے دروازوں کا کھلنا ہے۔
١٠٩٦. الحديث: عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه- قال: جلس رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المِنْبَر، وجلسنا حوله، فقال: «إنَّ مما أخاف عليكم من بَعدي ما يُفتح عليكم من زهرة الدنيا وزِيَنَتِها».	**١٠٩٦. حدیث:** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ ﷺ کے گرد بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنے بعد تمھارے سلسلے میں جس بات کا اندیشہ ہے، وہ دنیا کی آرائش و زیبائش کے دروازوں کا کھلنا ہے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- يخاف على أمته بعد موته مما سيفتح عليهم من زخارف الدنيا وزينتها. وهذا من كمال رحمته وشفقته -صلى الله عليه وسلم- بأمته أن بين لهم ما يخشاه عليهم من زخرفة الدنيا وزينتها، فيضلوا طريق الهدى والفلاح والنجاة إلى أن يفجأهم الموت، فلا اعتذار بعد ذلك.	**اجمالی معنی:** اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بعدي : بعد موتي.
- زهرة الدنيا : حسنها وبهجتها وكثرة خيرها.
- الْمِنْبَر : مرقاة يرتقيها الخطيب أو الواعظ ليخاطب الجمع.

فوائد الحديث:

١. التعلق بالدنيا يفسد الدين ، ويشغل عن الآخرة.
٢. شفقة رسول الله صلى الله عليه وسلم على أمته وحرصه على نجاتهم ورحمته بهم.
٣. إخبار من النبي صلى الله عليه وسلم عن حال أمته، وما سيفتح عليها من زينة الحياة الدنيا وفتنتها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة

الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (4180)

إِنَّ هذه النارَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُم، فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ

یہ آگ تو تمہاری دشمن ہے۔ چنانچہ جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

١٠٩٧. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: احْتَرَقَ بَيْتٌ بالمَدِينَةِ عَلَى أهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بِشَأنِهِم، قالَ: «إنَّ هذه النارَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُم، فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ».

١٠٩٧. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ میں رات کے وقت ایک گھر اہل خانہ سمیت جل گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے بارے میں بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ تو تمہاری دشمن ہے۔ چنانچہ جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

احترق بيت بالمدينة في الليل، فبلغ ذلك النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- فأخبرهم بأن هذه النار عدو لأهلها إذا لم يتحرزوا من شر لهيبها وإحراقها، ثم أمرهم -عليه الصلاة والسلام- بإطفائها قبل النوم دفعاً لشرها من الاشتعال والحريق ونحو ذلك.

اجمالی معنی:

مدینہ میں رات کے وقت ایک گھر آگ لگنے کی وجہ سے جل گیا۔ نبی ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ یہ آگ توان لوگوں کی دشمن ہے جنہوں نے اس کو جلا رکھا ہو جب کہ وہ اس کے شعلوں کی لپٹ اور اس کی تپش سے احتیاط نہ کریں۔ پھر نبی ﷺ نے لوگوں کو سونے سے پہلے آگ کو بجھا دینے کا حکم فرمایا تاکہ اس کے بھڑک اٹھنے اور جلا دینے جیسی مضرتوں کو دور کیا جا سکے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب النوم والاستيقاظ

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من الليل : أي: في الليل.
- حُدِّث : أي: أخبر.
- أطفئوها : أخمدوها.

فوائد الحديث:

١. لزوم إطفاء النار قبل النوم.
٢. حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على أمته في أمور الدنيا والآخرة.
٣. يدخل في معنى النار إطفاء قارورات الغاز وقواطع الكهرباء ونحوها، حتى يؤمن شرها من الحريق والاختناق.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ صحيح البخاري، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ المعجم الوسيط، مكتبة الشروق الدولية، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥هـ.

الرقم الموحد: (4235)

إن الدعاء هو العبادة	دعا ہی عبادت ہے۔
١٠٩٨. الحديث: عن النعمان بن بشير -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الدعاء هو العبادة». ومن حديث أنس -رضي الله عنه- بلفظ: «الدعاء مُخُّ العبادة».	**١٠٩٨. حديث:** نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا ہی عبادت ہے''۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔
درجة الحديث: حديث النعمان بن بشير: صحيح حديث أنس بن مالك: ضعيف	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: الدعاء هو العبادة: يدل على أن دعاء الله تعالى هو أصل عبادته التي تعبد الله بها خلقه، لأن الإنسان إذا انقطع أمله مما سوى الله وأظهر العجز وأفرد ربه بالدعاء، ولم يلتفت قلبه إلى غيره فقد اعترف لله تعالى بالكمال وإجابة الدعاء، وأنه سميع قريب على كل شيء قدير، وهذه هي حقيقة العبادة وخلاصة التوحيد. أما قوله: الدعاء مخ العبادة: معناه أن خالص العبادة وروحها التي لا تقوم العبادة إلا بها هو الدعاء كما أن الإنسان لا يقوم إلا بالمخ.	**اجمالی معنی:** الدعاء ہوالعبادۃ: (دعا ہی عبادت ہے۔) یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہی حقیقی عبادت ہے.جس کے ساتھ آپ اللہ کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ جب انسان کی امید اللہ کے ماسوا سے کٹ جاتی ہے اور وہ اظہار عاجزی کرتے ہوئے صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اوراس کے علاوہ کسی کی طرف اس کا دل متوجہ نہیں ہوتا اوروہ اعتراف کرلیتا ہے کہ اللہ ہی کی ذات تمام خوبیوں کی مالک ہے اوروہی دعا قبول کرتا ہے اور یہ کہ وہ سننے والا ہے، قریب ہے اور ہر چیز پر قادر ہے تو یہی دراصل حقیقی عبادت اور توحید کا نچوڑ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان کہ "دعا عبادت کا مغز ہے" اس کا معنی یہ ہے کہ ''خالص عبادت اوراس کی روح جس کے بغیر عبادت وجود میں ہی نہیں آتی وہ دعا ہے جیساکہ انسان کا وجود مغز کے بغیر نہیں ہوتا'' (ایسے ہی عبادت بھی دعا کے بغیر نہیں ہوتی۔)

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل الدعاء

راوي الحديث: حديث النعمان -رضي الله عنه-: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد. حديث أنس -رضي الله عنه-: رواه الترمذي.

التخريج: النعمان بن بشير-رضي الله عنهما-
أَنَس بن مالك -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مُخُّ العبادة : مُخُّ الشيء: خالصه وما يقوم به كمخ الدماغ للإنسان الذي هو نقيه وخلاصته، ومخ العبادة أي خالص العبادة وأصلها وروحها.

فوائد الحديث:

١. أن الدعاء أعظم أنواع العبادة.
٢. أن الدعاء هو أصل وروح العبادة فلا تقوم إلا به.
٣. الحث على الدعاء.
٤. الحرص على الدعاء في كل وقت لما فيه من جمع الذكر باللسان والانكسار بين يدي الله.
٥. أن الدعاء يتضمن حقيقة العبودية والاعتراف بغنى الرب وقدرته -تعالى-، وافتقار العبد إليه.
٦. أن الدعاء يزيد العبد قربا من ربه واعترافا بحقه وبإحاطته -تعالى- بكل شيء علما وبعجز العبد.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني، تحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5496)

إن الشَّيْطان يَجْرِي من ابن آدم مَجْرَى الدَّم، وإني خَشِيتُ أن يَقْذِفَ في قُلُوبِكُمَا شرًّا

١٠٩٩. الحديث:

عن صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ -رضي الله عنها- قالت: «كان النبي -صلى الله عليه وسلم- مُعْتَكِفًا، فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ ليلا، فَحَدَّثْتُهُ، ثمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ، فقام معي لِيَقْلِبَنِي -وكان مسكنها في دار أُسَامَةَ بن زَيْدٍ-، فَمَرَّ رَجُلاَنِ من الأنصار، فلما رأيا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أسرعا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: على رِسْلِكُمَا، إنها صَفِيَّةَ بِنْتُ حُيَيٍّ، فقالا: سبحان الله يا رسول الله، فقال: إن الشَّيْطَانَ يَجْرِي من ابن آدم مَجْرَى الدَّمِ، وإني خَشِيتُ أن يَقْذِفَ في قُلُوبِكُمَا شرا -أو قال شيئا-». وفي رواية: «أنها جاءَت تَزُورُهُ في اعْتِكَافِهِ في الْمَسْجِدِ، فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ من رمضان، فتَحدَّثَتْ عنده ساعة، ثم قامت تَنقَلِبُ، فقام النبي -صلى الله عليه وسلم- معها يَقْلِبُهَا ، حتى إذا بَلَغَتْ باب المسجد عند باب أم سلمة...» ثم ذكره بمعناه.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- معتكفًا في العشر الأواخر من رمضان، فزارته زوجه صَفِيَّةَ -رضي الله عنها- في إحدى الليالي فحدثته ساعة، ثم قامت لتعود إلى بيتها ، فقام معها يشيعها، ويؤنسها، فمر رجلان من الأنصار، فلما رأيا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أسرعا في مشيهما حياء من النبي ـصلى الله عليه وسلم ـ حين رأيا معه أهله، فقال لهما على رِسْلِكُمَا، أي: تأنيا في المشي، فإنما هي زوجتي صَفِيَّةَ، فقالا سُبْحَان الله، وهل يتطرق إلى الوهم ظن السوء بك، فأخبرهما: أن الشيطان حريص على إغواء بني

شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے۔ اس لیے مجھے ڈر لگا کہ کہیں تمھارے دلوں میں بھی کوئی بری بات نہ ڈال دے۔

١٠٩٩. حدیث:

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف میں تھے، تو میں رات کے وقت آپ سے ملاقات کے لیے (مسجد میں) آئی۔ میں آپ ﷺ سے باتیں کرتی رہی۔ پھر جب واپس ہونے کے لیے کھڑی ہوئی، تو آپ ﷺ بھی مجھے چھوڑ کر آنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے مکان ہی میں تھی۔ اسی وقت دو انصاری صحابہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، تو تیز چلنے لگے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھہرو۔ یہ صفیہ بنت حیی ہیں! ان دونوں صحابہ نے عرض کیا: سبحان اللہ، یا رسول اللہ! (کیا ہم آپ کے بارے میں کوئی شبہ کر سکتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے۔ اس لیے مجھے ڈر لگا کہ کہیں تمھارے دلوں میں بھی کوئی بری بات نہ ڈال دے۔ یا آپ ﷺ نے اس کی بجائے فرمایا کہ کوئی بات نہ ڈال دے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ رمضان کے آخری عشرے میں آپ ﷺ سے ملنے کے لیے آئیں۔ کچھ دیر آپ ﷺ کے پاس بیٹھی گفتگو کرتی رہیں اور پھر واپس جانے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ انھیں رخصت کرنے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیے۔ یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس پہنچ گئیں، تو... (اس کے بعد مذکورہ حدیث کا ہی مضمون ہے)

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

متفق علیہ

آدم، وله قدرة عليهم عظيمة، فإنه يجري منهم مجرى الدم من لطف مداخله، وخَفِيِّ مسالكه، وخشي أن يقذف في قلوبهما شيئًا.

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الزيارة والاستئذان
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > الاعتكاف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لأَنْقَلِبَ : لأَرجِع.
- لِيَقْلِبَنِي : ليردني ويرجعني إلى منزلي.
- على رِسْلِكُمَا : أي تمهلا ولا تسرعا.
- فقالا: سُبْحَان الله : تسبيحٌ وردَ مورد التعجب.
- خشيت : خفت.
- يَقذف : يرمي.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الاعتكاف، لاسيما في العشر الأواخر من رمضان.
٢. جواز زيارة المعتكف.
٣. المحادثة اليسيرة لا تنافي الاعتكاف، خصوصا لمصلحة، كمؤانسة الأهل مثلا.
٤. جواز خلوة المعتكف بأهله ومحادثتهم، إذا لم يُثِرْ ذلك شهوته المنافية للاعتكاف.
٥. جواز خروج المعتكف من المسجد ليُشيع زائره لحاجة.
٦. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم-، إذ آنسها، ثم قام ليشيعها إلى بيتها.
٧. جواز خروج المرأة ليلا لغرض، لكن بشرط أن تؤمن الفتنة.
٨. شدة تعظيم الصحابة -رضي الله عنهم- للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٩. أن الوسوسة الشيطانية لا تؤمن على العبد فإذا كان أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يؤمن عليهم منها فغيرهم من باب أولى.
١٠. مشروعية إخبار المرء بما يدفع سوء الظن به.
١١. تسليط الشيطان على ابن آدم؛ حيث يجري منه مجرى الدم.
١٢. مشروعية تسبيح الله تعالى عند التعجب.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4534)

إن الشَّيطان قد يَئِسَ أن يَعْبُدَه المُصَلُّون في جَزيرة العَرب، ولكن في التَّحْرِيشِ بينهم

بے شک شیطان مایوس ہوچکا ہے کہ نمازی جزیرۃ العرب میں اس کی عبادت کریں گے، لیکن وہ ان کے مابین باہمی پھوٹ ڈالنے میں پُرامید ہے۔

١١٠٠. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن الشَّيطان قد يَئِسَ أن يَعْبُدَه المُصَلُّون في جَزيرة العَرب، ولكن في التَّحْرِيشِ بينهم».

١١٠٠. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک شیطان مایوس ہوچکا ہے کہ نمازی جزیرۃ العرب میں اس کی عبادت کریں گے، لیکن وہ ان کے مابین باہمی پھوٹ ڈالنے میں پُرامید ہے‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إن الشيطان يَئِسَ أن يَعود أهل الجزيرة إلى عِبادة الأصنام، كما كانوا عليه قبل فتح مكة، ولكنه رضي واكتفى بالتَّحْرِيشِ بينهم، وذلك بالسعي في زرع الخصومات والشحناء والحروب والفتن ونحوها.

اجمالی معنی:

شیطان اس بات سے ناامید ہوچکا ہے کہ جزیرۃ العرب کے لوگ دوبارہ بتوں کی پوجا شروع کردیں گے جیسے وہ فتح مکہ سے پہلے کیا کرتے تھے تاہم وہ ان کے مابین چپقلش پیدا کرنے کے معاملے میں ہنوز پرامید ہے اور اسی کو وہ کافی سمجھتا ہے بایں طور کہ وہ ان کے مابین جھگڑے، بغض وعداوت، جنگیں اور فتنوں وغیرہ کو ہوا دینے کے لیے دوڑ دھوپ کرے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَئِسَ : من اليأس، وهو القُنُوط.
- التَّحْرِيش : الإفساد، وتغيير قلوبهم وتقاطعهم.

فوائد الحديث:

١. هذا الحديث من معجزات النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لأنه أخبر عن مُغَيَّب، فكان كما أخبر.
٢. أن الشيطان يسعى في إيقاع الخصومات والشحناء والحروب والفتن بين المسلمين.
٣. للشيطان أساليب متنوعة يستعملها ضد المسلمين؛ لتفريق شملهم، وتشتيت جمعهم.
٤. من فوائد الصلاة في الإسلام أنها تحفظ المودة بين المسلمين، وتقوي روابط الإخوة بينهم.
٥. الصلاة أعظم شعائر الدين بعد الشهادتين، ولذلك أطلق على المسلمين المُصَلِّين.
٦. جزيرة العرب لها خصائص دون غيرها من البلاد.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛

للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - فيض القدير، للمناوي، المكتبة التجارية الكبرى. - شرح النووي على صحيح مسلم، لزكريا النووي، دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (8886)

إن الشيطان يستحل الطعام أن لا يذكر اسم الله تعالى عليه، وإنه جاء بهذه الجارية؛ ليستحل بها، فأخذت بيدها، فجاء بهذا الأعرابي؛ ليستحل به، فأخذت بيده، والذي نفسي بيده، إن يده في يدي مع يديهما

شیطان اپنے لیے ایسے کھانے کو حلال کرلیتا ہے کہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے چنانچہ شیطان اس لڑکی کو لایا تاکہ وہ اپنے لیے کھانا حلال کرے تو میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑلیا پھر وہ شیطان اس دیہاتی آدمی کو لایا تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے اپنا کھانا حلال کرلے تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑلیا (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان کا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔

١١٠١. الحديث:

عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- قال: كُنَّا إِذَا حَضَرنَا مَعَ رسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- طَعَامًا، لَم نَضَع أَيدِينَا حَتَّى يَبدَأ رسول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- فَيَضَع يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرنَا مَعَه مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَت جَارِيَةٌ كَأَنَّها تُدفعُ، فَذَهَبَت لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطّعَام، فَأَخَذَ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- بِيَدِهَا، ثُمّ جاء أعرابي كأَنَّمَا يُدْفَع، فَأَخَذ بِيَدِهِ، فقال رسول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم-: «إِنَّ الشَّيطَانَ يَستَحِلُّ الطَّعَامَ أَن لاَ يُذْكَرَ اسمُ الله -تَعَالَى- عَلَيه، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذِهِ الجَارِيَة؛ لِيَستَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذتُ بِيَدِهَا؛ فَجَاءَ بِهَذَا الأَعرَابِي؛ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأَخَذتُ بِيَدِهِ، والَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ، إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِيهِمَا»، ثُمَّ ذَكَر اسمَ الله -تعَالَى- وَأَكَلَ.

١١٠١. حدیث:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم اپنے ہاتھوں کو (کھانے میں) اس وقت تک نہیں ڈالتے تھے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ شروع نہ کردیتے اور اپنا ہاتھ مبارک نہ ڈال دیتے۔ ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ سے ساتھ کھانا کھانے میں موجود تھے کہ اچانک ایک لڑکی آئی گویا کہ اسے کوئی ہانک رہا ہے وہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑلیا پھر ایک دیہاتی آدمی دوڑتا ہوا آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی کا بھی ہاتھ پکڑلیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان اپنے لیے ایسے کھانے کو حلال کرلیتا ہے کہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے چنانچہ شیطان اس لڑکی کو لایا تاکہ وہ اپنے لیے کھانا حلال کرے تو میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑلیا پھر وہ شیطان اس دیہاتی آدمی کو لایا تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنا کھانا حلال کرلے تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑلیا (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان کا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالی کا نام لیا اور کھانا کھایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما-: "كنا إذا حضرنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- طعامًا لم نضع أيدينا حتى يبدأ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فيضع يده"؛ وذلك لكمال احترامهم للنبي -صلى الله عليه وسلم-، فلا يضعون أيديهم في الطعام حتى يضع يده. فحضر مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ذات يوم طعاما فلمَّا بدءوا -أو قُدِّم لهم- جاءت جارية، يعني طفلة صغيرة "كأنما تدفع دفعًا"، يعني كأنها تركض، فأرادت أن تضع يدها في الطعام

اجمالی معنی:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے، تو آپ ﷺ کے کھانا شروع کرنے اور ہاتھ آگے بڑھانے سے پہلے ہم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے تھے، یہ آپ ﷺ کے احترام کی وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ بڑھانے سے پہلے وہ ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کھانا آیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ابھی شروع نہیں کیا تھا یا ان کے سامنے پیش کیا گیا، تو ایک بچی اس طرح آئی جیسے اسے دوڑایا جا رہا ہو، وہ بغیر بسم اللہ کے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگی، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑلیا، پھر ایک بدّو آیا جیسے اسے بھی دوڑایا جارہا ہو، اس نے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف

بدون أن تسمي الله؛ فأمسك النبي -صلى الله عليه وسلم- بيدها، "ثم جاء أعرابي كذلك كأنما يدفع دفعًا"، فوضع يده في الطعام؛ فأمسك النبي -صلى الله عليه وسلم- بيده، ثم أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن هذا الأعرابي وهذه الجارية جاء بهما الشيطان، أي: وسوس لهما ودفعهما للمجيء؛ لأجل أن يستحِلَّ الطعام بهما إذا أكلا بدون تسمية. وهما قد يكونان معذورين لجهلهما؛ هذه لصغرها وهذا أعرابي، لكن الشيطان أتى بهما من أجل أنهما إذا أكلا بدون تسمية شارك في الطعام. ثم أقسم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يد الشيطان مع أيديهما في يد النبي -صلى الله عليه وسلم-.

بڑھایا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی روک لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بدّو اور بچی کو شیطان لے کر آیا تھا یعنی اس نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا تھا اور آنے پر ابھارا، تاکہ ان دونوں کے بغیر بسم اللہ کے کھانا شروع کرنے کی وجہ سے وہ اسے اپنے لیے حلال کرلے۔ یہ دونوں اپنی جہالت کی وجہ سے معذور تھے، یہ لڑکی اپنی کم سنی اور یہ ایک بدّو ہونے کی وجہ سے، لیکن شیطان انھیں ہانک کر اس لیے لے آیا کہ جب یہ دونوں بغیر باسم اللہ پڑھے کھانے لگ جائیں تو وہ بھی کھانے میں شریک ہو جائے گا۔ پھر نبی ﷺ نے قسم کھا کر کہا کہ شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھ کے ساتھ نبی ﷺ کے ہاتھ میں میں موجود تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- جَارِيَةً : الفتاة الصغيرة.
- تُدفَعُ : أي: لشدَّة سرعتها.
- يَستَحِلُّ : يتمكَّن من أكله، والمعنى أن الشيطان يتمكن من أكل الطعام إذا شرع فيه إنسان بغير ذكر الله.
- أعرابي : ساكن البادية.
- الشَّيطَانَ : مأخوذ من شاط: إذا احترق. أو من شطن: إذا بعُد؛ لبعده عن الخير.
- فَأَخَذتُ بِيَدِهَا : نحّيتها عن الطعام، ومنعتها من الأكل؛ منعا للشيطان مما أراد.

فوائد الحديث:

١. احترام الصحابة لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأدبهم معه.
٢. من آداب الطعام أن ينتظر الصغير حتى يبدأ الكبير والفاضل في الأكل.
٣. الشيطان يدفع بعض أهل الغفلة لأعمال هو يرتضيها؛ ليتمكن من الوصول إلى مبتغاه، ومن ذلك ما في هذا الحديث.
٤. أنه إذا جاء أحد يريد أن يأكل ولم تسمعه سمى فأمسك بيده حتى يُسَمِّي.
٥. وجوب تغيير المنكر ممن كان عالما.
٦. أن هذا الحديث آية من آيات الرسول -صلى الله عليه وسلم-، حيث أعلمه الله -تعالى- بما حصل في هذه القصة.
٧. الشيطان لا يتمكن من طعام أهل الإيمان إلا إذا لم يذكر اسم الله عليه.
٨. أن الإنسان إذا أتى في أثناء الطعام فليسم ولا يقل سمى الأولون قبلي.
٩. استحباب تعليم الناس أدب الأكل والشرب في الإسلام.
١٠. تأكد التسمية عند الأكل، والصحيح أن التسمية عند الأكل واجبة، وأنّ الإنسان إذا لم يسم فهو عاص لله عز وجل، وراض بأن يشاركه في طعامه أعدى عدو له، وهو الشيطان.
١١. استحباب القسم؛ لتوكيد الأمر عند السامع.
١٢. الشيطان يأكل حقيقة ويشرب حقيقة، وله يدان يستخدمها في حاجته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣ هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (3507)

إن العَبْد إذا نَصَح لسيِّده، وأحسن عِبَادة الله، فله أجْرُه مَرَّتَين

جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھے ڈھنگ سے کرے، تو اسے دہرا ثواب ملے گا

١١٠٢. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن العَبْد إذا نَصَح لسيِّده، وأحسن عِبَادة الله، فله أجْرُه مَرَّتَين». عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «المَمْلُوك الذي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إلى سَيِّدِهِ الذي عليه من الحَق، والنَّصيحة، والطَّاعة، له أجْرَان».

١١٠٢. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھے ڈھنگ سے کرے، تو اسے دہرا ثواب ملے گا"۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو غلام اپنے رب کی عبادت احسن طریق سے بجا لائے اور اپنے آقا کے جو اس پر خیر خواہی اور فرماں برداری کے حقوق ہیں، انھیں ادا کرتا رہے، اسے دوگنا ثواب ملتا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا قام العبد بما وجب عليه لسيده من خدمته وطاعته بالمعروف وبذل النصيحة له وقام بحق الله -تعالى- من أداء ما افترضه الله عليه واجتنب ما نهاه عنه، كان له الأجر مرتين يوم القيامة؛ لأنه مُكلَّف بأمرين: الأول: حق السيد، فإذا قام بحق سيده كان له أجر. والثاني: أجر طاعة ربِّه، فإذا أطاع العبد ربَّه كان له أجر.

اجمالی معنی:

غلام جب اپنے آقا کی خدمت، معروف میں فرماں برداری اور اس کے لیے خیر خواہی کے واجب حقوق ادا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے؛ بایں طور کہ اس کے فرائض کی پابندی اور اس کے منہیات سے اجتناب کرتا رہے، تو اس کے لیے قیامت کے دن دوہرا اجر ہے؛ کیوں کہ وہ دو چیزوں کا مکلف ہے : اوّل : مالک کا حق، جب وہ مالک کا حق ادا کرے، تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔ دوم : اپنے رب کی اطاعت کا اجر، پس جب غلام اپنے رب کی اطاعت کرے، تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: حديث ابن عمر -رضي الله عنه-: متفق عليه. حديث أبي موسى -رضي الله عنه-: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نصح لسيده : قام بخدمته قدر طاقته، وحسب استطاعته، وحفظ له ماله.
- أحسن عبادة الله : جاء بها مستوفية للأركان والشروط.
- الذي عليه : ما وجب عليه.

فوائد الحديث:

١. فضل المملوك الذي يؤدي حق الله وحق مَوَاليه.
٢. نصيحة العَبد لسيده تشمل أداء حقه في الخدمة، والطاعة وحفظ المال؛ لأن العبد رَاعٍ في مال سيده، وهو مسؤول عن رعيته.
٣. من اتصف بذلك، فله أجره مرتين.
٤. مواساة الضعفاء كالعبيد ومن في معناهم، وتطييب خاطرهم وحثهم على الصبر على ما امتحنوا به، وأن يحتسبوا ذلك عند ربهم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3607)

إن العبد إذا لعن شيئا، صعدت اللعنة إلى السماء، فتغلق أبواب السماء دونها، ثم تهبط إلى الأرض، فتغلق أبوابها دونها، ثم تأخذ يمينا وشمالا، فإذا لم تجد مساغا رجعت إلى الذي لعن، فإن كان أهلا لذلك، وإلا رجعت إلى قائلها

بندہ جب کسی شے پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے۔ آسمان کے دروازے اس کے سامنے بند کردیے جاتے ہیں۔ پھر یہ زمین کی طرف اترتی ہے اور اس کے دروازے بھی اس کے لیے بند کردیے جاتے ہیں۔ پھر یہ دائیں بائیں جاتی ہے اور اگر کسی طرف اسے راہ نہ ملے تو پھر اس کی طرف لوٹ آتی ہے جس پر کی گئی ہو، اگر وہ اس لعنت کا سزاوار ہو تو ٹھیک ورنہ لعنت کرنے والے ہی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

١١٠٣. الحديث:

عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن العبد إذا لعن شيئا، صَعَدَتِ اللعنةُ إلى السماء، فَتُغْلَقُ أبوابُ السماء دونها، ثم تَهْبِطُ إلى الأرض، فَتُغْلَقُ أبوابُها دونها، ثم تأخذ يمينا وشمالا، فإذا لم تجد مَسَاغًا رجعت إلى الذي لُعِنَ، فإن كان أهلا لذلك، وإلا رجعت إلى قائِلها»

١١٠٣. حدیث:

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کسی شے پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے۔ آسمان کے دروازے اس کے سامنے بند کردیے جاتے ہیں۔ پھر یہ زمین کی طرف اترتی ہے اور اس کے دروازے بھی اس کے لیے بند کردیے جاتے ہیں۔ پھر یہ دائیں بائیں جاتی ہے اور اگر کسی طرف اسے راہ نہ ملے تو پھر اس کی طرف لوٹ آتی ہے جس پر کی گئی ہو، اگر وہ اس لعنت کا سزاوار ہو تو ٹھیک ورنہ لعنت کرنے والے ہی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

العبد إذا لعن شيئا بلسانه فإن لعنته هذه تصعد إلى السماء، لكن أبواب السماء تغلق عندها،فترجع إلى الأرض، وتغلق أبواب الأرض أيضا عندها فلا تدخلها، ثم تذهب يمينا وشمالا،فإن لم تجد طريقا أو مستقرا، رجعت للشيء الملعون، فإن كان يستحق اللعنة استقرت عنده، وإلا رجعت لصاحبها اللاعن فأصابته.

اجمالی معنی:

بندہ جب اپنی زبان کے ذریعے لعنت کرتا ہے تو اس کی یہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے لیکن آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر یہ زمین کی طرف لوٹتی ہے لیکن زمین کے دروازے بھی اس پر بند کردیے جاتے ہیں اور یہ اس میں داخل نہیں ہوپاتی۔ پھر یہ دائیں بائیں جاتی ہے اور اگر کوئی راستہ اور ٹھکانہ نہ ملے تو اس شے کی طرف لوٹ آتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ اگر یہ شے لعنت کی مستحق ہو تو یہ اس پر پڑ جاتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے اور اس پر واقع ہوجاتی ہے۔ دلیل الفالحین (٨/٥٩)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو الدَّرْدَاء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مساغًا : مكانًا تذهب له.

فوائد الحديث:

١. قبح اللعن وشناعته

٢. اللعن يعود بالضرر على صاحبه إن لم يستحقه الشيء الملعون.

المصادر والمراجع:

-1 رياض الصالحين للنووي. تحقيق : ماهر الفحل.دار ابن كثير.دمشق.ط١ .٢٠٠٧م. ٢-سنن أبي داود،لأبي داود السجستاني.تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد.دار الفكر. ٣-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لابن علان.دار الكتاب العربي/بيروت. ٤-نزهة المتقين شرح رياض الصاحين : شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين. مؤسسة الرسالة. ط١ ،١٩٨٧. ٥-كنوز رياض الصالحين .المجلس العلمي كنوز دار إشبيليا.الرياض.ط١. ٢٠٠٩م. ٦-تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز آل مبارك.تحقيق: عبد العزيز آل حمد. دار العاصمة.ط١، الرياض.٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (6986)

إن العبد ليتكلم بالكلمة ما يتبين فيها يزل بها إلى النار أبعد مما بين المشرق والمغرب	بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور جا گرتا ہے جتنا مغرب سے مشرق دور ہے۔
١١٠٤. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ -صلّى اللهُ عليه وسَلَّم يقول-: «إن العبد ليتكلم بالكلمة ما يتبين فيها يزلُّ بها إلى النار أبعدَ مما بين المشرق والمغرب».	**١١٠٤. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور جا گرتا ہے جتنا مغرب سے مشرق دور ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبرنا -صلى الله عليه وسلم- أن هناك من الناس من لا يفكر عند إرادته الكلام هل هذا الكلام الذي سيقوله خير أم لا؟. والنتيجة تكون أن هذا المتكلم يقع بسبب عدم هذا التفكير في المحظور، ويعرض نفسه لعذاب الله في نار جهنم – عياذا بالله- وربما يسقط في النار لمسافة هي أبعد مما بين المشرق والمغرب.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ ہمیں بتا رہے ہیں کوئی آدمی جب گفتگو کرتا ہے تو بالکل بھی نہیں سوچتا کہ آیا یہ بات جو وہ کر رہا ہے اچھی ہے یا نہیں ؟۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی گفتگو کرنے والا اس عدمِ تفکیر کی وجہ سے کسی حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ کی صورت میں اللہ کے عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ عیاذا باللہ۔ اور بعض اوقات تو وہ اتنی دور جہنم میں جا گرتا ہے جتنی مشرق و مغرب کے ما بین مسافت ہوتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتبين : يفكر أنها خير أم لا.
- يزل : يسقط.

فوائد الحديث:

١. ينبغي للإنسان أن لا يكثر الكلام.
٢. يجب على الإنسان أن يحفظ لسانه في كل أحواله، كالغضب والرضا، وألا يتكلم فيما لا يعنيه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد

بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ، محمد بن إسماعيل الصنعاني، المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢هـ - ٢٠١١م.

الرقم الموحد: (3479)

إن القبر أول منزل من منازل الآخرة، فإن نجا منه فما بعده أيسر منه، وإن لم ينج منه فما بعده أشد منه

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر بندہ اس سے نجات پاگیا تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس منزل سے نجات نہ پاسکا تو بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔

١١٠٥. الحديث:

عن هانئ مولى عثمان قال: كان عثمان إذا وقف على قبر بَكى حتى يَبُلَّ لحيته، فقيل له: تَذْكُر الجنة والنار فلا تَبكي وتبكي مِن هذا؟ فقال: إن رسول الله - صلى الله عليه وسلم- قال: «إنَّ القبرَ أولُ مَنْزِل من منازل الآخرة، فإنْ نجا منه فما بعده أيسر منه، وإنْ لم ينجُ منه فما بعده أشد منه».

١١٠٥. حدیث :

عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہانئ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت روتے یہاں تک کہ (آنسوؤں سے) اپنی داڑھی کو تر کر لیتے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپ جنت و دوزخ کے تذکرہ پر نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر بندہ اس سے نجات پاگیا تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس منزل سے نجات نہ پاسکا تو بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

كان عثمان بن عفان -رضي الله عنه- إذا وقف على قبر بكى حتى تبل دموعه لحيته، فقيل له: تذكر الجنة والنار فلا تبكي وتبكي من القبر؟ فأخبرهم أنه يبكي لأنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخبر أن القبر أول منزل من منازل الآخرة، فإن نجا الإنسان من القبر وما فيه من امتحان وشدة وعذاب فما بعده أسهل منه؛ لأنه لو كان عليه ذنب لكُفِّر بعذاب القبر، وإن لم ينج منه، ولم يتخلص من عذاب القبر ولم يكفر ذنوبه به وبقي عليه شيء مما يستحق العذاب به فما بعده أشد منه؛ لأن عذاب النار أشد.

اجمالی معنی :

عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ جنت اور دوزخ کا ذکر ہوتا ہے تو آپ نہیں روتے جب کہ قبر کو دیکھ کر آپ اس قدر روتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے اولین منزل ہے۔ اگر انسان قبر اور اس کے امتحان، سختی اور عذاب سے نجات پا گیا تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے آسان ہوں گی کیوں کہ اگر اس پر کوئی گناہ ہوا تو عذاب قبر کی وجہ سے وہ معاف ہو جائے گا اور اگر وہ قبر سے نجات نہ پاسکا اور عذابِ قبر سے اس کی خلاصی نہ ہوئی اور اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف نہ ہوئے اور اس کے ذمہ ایسی چیزیں باقی رہیں جن کی وجہ سے وہ عذاب کا حق دار ہوا تو پھر اس کے بعد آنے والی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی کیوں کہ دوزخ کا عذاب تو بہت ہی شدید ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أهوال القبور

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- مولى : عتيق، أي كان مملوكًا لعثمان -رضي الله عنه- فأعتقه.

- منزل : مكان نزول ومكث، والمراد: أن مراحل الحياة الآخرة تبدأ بالقبر.

فوائد الحديث:

١. بيان ما كان عليه عثمان -رضي الله عنه- من الخوف من الله -تعالى- مع أنه من المبشرين بالجنة.
٢. مشروعية البكاء عند تذكر أهوال القبر والقيامة.
٣. إثبات ما في القبر من فتنة وشدة وعذاب أو نعيم.
٤. أن نجاة العبد من عذاب القبر علامة على أن ما بعده من المنازل أيسر منه، وأن عدم نجاته -والعياذ بالله- علامة على أن ما بعده أشد منه.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح :علي بن سلطان القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (11205)

إن الله -عزّ وَجلَّ- يَقْبَل تَوْبَةَ العَبْدِ مَا لَم يُغَرغِر	اللہ تعالی بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے، جب تک کہ اس پر غرغرہ کی کیفیت طاری نہ ہوجائے۔
١١٠٦. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الله -عز وجل- يقبل تَوْبَةَ العَبْدِ ما لم يُغَرْغِرْ».	**١١٠٦. حديث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالی بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے، جب تک کہ اس پر غرغرہ کی کیفیت طاری نہ ہوجائے"
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: الله -عز وجل- يقبل توبة العبد ما لم تصل الروحُ الحلقومَ، فإذا وصلت الروحُ الحلقومَ فلا توبة، ولقوله -تعالى-: {وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ}، [النساء: ١٨].	**اجمالی معنی:** اللہ عزو جل بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے، جب تک اس کی روح حلق تک نہ آ جائے۔ جب روح حلق تک آ جاتی ہے، تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ} [النساء: ١٨]. ترجمہ: ان کی توبہ نہیں، جو برائیاں کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے، تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی.

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة
راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.
التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:
- توبة العبد : التوبة: الاعتراف والندم والإقلاع والعزم على ألا يعاود الإنسان ما اقترفه.
- ما لم يغرغر : المراد: الاحتضار.

فوائد الحديث:
١. من شروط التوبة أن تقع من المكلف قبل أن يصل إلى حالة لا تمكنُ الحياة بعدها عادة.
٢. لا تقبل التوبة في حالة الغرغرة.

المصادر والمراجع:
نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة الثانية. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (4315)

إن الله -عز وجل- أمرني أن أقرأ عليك (لم يكن الذين كفروا)

اللہ عزّوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ''لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا'' الخ۔ پڑھ کر سناؤں۔

١١٠٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لأُبَي بنِ كعْب -رضي الله عنه-: «إن الله -عز وجل- أمَرَنِي أن أَقْرَأَ عَلَيك: (لم يكن الذين كفروا...) قال: وسمَّاني؟ قال: «نعم» فبكى أُبي. وفي رواية: فَجَعَل أُبَي يَبكِي.

١١٠٧. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ عزّوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ''لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا''۔ پڑھ کر سناؤں۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ تعالی نے میرا نام لیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں (اللہ تعالی نے تمہارا نام لیا ہے)۔ اس پر اُبی رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رونے لگے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اُبی نے رونا شروع کردیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- يخبر أبيًّا -رضي الله عنه- بأن الله -تعالى- أمره أن يقرأ عليه سورة البينة، فتعجب أُبي -رضي الله عنه- كيف يكون هذا؟! لأن الأصل أن يقرأ المفضول على الفاضل لا الفاضل على المفضول، فلما تحقق أُبي من النبي صلى الله عليه وسلم، وتأكد منه بأن الله ذكر اسمه بكى -رضي الله عنه- عند ذلك فرحًا وسرورًا بتسمية الله -تعالى- إياه.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُبی رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ انہیں سورۂ بینہ پڑھ کر سنائیں۔ اس پر اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تعجب لاحق ہوا کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ قاعدہ یہی ہے کہ مفضول (کم فضیلت والا) زیادہ فضیلت والے کو پڑھ کر سنائے نہ کہ افضل (زیادہ فضیلت والا) مفضول کو پڑھ کر سنائے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ تعالی نے ان کا نام لے کر ان کا ذکر کیا ہے تو وہ فرحت و خوشی سے رو پڑے کہ اللہ تعالی نے ان کا نام لیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: متفق عليه. الرواية الثانية: رواها البخاري.

التخريج: أَنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كفروا : الكفر أصله الجحود والعناد المستلزم للاستكبار والعصيان.

فوائد الحديث:

١. جواز البكاء فرحا وسرورا عند حصول النعمة وخشية من التقصير في شكر المنعم سبحانه.
٢. فضيلة أُبي بن كعب رضي الله عنه ومكانته في حفظ القرآن وقراءته.
٣. استحباب عرض القرآن على الآخرين وأنه سنة.
٤. فيه إشارة إلى أن أبي بن كعب رضي الله عنه أقرأ الصحابة فإذا قرأ عليه النبي صلى الله عليه وسلم مع عظيم منزلته كان غيره بطريق التبع له.
٥. امتثال النبي -صلى الله عليه وسلم- لأمر ربه -تعالى.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض

الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة . - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - تهذيب اللغة/محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، أبو منصور -المحقق: محمد عوض مرعب- دار إحياء التراث العربي – بيروت-الطبعة: الأولى، ٢٠٠١م. - الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية/أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي - تحقيق: أحمد عبد الغفور عطار- دار العلم للملايين – بيروت- الطبعة: الرابعة ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م.

الرقم الموحد: (3601)

إن الله قد أوجب لها بها الجنة، أو أعتقها بها من النار

اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی بدولت اس کے لیے جنت واجب کردی یا اس عمل کی وجہ سے اسے جہنم سے آزاد کردیا۔

١١٠٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: جَاءَتنِي مِسْكِينَة تَحمِل ابنَتَين لها، فَأَطْعَمْتُها ثَلاثَ تَمَرَات، فَأَعْطَت كُلَّ وَاحِدَة مِنْهُما تَمْرَة وَرَفَعت إلَى فِيهَا تَمْرَة لِتَأكُلَها، فَاسْتَطْعَمَتْها ابْنَتَاهَا، فَشَقَّت التَّمْرَة التي كانت تريد أن تَأْكُلَها بينهما، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا، فَذَكَرت الذي صَنَعَتْ لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «إِنَّ الله قَدْ أَوجَبَ لَهَا بِهَا الجَنَّة، أَو أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ».

١١٠٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس نے اپنی دو بچیاں اٹھا رکھی تھیں۔ میں نے اسے تین کھجوریں کھانے کے لیے دیں۔ اس عورت نے ان میں سے ہر ایک کو ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور کو کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف لے گئی۔ اسی اثناء میں اس کی دونوں بیٹیوں نے اس سے کھانے کے لیے مانگا۔ وہ کھجور جسے وہ کھانا چاہ رہی تھی اس نے اس کے دو حصے کر کے دونوں کے مابین اسے تقسیم کردیا۔مجھے اس کے اس عمل نے بہت متاثر کیا۔ میں نے اس کے اس فعل کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی بدولت اس کے لیے جنت واجب کردی یا (فرمایا) اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی وجہ سے اسے جہنم سے آزاد کردیا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُصَوِّر حديث عائشة -رضي الله عنها- معلما جديدا من رحمة الكبار بالصغار، حيث قالت: جاءتني مسكينة تحمل ابنتين لها فأطعمتها ثلاث تمرات: أي أعطتها ثلاث تمرات، فما كان من المرأة المسكينة إلا أن أعطت إحدى البنتين واحدة، والثانيةَ التمرةَ الأخرى، ثم رفعت الثالثة إلى فيها لتأكلها، فاستطعمتاها: يعني أن البنتين نظرتا إلى التمرة التي رفعتها الأم ـ فلم تطعمها الأم بل شقتها بينهما نصفين، فأكلت كل بنت تمرة ونصفا والأم لم تأكل شيئا. فذكرت عائشة -رضي الله عنها- ذلك للرسول -صلى الله عليه وسلم- وأخبرته بما صنعت المرأة، فأخبرها: "أن الله أوجب لها بها الجنة، أو أعتقها بها من النار" يعني: لأنها لما رحمتهما هذه الرحمة العظيمة أوجب الله لها بذلك الجنة.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث بڑوں کی چھوٹوں پر شفقت کی ایک نشانِ راہ پیش کرتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس نے اپنی دو بچیوں کو اٹھا رکھا تھا۔ انہوں نے اس عورت کو تین کھجوریں کھانے کے لیے دیں۔ اس مسکین عورت نے ایک بیٹی کو ایک کھجور دے دی اور دوسری کو دوسری۔ پھر تیسری کو اٹھا کر وہ کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف لے گئی کہ اسی دوران ان دونوں نے اسے کھانے کے لیے مانگ لیا۔ یعنی یہ دونوں بچیاں اس کھجور کو دیکھ رہی تھیں جسے ان کی ماں نے اٹھایا تھا۔ چنانچہ ماں نے اسے خود نہ کھایا بلکہ اس کے دو حصے کرکے ان دونوں کے مابین تقسیم کردیا۔ یوں ہر بچی نے ڈیڑھ کھجور کھالی اور ماں نے کچھ بھی نہ کھایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کو آپ ﷺ کے سامنے ذکر کیا اور عورت نے جو کچھ کیا تھا اسے آپ ﷺ کو بتایا۔ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کے لیے جنت واجب کر دی اور اسے دوزخ سے نجات دے دی۔" یعنی چونکہ اس نے اس بہت بڑی رحمدلی کا مظاہرہ کیا تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب کر دی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَاسْتَطْعَمَتْها : طلبت منها أن تطعمهما التمرة.
- شَأْنُهَا : حالها، وهو إيثارها الصغار على نفسها.
- الَّذِي صَنَعَتْ : أي الأمر الذي فعلت.

فوائد الحديث:

١. فضل الصدقة التي تدل على صدق المؤمن في إيمانه بربِّه وثقته بوعده وفضله.

٢. جواز تصدق المرأة من مال زوجها بإذنه العام والخاص، ويكون للزوجة أجر الإنفاق، وللزوج الأجر كذلك؛ لأنه رضي بالنفقة من ماله.

٣. شِدَّة رحمة الأمهات بالأولاد وخشيتهن عليهم الضياع.

٤. رفع الإسلام من شأن الجنس الأنثوي الذي كان محل سخط العرب أيام الجاهلية، بل رتَّب الإسلام على حسن تربية البنات والإنفاق عليهن تيسير دخول الجنة والنجاة من النار.

٥. أنَّ ملاطفة الصبيان والرحمة بهم من أسباب دخول الجنة والنجاة من النار، نسأل الله أن يكتب لنا ولكم ذلك.

٦. فضل الإيثار على النفس، ورحمة الصغار، ومزيد الإحسان والرفق بالبنات وأن ذلك سبب لدخول الجنة والعتق من النار.

المصادر والمراجع:

تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3133)

إن الله لا يقبض العلم انتزاعًا يَنْتَزِعهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ

اللہ تعالی علم کو بندوں سے چھین کر نہیں اٹھائے گا بلکہ وہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔

١١٠٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- ، قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إنَّ اللهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعاً يَنْتَزِعهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِماً، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوساً جُهَّالاً، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

١١٠٩. حدیث :

عبداللہ بن عمرو بن العاص - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : "اللہ تعالی علم کو بندوں سے چھین کر نہیں اٹھائے گا بلکہ وہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا یہاں تک کہ جب اللہ کوئی عالم باقی نہیں چھوڑے گا تو (اس وقت) لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے گا تو وہ علم کے بغیر فتوی دیں گے اور یوں خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

عن عبدالله بن عمرو -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إن الله لا يقبض العلم"، المراد به علم الكتاب والسنة وما يتعلق بهما، "انتزاعاً ينتزعه من الناس"، يعني: لا يقبض العلم من الناس بأن يرفعه من بينهم إلى السماء، "ولكن يقبض العلم"، أي: يرفعه، "بقبض العلماء"، أي: بموتهم ورفع أرواحهم، "حتى إذا لم يبق"، أي: الله، "عالماً"، بقبض روحه "اتخذ الناس رؤوساً"، أي: خليفة وقاضياً ومفتياً وإماماً وشيخاً، "جهالاً"، جمع جاهل أي: جهلة، "فسئلوا، فأفتوا"، أي: أجابوا وحكموا، "بغير علم، فضلوا" أي: صاروا ضالين، "وأضلوا"، أي: مضلين لغيرهم، فيعم الجهل العالم، ففي هذا الحديث إشارة إلى أن العلم سيقبض، ولا يبقى في الأرض عالم يرشد الناس إلى دين الله، فتتدهور الأمة وتضل بعد ذلك.

اجمالی معنی :

عبداللہ بن عمرو - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ علم کو چھین کر نہیں اٹھائے گا۔" اس سے کتاب و سنت اور اس سے متعلق علوم مراد ہیں۔ "انتزاعاً ینتزعہ من الناس۔" یعنی لوگوں سے علم کو یوں نہیں ختم کرے گا کہ ان کے درمیان سے علم کو آسمان پر اٹھا لے بلکہ علم کو علماء کو موت دے کر اور ان کی روحوں کو قبض کر کے اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ جب اللہ کسی بھی عالم کو نہیں چھوڑے گا یعنی ہر عالم کی روح قبض کر لے گا تو لوگ ایسے افراد کو اپنا خلیفہ، قاضی، مفتی، امام اور شیخ بنا لیں گے جو جاہل ہوں گے۔ "جُھّال" جمع ہے 'جاہل' کی۔ ایسے لوگوں سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جائے گا تو وہ بغیر کسی علم کے فتوی دیں گے اور بلا علم فیصلہ کر دیا کریں گے اور یوں خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس طرح سے جہالت عام ہو جائے گی۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ علم عنقریب اٹھا لیا جائے گا اور زمین میں ایک عالم بھی ایسا نہیں رہے گا جو لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف رہنمائی کرے۔ اس طرح سے امت پستی کا شکار ہو جائے گی اور گمراہی میں پڑ جائے گی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العالم والمتعلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- انتزاعًا : من النزع، وهو الجذب والقلع.

- بقبض العلماء : بموتهم.
- رؤوساً : جمع رأس، وهو السيد المقدم في الناس.

فوائد الحديث:

١. الحث على طلب العلم، ليكثر العلماء، ويعم نفع الناس بهم.
٢. موت العلماء مصيبة تحل بالأمة، وثَلْم في الإسلام.
٣. الفتوى هي الرياسة الحقيقية، وذم من يقدم عليها بغير علم.
٤. التحذير من استفتاء الجاهلين، أو الفتوى بغير علم.
٥. الفتوى بالرأي سبيل الضلال والإضلال.
٦. قلة العلم بالدين من علامات قرب القيامة.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٤-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٥-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٦-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ٧-مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ ٨-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10118)

إن الله يحب العبد التقي, الغني, الخفي	اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار، (مخلوق سے) بے نیاز اور پوشیدہ ہو
١١١٠. الحديث: عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن الله يحب العبد التَّقِيَّ, الغَنِيَّ, الخَفِيَّ».	**١١١٠. حدیث:** سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار، (مخلوق سے) بے نیاز اور پوشیدہ ہو۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من أسباب محبة الله للعبد أن يتصف بهذه الصفات الثلاث: الأولى: أن يكون متقيا لله تعالى، قائما بأوامره مجتنبا نواهيه. الثانية: أن يكون مستغنيا عما في أيدي الناس، راضيا بما قسم الله له. الثالثة: أن يكون خفيا، لا يتعرض للشهرة، ولا يرغب فيها.	**اجمالی معنی:** جن اسباب کی وجہ سے اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ان تین صفات سے آراستہ ہو: اول: وہ اللہ کے احکامات کو بجا لاتے ہوئے اور اس کی منع کردہ اشیاء سے اجتناب کرتے ہوئے، اس کا تقویٰ اختیار کرے۔ دوم: لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز رہے اور اللہ نے جو کچھ اسے دے رکھا ہے اس پر راضی رہے۔ سوم: پوشیدہ (گمنام) رہے، شہرت (نمود ونمائش) سے گریز کرے اور اس کی چاہت (بھی) نہ رکھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- التقي : هو الممتثل لأوامر الله، المجتنب لنواهيه.
- الغني : هو المكتفي بما في يده وإن كان قليلا، فلا يطمع بما في أيدي الناس.
- الخفي : المنقطع إلى عبادة الله بالسر.
- العبد : المكلف، والعبودية أفضل أوصاف المكلف، وهو أقصى درجات الخضوع والانقياد.

فوائد الحديث:

١. في الحديث إثبات صفة المحبة لله -تعالى-.
٢. من جمع هذه الصفات الثلاث فإن الله يحبه.
٣. فضل الخفاء وعدم الحرص على الشهرة بين الناس.
٤. فضل الاستغناء والزهد عما في أيدي الناس.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م.
صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5340)

إن المسلم إذا عاد أخاه المسلم لم يزل في خرفة الجنة حتى يرجع

مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے

١١١١. الحديث:

عن ثوبان -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قَالَ: "إنَّ المسلِمَ إذا عادَ أخاه المسلِمَ، لم يَزَلْ في خُرْفَةِ الجَنَّةِ حتى يرجعَ"، قيل: يا رسولَ اللهِ ما خُرْفَةُ الجنَّةِ؟، قال: "جَنَاها".

١١١١. حدیث:

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے۔" آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! "خرفۃ الجنۃ" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے تازہ پھل چننا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث ثوبان أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "إذا عاد المسلم أخاه المسلم -يعني: في مرضه- فإنه لا يزال في خرفة الجنة" قيل: وما خرفة الجنة؟، قال: "جناها"، يعني أنه يجني من ثمار الجنة مدة دوامه جالساً عند هذا المريض، فشبه ما يحوزه عائد المريض من الثواب بما يحوزه الذي يجتني الثمر، وقيل: المراد بها هنا الطريق، والمعنى أن العائد يمشي في طريق تؤديه إلى الجنة، والتفسير الأول أولى. والجلوس عند المريض يختلف باختلاف الأحوال والأشخاص، فقد يكون الجلوس عند المريض مطلوباً، وقد يكون غير مطلوب، فإذا عُلم أن المريض يأنس بهذا الرجل، وأنه يحب أن يتأخر عنده، فالأفضل أن يتأخر، وإذا عُلم أن المريض يحب أن يخفف العائد، فإنه لا يُتأخر، فلكل مقام مقال.

اجمالی معنی:

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی۔ اس کی بیماری میں۔ عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ: "خرفۃ الجنۃ" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد جنت کے تازہ پھل چننا ہے۔ یعنی جب تک وہ اس مریض کے پاس بیٹھا رہتا ہے تب تک وہ جنت کے پھل توڑ رہا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے بیمار پرسی کرنے والے شخص کو حاصل ہونے والے اجر و ثواب کو اس چیز سے تشبیہ دی جو پھل توڑنے والے شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے یہاں راستہ مراد ہے، یعنی عیادت کرنے والا شخص ایسے راستے پر چل رہا ہوتا ہے جو اسے جنت تک لے جاتا ہے۔ جب کہ پہلی تفسیر بہتر ہے۔ مریض کے پاس بیٹھنا مختلف حالات اور افراد کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ کبھی تو مریض کے پاس بیٹھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور کبھی تو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مریض اس شخص سے سکون محسوس کرتا ہے اور اسے پسند ہے کہ وہ اس کے پاس دیر تک رہے تو افضل یہ ہے کہ وہ اس کے پاس دیر تک ٹھہرے۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ مریض چاہتا ہے کہ بیمار پرسی کرنے والا اس کے پاس کم وقت بتائے تو اسے وہاں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ چنانچہ ہر صورت حال کے لیے الگ حکم ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب عيادة المريض

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: ثوبان مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خُرْفَة : اسم ما يقطع من الثمار حين يدرك وينضج.

- جناها : كل ما يجتنى من الثمر.

فوائد الحديث:

١. فضل عيادة المريض، وثواب العائد.

٢. عيادة المريض من الطاعات التي تقرب من الجنة، وتباعد من النار.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5647)

إن المقسطين عند الله على منابر من نور: الذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولوا	بیشک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل و عیال اور جس کا انھیں ذمہ دار بنایا جاتا تا ان میں عدل و انصاف کرتے ہوں گے۔
١١١٢. الحديث: عن عبد الله بن عمرو بن العاص - رضي الله عنهما- قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن المُقْسِطين عند الله على منابر من نور: الذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولَوْا».	**١١١٢. حدیث:** عبد اللہ بن عمرو بن العاص - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بیشک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل و عیال اور جس کا انہیں ذمہ دار بنایا جاتا ان میں عدل و انصاف کرتے ہوں گے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث بشارة للذين يحكمون بالحق والعدل بين الناس الذين تحت إمرتهم وحكمهم، وأنهم على منابر من نور حقيقة إكراما لهم يوم القيامة عند الله -عز وجل-. وهذه المنابر عن يمين الرحمن -تعالى-، وفيه إثبات اليمين واليد له -سبحانه- دون تعطيل أو تكييف أو تشبيه أو تحريف.	**اجمالی معنی:** حدیث میں ان لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جو لوگوں مین حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں جو ان کی ماتحت ہیں یہ کہ وہ حقیقی طور پر نور کے منبرون پر ہوں گے جو ان کے لیے باعثِ عزت وتکریم ہوگی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے۔ یہ منبر اللہ تعالی کے دائیں جانب ہوگا، نیز اس میں بغیر تعطیل، یا تکییف، یا تشبیہ یا تحریف کے اس کے لیے دائیں جانب اور ہاتھ کا اثبات ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه مسلم. ملحوظة: في صحيح مسلم زيادة على ما في رياض الصالحين: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن المقسطين عند الله على منابر من نور، عن يمين الرحمن -عز وجل-، وكلتا يديه يمين.»

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المقسطين : العادلين.
- عند الله : عند الله يوم القيامة.
- في حكمهم : في قضائهم.
- ما وَلُوا : الذي كانت لهم عليه ولاية.

فوائد الحديث:

١. فضل العدل والحث عليه.
٢. بيان منزلة العادلين يوم القيامة.
٣. تفاوت منازل أهل الإيمان يوم القيامة كل حسب عمله.
٤. أسلوب الترغيب من أساليب الدعوة التي ترغب المدعو في الطاعة.
٥. إثبات اليد واليمين لله -تعالى- دون تعطيل أو تكييف أو تشبيه أو تحريف.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين، دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (4935)

إن إبراهيم ابني وإنه مات في الثدي، وإن له لظئرين تكملان رضاعه في الجنة

ابراہیم میرا بیٹا ہے۔ وہ شیر خوارگی کی حالت میں فوت ہوا۔ اس کے لیے دو دایہ متعین کی گئی ہیں جو جنت میں اس کی مدتِ شیر خوارگی کو پورا کر رہی ہیں۔

١١١٣. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: «ما رأيتُ أحدا كان أرحم بالعِيال من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-»، قال: «كان إبراهيم مُسْتَرْضَعًا له في عَوَالي المدينة، فكان ينطلق ونحن معه، فيدخل البيت وإنه ليُدَخَّن، وكان ظِئْرُه قَيْنًا، فيأخذه فيُقبِّله، ثم يرجع». قال عمرو: فلما تُوفي إبراهيم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن إبراهيم ابني، وإنه مات في الثَّدي، وإن له لظِئْرين تُكمِلان رضاعه في الجنة».

١١١٣. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے اہل وعیال پر مہربان اور شفیق نہیں دیکھا۔ انس رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ کے بالائی حصے میں دودھ پلانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ آپ ﷺ وہاں جایا کرتے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ گھر میں داخل ہو جاتے جو دھویں سے بھرا ہوتا کیونکہ دایہ کا شوہر لوہار تھا۔ پھر آپ ﷺ اپنے بیٹے کو لے کر اسے چومتے اور واپس لوٹ آتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ شیر خوارگی کی حالت میں فوت ہوا ہے، اس کے لیے دو دایہ مقرر ہیں جو جنت میں اس کی مدتِ رضاعت کو پورا کر رہی ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس بن مالك -رضي الله عنه- أنه ما رأى أحدا كان أرحم بالعِيال والأطفال الصغار من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وكان إبراهيم ابن النبي -صلى الله عليه وسلم- ترضعه مرضعة في قرى عند المدينة، فكان -صلى الله عليه وسلم- يذهب وبعض الصحابة معه ليزوره، فيدخل البيت فيجد البيت يدخن؛ وذلك لأن زوج مرضعته كان حدادًا، فكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأخذ إبراهيم فيُقبِّله ثم يرجع، فلما تُوفي إبراهيم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إن إبراهيم ابني، وإنه مات وهو في سن الرضاع، وإن له مرضعتين تتمان رضاعه في الجنة حتى يتم السنتين؛ وذلك لأن إبراهيم توفي وله ستة عشر شهرا أو سبعة عشر شهرا، فترضعانه بقية السنتين فإنه تمام الرضاعة بنص القرآن، وهذا كرامة له ولأبيه -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ انہوں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اپنے اہل و عیال اور چھوٹے بچوں پر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شفیق اور مہربان ہو۔ نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کے قریب آباد ایک بستی کی دایہ دودھ پلایا کرتی تھی۔ نبی ﷺ ابراہیم کی زیارت کے لیے وہاں جایا کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے کچھ صحابہ بھی ہوتے۔ آپ ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو گھر دھویں سے بھرا ہوتا تھا کیونکہ دایہ کا شوہر لوہار تھا۔ نبی ﷺ ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے، انہیں پیار کرتے اور واپس لوٹ آتے۔ جب ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابراہیم میرا بیٹا ہے، وہ شیر خوارگی کی حالت میں فوت ہوگیا ہے، جنت میں دو دایہ اس کی مدت رضاعت پورا کرنے کے لیے اسے دودھ پلا رہی ہیں تاکہ دو سال مکمل ہو جائیں۔ کیونکہ ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کی عمر سولہ یا سترہ ماہ تھی۔ دو سال میں سے جو مدت باقی رہ گئی اسے پورا کرنے کے لیے وہ دونوں دایہ انہیں دودھ پلا رہی تھیں کیونکہ قرآن کی رو سے مدت رضاعت دو سال ہے۔ یہ ابراہیم رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ﷺ کے لیے اللہ کی طرف سے بطورِ اکرام تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:
- مُسْتَرْضَعا : له مرضعة.
- عَوَالِي المدينة : القرى التي عند المدينة.
- الظِئْر : هي التي ترضع ولد غيرها، وزوجها ظئر لذلك الرضيع، فلفظة الظئر تقع على الأنثى والذكر.
- قَيْنًا : حدادًا.

فوائد الحديث:
١. بيان كريم خلقه -صلى الله عليه وسلم- ورحمته للعيال والضعفاء، وفيه فضيلة رحمة العيال والأطفال وتقبيلهم.
٢. جواز أن ترضع المرأة ولد غيرها.
٣. بيان فضيلة إبراهيم ابن النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٤. وجود الجنة وأنها مخلوقة الآن.

المصادر والمراجع:
صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. إكمال المعلم بفوائد مسلم، عياض بن موسى اليحصبي السبتي، المحقق: يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ، ١٩٩٨م.
الرقم الموحد: (11188)

إن أَوْلَى الناس بالله من بَدَأَهُم بالسلام

لوگوں میں اللہ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے، جو ان میں سے سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔

١١١٤. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن أَوْلَى الناس بالله من بَدَأَهُمْ بالسلام». وفي رواية للترمذي: قيل: يا رسول الله، الرَّجُلان يَلْتَقِيَان أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بالسلام؟، قال: «أَوْلاهُمَا بالله تعالى».

١١١٤. حدیث :

اَبو اَمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگوں میں سے اللہ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے، جو ان میں سے سلام کرنے میں پہل کرتا ہے"۔ ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! جب دو افراد آپس میں ملتے ہیں، تو کون سلام میں پہل کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو دونوں میں اللہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

خَير الناس وأقربهم طاعة لله تعالى: من بادر إخوانه بالسلام؛ لأنه بادر إلى طاعة وسارع إليها رغْبَة بما عند الله تعالى، فكان أولى الناس وأطوعهم لله تعالى.

اجمالی معنی :

لوگوں میں سب سے بہتر اور اللہ کے اطاعت شعار وہ بندے ہیں، جو اپنے بھائیوں سے سلام میں پہل کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ کی اطاعت اور محبت کی طرف لپکنے والے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ایسے لوگ سب سے زیادہ اللہ کی قربت اور اطاعت کے حامل ہوتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: الرواية الأولى رواها أبو داود. الرواية الثانية رواها الترمذي.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أولى الناس بالله : أي: أحقهم بالقرب منه بالطاعة.

فوائد الحديث:

١. إن أقرب الناس من الله بالطاعة من بدأ أخاه بالسلام عند ملاقاته؛ لأنه السابق إلى ذِكْرِ الله والمبادر إلى تطييب نفس أخيه والمُذَكِّرِ له بِذِكْر الله.

٢. استحباب إفشاء السلام بين المسلمين، وأن ذلك سبيل لطاعة الله ومحبته والقرب منه سبحانه وتعالى.

٣. خيرُ المُتَلاقيين الذي يبدأ أخاه بالسلام.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل

مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - صحيح الجامع الصغير وزياداته :الألباني دار المكتب الإسلامي- بيروت لبنان.

الرقم الموحد: (3621)

إن بالمدينة لَرِجَالًا ما سِرْتُم مَسِيرًا، ولا قَطَعْتُم وَادِيًا، إلا كانوا مَعَكُم حَبَسَهم المرض

مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم نے طے کیا وہ (ہر ایک کے اجر میں) تمہارے ساتھ تھے، انہیں مرض نے تمہارے ساتھ آنے سے روک رکھا تھا۔

١١١٥. الحديث:

عن أبي عبد الله جابر بن عبد الله الأنصاري -رضي الله عنهما-، قال: كنا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في غَزَاةٍ، فقال: «إن بالمدينة لَرِجَالًا ما سِرْتُم مَسِيرًا، ولا قَطَعْتُم وَادِيًا، إلا كانوا مَعَكُم حَبَسَهم المرضُ». وفي رواية: «إلا شَرَكُوكُم في الأَجْرِ». وعن أنس - رضي الله عنه - قال: رجعنا من غزوة تبوك مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «إن أقواما خلفنا بالمدينة ما سلكنا شِعْبًا، ولا واديا، إلا وهم معنا؛ حبسهم العذر».

١١١٥. حدیث :

ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم نے طے کیا وہ (ہر ایک کے اجر میں) تمہارے ساتھ تھے، انہیں مرض نے تمہارے ساتھ آنے سے روک رکھا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس آ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ لوگ ہیں۔ ہم جس گھاٹی اور وادی میں بھی اترے وہ ہمارے ساتھ تھے۔ انہیں عذر نے روک لیا تھا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر -صلى الله عليه وسلم- عن رجال ما حبسهم عن الجهاد في سبيل الله عز وجل إلا المرض ونحوه من الأعذار، فيخبر أنه ما سار الغُزاة سيرا ولا قطعوا واديا ولا شِعبا إلا وكُتِبَ لهؤلاء ثواب ذلك العمل.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ ایسے لوگوں کے بارے میں بتا رہے ہیں جو کسی مرض یا اس طرح کی کسی اور مجبوری کی وجہ سے جہاد فی سبیل اللہ میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ بتا رہے ہیں کہ جہاد کرنے والے جتنا بھی چلے ہیں اور انہوں نے جس وادی اور گھاٹی کو بھی عبور کیا ہے ان کے اس عمل کا ثواب ان لوگوں کے لیے بھی لکھا گیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: حديث جابر -رضي الله عنه-: رواه مسلم. حديث أنس -رضي الله عنه-: رواه البخاري.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
أَنَس بن مالك -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- غزاة : غزوة.
- مسيرا : أي: سيرا أو في مكان سير.
- قطعتم واديا : سلكتموه.
- واديا : الوادي: مفرج ما بين جبال أو تلال أو آكام
- حبسهم : منعهم.
- شركوكم : شاركوكم.
- الأجر : الثواب.
- شِعْبًا : الطريق في الجبل.

فوائد الحديث:

١. من حبسه العذر كان كأولي الضرر.

٢. أن من صحت نيته، وعزم على فعل عمل صالح وتركه لعذر، أن له مثل أجر فاعله.

٣. ليس على أولي الضرر كالأعمى والمريض حرج.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. - تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4557)

إن رجالًا يَتَخَوَّضُون في مال الله بغير حق، فلهم النار يوم القيامة	کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے دن جہنم ہے
١١١٦. الحديث: عن خولة الأنصارية -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن رجالا يَتَخَوَّضُون في مال الله بغير حق، فلهم النار يوم القيامة».	**١١١٦. حدیث:** خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے: ''بلاشبہ کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے دن جہنم ہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عن أناس يتصرفون في أموال المسلمين بالباطل، وأنهم يأخذونها بغير حق، ويدخل في ذلك أكل أموال اليتامى وأموال الوقف من غير مستحقها وجحد الأمانات والأخذ بغير استحقاق ولا إذن من الأموال العامة، وأخبر -صلى الله عليه وسلم- أن جزاءهم النار بذلك يوم القيامة.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ کچھ لوگ مسلمانوں کے اموال میں ناجائز طور پر تصرف کرتے ہیں اور اسے ناحق لیتے ہیں۔ اسی میں کسی غیر حق دار شخص کا یتیموں کے مالوں اور وقف شدہ اموال کو کھانا، امانتوں کا انکار کرنا اور عوامی دولت (پبلک فنڈز) سے بغیر استحقاق یا اجازت کے لینا شامل ہے۔ نیز آپ ﷺ نے باخبر کیا ہے کہ ایسے لوگوں کی جزا قیامت کے دن جہنم ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: خولة الأنصارية -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يتخوضون في مال الله : يتصرفون في أموال المسلمين بالباطل.

فوائد الحديث:

١. يحرم على الإنسان أن يكتسب المال إلا من الوجه الحلال، لأن اكتسابه من الحرام من التخوض فيه والتصرف بالباطل.
٢. المال بيد المسلمين وبيد ولاتهم هو مال الله استخلفهم عليه لينفقوه في الطرق المشروعة، والتصرف فيه بالباطل حرام، وهذا عام في الولاة وغيرهم من سائر المسلمين.

المصادر والمراجع:

فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط، ١٤٢٢.

الرقم الموحد: (5331)

إن في الليل لساعة، لا يُوَافِقُهَا رجُلٌ مُسلم يَسأل الله تعالى خيرًا من أمْرِ الدنيا والآخرة، إلا أعْطَاه إياه، وذلك كُلَّ ليلة	رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جو کسی مسلمان آدمی کو میسر آجائے، وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے ضرور نوازتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے۔
١١١٧. الحديث: عن جابر -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إن في الليل لساعة، لا يُوَافِقُهَا رجُلٌ مُسلم يَسأل الله تعالى خيرًا من أمْرِ الدنيا والآخرة، إلا أعْطَاه إياه، وذلك كُلَّ ليلة».	**١١١٧. حدیث:** جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جو کسی مسلمان آدمی کو میسر آجائے، وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے ضرور نوازتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في كل ليلة ساعة يُستجاب فيها الدعاء، فلا يصادفها عبد مسلم لا يدعو فيها بمحرم إلا استجاب الله دعاءه، وهي ثلث الليل الآخر، كما في النصوص الصحيحة الأخرى.	**اجمالی معنی:** ہر رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ جو اگر کسی بندۂ مسلم کو مل جائے اور وہ اس میں حرام کے ماسوا کوئی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔ اور یہ رات کا آخری تہائی حصہ ہے، جیسا کہ دوسرے صحیح نصوص میں وارد ہوا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أسباب إجابة الدعاء وموانعه

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ساعة : فترة من الزمن.
- يوافقها : يصادفها.

فوائد الحديث:

١. الحث على القيام في الليل،أي ساعة من ساعاته.
٢. إثبات ساعة الإجابة في كل ليلة، وذلك في الثلث الأخير منها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان البكري -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (3625)

إن قلوب بني آدم كلها بين إصبعين من أصابع الرحمن، كقلب واحد، يصرفه حيث يشاء

بنی آدم کے دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے وہ سب ایک ہی دل ہو اور وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پلٹ دیتا ہے۔

١١١٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، يقول: «إنَّ قلوبَ بني آدم كلَّها بين إصبعين من أصابع الرحَّمن، كقلبٍ واحدٍ، يُصَرِّفُه حيث يشاء» ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ القلوبِ صَرِّفْ قلوبَنا على طاعتك».

١١١٨. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی آدم کے دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے وہ سب ایک ہی دل ہو اور وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پلٹتا رہتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ''اللھم مُصَرِّفَ القلوبِ صَرِّفْ قلوبَنا علی طاعتک'' ترجمہ: اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیرے رکھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الله -سبحانه وتعالى- متصرِّف في قلوب عباده وغيرها كيف شاء، لا يمتنع عليه منها شيء ولا يفوته ما أراده، فقلوب العباد كلها بين أصابعه سبحانه، يوجِّهها إلى ما يريد بالعبد بحسب القدر الذي كتبه الله عليه، ثم دعا النبي -صلى الله عليه وسلم-: «اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ القلوبِ صَرِّفْ قلوبَنا على طاعتك» أي: يا من تُقَلِّبُ القلوب وتوجِّهها حيث تشاء، وجِّه قلوبنا إلى طاعتك، وثبتها على هذه الطاعة، ولا يجوز تأويل الأصابع إلى القوة ولا القدرة ولا غيرها، بل يجب إثباتها صفة لله -تعالى- من غير تحريف ولا تعطيل ومن غير تكييف ولا تمثيل.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے بندوں اور دیگر مخلوقات کے دلوں میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ اس کی راہ میں اللہ کے سامنے کوئی شے بھی رکاوٹ نہیں بنتی اور نہ ہی جس کام کے کرنے کا وہ ارادہ رکھتا ہے وہ اس کی دسترس سے باہر ہوتا ہے۔ چنانچہ بندوں کے دل سارے کے سارے اللہ تعالی کی انگلیوں کے مابین ہیں۔ وہ بندے کے نوشتہ تقدیر کے مطابق اس سے جو چاہ رہا ہوتا ہے اس کی طرف اسے پھیر دیتا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے یہ دعا مانگی «اللھم مُصَرِّفَ القلوبِ صَرِّفْ قلوبَنا علی طاعتک»۔ ترجمہ: اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیرے رکھ۔ یعنی اے وہ ذات جو دلوں کو پھیرتی ہے اور انہیں جس طرف کرنا چاہتی ہے کر دیتی ہے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت میں لگا دے اور انہیں اس اطاعت پر ثابت قدم رکھ۔ انگلیوں کی قوت، قدرت یا کسی اور معنی کے ساتھ تاویل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ بغیر کسی تحریف و تعطیل اور بنا کسی تکییف و تمثیل کے اُس کا اللہ تعالی کی صفت کے طور پر اثبات کرنا واجب ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- مصرف : من التصريف أي التقليب والتحويل من حال إلى حال أخرى.

فوائد الحديث:

١. إثبات الأصابع لله تعالى من غير تحريف ولا تعطيل ومن غير تكييف ولا تمثيل

٢. إثبات القدر، وأن الله يوجِّه قلوب عباده حسب القدر الذي كتبه عليهم

٣. إدامة دعاء الله -تعالى- بالتثبيت على الهدى.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، المكتبة التجارية الكبرى – مصر، الطبعة: الأولى. صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة : علوي بن عبد القادر السَّقَّاف دار الهجرة الطبعة : الثالثة ، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م - صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة : علوي بن عبد القادر السَّقَّاف دار الهجرة الطبعة : الثالثة ، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م

الرقم الموحد: (6331)

إن لكل أمة أمينا، وإن أميننا -أيتها الأمة- أبو عبيدة بن الجراح

ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے میری امت! ہمارے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔

١١١٩. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إنَّ لكل أُمَّة أمِينًا، وإنَّ أمِيننا -أيتُها الأمة- أبو عُبيدة بن الجَرَّاح».

١١١٩. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے میری امت! ہمارے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في كل أمة من الأمم رجل أمين اشتهر بالأمانة أكثر من غيره، وأشهر هذه الأمة بالأمانة أبو عبيدة عامر بن الجراح -رضي الله عنه-، فإنه وإن كانت الأمانة صفة مشتركة بينه وبين الصحابة -عليهم الرضوان- ، لكن سياق الحديث يشعر بأنه يزيد عليهم في ذلك.

اجمالی معنی:

تمام امتوں میں سے ہر امت میں ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو امانت میں دوسروں سے زیادہ معروف ہوتا ہے۔ امانت کے لحاظ سے اس امت کے سب سے زیادہ مشہور شخص ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگرچہ ان میں اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں صفتِ امانت ایک مشترک صفت تھی تاہم حدیث کے سیاق سے یہ پتا چلتا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس صفت میں دوسروں سے بڑھ کر تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

فوائد الحديث:

١. دل هذا الحديث على فضل أبي عبيدة، وتفوقه على غيره بقدر زائد من الأمانة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، عام النشر: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م.

الرقم الموحد: (11190)

إن لكل أمة فتنة، وفِتنة أُمتي: المال

ہر امت کی آزمائش کسی نہ کسی چیز میں ہے اور میری امت کی آزمائش (فتنہ) مال میں ہے۔

١١٤٠. الحديث:

عن كعب بن عياض -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إن لكل أُمَّة فتنة، وفِتنة أُمَّتِي: المال».

١١٤٠. حدیث:

کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ "ہر امت کی آزمائش کسی نہ کسی چیز میں ہے اور میری امت کی آزمائش (فتنہ) مال میں ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال كعب بن عياض -رضي الله عنه-: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: (إن لكل أمة فتنة) وهي ما يمتحنون ويختبرون به من الأشياء. (وفتنة أمتي المال) لأنه مانع عن كمال المآل؛ فاللهو بالمال يشغل البال عن القيام بالطاعة وينسي الآخرة.

اجمالی معنیٰ:

کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ : "بے شک ہر امت کا کوئی فتنہ ہوتا ہے "فتنہ وہ چیزیں ہیں جو انسان کو گمراہی اور گناہوں میں ڈال دیتی ہیں۔ "اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔" کیوں کہ مال حصولِ اشیاء کی ہوس اور بہترین آخرت سے رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے اور مال کے ساتھ مشغول ہونا انسان کو اطاعت سے غافل کر دیتا ہے اور آخرت کو بھلا دیتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي في الكبرى وأحمد.

التخريج: كعب بن عياض -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فتنة : ما يمتحنون ويختبرون به.

فوائد الحديث:

١. بيان لما ابتلى الله به هذه الأمة، وهو المال حيث يظهر به صدق التزامهم وزكاة نفوسهم وتمسكهم بمنهجهم أو غير ذلك.
٢. شِدَّة ميل النفوس للمال وهو كما قال الله -تعالى-: (وتحبون المال حباً جماً. (الفجر : ٢٠).
٣. الحرص على المال والتعلق به سبب في فساد ذات البين؛ لأنه يورث الشح، والشح يفضي إلى تقطيع الأرحام.
٤. مما يجدر ذكره في هذا المقام نصيحة شيخ الإسلام ابن تيمية -رحمه الله- التي ذكرها في الوصية الصغرى : " ثم ينبغي له أن يأخذ المال بسخاوة نفس؛ ليبارك له فيه، ولا يأخذه بإشراف وهلع ، بل يكون المال عنده بمنزلة الخلاء الذي يحتاج إليه من غير أن يكون له في القلب مكانة، والسعي فيه إذا سعى كإصلاح الخلاء."

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيلياء الطبعة الأولى : ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ ١٩٧٧ م، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ ١٩٨٧م. التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه، مؤلف الأصل: محمد بن حبان أبو حاتم الدارمي البُستي، ترتيب: الأمير أبو الحسن علي بن بلبان بن عبد الله، علاء الدين الفارسي الحنفي، مؤلف التعليقات الحسان: أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: دار با وزير للنشر والتوزيع، جدة - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار

إحياء التراث العربي - بيروت. سنن الترمذي، المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. صحيح وضعيف سنن الترمذي، المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني، مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. مشكاة المصابيح، المؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب العمري أبو عبد الله التبريزي، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥. صحيح الجامع الصغير وزياداته، المؤلف: أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3736)

إن لكل نبي حواريا، وحواري الزبير

ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

١١٢١. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنهما- قال: قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «مَن يأتيني بخبر القوم؟» يوم الأحزاب. قال الزُّبير: أنا، ثم قال: «مَن يأتيني بخبر القوم؟»، قال الزُّبير: أنا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «إنَّ لكل نبي حَوَاريًّا، وحَوَاريَّ الزُّبير».

١١٢١. حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا: 'کون ہے جو دشمن کی خبر لائے گا؟''، حضرت زبیر نے فرمایا کہ میں ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: 'کون ہے جو دشمن کی خبر لائے گا۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر (بن عوام) ہیں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما كانت غزوة الأحزاب وجاءت قريش وغيرهم إلى المدينة؛ ليقاتلوا المسلمين، وحفر النبي صلى الله عليه وسلم الخندق، بلغ المسلمين أن بني قريظة من اليهود نقضوا العهد الذي كان بينهم وبين المسلمين، ووافقوا قريشا على حرب المسلمين، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من يأتيني بخبر بني قريظة؟ فقال الزبير بن العوام: أنا آتيك بخبرهم، ثم قال عليه الصلاة والسلام مرة أخرى: من يأتيني بخبر بني قريظة؟ فقال الزبير: أنا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم حينئذ: إن لكل نبي ناصرًا، وناصري هو الزبير.

اجمالی معنی:

جب غزوۂ احزاب ہوا اور قریش و دیگر قبائل مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے خندق کھدوائی تو اس وقت مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی کہ یہود کے قبیلہ بنو قریظہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف قریش کے ساتھ اتحاد کر لیا ہے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو بنو قریظہ کی خبر لائے گا؟ تو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ تک ان کی خبریں پہنچاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر دوسری مرتبہ پوچھا کہ میرے پاس بنو قریظہ کی خبر کون لائے گا؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں لاؤں گا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی ناصر (مددگار یا حواری) ہوتا ہے اور میرے مددگار زبیر ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- يوم الأحزاب : هو يوم الخندق، والأحزاب كانوا من قريش وغيرهم، وكان بنو قريظة نقضوا العهد الذي كان بينهم وبين المسلمين، ووافقوا قريشا على حرب المسلمين.
- حَوَاري : ناصري.

فوائد الحديث:

١. جواز سفر الرجل وحده، وأن النهي عن السفر وحده إنما هو حيث لا تدعو الحاجة إلى ذلك.

٢. جواز استعمال التجسس في الجهاد.

٣. فضيلة للزبير، وقوة قلبه، وصحة يقينه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، محمود بن أحمد بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، أحمد بن محمد القسطلاني القتيبي، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة ١٣٢٣ هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: ١٣٧٩هـ.

الرقم الموحد: (11192)

إن مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى: إذا لم تستح فاصنع ما شئت	اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرے۔
١١٢٢. الحديث: عن أبي مسعود الأنصاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إنَّ مما أدرَكَ الناسُ من كلام النبوة الأولى إذا لم تستحي فاصنعْ ما شِئْتَ».	**١١٢٢. حدیث:** حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إن مما أُثِرَ عن الأنبياء السابقين الوصية بالحياء, والحياء صفة في النفس تحمل الإنسان على فعل ما يجمل ويُزين، وترك ما يُدَنِّس ويشين، وهو من خصال الايمان فإذا لم يمنع المرءَ الحياءُ الذي هو من الإيمان من ارتكاب ما يشينه فما الذي سيمنعه؟	**اجمالی معنیٰ:** گزشتہ انبیاء کرام سے حیا کی وصیت کرنا منقول ہے۔ حیا انسان کے اندر ایک ایسی صفت ہوتی ہے جو انسان کو اچھے کاموں کے کرنے اور بُرے و عیب دار کاموں سے روکتی ہے۔ یہ ایمان کی خصلتوں میں سے ہے۔ اگر کسی انسان کو عیب دار کام کرنے سے حیا جوکہ ایمان کا ایک حصہ ہے مانع نہ ہو تو پھر اور کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من كلام النبوة الأولى : مما وصل إليهم من مبادئ الأنبياء والمأثور من كلامهم

فوائد الحديث:

١. فيه تهديد ووعيد لمنزوع الحياء، فإن الحياء يكف صاحبه عن ارتكاب القبائح، ودناءة الأخلاق، ويحثه على مكارم الأخلاق ومعاليها
٢. أن هذا مأثور عن الأنبياء المتقدمين
٣. أن الحياء هو الذي يجعل المرء المسلم يفعل ما يجمل ويزين، ويترك ما يدنس ويشين

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4559)

إن من إجلال الله -تعالى-: إكرام ذي الشيبة المسلم، وحامل القرآن غير الغالي فيه، والجافي عنه، وإكرام ذي السلطان المقسط

١١٢٣. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قَالَ: قالَ رسول اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «إنَّ مِنْ إِجْلاَلِ الله -تَعَالَى-: إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ المُسْلِمِ، وَحَامِلِ القُرْآنِ غَيرِ الغَالِي فِيه، وَالجَافِي عَنْه، وَإِكْرَام ذِي السُّلْطَان المُقْسِط».

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن مما يحصل به إجلال الله -سبحانه- وتعظيمه وتوقيره أمور ذكرت في هذا الحديث وهي: (إكرام ذي الشيبة المسلم): أي تعظيم الشيخ الكبير في الإسلام بتوقيره في المجالس والرفق به والشفقة عليه ونحو ذلك، وكل هذا من كمال تعظيم الله لحرمته عند الله. (وحامل القرآن): أي وإكرام حافظه وسماه حاملا لأنه محمول في صدره ولما تحمل من مشاق كثيرة تزيد على الأحمال الثقيلة، ويدخل في هذا الإكرام المشتغل بالقرآن قراءة وتفسيرا. وحامل القرآن الذي جاء ذكره في هذا الحديث النبوي، جاء تمييزه بوصفين: (غير الغالي): والغلو التشديد ومجاوزة الحد، يعني غير المتجاوز الحد في العمل به وتتبع ما خفي منه واشتبه عليه من معانيه وفي حدود قراءته ومخارج حروفه. وقيل الغلو: المبالغة في التجويد أو الإسراع في القراءة بحيث يمنعه عن تدبر المعنى. (والجافي عنه): أي وغير المتباعد عنه المعرض عن تلاوته وإحكام قراءته وإتقان معانيه والعمل بما فيه، وقيل في الجفاء: أن يتركه بعد ما علمه لا سيما إذا كان نسيه تساهلا وإعراضا. وآخر ما جاء الذكر النبوي بالاشتغال بإكرامه (ذي السُّلطان المقسط): أي صاحب

بوڑھے مسلمان کی توقیر کرنا، حامل قرآن کا توقیر کرنا جب کہ وہ قرآن میں غلو کرنے والا اور اس سے روگردانی کرنے والا نہ ہو اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا منجملہ طور پر اللہ کی تعظیم کرنا ہے۔

١١٢٣. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بوڑھے مسلمان کی توقیر کرنا، حامل قرآن کا احترام کرنا جب کہ وہ قرآن میں غلو کرنے والا اور اس سے روگردانی کرنے والا نہ ہو اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا منجملہ طور پر اللہ کی تعظیم کرنا ہے“۔

حدیث کا درجہ: حَسَن

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ چند امور ایسے ہیں جن سے اللہ کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے۔ ان امور کا ذکر اس حدیث میں ہے جو یہ ہیں: (إكرام ذي الشيبة المسلم): یعنی بڑی عمر کے مسلمان بزرگ کی تعظیم بایں طور کہ مجالس میں اس کی توقیر کرنا، اس سے نرمی اور شفقت بھرا معاملہ کرنا وغیرہ۔ یہ سب اللہ کی کامل طور پر تعظیم کرنے میں آتا ہے کیونکہ بوڑھے شخص کا اللہ کے نزدیک بہت احترام ہے۔ (وحامل القرآن): یعنی قرآن کے حافظ کا اکرام کرنا۔ اسے حامل قرآن کا نام اس لیے دیا گیا کیونکہ قرآن اس کے سینے میں ہوتا ہے اور اس لیے بھی کہ اس نے بہت مشقتیں برداشت کی ہوتی ہیں جو بڑے بڑے بوجھ سے بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ اس تعظیم کے دائرے میں وہ شخص بھی آتا ہے جو قرآن پڑھنے اور اس کی تفسیر میں مشغول رہتا ہے۔ وہ حامل قرآن جس کا اس حدیث میں ذکر آیا ہے اس کی دو امتیازی صفات بیان ہوئی ہیں: (غير الغالي): غلو کا معنی ہے سختی برتنا اور حد سے تجاوز کرنا۔ یعنی وہ حامل قرآن جو قرآن پر عمل کرنے میں اور اس کے معانی میں سے جو اس پر مخفی اور مشتبہ ہوں ان کی ٹوہ میں لگنے میں اور اس کی قرأت کی حدود اور حروف کے مخارج میں حد سے تجاوز نہ کرنے والا ہو۔ ایک قول کی رو سے غلو کا معنیٰ تجوید میں اور جلدی پڑھنے میں مبالغہ کرنا ہے بایں طور کہ یہ بات اس کے معانی پر غور و تدبر میں آڑے آ جائے۔ (والجافي عنه): یعنی اس سے دور نہ ہٹنے والا اور اس کی تلاوت اور اچھے انداز میں اسے پڑھنے، اس کے معانی میں مہارت حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے روگردانی نہ کرنے والا۔ ایک اور قول کی رو سے جفاء کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اس کا علم حاصل کرنے کے بعد اسے چھوڑ دے خاص طور پر جب کہ وہ سستی اور اعراض کرنے کی وجہ سے اسے بھول جائے۔ آخری شے جس کے اکرام کرنے کا

السلطة والمنصب الذي اتصف بالعدل، فإكرامه لأجل نفعه العام وإصلاحه لرعيته.	حدیث نبوی ﷺ میں ذکر آیا وہ عادل حکمران ہے۔ یعنی وہ صاحب اقتدار اور صاحب منصب جو عدل سے متصف ہو۔ اس کی عزت اس لیے ہے کیونکہ وہ سب کے لیے نفع بخش ہے اور اپنی رعایا کی بہتری کے لیے کام کرتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال القلوب
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- إِجْلاَلِ الله تَعَالَى : أي من تعظيمه وتبجيله.
- وَإِكْرَام ذِي : إكرام صاحب.
- ذِي الشَّيْبَةِ : الذي ابيضَّ شعره ونفد عمره في الإسلام والإيمان.
- وَحَامِلِ القُرْآنِ : قارئه، وسُمِي حاملًا لما تحمَّل في صدره منه أو ما تحمله من الدروس والمشقة في تفهمه والعمل بأحكامه وتدبره.
- الغَالِي : المتَجَاوِز الحدَّ في التَشدُّد والعمل به وتَتَبُّع ما خَفِي أو اشْتَبَه عليه من معانيه.
- الجَافِي : التارك للعمل به والهاجر لتلاوته.
- السُّلْطَان : أي الملك والتَسَلُّط.
- المُقْسِط : العادل.

فوائد الحديث:

١. استحباب إكرام المسلم المسن، والشيخ الكبير في الإسلام والحافظ للقرآن الكريم الفقيه العامل والإمام العادل.
٢. القصد والاعتدال في الأمر وعدم الغلو في القرآن أو الجفاء عنه.
٣. دين الله -تعالى- وسط بين الغالي فيه والجافي عنه.
٤. الغلو في الأمر مَهْلَكَة تنقطع بسببه الأعمال الصالحة.
٥. إكرام عباد الله الصالحين المصلحين يلُقي الجلال والمهابة على فاعل ذلك محتسبًا.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته للعظيم آبادي ط٣، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤١٥ هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ مشكاة المصابيح، للتبريزي. تحقيق الألباني. الناشر : المكتب الإسلامي - بيروت. الطبعة : الثالثة - ١٤٠٥ – ١٩٨٥

الرقم الموحد: (3032)

إنك امرؤ فيك جاهلية هم إِخْوَانُكُمْ وخَوَلُكُمْ جعلهم الله تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده، فليطعمه مما يأكل، وليلبسه مما يلبس، ولا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ

"بیشک تجھ میں ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو"۔

١١٢٤. الحديث:

عن المعرور بن سويد، قال: رأيت أبا ذر -رضي الله عنه- وعليه حلة وعلى غلامه مثلها، فسألته عن ذلك، فذكر أنه قد سابَّ رجلا على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَعَيَّرَه بأمه، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «إنك امْرُؤٌ فيك جاهلية هم إِخْوَانُكُمْ وخَوَلُكُمْ جعلهم الله تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده، فليُطعمه مما يأكل، وليُلْبِسْهُ مما يلبس، ولا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ ».

١١٢٤. حدیث:

حضرت معرور بن سوید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ عہد رسالت میں ایک دفعہ میری ایک صاحب سے کچھ گالی گلوچ ہو گئی تھی، چنانچہ انہوں نے ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "بے شک تجھ میں ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الحث على معاملة المماليك معاملة حسنة خاصة في الملبس والمأكل، وألا يكلفوهم فوق طاقتهم إلا إذا ساعدوهم في هذا التكليف، وفيه الوعيد الشديد لمن يعيرهم ويحقرهم؛ لأنهم إخوان لنا في الدين.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں غلاموں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے پر زور دیا گیا ہے خاص کر ان کے لباس اور کھانے کے معاملے میں اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ان کو ان کی طاقت سے زیادہ انہیں مکلف نہ بنایا جائے، تاہم سونپ بھی دیا تو اس کام میں ان کی مدد کرے۔ اور اس حدیث میں اس شخص کے لیے سخت وعید ہے جو دوسرے کو عار دلائے اور ان کو حقیر جانے، اس لیے کہ وہ ہمارے دینی بھائی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حُلَّة : ثوب مركب من ظهارة وبطانة من جنس واحد، وهو قطعتان.
- غلامه : مملوكه.

- مثلها : أي: حلة مثل حلته.
- فسألته عن ذلك : أي: عن سبب مساواته مع عبده في اللباس خلافاً لمألوف الناس من التفاوت بينهما.
- سابَّ : أي: شاتم.
- رجلاً : هو بلال –رضي الله عنه.–
- عهد : زمن.
- فَعَيَّره بأمه : نسب إليه القبح، حيث قال له : يا ابن السوداء.
- فيك جاهلية : أي: خلق من أخلاق الجاهلية.
- هُم : أي: الأرقاء.
- إِخْوَانُكُمْ : أي: في الدين.
- خَوَلُكُمْ : حشم الرجل وأتباعه، ويقع على العبد والأَمة.
- جعلهم الله : صيرهم.
- تحت أيديكم : تملكون التصرف بهم.
- مما يأكل : من جنس ما يأكل.
- تُكَلِّفُوهُمْ : تُلزموهم بما فيه كلفة.
- مَا يَغْلِبُهُمْ : ما يعجزون عنه.
- فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ : أي: ما يغلبهم.
- فَأَعِينُوهُمْ : أي: ليرتفع عنهم بعض التعب.

فوائد الحديث:

١. التحذير من التخلق بأخلاق الجاهلية كالعصبية والتفاخر بالأنساب.
٢. تحقيق المساواة في الإسلام وأنَّ الناس جميعاً أخوة، ولا تفاضل بينهم إلا بالتقوى.
٣. بيان أخطاء المدعو وتوجيهه.
٤. الحث على الإحسان إلى الخدم والعمال.
٥. حرص صحابة رسول الله على الاستجابة لمراد رسول الله –صلى الله عليه وسلم–، وتطبيق سنته على أنفسهم ومن يعولونهم
٦. كل ما كان من أمر الجاهلية فهو مذموم
٧. أن الرجل -مع فضله وعلمه ودينه- قد يكون فيه بعض هذه الخصال المسماة بجاهلية، ولا يوجب ذلك كفره ولا فسقه.
٨. النهي عن سب الرقيق وتعييرهم بمن ولدهم، والحث على الإحسان والرفق بهم، ويلتحق في الرقيق من في معناهم من أجير وغيره.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي-بيروت كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ

الرقم الموحد: (6407)

إنكم ستلقون بعدي أثرة فاصبروا حتى تلقوني على الحوض

میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ اس لیے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

١١٢٥. الحديث:

عن أسيد بن حضير وأنس بن مالك -رضي الله عنهما- أنَّ رجُلاً من الأنصار، قال: يا رسول الله، ألاَ تَستَعمِلُنِي كما استعمَلت فُلانًا، فقال: «إنَّكُم سَتَلقَون بَعدِي أَثَرَة فَاصبِرُوا حَتَّى تَلقَونِي على الحَوض».

١١٢٥. حدیث:

اسید بن حضیر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے عرض کیا : "یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ عامل بنا دیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ اس لیے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء رجلٍ إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وطلب منه أن يجعله عاملاً على منصب من المناصب كبقية الذين ولاهم، فأخبره النبي -عليه السلام- بأمر وهو أنه عليه وعلى أصحابه أن يصبروا على ما يلقونه من ظلم وجور في المستقبل من حكام ينفردون بالمال والخيرات دون رعيتهم، فأمرهم بالصبر حتى يردوا عليه حوضه -عليه السلام-.

اجمالی معنیٰ :

ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ﷺ اسے بھی کسی حکومتی منصب پر فائز کر دیں، جس طرح آپ ﷺ نے دیگر لوگوں کو حکومتی ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ وہ شخص اور آپ ﷺ کے صحابہ مستقبل میں حکام کی طرف سے پیش آنے والے ظلم وجور پر صبر کا مظاہرہ کریں، جو اپنی رعیت کو محروم رکھتے ہوئے تن تنہا مال و دولت پر قابض ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ آپ ﷺ نے انھیں صبر سے کام لینے کی تلقین کی، یہاں تک کہ وہ حوض پر آپ ﷺ سے آملیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه- أسيد بن حضير -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ألا : أداة عرض.
- تَستَعمِلُنِي : تُصيّرني عاملاً.
- فلانا : لفظ يُكَنَّى به عن اسم شخص ما، وهو خاص بالناس دون الحيوانات غالبا.
- الأَثَرَة : الانفراد بالشيء عمن له فيه حق.
- الحوض : الحوض المورود الذي خُصَّ به نبينا -صلى الله عليه وسلم- في الجنة.

فوائد الحديث:

١. معجزة النبي -صلى الله عليه وسلم- في الإخبار عما سيقع في المستقبل.
٢. الأفضل عدم طلب الولاية إلا إذا كان أهلا لها وليس من أحد ينافسه عليها.
٣. بُعد نظره -صلى الله عليه وسلم- وعدم ترشيحه أحدا لولاية لا يكون كفؤا لها.
٤. الصبر عند فساد الأمور، وعدم تولية أصحاب الكفاءة.

٥. أفاد قوله "سَتَلقَون بَعدِي أَثَرَة" نفي ظن السائل أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- آثر الذي ولاَّه عليه؛ فبيَّن -صلى الله عليه وسلم- أن ذلك لا يقع في زمانه، وأنه لم يخصه بذلك لذاته وإنما لمصلحة المسلمين وإن الاستئثار للحظ الدنيوي إنما يقع بعده.

٦. الصبر على ظلم الحاكم إذا استأثر بدنيا، وعدم الخروج عليه ما لم يأت بكفر بَوَاح.

٧. فيه بيان منقبة للأنصار وأنهم ممن يرد الحوض على رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. الشرح الممتع على زاد المستقنع، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3305)

إنكم لتعملون أعمالا هي أدق في أعينكم من الشعر، كنا نعدها على عهد رسول الله صلَّى الله عليه وسلَّم من الموبقات

تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہیں (تم اسے حقیر سمجھتے ہو، بڑا گناہ نہیں سمجھتے) جب کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان کاموں کو ہلاکت خیز کام شمار کرتے تھے۔

١١٢٦. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: «إنكم لتعملون أعمالا هي أَدَقُّ في أعينكم من الشَّعْرِ، كنا نَعُدُّهَا على عهد رسول الله - صلى الله عليه وسلم - من المُوبِقَاتِ».

١١٢٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہیں (تم اسے حقیر سمجھتے ہو، بڑا گناہ نہیں تصور کرتے) جب کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان کاموں کو ہلاکت خیز امور تصور کرتے تھے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خاطب الصحابي الجليل أنس بن مالك رضي الله عنه جماعة من المتساهلين في الأعمال قائلا: إنكم تستهينون ببعض المعاصي لعدم نَظَرِكم إلى عظم المعصي بها، فهي عندكم صغيرة جدا، أما عند الصحابة فكانوا يعدونها من المهلكات لعظم من يعصونه، ولشدة خوفهم ومراقبتهم ومحاسبتهم لأنفسهم.

اجمالی معنی:

جلیل القدر صحابی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا جو اعمال میں سستی برتتے ہیں کہ تم بعض گناہوں کو چھوٹا سمجھتے ہو کیونکہ ان کے ذریعے جس ذات کی معصیت کی جاتی ہے اس کی عظمت کی طرف تمہاری نظر نہیں جاتی چنانچہ تمہارے نزدیک یہ بہت چھوٹے ہوتے ہیں جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم انہیں ہلاک کر دینے والی اشیاء میں سے شمار کرتے تھے کیونکہ جس ذات کی معصیت ہوتی ہے اس کی عظمت سے وہ آگاہ تھے، اور ان میں بہت زیادہ خوف پایا جاتا تھا اور وہ اپنے آپ پر نظر رکھتے اور اپنی ذات کا محاسبہ کرتے رہتے تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أدق : أصغر.
- الموبقات : المهلكات.

فوائد الحديث:

١. الاستخفاف بالذنب يدل على قلة الخشية من الله تعالى، على العكس من استعظامه؛ فإنه يدل على كمال الخشية وعظيم المراقبة لله تعالى.
٢. أعلم الناس بالله تعالى بعد الأنبياء وأكملهم ورعا وأشدهم خشية هم أصحاب رسول الله رضي الله عنهم، فلقد كانوا يرون الأمور التي استهونها غيرهم من المهلكات؛ لعظم شهودهم جلال الله وكمال معرفتهم له.
٣. التحذير من ركون المرء إلى أعماله فيعجب بها ويستخف بالمعاصي، فإن محقرات الذنوب تحيط به، فيلقى الله ولا يقدر على الفكاك منها فتوبقه وتهلكه.
٤. فهم الصحابة لكتاب الله وسنة رسوله هو المعتبر؛ لأنه سبيل المؤمنين، فمن سار على نهجهم نجا، ومن حاد هلك وأهلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة،بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3300)

إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئ ما نوى	اعمال (کی قبولیت) کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔

١١٢٧. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إنما الأعمال بِالنيَّات، وإنما لكل امرئ ما نوى، فمن كانت هجرتُه إلى الله ورسوله فهجرتُه إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرتُه لدنيا يصيبها أو امرأةٍ ينكِحها فهجرته إلى ما هاجر إليه».

١١٢٧. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ جس کی ہجرت اللہ تعالی اور اس کے رسول کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اللہ تعالی اور اس کے رسول کے لیے ہے، اور جس کی ہجرت حصول دنیا کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا حديث عظيم الشأن, وقد عدّه بعض العلماء ثلث الإسلام, فالمؤمن يثاب بحسب نيته، وعلى قدر صلاحها، فمن كانت أعماله خالصة لله فهي مقبولة ولو كانت قليلة يسيرة بشرط موافقة السنة، ومن كانت أعماله رياء للناس وليست خالصة لله فهي مردودة وإن كانت عظيمة كثيرة. وكل عمل ابتُغِي به غير وجه الله, سواء كان هذا المُبتغى امرأة أو مالاً أو جاهًا أو غير ذلك من أمور الدنيا؛ فإن هذا يكون ردًّا على صاحبه, لا يقبله الله منه, إذ إن شرطي قبول العمل الصالح: أن يكون العمل خالصًا لله, وأن يكون موافقًا لهدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

یہ بہت عظیم الشان حدیث ہے۔ بعض علماء تو اسے تہائی اسلام گردانا ہے۔ مومن کو اس کی نیت اور اس کی درستگی کے مطابق ثواب دیا جاتا ہے۔ پس جس کے اعمال خالصتاً اللہ کے لیے ہوں، انہیں شرف قبولیت حاصل ہوگی اگرچہ وہ بہت تھوڑے اور ہلکے ہی کیوں نہ ہوں بشرطیکہ وہ سنت کے مطابق ہوں۔ اور جس کے اعمال لوگوں کو دکھانے کے لیے ہوں اور خالصتا اللہ کے لیے نہ ہوں تو وہ رد کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ بہت بڑے اور بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ہر وہ عمل جس سے اللہ کی رضا کے بجائے کچھ اور مقصود ہو چاہے یہ مقصود کوئی عورت ہو یا پھر مال وجاہ یا امورِ دنیا میں سے کچھ اور تو اسے صاحب عمل پر رد کر دیا جاتا ہے اور اس کا یہ عمل اللہ قبول نہیں فرمائے گا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ نیک عمل کی قبولیت کی دو شرائط ہیں: ایک تو یہ کہ عمل خالصتاً اللہ کے لیے ہو اور دوسرا یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے موافق ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأعمال : أي الأعمال الشرعية المفتقرة إلى النية
- بالنيات : جمع نية، وهي عزم القلب، واصطلاحا: القصد للعمل تقربا لله.
- امرئ : المرء: الإنسان.
- وإنما لكل امريء ما نوى : فمن نوى بعمله شيئا حصل له ما نواه.
- هجرته : انتقاله من دار الشرك إلى دار الإسلام

• إلى الله ورسوله : بأن يكون قصده بالهجرة طاعة الله عز وجل ورسوله صلى الله عليه وسلم.
• فهجرته إلى الله ورسوله : ثوابا وأجرا
• لدنيا : من الدنو، أي: القرب. سميت بذلك لسبقها للأخرى، أو لدنوها إلى الزوال، وهي ما على الأرض مع الهواء والجو مما قبل قيام الساعة. وقيل: المراد بها هنا المال بقرينة عطف المرأة عليها.
• يصيبها : يُحَصِّلُها
• ينكحها : يتزوجها
• فهجرته إلى ما هاجر إليه : كائنا ما كان

فوائد الحديث:

١. الحث على الإخلاص، فإن الله لا يقبل من العمل إلا ما ابتغي به وجهه
٢. الأفعال التي يتقرب بها إلى الله عز وجل إذا فعلها المكلف على سبيل العادة لم يترتب الثواب على مجرد ذلك الفعل وإن كان صحيحا، حتى يقصد بها التقرب إلى الله
٣. فضل الهجرة إلى الله ورسوله، وأنها من الأعمال الصالحة؛ لأنها يقصد بها الله.
٤. هذا الحديث أحد الأحاديث التي عليها مدار الإسلام، ولهذا قال العلماء: مدار الإسلام على حديثين: هما هذا الحديث، وحديث عائشة: "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلِيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدّ" فهذا الحديث عمدة أعمال القلوب، فهو ميزان الأعمال الباطنة، وحديث عائشة: عمدة أعمال الجوارح
٥. يجب تمييز العبادات بعضها عن بعض، والعبادات عن المعاملات، وأنه لا يفرِّق بين الأعمال المتشابهة في الصورة إلا النية.
٦. العمل الخالي عن القصد لغوٌ لا يترتب عليه حكم ولا جزاء.
٧. من أخلص في عمله حصل له مراده حكماً وجزاءً، فعمله يكون صحيحاً، ويترتب عليه الثواب إذا تحققت شروط العمل.
٨. حبوط العمل بعدم الإخلاص لله.
٩. تحقير الدنيا وشهواتها لقوله: (فهجرته إلى ما هاجر إليه) حيث أبهم ما يحصل لمن هاجر إلى الدنيا، بخلاف من هاجر إلى الله ورسوله فإنه صرح بما يحصل له، وهذا من حسن البيان وبلاغة الكلام.

المصادر والمراجع:

-1التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ ٢- شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. ٣- فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. ٤- الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. ٥- شرح الأربعين النووية، للشيخ صالح آل الشيخ، دار الحجاز، الطبعة الثانية، ١٤٣٣هـ. ٦- الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. ٧- الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. ٨- صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه. ٩- صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. ١٠-تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (4560)

إنما مثل الجليس الصالح وجليس السوء، كحامل المسك، ونافخ الكير

اچھے ہم نشیں اور برے ہم نشیں کی مثال بعینہ ایسی ہی ہے جیسے کہ عطر فروش اور بھٹی پھونکنے والا۔ عطر فروش یا تو تمہیں عطر تحفے میں دے دے گا یا پھر تم اس سے وہ خرید لوگے یا (کم از کم) تمہیں اس سے خوش بو تو آئے گی۔ جب کہ بھٹی میں پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلاڈالے گا یا پھر تمہیں اس سے بد بو آئے گی۔

١١٢٨. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- مرفوعًا: «إنما مَثَلُ الجَلِيسِ الصالح وجَلِيسِ السُّوءِ، كَحَامِلِ المِسْكِ، ونَافِخِ الكِيرِ، فَحَامِلُ المِسْكِ: إما أنْ يُحْذِيَكَ، وإما أنْ تَبْتَاعَ منه، وإما أن تجد منه رِيحًا طيبةً، ونَافِخُ الكِيرِ: إما أن يحرق ثيابك، وإما أن تجد منه رِيحًا مُنْتِنَةً».

١١٢٨. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اچھے ہم نشیں اور برے ہم نشیں کی مثال بعینہ ایسی ہی ہے، جیسے کہ عطر فروش اور بھٹی پھونکنے والا۔ عطر فروش یا تو تمھیں عطر تحفے میں دے دے گا یا پھر تم اس سے خرید لوگے یا (کم از کم) تمھیں اس سے خوش بو تو آئے گی ہی۔ جب کہ بھٹی میں پھونکنے والا یا تو تمھارے کپڑے جلاڈالے گا یا پھر تمھیں اس سے بد بو آئے گی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حَثَّ رسولنا -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث المسلم على ضرورة اختيار الصحبة الطيِّبة، فأخبر -عليه الصلاة والسلام- أن مثل الجليس الصالح كحامل المسك: إما يعطيك منه مجانا، وإما أن تشتري منه، وإما أن تجد منه رائحة طيبة، أما الجليس السوء والعياذ بالله فإنه كنافخ الكير: إما أن يحرق ثيابك بما يتطاير عليك من شرر النار، وإما أن تجد منه رائحة كريهة.

اجمالی معنیٰ:

ہمارے پیارے رسول ﷺ نے اس حدیث میں اچھی صحبت اپنانے کی ترغیب دی اور بتایا کہ اچھے ہم نشیں کی مثال عطر فروش کے جیسی ہے۔ یا تو وہ مفت میں آپ کو خوش بو دے دیتا ہے یا پھر آپ اس سے خوش بو خرید لیتے ہیں یا پھر آپ کو اس سے ویسے ہی خوشبو آتی رہتی ہے۔ جب کہ برا ہم نشیں بھٹی میں پھونکنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ یا تو اڑاڑ کر آپ پر گرنے والی چنگاریوں سے وہ آپ کے کپڑے جلاڈالتا ہے یا پھر آپ کو اس سے ناگوار بد بو آتی رہتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المِسْك : الطِّيب المعروف.
- الكِير : جِرَاب من جلد ينفخ به الحدَّاد النار.
- تَبْتَاعَ : تشتري.
- يُحْذِيَك : يعطيك.
- مُنْتِنَة : قبيحة متغيرة.

فوائد الحديث:

١. جواز ضرب الأمثال لتقريب المعنى للسامع.
٢. جواز بيع المسك والحكم بطهارته.
٣. الترغيب في مجالسة من تُفِيد مجالسته فيهما، ويتبع ذلك انتقاء الأصدقاء.
٤. النهي عن مجالسة من تؤذي مجالسته في الدنيا والدين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٩هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3127)

إني سَألت ربي، وَشَفَعْتُ لأُمَّتِي، فأعطَاني ثُلُثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ ساجدًا لرَبِّي شكرًا، ثم رفَعْتُ رأسي، فَسَألْتُ رَبِّي لأُمَّتِي، فأعطاني ثُلُثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ ساجدًا لرَبِّي شكرا، ثم رفَعْتُ رأسي، فَسَألْتُ رَبِّي لأُمَّتِي، فأَعطاني الثُّلثَ الآخر، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے ارادے سے نکلے، ہم عزورا مقام کے قریب تھے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اتر گئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کچھ دیر اللہ تعالیٰ سے دست بدعا رہے، پھر سجدے میں گر پڑے اور بڑی دیر تک سجدے میں رہے، پھر کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا کی، پھر سجدے میں گر پڑے اور دیر تک سجدے میں رہے۔ آپ ﷺ نے ایسا تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے اپنی امت کے لیے سفارش کی، تو اس نے مجھے ایک تہائی امت دے دی، میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوگیا، پھر سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے دعا کی، تو اس نے مجھے اپنی امت کا ایک تہائی اور دے دیا، میں پھر اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہوگیا، پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے اپنے رب کے سامنے دست سوال دراز کیا، تو اس نے باقی ماندہ ایک تہائی بھی مجھے دے دیا، تو میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہوگیا“۔ اس حدیث کو امام ابوداود نے روایت کیا ہے۔

١١٢٩. الحديث:

عن سعد بن أبي وَقَّاص -رضي الله عنه- قال: خرجنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من مكة نُريد المدينة، فلمَّا كنَّا قريبا من عَزْوَرَاءَ نَزل ثم رفع يديه فَدَعَا الله سَاعة، ثم خَرَّ ساجدا، فَمَكَثَ طويلا، ثم قام فرفع يديه ساعة، ثم خَرَّ ساجدا - فعله ثلاثا - وقال: «إني سَألت ربي، وَشَفَعْتُ لأُمَّتِي، فأعطَاني ثُلُثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ ساجدا لرَبِّي شكرًا، ثم رفَعْتُ رأسي، فَسَألْتُ رَبِّي لأُمَّتِي، فأعطاني ثُلُثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ ساجدًا لرَبِّي شكرا، ثم رفَعْتُ رأسي، فَسَألْتُ رَبِّي لأُمَّتِي، فأَعطاني الثُّلثَ الآخر، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي».

١١٢٩. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے ارادے سے نکلے، ہم عزورا مقام کے قریب تھے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اتر گئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کچھ دیر اللہ تعالیٰ سے دست بدعا رہے، پھر سجدے میں گر پڑے اور بڑی دیر تک سجدے میں رہے، پھر کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا کی، پھر سجدے میں گر پڑے اور دیر تک سجدے میں رہے۔ آپ ﷺ نے ایسا تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے اپنی امت کے لیے سفارش کی، تو اس نے مجھے ایک تہائی امت دے دی، میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوگیا، پھر سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے دعا کی، تو اس نے مجھے اپنی امت کا ایک تہائی اور دے دیا، میں پھر اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہوگیا، پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے اپنے رب کے سامنے دست سوال دراز کیا، تو اس نے باقی ماندہ ایک تہائی بھی مجھے دے دیا، تو میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہوگیا“۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

قال سعد -رضي الله عنه-: خرجنا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- من مكة ذاهبين إلى المدينة، فلما كنا قريبين من موضع بين مكة والمدينة يقال له عزوراء نزل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن راحلته، ثم رفع يديه فدعا الله -سبحانه وتعالى- ساعة، ثم سقط بعزمة ساجدا، وأطال في سجوده، ثم قام من سجوده فرفع يديه للدعاء ساعة مرة أخرى، ثم خر ساجدا لله -عزّ وجل-، ففعل ذلك ثلاث مرات، وقال: إني سألت ربي -سبحانه وتعالى- وشفعت لأمتي، فأعطاني بالدعاء الأول أن يدخل ثلث أمتي الجنة، فخررت ساجدا لربي -عز وجل- شكرا، ثم رفعت رأسي من سجدة الشكر، فسألت ربي وشفعت لأمتي؛ فأعطاني ثلث أمتي أن يدخلوا الجنة، فخررت ساجدا لربي شكرا، ثم رفعت رأسي من السجدة الثانية، فسألت ربي وشفعت لأمتي فأعطاني الثلث الآخر أن يدخلهم الجنة، فخررت ساجدا لربي سجدة ثالثة شكرا له -سبحانه-.

اجمالی معنی :

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے ارادے سے نکلے، جب ہم مکے اور مدینے کے درمیان ایک مقام کے قریب تھے، جسے عزورا کہا جاتا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سے اتر گئے، پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کچھ دیر اللہ تعالیٰ سے دست بدعا رہے، پھر سجدے میں گر پڑے اور بڑی دیر تک سجدے میں پڑے رہے، پھر کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا کی، پھر سجدے میں گر پڑے اور دیر تک سجدے میں پڑے رہے۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی تین مرتبہ کیا اور فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے اپنی امت کے لیے سفارش کی، تو اللہ عز وجل نے میری پہلی دعا قبول کر لی، وہ یہ کہ میری ایک تہائی امت کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوگیا۔ پھر سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی امت کا ایک تہائی اور دے دیا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لیے میں پھر سجدہ ریز ہوگیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے اپنے رب سے پھر دست سوال دراز کیا، تو اللہ تعالیٰ نے جو ایک تہائی باقی بچا تھا، اسے بھی مجھے دے دیا کہ وہ جنت مین داخل ہوں گے۔ تو اپنے رب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میں تیسری مرتبہ سجدہ ریز ہوگیا"۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > آداب الدعاء

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عزوراء : اسم موضع قريب من مكة.
- نزل : توقف عن السير ونزل عن راحلته.
- ساعة : فترة من الزمن.
- خر ساجدًا : هبط بنشاط إلى الأرض بقصد السجود.
- مكث : أقام في سجوده.
- شفعت : من الشفاعة، وهي: السؤال عن التجاوز عن الذنوب والجرائم.

فوائد الحديث:

١. استحباب سجود الشكر عند حصول نعمة أو اندفاع نقمة له أو لغيره.
٢. يستحب تكرار سجود الشكر، كلما تجددت النعمة أو اندفعت نقمة.
٣. شفقته -صلى الله عليه وسلم- على أمته.
٤. مزيد فضل الله -تعالى- على النبي -صلى الله عليه وسلم- وعلى أمته.
٥. أن الطهارة ليس شرطا في سجود الشكر؛ لأن الإخبار بما يُسَرُّ يغلب عليه عُنْصر المُفاجأة، فإن ذهب وتطهر فات محله.
٦. بشارة بأن جميع المؤمنين لا يخلدون في النار

٧. استحباب رفع اليدين عند الدعاء.

٨. أن سجدة الشكر على الفور، أي: عند سماع الخبر، فإن تأخَر عن السجود بما يُعَدُّ فاصلاً فلا تُشرع حينئذ لفوات محلها.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧ه. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين: تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله التبريزين، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. تطريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3708)

إني قد رأيت الأنصار تصنع برسول الله -صلى الله عليه وسلم- شيئًا آليت على نفسي أن لا أصحب أحدًا منهم إلا خدمته

میں نے انصار کو دیکھا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ ایسا کرتے تھے کہ میں نے قسم کھالی کہ جب ان میں سے کسی کی صحبت نصیب ہوگی، میں اس کی خدمت کروں گا۔

١١٣٠. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: خَرَجتُ معَ جَرِير بنِ عَبدِ الله البَجَلِي -رضي الله عنه- في سَفَرٍ، فَكَانَ يَخْدُمُنِي، فقُلتُ لَهُ: لا تفْعَل، فقال: إِنِّي قَدْ رَأَيتُ الأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- شَيئًا آلَيتُ عَلَى نَفْسِي أَنْ لاَ أَصْحَبَ أَحدًا مِنْهُم إِلاَّ خَدَمْتُه.

١١٣٠. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر پر تھا۔ وہ میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ ایسا نہ کرو، تو انھوں نے کہا: میں نے انصار کو دیکھا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ ایسا کرتے تھے کہ میں نے قسم کھالی کہ جب مجھے ان میں سے کسی کی صحبت نصیب ہوگی، میں اس کی خدمت کروں گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- فيه أنه -رضي الله عنه- كان في سفر فجعل يخدم رفقته وهم من الأنصار، ومنهم أنس -رضي الله عنه- وهو أصغر سنًّا منه، فقيل له في ذلك، يعني: كيف تخدمهم وأنت صاحب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ فقال: إني رأيت الأنصار تصنع برسول الله -صلى الله عيه وسلم- شيئًا؛ حلفت على نفسي ألا أصحب أحدا منهم إلا خدمته، وهذا من إكرام من يكرم النبي -صلى الله عليه وسلم-، فإكرام أصحاب الرجل إكرام للرجل، واحترامهم احترام له، ولهذا جعل -رضي الله عنه- إكرام هؤلاء من إكرام النبي -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ وہ ایک سفر میں تھے۔ دوران سفر وہ اپنے ساتھ موجود انصار کی خدمت کرنے لگے۔ ان میں انس رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو عمر میں ان سے چھوٹے تھے۔ چنانچہ ان سے کہا گیا کہ آپ صحابئ رسول ہونے کے باوجود ان کی خدمت کیوں کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: میں نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا (عقیدت مندانہ) برتاؤ کرتے ہوئے دیکھا تھا کہ دل میں قسم اٹھالی تھی کہ مجھے ان میں سے جو بھی ملے گا، میں اس کی خدمت اسی طرح کروں گا۔ یہ اس کا اکرام ہے، جو رسول اللہ ﷺ کا اکرام کرتا تھا۔ کسی کے دوستوں کا اکرام درحقیقت اسی کا اکرام اور ان کا احترام اصل میں اسی کا احترام ہوتا ہے۔ اسی لیے جریر رضی اللہ عنہ نے انصار کے اکرام کو نبی کریم ﷺ کا اکرام سمجھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَكَانَ يَخْدُمُنِي : كان جَرِير بنِ عَبدِ الله البَجَلِي -رضي الله عنه- يخدم أنساً مع صِغَر سنِّه عنه.
- الأَنْصَارَ : اسم خاصٌّ يطلق على أولاد الأوس والخزرج، وهو اسم إسلامي.
- آلَيتُ : أقسمت.

فوائد الحديث:

١. تواضع صحابة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وفضلهم.

٢. توقير الكبير واحترامه.

٣. فضائل الأنصار وسبقهم وخدمتهم لرسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

٤. تواضع جرير -رضي الله عنه- وفضيلته، وإكرامه للنبيّ -صلى الله عليه وسلم- وإحسانه إلى من انتسب إلى قومٍ أحسنوا إليه مع أن جرير كان سيدًا في قومه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3043)

إني لا آلو أن أُصَلِّيَ بكم كما كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي بنا

جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے میں بالکل اسی طرح تمھیں نماز پڑھانے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑتا

١١٣١. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- أنه قال: «إني لا آلو أن أُصَلِّيَ بكم كما كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي بنا، قال ثابت فكان أَنَس يصنع شيئا لا أراكم تصنعونه: كان إذا رفع رأسه من الركوع انْتَصَبَ قائما، حتى يقول القائل: قد نَسِيَ، وإذا رفع رأسه من السَّجْدَةِ مكث، حتى يقول القائل: قد نَسِيَ».

١١٣١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ''جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے میں بالکل اسی طرح تمھیں نماز پڑھانے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑتا۔ ثابت نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ ایک ایسا عمل کرتے تھے جسے میں تمہیں کرتے نہیں دیکھتا۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ بھول گئے ہیں اور اسی طرح جب وہ سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے (تو دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک) ٹھرتے تھے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ وہ بھول گئے ہیں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان أنس -رضي الله عنه- يقول إني سأجتهد فلا أقصر أن أصلي بكم كما كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي بنا، لتقتدوا به، فتصلوا مثله. قال ثابت البناني: فكان أنس يصنع شيئا من تمام الصلاة وحسنها، لا أراكم تصنعون مثله،كان يطيل القيَام بعد الركوع، والجلوس بعد السجود، فكان إذا رفع رأسه من الركوع انتصب قائما حتى يقول القائل -من طول قيامه- قد نَسيَ أنه في القيام الذي بين الركوع والسجود، وإذا رفع رأسه من السجدة مكث حتى يقول القائل -من طول جلوسه-: قد نسي أيضا.

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ تمہیں ویسے ہی نماز پڑھاؤں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے تاکہ تم اس کی پیروی کر سکو اور اسی جیسی نماز پڑھو۔ ثابت بنانی کہتے ہیں کہ: انس رضی اللہ عنہ نماز کی خوبصورتی اور اتمام میں ایک ایسا عمل کرتے تھے جسے میں تمہیں کرتے نہیں دیکھتا، جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو دیر تک کھڑے رہتے تھے اور سجدوں کے بعد دیر تک بیٹھے رہتے۔ چنانچہ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپ کے طولِ قیام کی وجہ سے کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں کہ آپ رکوع اور سجود کے درمیان کے قیام میں ہیں، اور اسی طرح جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو (دونوں سجدوں کے درمیان) اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ آپ کے طولِ جلوس کی وجہ سے کہنے والا کہتا کہ بھول گئے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- لا آلُو : لا أقصر والغرض حث الناس على الأخذ بما يفعل.
- لا أراكم : الخطاب لأهل زمان ثابت الذين كانوا يخففون القيام بعد الركوع والجلوس بين السجدتين.
- انتصب : وقف.
- نَسِيَ : ذهل عن الهوي إلى السجود أو السجدة الأولى.

- مكث : بقي جالسا.
- الركوع : انحناء الظهر.
- السجدة : الهوي إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- يقول القائل : يظن المأموم أنه قد نَسِيَ.

فوائد الحديث:

١. مشروعية تطويل القيام بعد الركوع، وتطويل الجلوس بعد السجود، وأنه فعل النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٢. حرص الصحابة على التمسك بالسنة، وحث الناس عليها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦ه. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الأولى، ١٣٨١ه. صحيح البخاري، لأبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (3227)

إِيَّاكم والحسد، فإن الحسد يأكل الحسنات، كما تأكل النار الحطب	حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔
١١٣٢. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه مرفوعاً: «إِيَّاكم والحسدَ، فإن الحسد يأكل الحسناتِ، كما تأكل النارُ الحَطَبَ».	**١١٣٢. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے"۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: الحديث فيه تحذير من الحسد، وأن وجوده يذهب الحسنات، ويبطل ثوابها، كما تأكل النار الحطب فتجعله رمادًا.	**اجمالی معنی:** اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الحسد : تمني زوال النعمة عن المحسود.

فوائد الحديث:

١. تحريم الحسد، وأنه من الكبائر؛ لأنه يذهب بالحسنات ويبطلها بسرعة.

٢. الحسد الذي نهى عنه هو أن يرى نعمة الله عند آخر، فيتمنى زوالها منه، فهذا هو الحسد المذموم.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط ١ ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.

الرقم الموحد: (5342)

إيَّاكم والظنَّ, فإن الظنَّ أكذب الحديث	گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔
١١٣٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-قال: «إيَّاكم والظنَّ, فإن الظنَّ أكذبُ الحديث».	**١١٣٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث تحذير من الظن الذي لم يُبن على دليل، بحيث يعتمد الإنسان على هذا الظن المُجرد ويبني عليه الأحكام، وأن هذا من مساوئ الأخلاق، وأنه من أكذب الحديث لأن الظان إذا اعتمد على ما لا يُعتمد عليه وجعله أصلا وجزم به صار كذبا بل أشد الكذب.	**اجمالی معنی:** حدیث میں ایسے گمان سے منع کیا ہے جو کسی دلیل پر قائم نہ ہو بایں طور کہ انسان صرف اس گمان پر تکیہ کرتے ہوئے اس پر احکام کی بنیاد رکھے۔ حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ یہ ایک بری اخلاقی صفت ہے اور جھوٹی ترین بات ہے کیونکہ گمان کرنے والا جب کسی ایسی بات پر اعتماد کرتا ہے جس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور اسے بنیاد بنا کر اس پر یقین کرتا ہے تو یہ جھوٹ ہوتا ہے بلکہ بہت ہی شدید قسم کا جھوٹ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- إياكم والظن : أسلوب تحذير، ومعناه: حذروا أنفسكم من الظن، واحذروا الظن.
- الظن : هو التهمة، وهو ظن السوء بالمسلم من غير برهان.

فوائد الحديث:

١. التحذير من الظن الذي لم يُبن على دليل.
٢. لا يضر الظن السيء بمن ظهرت منه علاماته، كأهل السوء والفسوق.
٣. المراد التحذير من التهمة التي تستقر في النفس، ومن الإصرار عليها، أما ما يعرض في النفس ولا يستقر فهذا لا يُكلف به.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط ١، ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م.
صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (5332)

أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلى اللهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ	اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔
١١٣٤. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلى اللهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ».	**١١٣٤. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إن الله -تبارك وتعالى- يبغض شديد الخصومة ودائم الخصومة الذي لا يقبل الانقياد للحق.	**اجمالی معنی:** اللہ تبارک و تعالیٰ کو وہ شخص ناپسند ہے جو سخت جھگڑالو ہو اور ہمیشہ لڑتا ہی رہے اور حق کو قبول نہ کرے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الألد : الأَلَدّ هو الشديد الخصومة، الذي لا يقبل الحق ويدعي الباطل.
- الخَصِم : أي دائم الخصومة أو شديد الخصومة، فهو يخصم غيره بالباطل.

فوائد الحديث:

١. أن الله -تعالى- يبغض الرجل كثير الخصومة والجدل.
٢. أن الذي يحاج عن حق له وهو مظلوم بطريق الحجاج الشرعي، وأصول المرافعات الشرعية، فهذا لا بأس به، ولا تدخل في باب الخصومات المذمومة.
٣. أن الإنسان إذا خاصم فإنه لابد أن تكون عنده بينة، ليتوصل إلى حقه، ولا يشد في الخصومة.
٤. (أبغض الرجال) هذا من باب التغليب وإلا فإن المرأة مثل الرجل في الحكم.
٥. أن الذي يغلب غيره ويخصمه لكن بالحق فهذا حق وصاحبه محبوب عند الله غير مبغوض.
٦. في الحديث إثبات صفة البغض لله -عزو جل- على الوجه اللائق به -سبحانه.-

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة . فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5474)

أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا، فقال: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فقال اللهُ تبارك وتعالى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ له رَبًّا يَغْفِرُ الذَنبَ، ويَأْخُذُ بالذَّنْبِ

ایک بندے نے گناہ کیا، پھر کہنے لگا: اے اللہ! میرا گناہ معاف کردے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو معاف کر دیتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے

١١٣٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- فيما يَحْكِي عن ربه تبارك وتعالى، قال: «أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا، فقال: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فقال اللهُ تبارك وتعالى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ له رَبًّا يَغْفِرُ الذَنبَ، ويَأْخُذُ بالذَّنْبِ، ثم عَادَ فَأَذْنَبَ، فقال: أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فقال تبارك وتعالى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ له رَبًّا، يَغْفِرُ الذَّنْبَ، ويَأْخُذُ بالذَّنْبِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي فَلْيَفْعَلْ ما شَاءَ»

١١٣٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے رب تبارک و تعالی سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا کہ: ایک بندے نے گناہ کیا، پھر کہنے لگا: اے اللہ! میرا گناہ معاف کر دے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو معاف کر دیتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ اس بندے نے پھر دوبارہ گناہ کیا اور کہنے لگا کہ: اے رب! میرا گناہ معاف کر دے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو بخش دیتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ چنانچہ وہ جو چاہے کرے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إذا فعل العبد ذنبا، ثم قال: اللَّهُمَّ اغفر لي ذنبي، يقول الله تبارك وتعالى: فعل عبدي ذنبا، فعلم أن له ربا يغفر الذنب، فيستره ويتجاوز عنه، أو يعاقب عليه، ثم عاد فأذنب، فقال: يا رب اغفر لي ذنبي، فقال الله تبارك وتعالى: فعل عبدي ذنبا، فعلم أن له ربا يغفر الذنب، فيستره ويتجاوز عنه، أو يعاقب عليه، قد غفرت لعبدي، فليفعل ما شاء من الذنوب ويتبعها بالتوبة الصحيحة، فما دام يفعل هكذا، يذنب ويتوب أغفر له، فإن التوبة تهدم ما قبلها.

اجمالی معنی:

جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے، پھر کہتا ہے: اے اللہ! میرا گناہ بخش دے، تو اس پر اللہ تبارک و تعالی فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو معاف کر دیتا ہے، اس کی ستر پوشی کرتا ہے اور اس سے درگزر کرتا ہے یا پھر اس پر سزا دیتا ہے۔ پھر وہ بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے رب! میرا گناہ بخش دے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالی کہتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو معاف کر دیتا ہے، اس کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اس سے درگزر کرتا ہے (اور اگر چاہے تو) اس پر سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ تو وہ جو چاہے گناہ کرے اور اس کے بعد سچی توبہ کر لے۔ تو جب تک وہ ایسا کرتا رہے کہ گناہ کر کے توبہ کرتا رہے تو میں اسے معاف کرتا رہوں گا۔ کیوں کہ توبہ اپنے ماقبل گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يغفر الذنب : أي: يستره، ويتجاوز عنه.
- يأخذ بالذنب : أي: يعاقب عليه إن شاء.
- فليفعل ما شاء : أي: ما دام يفعل هكذا، يذنب ويتوب أغفر له، فإن التوبة تهدم ما قبلها.

فوائد الحديث:

١. عظيم فضل الله ورحمته على عباده ما داموا يعتقدون أن ربهم بيده مقاليدهم إن شاء غفر وإن شاء عاقب.

٢. التوبة الصحيحة تكفر الذنب.

٣. المؤمن بالله تعالى يصفو قلبه بالتوبة ويأمل بعفو ربه، فيبادر إلى الصلاح وعمل الخير، وإن وقع منه ذنب استدرك على نفسه بالتوبة ولم يصر على المعصية.

٤. لو تكرر الذنب من العبد مائة مرة أو أكثر وتاب في كل مرة؛ قبلت توبته وسقطت ذنوبه، ولو تاب عن الجميع توبة واحدة بعد جميعها صحت توبته.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4817)

أَظُنُّكُمْ سَمِعتم أن أبا عبيدة قدم بشيءٍ من البحرين

میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ بحرین سے کچھ لے کر آئے ہیں۔

١١٣٦. الحديث:

عن عمرو بن عوف الأنصاري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بعث أبا عبيدة بن الجراح -رضي الله عنه- إلى البحرين يأتي بِجِزْيَتِهَا، فَقَدِم بمالٍ من البحرين، فسمعت الأنصار بقدوم أبي عبيدة، فَوَافَوْا صلاة الفجر مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلما صلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- انصرف، فَتَعَرَّضُوا له، فتبسَّم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين رآهم، ثم قال: «أَظُنُّكُمْ سَمِعتم أن أبا عبيدة قَدِم بشيءٍ من البحرين؟» فقالوا: أجل، يا رسول الله، فقال: «أبشروا وأمِّلوا ما يَسُرُّكُم، فوالله ما الفَقرَ أخشى عليكم، ولكني أَخشَى أن تُبْسَط الدنيا عليكم كما بُسِطَت على من كان قبلكم، فتَنَافسوها كما تَنَافسوها، فَتُهْلِكَكُم كما أَهْلَكَتْهُمْ».

١١٣٦. حدیث:

عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کے متعلق سن لیا۔ چنانچہ فجر کی نماز سب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا چکے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں اللہ کے رسول، آپ ﷺ نے فرمایا، تمہارے لیے خوشخبری ہے اور اس چیز کے لیے تم پرامید رہو۔ جس سے تمہیں خوشی ملنے والی ہے، لیکن اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے اگر خوف ہے تو اس بات کا ہے کہ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیے گئے تھے، پس تم بھی ان کی طرح ایک دوسرے سے مقابلہ بازی شروع کردو اور یہ مقابلہ بازی تمہیں بھی اسی طرح تباہ کر دے گی جیسا کہ پہلے لوگوں کو کیا تھا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بعث النبي صلى الله عليه وسلم أبا عبيدة رضي الله عنه إلى البحرين ليأخذ منهم الجزية، فلما قدم أبو عبيدة رضي الله عنه المدينة، وسمع الأنصار بذلك، جاءوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم فاجتمعوا عنده صلى الله عليه وسلم في صلاة الفجر، فلما انصرف من الصلاة تعرضوا له فتبسم عليه الصلاة والسلام؛ لأنهم جاءوا متشوفين للمال. فقال لهم: "لعلكم سمعتم بقدوم أبي عبيدة من البحرين؟" قالوا: أجل يا رسول الله. سمعنا بذلك يعني وجئنا لننال نصيبنا. فبشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بما يسرهم. وأخبرهم عليه الصلاة والسلام أنه لا يخاف عليهم من الفقر؛ لأن الفقير في الغالب أقرب إلى الحق من الغني، ولكنه يخشى أن تفتح عليهم الدنيا؛ فيقعون

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ لینے کے لیے بھیجا۔ جب وہ واپس مدینہ پہنچے اور انصار نے ان کے آنے کی خبر سنی تو سب نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے نماز پڑھنے کے بعد رخ پھیرا تو سب آپ کے سامنے آ گئے اس پر آپ ﷺ مسکرا دیے کیونکہ وہ مال کی جستجو میں آئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: لگتا ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے واپس آ گئے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ: جی ہاں، اللہ کے رسول! ہم نے یہ سنا تھا یعنی اپنا حصہ لینے کے لئے ہم آئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں اس شے کی بشارت دی جو انہیں خوش کرنے والی تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں یہ بتایا کہ آپ ﷺ کو ان کے بارے میں فقر کا اندیشہ نہیں ہے کیونکہ غریب شخص عام طور پر امیر شخص سے زیادہ حق کے قریب ہوتا ہے۔ بلکہ اگر اندیشہ ہے تو اس بات کا کہ دنیا کے دروازے ان پر کھول دیے جائیں اور وہ اس کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ بازی شروع کر دیں۔ اس وقت انسان کو جو کچھ مل رہا ہوگا اسے وہ کافی

في التنافس فيها، ولا يكفي المرء حينئذ ما يأتيه، بل يريد أكثر وأكثر، بأي طريق يحصل منه على المال، لا يبالي بحلال ولا حرام، ولا شك أن هذا من التنافس المذموم المؤدي إلى الإقبال على الدنيا والبعد عن الآخرة، فيهلك كما هلك من كان قبلهم.

نہیں سمجھے گا بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ کی حرص رکھے گا اور اسے کوئی فکر نہیں ہوگی کہ اسے مال کس طریقے سے مل رہا ہے اور نہ ہی وہ حلال و حرام کی پرواہ کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی مقابلہ آرائی مذموم ہے جو دنیا کی رغبت دلائے اور آخرت سے بے گانہ کردے اور اس میں پڑنے والا شخص اسی طرح ہلاکت کا شکار ہوجائے جیسے اس سے پہلے لوگ ہوئے تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > شفقته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرو بن عوف الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بعث : أرسل
- الجزية : المال الذي يعقد للكتابي عليه للذمة.
- فَوَافَوا : اجتمعوا وحضروا.
- فتعرضوا له : سألوه بالإشارة دون تصريح.
- أملوا : من الأمل : أي الرجاء. معناه : الإخبار بحصول المقصود.
- تبسط : توسع.
- فتنافسوها : التنافس : المسابقة إلى الشيء وكراهة أخذ غيره له، وهو : أول درجات الحسد.
- فتهلككم : فتذهب بدينكم.

فوائد الحديث:

١. تحذير من فتحت عليه الدنيا من سوء عاقبتها وشر فتنتها.
٢. التنافس في الدنيا قد يجر الإنسان إلى فساد في الدين؛ لأن المال مرغوب فيه فترتاح النفس لطلبه فتمنع منه فتقع العداوة المقتضية للمقاتلة المفضية إلى الهلاك.
٣. عدم الاطمئنان إلى زخارف الحياة الدنيا وشهواتها وعدم التنافس فيها.
٤. جواز مصالحة أهل الكتاب على الجزية والمجوس يُسن فيهم سنة أهل الكتاب.
٥. ينبغي على العامل أن يأتي بالمال جميعه إلى إمام المسلمين ليصرفه كما أمر الله.
٦. رسوخ رسول الله صلى الله عليه وسلم في معالجة النفوس البشرية بما يصلحها، فقد عرف ما يريد الأنصار فبشرهم وأملهم لتطمئن نفوسهم وتسكن قلوبهم لما أرادت، فلا يضطرب إيمانها ولا يخالجها شك وقلق.
٧. جواز الحلف من غير استحلاف.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة -الطبعة الرابعة ١٤٢٥ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج /أبو زكريا يحي بن شرف النووي: دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (3768)

أَفْرَى الفِرَى أن يُرِيَ الرجل عينيه ما لم تَرَيَا

"بدترین جھوٹ یہ ہے کہ انسان ایسی شے کے (خواب یا بیداری میں) دیکھنے کا دعوی کرے، جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو۔"

١١٣٧. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أَفْرَى الفِرَى أن يُرِيَ الرجل عينيه ما لم تَرَيَا».

١١٣٧. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "بدترین جھوٹ یہ ہے کہ انسان ایسی شے کے (خواب یا بیداری میں) دیکھنے کا دعوی کرے، جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن من أكذب الكذب أن يدّعي الإنسان أنه رأى شيئًا في منامه أو يقظته وهو في الحقيقة كاذب في دعواه هذه؛ لأنه لم ير شيئًا، والكذب في رؤيا المنام أعظم من الكذب في رؤيا اليقظة؛ لأن ما يراه الإنسان في منامه من الرؤى إنما هو من الله -تعالى- إذا كانت رؤيا، وذلك بواسطة الملك، فالكذب في هذه الحالة كذب على الله -تعالى- ، أما الأحلام فتكون من الشيطان، وحديث النفس من النفس، فما يراه النائم على هذه الأنواع الثلاثة.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ و سلم وضاحت فرما رہے ہیں کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ انسان یہ دعوی کرے کہ اس نے کسی شے کو خواب میں یا حالت بیداری میں دیکھا ہے، جب کہ وہ اپنے اس دعوی میں جھوٹا ہو، کیونکہ اس نے کوئی شے دیکھی ہی نہیں۔ نیند کی حالت میں دیکھنے سے متعلق جھوٹ حالت بیداری میں دیکھنے سے متعلق جھوٹ سے زیادہ بڑا ہے۔ کیونکہ انسان خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ دراصل اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حالت میں جھوٹ بولنا درحقیقت اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الرؤيا

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أفرى الفرى : أكذب الكذبات، والفِرَى جمع فِرْية، ومعناه: أشد الكذب أن يقول الإنسان: رأيت شيئًا في المنام، وهو لم ير شيئًا.

فوائد الحديث:

١. التحذير من اختلاق الصور الكاذبة في اليقظة والمنام.

٢. الكذب في رؤيا المنام كذب على الله -تعالى-، فالكذب فيها أعظم من الكذب في رؤيا اليقظة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6979)

أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ: دِينَارٌ يُنْفِقُهُ على عِيَالِهِ، ودِينَارٌ يُنْفِقُهُ على دَابَّتِهِ في سَبِيلِ اللَّهِ، ودِينَارٌ يُنْفِقُهُ على أَصْحَابِهِ في سَبِيلِ اللَّهِ

سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں اپنی سواری کے جانور پر خرچ کرتا ہے نیز وہ دینار جو اللہ کی راہ میں اپنے دوست احباب پر خرچ کرتا ہے۔

١١٣٨. الحديث:

عن ثوبان - رضي الله عنه- مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قَالَ: قَالَ رسولُ اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «أفضل دينار يُنفِقُهُ الرجل: دينار ينفقه على عياله، ودينار ينفقه على دَابَّتِهِ في سبيل الله، ودينار ينفقه على أصحابه في سبيل الله».

١١٣٨. حدیث:

ثوبان - رضی اللہ عنہ - جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، اور جو اللہ کی راہ میں اپنی سواری کے جانور پر خرچ کرتا ہے نیز وہ دینار جو اللہ کی راہ میں اپنے دوست احباب پر خرچ کرتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفضل الأموال التي ينفقها الرجل في سبيل الخير، مالٌ ينفقه على عياله، وهم كل من يعوله، أي يتولى معيشته من ابن وبنت وزوجة وخادم وغير ذلك، ومال ينفقه على دابته التي تحمله في طاعة الله -عز وجل- من جهاد وغيره، ومال ينفقه على أصحابه في طاعة الله -عز وجل-، والقول الآخر أن (في سبيل الله) هو الجهاد فقط.

اجمالی معنیٰ:

بھلائی کے کاموں میں خرچ کیے جانے اموال میں سے سب سے افضل مال وہ ہے جسے آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور اس جانور پر خرچ کرتا ہے جو جہاد وغیرہ جیسے اللہ تعالی کی اطاعت گزاری کے کاموں میں اس کی سواری کا کام دیتا ہے اور وہ مال جو وہ اللہ کی راہ میں اپنے دوست احباب پر خرچ کرتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل أعمال الجوارح

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: ثوبان مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ينفقه الرجل : يدفعه في سبيل الخير، ويشمل المرأة أيضا، لكنه خرج مخرج الغالب.
- عياله : من تلزمه نفقتهم.
- دابته : التي يركب عليها، أو التي يُحمل عليها في الجهاد.
- على أصحابه : الذين يركبون معه في سبيل الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. ترتيب النفقة في الفضل على الوجه الذي ذكر، وبيان أولوية النفقة على العيال في الفضل على غيرها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الرابعة،

١٤٢٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ.

الرقم الموحد: (3267)

أَلِظُّوا بـ ياذا الجلال والإكرام	(اپنی دعا میں) کثرت کے ساتھ ''یاذاالجلال والاِکرام'' کہا کرو۔
١١٣٩. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- قال: قَالَ رسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: «ألِظُّوا بـ (يَاذا الجَلاَلِ والإكْرام)».	**١١٣٩. حدیث :** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اپنی دعا میں) کثرت کے ساتھ ''یاذاالجلالِ والاِکرامِ'' کہا کرو۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث أمر(ألظوا)، بمعنى الزموا هذه الدعوة وأكثروا منها، فالمراد داوموا على قولكم ذلك في دعائكم واجعلوه على لسانكم وقد اشتمل على اسم من أسماء الله قيل إنه الاسم الأعظم، لكونه يشمل جميع صفات الربوبية والألوهية.	**اجمالی معنی :** حدیث میں "اَلِظُّوا" کے لفظ کے ساتھ حکم دیا گیا ہے جس کا معنی ہے پابندی اور کثرت کے ساتھ یہ دعا مانگو۔ مراد یہ ہے کہ اپنی دعا میں ہمیشہ یہ الفاظ کہو اور انہیں اپنی زبان پر جاری رکھو۔ ان الفاظ میں اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اسم اعظم ہے کیونکہ وہ ربوبیت اور الوہیت سے متعلق تمام صفات پر مشتمل ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > هدي النبي صلى الله عليه وسلم في الذكر
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة
راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي في الكبرى وأحمد.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ألظوا : بكسر اللام وتشديد الظاء المعجمة، معناه: الزموا هذه الدعوة وأكثروا منها.
- الجلال : استحقاق الله وصف العظمة عزاً وتكبراً فجلاله -تعالى- صفة استحقها لذاته.
- الإكرام : أخص من الإنعام، إذ الإنعام قد يكون على غير المكرم كالعاصي، والإكرام لمن يحبه ويعزه.

فوائد الحديث:

١. الحث على الإكثار من الدعاء بهذه الكلمات الواردة؛ لما فيها من الثناء التام لله -تعالى- ووصفه بصفات الكمال.
٢. من آداب الدعاء الثناء على الله.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا - الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م.

الرقم الموحد: (3167)

أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ

١١٤٠. الحديث:

عن أبي بَكْرَةَ- رضي الله عنه - عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «أَلا أُنَبِّئُكم بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟»- ثَلاثا- قُلْنَا: بَلَى يا رسول الله، قَالَ: «الإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الوالدين، وكان مُتَّكِئاً فَجَلس، وَقَال: أَلا وَقَوْلُ الزور، وَشَهَادَةُ الزُّور»، فَما زال يُكَرِّرُها حتى قُلنَا: لَيْتَه سَكَت.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال لأصحابه: ألا أنبئكم أي أخبركم بأكبر الكبائر فذكر هذه الثلاث التي هي الإشراك بالله، وهو اعتداء على مقام الألوهية، وأخذٌ لحقه سبحانه وتعالى، وإعطاؤه لمن لا يستحقه من المخلوقين العاجزين، وعقوق الوالدين ذنب فظيع؛ لأنه مكافأة للإحسان بالإساءة لأقرب الناس، وشهادة الزور عامَّة لكل قول مُزوَّر ومكذوب يراد به انتقاص مَن وقع عليه بأخذ من ماله أو اعتداء على عرضه أو نحو ذلك.

کیا میں تمھیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟

١١٤٠. حدیث:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمھیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور بتائیے اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: "آگاہ ہو جاؤ! جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسلسل دہراتے رہے، حتی کہ ہم اپنے جی میں کہنے لگے کہ کاش! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ نے (استفساری انداز میں) اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ کی بابت خبر نہ دوں؟ پھر آپ ﷺ نے ان تین کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا؛ ایک یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، جو در حقیقت اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے مقام و مرتبے کی پامالی اور اس کے حق کو غیر مستحق، عاجز و بے بس مخلوق کے حوالے کرنا ہے۔ دوسرا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی کی جائے، جو انتہائی قبیح گناہ ہے؛ کیوں کہ اس میں اپنے قریب ترین رشتے دار کے احسان کا بدترین بدلے ہے۔ تیسرا کبیرہ گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے، جس میں ہر وہ دھوکہ بازی و جھوٹ شامل ہے، جس کے ذریعے کسی مقدمے میں پھنسے ہوئے شخص کے مال کو ہڑپ لینے یا اس کی عزت و آبرو پر دست درازی کرنے یا اس طرح کی دیگر حق تلفیاں مقصود ہوتی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو بكرة نُفَيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- ألا أنبئكم : ألا أخبركم
- الإشراك بالله : هو اتخاذ العبد من دون الله ندا يسويه برب العالمين.
- وَعُقوق الْوَالدين : الإساءة إِلَيهما.
- لَيْتَهُ سَكَتَ : تَمَنَّيْنَا أَنْ يَسْكُت إِشْفَاقاً عَلَيْهِ لما رأينا من انْزعاجه.

فوائد الحديث:

١. يؤخذ من هذا الحديث إبلاغ الأحكام الشرعية بطريقة العرض "ألا أنبئكم".

٢. أن أعظم الذنوب الشرك بالله، لأنه جعله صدر الكبائر وأكبرها، ويؤكد هذا قوله تعالى {إن الله لا يَغْفِرُ أن يشرَكَ به وَيَغْفِرُ مَا دونَ ذلِكَ لِمَنْ يشَاء}.

٣. عظم حقوق الوالدين، إذ قرن حقهما بحق الله -تعالى.-

٤. خطورة شهادة الزور، وآثارها السيئة على حياة المجتمع المسلم؛ سواء على المستوى الأخلاقي أو غير ذلك من مظاهر الحياة الاجتماعية.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
- صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ - عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ - تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ - أعلام السنة المنشورة لاعتقاد الطائفة الناجية المنصورة لحافظ بن أحمد الحكمي، تحقيق: حازم القاضي، ط٢، وزارة الشؤون الإسلامية، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (2941)

أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ	اگر اس نے بسم اللہ پڑھی ہوتی تو وہ تمہارے لیے کافی ہوجاتا۔
١١٤١. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- كان رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يَأْكُلُ طَعَامًا في سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ، فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ».	**١١٤١. حدیث :** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایسے میں ایک اعرابی آیا جس نے دو ہی لقموں میں سارا کھانا کھالیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر اس نے بسم اللہ پڑھی ہوتی تو وہ تمہارے لیے کافی ہوجاتا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأكل مع ستة من أصحابه، فجاء أعرابي فدخل معهم فأكل الباقي بلقمتين، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: أما إنه لو سمى لكفاكم، لكنه لم يُسَمِّ فأكل الباقي كله بلقمتين، ولم يكفه، وهذا يدل على أن الإنسان إذا لم يُسَمِّ نُزِعَت البركة من طعامه.	**اجمالی معنیٰ :** نبی ﷺ اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اس دوران میں ایک دیہاتی آکر ان کے ساتھ شامل ہوگیا اور اس نے دو ہی لقموں میں کھانا ختم کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بسم اللہ پڑھ لیتا تو یہ تمہارے لیے کافی ہوجاتا لیکن اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی اور باقی کھانا سارے کا سارا دو لقموں میں کھا گیا اور وہ اس کے لیے کافی نہ ہوا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان جب بسم اللہ نہیں پڑھتا تو اس کے کھانے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- في ستة : أي: مع ستة.
- بلقمتين : اللقمة: ما يهيئه الإنسان من الطعام لبلعه.
- لكفاكم : لأغناكم واستغنيتم به عن غيره، بأن يبارك الله فيه فتأكلون ويأكل ويكفي الجميع.

فوائد الحديث:

١. أن الله يبارك في الطعام إذا ذكر اسم الله عليه، وأن البركة تُرفع بترك التسمية عليه.
٢. جواز المشاركة في الطعام بعد أخذ الإذن منهم.
٣. استحباب الاجتماع على الطعام وإن كان قليلًا.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - سنن ابن ماجه لابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين، تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت -لبنان-الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها:

خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م. -المعجم الوسيط-المؤلف: مجمع اللغة العربية بالقاهرة- (إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)-الناشر: دار الدعوة. - مختصر الشمائل المحمدية- محمد بن عيسى الترمذي، الناشر: المكتبة الإسلامية - عمان – الأردن- اختصره وحققه محمد ناصر الدين الألباني.

الرقم الموحد: (4209)

أَمْسِكْ عليك لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيتُك، وابْكِ على خَطِيئَتِكَ

اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کولازم پکڑو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

١١٤٢. الحديث:

عن عُقْبَة بن عامر -رضي الله عنه- قال: قلت: يا رسول الله ما النَّجَاة؟ قال: «أَمْسِكْ عليك لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيتُك، وابْكِ على خَطِيئَتِكَ».

١١٤٢. حدیث:

حضرت عقبہ بن عامر - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا نجات کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کو لازم پکڑو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث: سأل عُقْبة بن عامر -رضي الله عنه- النبي -صلى الله عليه وسلم- عمَّا ينجيه في الآخرة، وهذه غاية كل مسلم حَريص على آخرته. فقال له -صلى الله عليه وسلم-: "أَمْسِكْ عليك لِسَانَكَ" أرشده النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يُمسك عليه لسَانه؛ وذلك لعظم خطره وكثرة ضرره، فيتعين على المسلم أن يُمْسِك عليه لسانه، ويؤثر الصَّمْتَ على الكلام إلا فيما ينفعه في الآخرة. "وَلْيَسَعْكَ بَيتُك" أي يلزم الإنسان بيته، ولا يخرج منه إلا لضرورة، ولا يَضَّجر من الجلوس فيه، بل يجعله من باب الغنيمة، فإنه سبب الخلاص من الشر والفتنة. "وابْكِ على خَطِيئَتِكَ" أي: ابك إن تَقْدر، وإلا فَتَبَاك نادما على معصيتك، وتب إلى الله -تعالى- مما قد حصل منك، فإن الله -تعالى- يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں عقبہ بن عامر - رضی اللہ عنہ - نے آپ ﷺ سے آخرت میں نجات کے بارے میں پوچھا۔ یہ ہر اس مسلمان کا مقصد ہوتا ہے جو آخرت کی فکر رکھتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ آپ ﷺ نے رہنمائی فرمائی کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اس لیے کہ زبان کے خطرات بڑے اور اس کا نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کو اپنے کنٹرول میں رکھے اور خاموشی کو ترجیح دے ماسوا ایسی بات کے جو آخرت میں فائدہ دے۔ "وَلْيَسَعْكَ بَيتُك" یعنی اپنے گھر کو لازم پکڑو اور ضرورت کے علاوہ اس سے نہ نکلا کرو۔ گھر میں بیٹھنے سے بددل نہ ہو، بلکہ اس کو غنیمت سمجھو۔ اس لئے کہ یہ شر اور فتنہ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ "وابْكِ على خَطِيئَتِكَ" یعنی اگر ہو سکے تو رویا کرو ورنہ تو اپنی خطاؤں پر رونے کی شکل بنا لیا کرو اور جو کچھ تم سے سرزد ہو گیا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرکے ان کے گناہ معاف کرتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما النجاة؟ : ما سبب الوصول إلى النجاة؟
- أمسك عليك لسانك : احفظه.
- أبك على خطيئتك : اندم على ذنبك باكيًا.
- وليسعك بيتك : أي اشتغل بما هو سبب في لزوم البيت من طاعة الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على معرفة سبيل النَّجَاة، وتعلم الخير؛ فهذا الصحابي يسأل عن النَّجَاة لبلوغها.

٢. الحث على حفظ اللسان وانشغال الإنسان بنفسه إذا عجز عن نفع غيره، أو خاف الضرر على دِينه ونفسه إذا خالطه الناس.

٣. هذا الحديث من جوامع الكلِم التي أوتيها النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فقد جمع للسائل أسباب نَجَاته في ثلاث كلِمات.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ هـ. - مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري - دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢ م. - سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر - الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي - مؤسسة الرسالة - الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (3602)

أَنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ إذا رَفَعَ مَائِدَتَهُ، قال: الحَمْدُ للهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا

١١٤٣. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كَانَ إذا رَفَعَ مَائِدَتَهُ، قال: «الحَمْدُ للهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يعلم أصحابه السنة بأقواله وأفعاله، ومن الأذكار المأثورة عنه عند الانتهاء من طعامه أنه كان "إذا رفع مائدته" أي إذا فرغ من أكله، وبدأ في رفع آنية الطعام التي أمامه "قال: الحمد لله" ومعناه أن الثناء والشكر كله في الحقيقة لله وحده دون سواه. "حمداً كثيراً" أي ثناءً كثيراً يليق بجلاله، وجماله وكماله، وشكراً جزيلاً يوازي نعمه التي لا تحصى، ومنته التي لا تستقصى (وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا) وقوله: "طيباً" أي: خالصاً من الرياء والسمعة. "مباركاً" أي مقترناً بالقبول الذي لا يرد؛ لأن البركة معناها الخير. والعمل الذي لا يقبل لا خير فيه. "غير مَكْفِي" أي نحمده -عز وجل- حال كونه هو الكافي لعباده، ولا يكفيه أحد من خلقه؛ لأنه لا يحتاج إلى أحد. "ولا مودع" حال أخرى أي ونحمده -سبحانه- حال كونه غير متروك، أي لا يتركه منا أحد لحاجتنا جميعاً إليه.

نبی ﷺ جب اپنا دستر خوان اٹھاتے تو فرماتے : ''اَلحَمْدُللہ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا''۔

١١٤٣. حديث :

ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنا دستر خوان اٹھاتے تو فرماتے : ''اَلحَمْدُللہ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا''۔ ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے، ایسی تعریف جو بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت ہے اس حال میں کہ اس کی ذات کسی کی محتاج نہیں اور نہ ہی اس کو چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ اس سے بے نیازی برتی جا سکتی ہے، اے ہمارے رب!

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : نبی ﷺ اپنے صحابہ کو اقوال و افعال کے ذریعے سنت کی تعلیم دیتے۔ آپ ﷺ سے جو اذکار مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ ﷺ اپنے سامنے موجود کھانے کے برتن اٹھاتے تو فرماتے : "الحمد للہ" اس کا معنی یہ ہے کہ ہر قسم کی تعریف اور شکر در حقیقت صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور اس کا سزاوار نہیں۔ "حمداً کثیراً"۔ یعنی بکثرت تعریف جو اس کی عظمت اور جمال و کمال کے شایان شان ہے اور ایسا شکر جو اس کی ان گنت نعمتوں اور ناقابلِ احاطہ احسان کے مقابل ہے۔ (وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا) ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہ کر سکو گے۔ "طیبا" یعنی جو ریا اور جذبۂ ناموری سے پاک ہو۔ "مبارکاً" یعنی جس میں قبولیت ہو جسے رد نہ کیا جائے۔ کیونکہ برکت کا معنی ہے خیر۔ اور جو عمل مقبول نہیں ہوتا اس میں کچھ خیر نہیں ہوتی۔ " غیر مَکْفی " یعنی ہم اللہ عزّ وجلّ کی تعریف کرتے ہیں اس حال میں کہ وہی اپنے بندوں کی کفایت کرنے والا ہے، اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کی کفایت کرنے والا نہیں کیونکہ اسے کسی کی ضرورت نہیں۔ "ولا مودع " یعنی ہم اللہ سبحانہ و تعالی کی حمد بیان کرتے ہیں اس حال میں کہ اسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے چھوڑتا ہے کیونکہ ہم سب اس کے محتاج ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحمد : نقيض الذم، وهو الثناء.
- طيبا : منزها عن كل ما ينقصه من رياء وسمعة.
- مباركا فيه : البركة: هي الزيادة والنماء.
- غير مكفي : أي: غير محتاج لأحد من خلقه، فهو الذي يُطْعِمُ ولا يُطْعَمُ.
- ولا مودع : أي: غير متروك.
- ولا مُسْتَغْنًى عنه ربَّنا : أي: أن كل خلقه محتاجون إليه.

فوائد الحديث:

١. استحباب حمد الله تعالى في آخر الطعام تأسيا برسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٢. الله -تعالى- وحده المستحق للحمد دون غيره؛ فهو صاحب النعم.
٣. لا أحد يسد حاجات العباد إلا الله -تعالى.-
٤. العباد كلهم محتاجون إليه وهو مستغن عنهم متفضل عليهم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي, الدمام, ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف ، ط ١٤١٠ هـ.

الرقم الموحد: (4828)

أَنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عنِ النَّفْخ فِي الشَّرَابِ

رسول اللہ ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

١١٤٤. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عنِ النَّفْخِ في الشّراب، فقال رجل: القَذَاة أَرَاهَا في الإناء؟ فقال: «أَهْرِقْهَا». قال: إنِّي لا أَرْوَى من نَفَس واحد؟ قال: «فَأَبِنِ القدح إذًا عن فِيك».

١١٤٤. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر مجھے پانی میں کوئی تنکا نظر آ جاتا ہے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے انڈیل دو۔ اس نے مزید پوچھا کہ میں ایک سانس میں سیراب نہیں ہو پاتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سانس لو، تو پیالہ اپنے منہ سے ہٹا دو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن النفخ في الشراب، فسأله رجل، فقال: يا رسول الله القذاة تكون في الشراب فينفخها الإنسان من أجل أن تخرج، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: صب الماء الذي فيه القذاة ولا تنفخ فيه ثم سأله: أنه لا يروى بنفس واحد، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يبعد الإناء عن فمه ثم يتنفس ثم يعود فيشرب.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! بعض اوقات پانی میں کوئی تنکا ہوتا ہے اور اسے نکالنے کے لیے انسان پھونک مارتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس پانی میں تنکا وغیرہ ہو، اس میں پھونک نہ مارو؛ بلکہ اسے انڈیل دو۔ اس شخص نے مزید پوچھا کہ وہ اگر ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا، تو پھر کیا کرے؟ اس پر نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ وہ برتن کو اپنے منہ سے ہٹا کر سانس لے اور پھر دوبارہ پی لے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد ومالك والدارمي.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- النفخ في الشراب : إخراج الهواء من فمه في الشراب.
- القَذَاةُ : ما يقع في العين والشراب والماء من تراب وغير ذلك.
- أهرقها : من الإراقة، أي: اسكب من الشراب ما فيه تلك القذاة ولا تنفخ فيه.
- لا أَروى : أي: لا يحصل لي الري من الماء في تنفس واحد.
- فأَبِن القدح : أي: أبعده.
- القدح : الإناء الذي يُشرب فيه.
- فيك : فمك.

فوائد الحديث:

١. النهي عن النفخ في الشراب أثناء الشراب أو بعده، حتى ولو كان لإبعاد وسخ وما شابهه.
٢. إذا وجد في الشراب وسخ سكب منه لإزالة هذا الوسخ.
٣. حرص الإسلام على الصحة، وعدم تعريض الجسم للأمراض والأوساخ والمستقذرات.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. كنوز رياض الصالحين، إشراف حمد العمار ، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. موطأ الإمام مالك، ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، عام النشر: ١٤٠٦هـ- ١٩٨٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، نشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ- ٢٠٠٠م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (5453)

أَنَّ رَجُلا أَكَلَ عِندَ رَسُولِ اللهِ -صَلَى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِشِمَالِهِ، فقالَ: كُلْ بِيَمِينِك، قال: لَا أَسْتَطِيع. قَالَ: لَا اسْتَطعْتَ، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الكِبر فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فيه.

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ: میں (دائیں ہاتھ سے) نہیں کھا سکتا۔ اس پر آپ ﷺ نے (اسے بددعا دیتے ہوئے) فرمایا: (اب) تو ایسا کر بھی نہیں سکتا۔ اس نے محض تکبر کی وجہ سے انکار کیا تھا چنانچہ پھر وہ اپنے ہاتھ کو (شل ہوجانے کی وجہ سے) اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

١١٤٥. الحديث:

عن سلمة بن الأكوع -رضي الله عنه-: أن رجلا أَكَلَ عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بشماله، فقال: «كُلْ بيمينك» قال: لا أستطيع. قال: «لا استطَعْتَ» ما مَنَعَهُ إلا الكِبْر فما رَفَعَهَا إلى فِيهِ

١١٤٥. حدیث:

سلمہ بن اکوع - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ: میں (دائیں ہاتھ سے) نہیں کھا سکتا۔ اس پر آپ ﷺ نے (اسے بددعا دیتے ہوئے) فرمایا: تو ایسا کر بھی نہ سکے۔ اس نے محض تکبر کی وجہ سے انکار کیا تھا چنانچہ پھر وہ اپنے ہاتھ کو (شل ہوجانے کی وجہ سے) اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أكل رجل عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بشماله تكبرا؛ فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم- : "كل بيمينك" فقال في عِناد: لا أستطيع. وهو غير صادق في هذا؛ فدعا عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- بقوله: "لا استطعت". فما استطاع أن يرفع يده إلى فمه، وذلك أنها أصيبت بشلل بدعاء النبي -صلى الله عليه وسلم- عليه؛ لتكبره ورده للأمر النبوي.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ایک شخص ازراہ تکبر بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے کہا کہ: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے سرکشی دکھاتے ہوئے کہا کہ: میں ایسا نہیں کر سکتا۔ حالانکہ وہ اپنی اس بات میں سچا نہیں تھا۔ (یعنی اگر وہ دائیں ہاتھ سے کھانا چاہتا تو اس میں کوئی بات مانع نہیں تھی۔)۔ اس پر آپ ﷺ نے اس کو بددعا دیتے ہوئے فرمایا کہ: تو نہ کر سکے۔ چنانچہ پھر وہ شخص اپنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا کیونکہ اس کے تکبر اور نبی ﷺ کے حکم کو رد کرنے کی بنا پر آپ ﷺ نے اس کے خلاف جو بددعا کی تھی اس کی وجہ سے وہ مفلوج ہو چکا تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما منعه إلا الكبر : أي: فعل ذلك تكبرا فحسب.
- لا استطعت : دعاء عليه لاستكباره عن اتباع الحق ومتابعة السنة.
- فيه : فمه.

فوائد الحديث:

١. وجوب الأكل باليمين، وحرمة الأكل بالشمال من غير عذر.
٢. كُلُّ أمرٍ شريفٍ، ينبغي مباشرته باليمين وهذه قاعدة الشرع في الأمور المعظمة وفي باب الآداب.

٣. الاستكبار عن تطبيق الأحكام الشرعية يستحق فاعله العقوبة.
٤. إكرام الله لنبيه محمد -صلى الله عليه وسلم- بإجابة دعوته.
٥. جواز النصح للمرء على الملأ إذا كان فيه خير للجميع.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه

الرقم الموحد: (3372)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- اصْطَنَعَ خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ

رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی

١١٤٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- «أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - اصْطَنَعَ خَاتَمًا من ذهب، فكان يجعل فَصَّهُ في باطن كَفِّهِ إذا لَبِسَهُ، فصنع الناس كذلك، ثم إنه جلس على المنبر فَنَزَعَهُ فقال: إني كنت أَلْبَسُ هذا الخَاتَمَ , وأجعل فَصَّهُ من داخل, فرمى به ثم قال: والله لا أَلْبَسُهُ أبدا فَنَبَذَ الناس خَوَاتِيمَهُمْ». وفي لفظ «جعله في يده اليمنى».

١١٤٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی، آپ ﷺ اسے پہنتے وقت اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کے اندرونی طرف کرلیا کرتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے بھی اسی طرح کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر (ایک دن) آپ صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اسے اتار دیا اور فرمایا: ''میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا اور اس کا نگینہ اندرونی طرف رکھتا تھا''، پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے پھینک دیا، اور فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔'' پس لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''آپ ﷺ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يصنع له خاتم من ذهب، وكان إذا لبسه جعل فصه في باطن كفه اليمنى، فتبعه الصحابة على ذلك وصنعوا كما صنع، ثم بعد فترة جلس النبي -صلى الله عليه وسلم- على المنبر ليراه الناس، ثم قال: إني كنت ألبس هذا الخاتم، وأجعل فصه في داخل كفي، ثم رماه وقال: والله لا ألبسه أبدا، وكان ذلك بعد تحريمه، فرمى الصحابة خواتيمهم اقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم- .

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے حکم دیا کہ آپ کے لئے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی جائے۔ آپ ﷺ انگوٹھی کو پہنتے وقت اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کے اندرونی طرف کر لیتے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی پیروی میں ویسا ہی کیا جیسا آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے کیا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر بیٹھے تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ انگوٹھی پہنتا تھا اور اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کے اندرونی طرف رکھتا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا، اور یہ اس کی حرمت نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے، چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی پیروی میں اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- اصطنع : أي أمر أن يُصنع له.
- فَصَّهُ : الفص هو ما يجعل في الخاتم، وسمي بذلك لأنه ليس من نفس الخاتم، بل هو ملصق به.
- من داخل : أي: يكون الفص من داخل كفي.
- فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ : رموها وتركوها تأسيا به.

فوائد الحديث:

١. استحباب التختم، وأنه من زينة النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. جعل فصه من قبل الراحة ليقبض عليه في المحال القذرة، إذا كان فيه اسم الله -تعالى.-
٣. أن التختم بخاتم الذهب كان مباحا للرجال أولا، ثم نسخ.
٤. تحريم التختم بخاتم الذهب للرجال، ودليله نزع النبي -صلى الله عليه وسلم- الخاتم الذهبي ورميه به وقسمه ألا يلبسه أبدا.
٥. فضل الصحابة، وسرعة اقتدائهم بالنبي -صلى الله عليه وسلم-، إذ نزعوا خواتيمهم ساعة نزع خاتمه -صلى الله عليه وسلم.-
٦. أن يكون التختم باليد اليمنى، لأن اليمين لكل طيب، والشمال معدة لمباشرة الأشياء غير المستطابة.
٧. الزجر عن لبس خواتم الذهب، وبيان أن عمل بعض من الناس اليوم بتختمهم بالذهب مناف للشرع.
٨. إطلاق لفظ اللبس على التختم.

المصادر والمراجع:

تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، نشر: مطبعة السعادة، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ ١٩٧٢م.

الرقم الموحد: (2951)

أَيَعْجِزُ أحَدُكم أن يَكْسِبَ في كل يوم ألف حسنة؟! فسأله سائل من جُلَسَائِه: كيف يَكْسِبُ ألف حَسَنَة؟ قال: يُسبح مائة تسبيحة؛ فيُكْتَبُ له ألف حسنة، أو يُحَطُّ عنه ألف خَطِيئة

کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ ہر دن ایک ہزار نیکیاں کما لے؟"۔ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے لوگوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: "آدمی ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہے، اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا اس کے ایک ہزار گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

١١٤٧. الحديث:

عن سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه- قال: كنا عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «أَيَعْجِزُ أحَدُكم أن يَكْسِبَ في كل يوم ألف حسنة؟!» فسأله سائل من جُلَسَائِه: كيف يَكْسِبُ ألف حَسَنَة؟ قال: «يُسبح مائة تسبيحة؛ فيُكْتَبُ له ألفُ حسنة، أو يُحَطُّ عنه ألف خَطِيئة».

١١٤٧. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حضور بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ ہر دن ایک ہزار نیکیاں کما لے؟"۔ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے لوگوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: "آدمی ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہے، اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا اس کے ایک ہزار گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يسأل النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه: ألا يستطيع أحدكم أن يحصل في كل يوم على ألف حسنة؟! فسأله سائل من جُلَسَائِه: كيف يتحصل المرء على ألف حسنة بسهولة؟. قال: يقول سبحان الله مائة مرة؛ فيُكتب له ألف حسنة؛ لأن الحسنة الواحدة بعشر أمثالها، وتُمْحَى عنه ألف سيئة من سيئاته.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اپنے صحابہ سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ ہر دن ایک ہزار نیکیاں حاصل کر لے؟۔ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے لوگوں میں سے کسی نے پوچھا کہ آدمی آسانی کے ساتھ ایک ہزار نیکیاں کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک سو دفعہ سبحان اللہ پڑھ لے، اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں؛ کیونکہ ایک نیکی پر اس طرح کی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور اس کے بدلے میں اس کے گناہوں میں سے ایک ہزار گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > فوائد ذكر الله عز وجل

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يحط : يسقط ويمحي.

فوائد الحديث:

١. يستحب للعالم الرباني أن يَحُضَّ تلاميذه وأصحابه على الفضائل؛ لأنها سُلَّم الطاعات.
٢. مبادرة الصحابة إلى فعل الخيرات دون تأخير.
٣. مضاعفة الحسنات إلى عشر أمثالها، وذلك مثل قوله تعالى: (من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها)، وهذا أقل درجات التضعيف، وإلا فقد ورد إلى سبعمائة ضعف.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري ، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى: ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ.

الرقم الموحد: (3762)

أُعطينا من الدنيا ما أُعطينا، قد خشينا أن تكون حسناتُنا عُجِّلت لنا

١١٤٨. الحديث:

عن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف، أن عبد الرحمن بن عوف -رضي الله عنه- أُتي بطعام وكان صائمًا، فقال: قُتِل مُصعب بن عمير -رضي الله عنه- وهو خيرٌ مني، فلم يوجد له ما يُكفَّن فيه إلا بُردة إن غُطِّيَ بها رأسه بَدَت رِجْلاه، وإن غُطِّيَ بها رجلاه بدا رأسه، ثم بُسِط لنا مِنَ الدنيا ما بُسِط، أو قال: أُعْطِينا من الدنيا ما أُعطِينا، قد خَشِينَا أن تكون حَسَنَاتُنا عُجِّلَت لنا، ثم جعل يبكي حتى ترك الطعام.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه كان في يوم من الأيام صائمًا، ولما حان وقت الإفطار جيء له بالطعام، والصائم يشتهي الطعام عادة، ولكنه رضي الله عنه تذكر ما كان عليه الصحابة الأولون، وهو رضي الله عنه من الصحابة الأولين من المهاجرين رضي الله عنهم، لكنه قال احتقارًا لنفسه قال: إن مصعب بن عمير رضي الله عنه كان خيرا مني تواضعا وهضما لنفسه، أو من حيثية اختيار الفقر والصبر، وإلا فقد صرح العلماء بأن العشرة المبشرة أفضل من بقية الصحابة. ومصعب رضي الله عنه كان قبل الإسلام عند والديه بمكة وكان والداه أغنياء، وأمه وأبوه يلبسانه من خير اللباس: لباس الشباب والفتيان، وقد دللاه دلالا عظيما، فلما أسلم هجراه وأبعداه، وهاجر مع النبي صلى الله عليه وسلم، فكان مع المهاجرين، وكان عليه ثوب مرقع بعدما كان في مكة عند أبويه يلبس أحسن الثياب، لكنه ترك ذلك كله مهاجرا إلى الله ورسوله. وأعطاه النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم أحد، فاستشهد رضي الله عنه، وكان معه بردة- أي ثوب- إذا غطوا به

ہمیں دنیا اتنی عطا کردی گئی ہے جو ظاہر ہے۔ ہمیں تو ڈر ہے کہ کہیں دنیا ہی میں ہماری نیکیوں کا جلدی بدلہ تو نہیں دے دیا گیا

١١٤٨. حدیث:

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا جب کہ آپ روزے سے تھے۔ آپ نے فرمایا: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر میسر آئی، جس سے اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانپے جاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ پھر ہمارے لیے دنیا فراخ کردی گئی جو تم دیکھ رہے ہو، یا یہ فرمایا: ہمیں دنیا اتنی عطا کردی گئی ہے جو ظاہر ہے۔ ہمیں تو ڈر ہے کہ کہیں دنیا ہی میں ہماری نیکیوں کا جلدی بدلہ تو نہیں دے دیا گیا؟ پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک دن روزے سے تھے۔ جب افطار کا وقت آیا تو ان کے لئے کھانا لایا گیا۔ روزہ دار کو عام طور پر کھانے کی چاہت ہوتی ہے۔ لیکن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اولین صحابۂ کرام کے احوال کو یاد کیا۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ خود بھی اولین اور مہاجرین صحابہ میں سے تھے، لیکن انہوں نے اپنے آپ کو کم تر سمجھتے ہوئے فرمایا کہ: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تواضع اور انکسارِ نفس میں مجھ سے بہتر تھے، یا وہ فقر اور صبر کو اختیار کرنے کے اعتبار سے مجھ سے بہتر تھے۔ ورنہ علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ عشرۂ بشرہ (انہیں میں سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ہیں) باقی صحابہ سے افضل ہیں۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل اپنے والدین کے ساتھ مکہ میں رہتے تھے اور ان کے والدین بہت مالدار تھے۔ ان کے ماں باپ انہیں نوجوان لڑکوں کے بہترین لباس پہناتے تھے۔ انہوں نے بہت لاڈ پیار سے انہیں پالا تھا، لیکن جب وہ اسلام لائے تو والدین نے انہیں چھوڑ دیا اور اپنے سے دور کردیا۔ یہ مہاجرین میں سے تھے، ان کے بدن پر پیوند لگے کپڑے رہتے تھے، جب کہ پہلے یہ اپنے والدین کے ساتھ مکہ میں بہترین کپڑے پہنا کرتے تھے، لیکن انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کر کے یہ سب چیزیں چھوڑ دیں۔ اُحد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا دیا اور وہ اس میں شہید ہو گئے۔ ان کے پاس ایک چادر تھی، اس سے جب ان کا سر ڈھانپا جاتا تو کپڑا چھوٹا

رأسه بدت رجلاه- وذلك لقصر الثوب- وإن غطوا رجليه بدا رأسه، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يستر به رأسه وأن تستر رجلاه بالإذخر؛ نبات معروف. فكان عبد الرحمن بن عوف يذكر حال هذا الرجل، ثم يقول: إنهم قد مضوا وسلموا مما فتح الله به من الدنيا على من بعدهم من المغانم الكثيرة، كما قال تعالى: (ومغانم كثيرة يأخذونها) [الفتح: ١٩]. ثم قال عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه: قد خشينا أن تكون حسناتنا عجلت لنا" أي: خفنا أن ندخل في زمرة من قيل فيه: (من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد ثم جعلنا له جهنم يصلاها مذمومًا مدحورًا) [الإسراء: ١٨] أو قوله تعالى: (أذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها) [الأحقاف: ٢٠] . كما جاء عن عمر رضي الله عنه، وهذا لما كان الخوف غالبا عليهم فخشي رضي الله عنه أن تكون حسناتهم قد عجلت لهم في هذه الدنيا، فبكى خوفا وخشية أن لا يلحق بمن تقدمه من الصالحين، ثم ترك الطعام رضي الله عنه.

ہونے کی وجہ سے ان کے پیر نظر آتے، اور اگر ان کے پیر ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس سے ان کا سر ڈھانپ دیا جائے اوران کے پیر اذخر گھاس سے ڈھانپ دیے جائیں۔ اذخر ایک معروف گھاس ہے۔ حدیث مذکور میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کا حال یاد فرما رہے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ لوگ چلے گئے اوران کے بعد کے لوگوں پر اللہ نے جو دنیا کے مال و غنیمت کی فراخی کردی ہے اس سے وہ لوگ محفوظ ہو گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا" (اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے) [الفتح: ١٩] پھر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ کہیں دنیا ہی میں ہماری نیکیوں کا جلدی بدلہ تو نہیں دے دیا گیا؟ یعنی ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں کے زمرے میں تو نہیں داخل ہو گئے جن کے بارے میں کہا گیا ہے: "من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد ثم جعلنا له جهنم يصلاها مذمومًا مدحورًا." (جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لئے چاہیں سر دست دیتے ہیں، بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کردیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہوگا) [الإسراء: ١٨] یا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "أذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها" (تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کردیں اور ان سے فائدے اٹھا چکے) [الأحقاف: ٢٠]. جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ان سب کی وجہ سے جب ان پر خوف غالب رہتا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ کو ڈر لاحق ہوا کہ کہیں ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں جلدی نہ دے دیا گیا ہو۔ اسی لیے وہ اس خوف اور خدشے سے رونے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پہلے نیک لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہوسکیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کھانا چھوڑ دیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين
السيرة والتاريخ > التاريخ > التراجم وسير الأعلام

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الرحمن بن عوف -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بسط : وسع .
- حسناتنا : أعطينا جزاء أعمالنا الصالحة في الدنيا فلم يبق لنا شيء مدخر للآخرة.
- البردة : الشملة المخططة، وقيل كساء أسود مربع فيه صور، تلبسه الأعراب.

فوائد الحديث:

١. تواضع الصحابة -رضي الله عنهم- وكمال فضلهم حيث كان أحدهم يرى نفسه آخر الناس، وإلا فعبد الرحمن بن عوف من المشرين بالجنة، وهو أفضل من مصعب لا سيما أن غناه كان وسيلة لنفع المسلمين -رضي الله عنهم أجمعين.-

٢. الحذر من التوسع في الدنيا من الاشتغال بها والتقصير عن الواجبات بسببها ، وعدم شكر المنعم عليها بترك أداء ما وجب فيها من حقوق.

٣. استحباب تذكر سِيَر الصالحين والزهاد ليقلل الإنسان من تمسكه بالدنيا

٤. بيان فضل السابقين الأولين كمصعب بن عمير وحمزة بن عبد المطلب وغيرهما ممن قتل في سبيل الله في أول الأمر.

٥. ينبغي على المرء أن يذكر أصحابه وإخوانه بجميل فعالهم وحسن مناقبهم وأن يستغفر لهم وأن يتجنب ذكر ما يسوؤهم أو يتنقصهم.

٦. الحث على التقلل من الدنيا وزينتها ، والحذر من التوسع فيها والاشتغال بها والتقصير عن الواجبات بسببها.

٧. شدة خوف الصحابة -رضي الله عنهم-، فهذا عبد الرحمن بن عوف وهو أحد المبشرين بالجنة كان صائما، وها هو يتذكر إخوانه من السابقين، وهو يخشى على نفسه ألا يتقبل منه، وأن تكون حسناته قد عجلت له في الدنيا.

٨. ينبغي على المرء أن ينظر في الطاعة إلى من فوقه، وفي أمور الدنيا بمن دونه ليبقى حريصا على الاستكثار من الطاعة شاكرا لأنعم الله وجزيل فضله.

٩. فيه ما كان عليه بعض الصحابة -رضي الله عنهم- من الفقر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة ، بيروت، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ ١٩٧٧ م، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (3698)

أتدرون ما الغيبة؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: ذكرُك أخاك بما يكره

کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح سے کرو جو اسے ناپسند ہو۔

١١٤٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أتدرون ما الغِيبَةُ؟»، قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: «ذكرُك أخاك بما يكره»، قيل: أرأيت إن كان في أخي ما أقول؟ قال: «إن كان فيه ما تقول فقد اغْتَبْتَهُ, وإن لم يكن فقد بَهَتَّهُ».

١١٤٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟“، صحابہ کرام نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کا ذکر اس انداز میں کرو جو اسے ناپسند ہو“۔ پوچھا گیا کہ اگر وہ بات میرے بھائی میں فی الواقع موجود ہو تب بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت (چغلی) کی اور جو تم بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود نہیں ہے تو تم نے اس پر تہمت باندھی“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- حقيقة الغيبة، وهي: ذكر المسلم الغائب بما يكره، سواء كان من صفاته الخَلْقية أو الخُلقية ولو كانت فيه تلك الصفة، وأما إذا لم تكن فيه الصفة التي ذكرت فقد جمعت إلى الغيبة المحرمة البهتان والافتراء على الإنسان بما ليس فيه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ غیبت کی حقیقت بیان فرما رہے ہیں۔ غیبت یہ ہے کہ غیر موجود مسلمان کے بارے میں ایسی باتیں کہی جائیں جو اسے ناپسند ہوں چاہے ان کا تعلق اس کی پیدائشی صفات سے ہو یا اخلاقی صفات سے بشرطیکہ اس میں یہ صفت موجود ہو۔ اگر وہ صفت اس میں موجود ہی نہ ہو جس کا آپ نے ذکر کیا ہے تو آپ نے غیبت جیسے حرام فعل کے ساتھ ساتھ انسان پر ایسی بات کی بہتان تراشی اور افترا پردازی کا بھی ارتکاب کیا جو اس میں موجود نہیں تھی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الغيبة : ذكر الغائب بما يكره.
- بَهَتَّه : كذبت وافتريت عليه.

فوائد الحديث:

١. بيان معنى الغيبة وأنها ذكرك لأخيك المسلم بما يكره.
٢. أن الكافر لا تحرم الغيبة في حقه، لأن الحديث قيد الغيبة بغيبة الأخ، والمراد به المسلم.
٣. إذا كانت الغيبة بوصف الإنسان بما ليس فيه فهو البهتان.
٤. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث يُلقي المسائل على طريقة السؤال.
٥. حسن أدب الصحابة مع الرسول -صلى الله عليه وسلم-، حين قالوا: الله ورسوله أعلم.

المصادر والمراجع:
فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5326)

أرأيت الرَّجل الذي يعمل العمل من الخَير، ويَحمدُه الناس عليه؟ قال: تلك عاجِل بُشْرَى المؤمن

اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مومن کے لیے پیشگی خوش خبری ہے۔''

١١٥٠. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- قال: قيل لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أرأيت الرَّجل الذي يعمل العمل من الخَير، ويَحمدُه الناس عليه؟ قال: «تلك عاجِل بُشْرَى المؤمن».

١١٥٠. حدیث:

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مومن کے لیے پیشگی خوش خبری ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الرَّجُل يعمل عملا صالحا لله لا يقصد به الناس، ثم إن الناس يمدحونه على ذلك. يقولون فلان كثير الخير فلان كثير الطاعة فلان كثير الإحسان إلى الخلق وما أشبه ذلك فقال -صلى الله عليه وسلم-: "تلك عاجل بشرى المؤمن" وهو الثناء عليه؛ لأن الناس إذا أثنوا على الإنسان خيرًا فهم شهداء الله في أرضه ولهذا لما مَرَّت جَنازة من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه أثنوا عليها خيرا قال وجبت، ثم مرَّت أخرى فأثنوا عليها شرًا قال وجبت فقالوا يا رسول الله ما وجبت قال: "أما الأول فوجبت له الجنة وأما الثاني فوجبت له النار أنتم شهداء الله في الأرض". فهذا معنى قوله: "تلك عاجل بشرى المؤمن". والفرق بين هذه وبين الرياء أن المرائي لا يعمل العمل إلا لأجل أن يراه الناس ويثنون عليه فيكون في هذه الحال قد أشرك مع الله غيره، وأما هذا فنيته خالصة لله عز وجل ولم يطرأ على باله أن يمدحه الناس أو يذموه فإذا علموا بطاعته ومدحوه وأثنوا عليه فهذا ليس برياء هذا عاجل بشرى، والفرق بين هذا وبين ما ذُكر في الحديث فرق عظيم.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: بندہ اللہ کی خاطر کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس کا مقصد لوگوں کو دکھانا نہیں ہوتا ہے پھر لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فلان شخص بہت زیادہ بھلائی کرنے والا ہے، فلان شخص بہت زیادہ نیکی کرنے والا ہے، فلان شخص مخلوق کے ساتھ بہت احسان کرنے والا ہے اور اسی طرح کی دیگر ستائش بھری باتیں کہتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مومن کے لیے پیشگی خوش خبری ہے۔'' یعنی اس کی مدح و ستائش اس کے لیے پیشگی بشارت ہے; کیونکہ لوگ جب کسی شخص کی تعریف کرتے ہیں تو وہ زمین پر اللہ کے گواہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے جب ایک جنازہ نبی ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ کے صحابۂ کرام نے اس کا ذکر خیر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واجب ہوگئی''، پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کا برے طور پر ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واجب ہوگئی''، چنانچہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے جنازے کے لئے جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کے لئے جہنم واجب ہوگئی، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔'' آپ ﷺ کے فرمان: ''یہ مومن کے لیے پیشگی خوش خبری ہے۔'' کا مطلب یہی ہے۔ اس میں اور ریاکاری میں فرق یہ ہے کہ ریاکار شخص عمل ہی اس لیے کرتا ہے کہ لوگ اسے دیکھ کر اس کی تعریف کریں، اس صورت میں وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے کے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ جب کہ اس دوسرے شخص کی نیت خالصتا اللہ عزوجل کے لئے ہوتی ہے اور اس کے ذہن میں یہ خیال تک نہیں گزرتا کہ لوگ اس کی تعریف یا برائی کریں۔ اب اگر لوگوں کو اس کے نیک اعمال کا علم ہوجائے اور وہ اس پر اس کی

مدح وستائش کریں تو یہ ریاکاری نہیں ہے، بلکہ پیشگی خوش خبری ہے۔ اس کے اور حدیث میں جس صورت کا بیان ہے اس کے مابین بڑا فرق ہے۔ شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین(٦/٣٥٥-٣٥٤)

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أرأيت : أخبرني.
- عاجِل بُشْرَى المؤمن : الخبر السار الذي يكون في الدنيا قبل الآخرة.

فوائد الحديث:

١. أن الإخلاص لله -تعالى- وقصد التَّقرب إليه لا يُعَكِّره ثناء الناس عليه، بل إن إطلاق الله -تعالى- لألسنة الناس بالثناء عليه، دليل على القبول، وشهادة صادقة وبشرى عاجلة بالفوز والفلاح.
٢. لا يدخل في الرياء عمل العبد إذا أخلص عمله لله تعالى وحمده الناس عليه.
٣. دليل على رضا الله ومحبته لهذا العبد، و أنه يحبب فيه الخلق لإخلاصه ولذلك يكتب له القبول في الأرض.
٤. التَّعرض لمدح الناس مذْمُوم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8900)

أربعون خَصْلَة: أعلاها مَنيحةُ العَنز، ما من عامل يَعمل بِخَصْلة منها؛ رجاء ثوابها وتصديق مَوْعُودِها، إلا أدخله الله بها الجنة

چالیس خصلتیں جن میں سب سے اعلیٰ وارفع دودھ دینے والی بکری کا ہدیہ کرنا ہے۔ ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک خصلت پر بھی عمل پیرا ہوگا ثواب کی نیت سے اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

١١٥١. الحديث:

عن أبي محمد عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما-، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أربعون خَصْلَة: أعلاها مَنيحةُ العَنز، ما من عامل يَعمل بِخَصْلة منها؛ رجاء ثوابها وتصديق مَوْعُودِها، إلا أدخله الله بها الجنة».

١١٥١. حدیث:

ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس خصلتیں جن میں سب سے اعلیٰ وارفع دودھ دینے والی بکری کا ہدیہ کرنا ہے ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے کسی ایک خصلت پر بھی عمل پیرا ہوگا ثواب کی نیت سے اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رغَّب النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته ببذل المعروف وذكر العدد وأنه أربعون خصلة، وأبهم النوع غير خصلة واحدة هي أعلاها، وهي: أن يكون عند الإنسان غنم فيمنح أنثاها لفقير لينتفع بحليبها، فإذا قضى حاجته منها أرجعها إلى صاحبها. ليفهم أن هذه الأعمال يسيرة وكثيرة، ليتنافس الناس في عمل الخير.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے امت کو نیکی پر ابھارا ہے اور اس کا عدد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ چالیس خصلتیں ہیں تاہم ان کی نوعیتوں کو مبہم رکھا ہے سوائے ایک خصلت کے جو ان میں سب سے بلند تر ہے وہ یہ ہے کہ کسی انسان کے پاس (دودھ دینے والی) بکری ہو اور وہ اسے فقیر کو ہدیہ کر دے تاکہ وہ اس کے دودھ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو مالک کو واپس کر دے۔ اس سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ اس طرح بہت سارے آسان اعمال ہیں کہ جس میں لوگ خیر کے معاملے میں ایک دوسرے سے سبقت لینے کی کوشش کریں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خصلة : جزء.
- المنيحة : هي أن يعطيه ناقة أو شاة ينتفع بلبنها ويعيدها، وكذلك إذا أعطاه لينتفع بوبرها وصوفها زمانا ثم يردها.
- العنز : الأنثى من المعز.
- عامل : شخص مسلم يعمل.
- موعودها : ما وعد الله عليها من الثواب.

فوائد الحديث:

١. فضل الله -تعالى- بتكثير أعمال الخير وتنويعها، وقبول ما قل منها وما صغر.

٢. وجوب اقتران العمل بالإيمان والاحتساب.

٣. مشروعية منيحة العنز ، ويقاس عليه كل ما ينتفع به المسلم.

٤. أن منيحة العنز أعلى خصال الخير الأربعين المبهمة في هذا الحديث، وهذا يحمل على الأزمنة السابقة ؛ لاعتنائهم بهذه الأمور وحاجتهم لها وكان الناس في شدة فرغب النبي صلى الله عليه وسلم بالمنائح ، ويَقرب من ذلك حديث: " بيت لا تمر فيه جياع أهله " ، أما الآن فكثير من الناس لا يملكون بهيمة الأنعام وليسوا بحاجة إليها؛ لأن عندهم ما يكفيهم من القوت.

٥. ترغيب النبي -صلى الله عليه وسلم- ببذل المعروف.

٦. تفاوت أجر الأعمال الأخروية.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3558)

أستودع الله دينك، وأمانتك، وخواتيم عملك

میں تیرا دین، تیری امانت اور تیری زندگی کے آخری اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

١١٥٢. الحديث:

كَانَ ابنُ عمرَ -رضِيَ الله عنهما- يَقُول لِلرَّجُل إِذَا أَرَادَ سَفَرًا: ادْنُ مِنِّي حَتَّى أُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- يُوَدِّعُنَا، فيقُول: «أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ، وَأَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ». وعن عبد الله بن يزيد الخطمي رضي الله عنه- قال: كَانَ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَدِّعَ الجَيشَ، قال: «أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكُم، وَأَمَانَتَكُم، وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُم».

١١٥٢. حدیث:

جب کوئی آدمی سفر کا ارادہ کرتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس سے کہتے، مجھ سے قریب ہو جاؤ تاکہ میں تمھیں ایسے رخصت کروں جس طرح نبی ﷺ ہمیں رخصت کرتے تھے چنانچہ وہ کہتے تھے: «أَستَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ، وَأَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ» یعنی (میں تیرا دین، تیری امانت اور تیری زندگی کے آخری اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں)۔ عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو رخصت فرماتے تو کہتے «أَستَودِعُ اللهَ دِينَكُم، وَأَمَانَتَكُم، وخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُم» یعنی (میں تمہارے دین، تمہاری امانت، اور تمہاری زندگی کے آخری اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں)۔

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

كَانَ ابنُ عمرَ -رضِيَ الله عنهما- يَقُول لِلرَّجُل إِذَا أَرَادَ سَفَرًا: ادْنُ مِنِّي حَتَّى أُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- يُوَدِّعُنَا، وهذا من ابن عمر بيان لكمال حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على التزام هدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وقوله: (إذا ودع رجلا) أي مسافرا، (أخذ بيده فلا يدعها): وهذا ما جاء في بعض الروايات، أي: فلا يترك يد ذلك الرجل من غاية التواضع ونهاية إظهار المحبة والرحمة. ويقول -صلى الله عليه وسلم-: أي للمودع: "أستودع الله دينك" أي أستحفظ وأطلب منه حفظ دينك. و"أمانتك" أي حفظ أمانتك، وهي شاملة لكل ما استحفظ عليه الإنسان من حقوق الناس وحقوق الله من التكاليف، ولا يخلو الرجل في سفره ذلك من الاشتغال بما يحتاج فيه إلى الأخذ والإعطاء والمعاشرة مع الناس، فدعا له بحفظ الأمانة والاجتناب عن الخيانة، ثم إذا انقلب إلى أهله يكون مأمون العاقبة عما يسوءه في الدين والدنيا. وكان هذا من هديه أيضاً -صلى الله عليه وسلم- إذا أراد توديع الجماعة الخارجة للقتال في سبيل الله يودعهم بهذا الدعاء

اجمالی معنی:

ابن عمر رضی اللہ عنہما اس آدمی سے کہتے تھے جو سفر کرنا چاہتا، مجھ سے قریب ہو جاؤ تاکہ میں تمھیں ایسے رخصت کروں جس طرح نبی ﷺ ہمیں رخصت کیا کرتے تھے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے بیان ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس قدر نبی مکرم ﷺ کی سنت کے اپنانے کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور ان کا کہنا (إذا ودع رجلا) جب کسی آدمی کو رخصت کیا کرتے تھے یعنی مسافر کو۔ (أخذ بيده فلا يدعها) اس کے ہاتھ کو پکڑے رہتے اور نہیں چھوڑتے تھے، جیساکہ بعض روایات میں مذکور ہے یعنی نبی مکرم ﷺ انتہا درجے کی تواضع اور شفقت و محبت کا اظہار فرماتے ہوئے اس شخص کے ہاتھ کو پکڑے رہتے اور نہیں چھوڑتے تھے، اور اُسے رخصت کرتے ہوئے کہتے "أَستودِعُ اللهَ دينَكَ" یعنی میں اللہ سے تمہارے دین کی حفاظت طلب کرتا ہوں۔ "وأَمَانَتكَ" یعنی تمہاری امانت کی حفاظت، یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی حفاظت انسان سے مطلوب ہوتی ہے خواہ وہ لوگوں کے حقوق ہوں یا اللہ کے مکلف کردہ حقوق۔ چونکہ آدمی جب سفر میں ہوتا ہے تو لوگوں کے ساتھ ضروری لین دین اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں مشغول ہوتا ہے جس کی بناء پر اس کے لیے امانت داری کی ذمہ داری کا خیال کرنے کے ساتھ ساتھ خیانت سے بچنے کے لیے دعا فرمائی ہے، پھر جب وہ اپنے گھر لوٹے گا تو وہ ان تمام نتائج و عواقب سے محفوظ ہو گا جو اسے دین اور دنیا کے اعتبار سے ناپسند ہوتے۔ یہی نبی مکرم ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب آپ کسی

الجامع ليكون أدعى إلى إصابتهم التوفيق والسداد والتغلب على الأعداء والحفاظ على فرائض الله في الغزو.	جماعت کو جنگ کے لیے رخصت فرماتے تھے تو اس جامع دعا کے ذریعہ رخصت کرتے تھے تاکہ وہ بھلائی اور کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں اور دشمنوں پر غالب رہیں اور میدان جنگ میں بھی اللہ کے فرائض کی حفاظت کریں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب وأحكام السفر
السيرة والتاريخ > التاريخ > الحروب والغزوات

راوي الحديث: الحديث الأول: رواه أبو داود، والترمذي واللفظ له، وابن ماجه والنسائي وأحمد. الحديث الثاني: رواه أبو داود.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
عبد الله بن يزيد الخطمي -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ادْنُ : اقترب.
- أَسْتَوْدِعُ الله دِينَكَ : أَسْتَحفِظ وأطلب منه حفظ دينك.
- وَأَمَانَتَكَ : أي حفظ أمانتك فيما تزاوله من الأخذ والإعطاء ومعاشرة الناس في السفر، وقيل المراد: الأهل والأولاد. وقيل: التكاليف كلها.
- وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ : حسن الخاتمة.
- إذا أراد سفراً : أي همَّ به وأخذ في مقدماته.
- الجيش : هم الجماعة الخارجون للقتال في سبيل الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. استحباب توديع المسافر، كما صنع رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٢. حرص أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على هديه في أمورهم كلها.
٣. استحباب دعاء المسلم لأخيه المسلم في كافة أحواله، سواء كان بظهر الغيب أو في وجهه.
٤. أعظم ما يملك المرء في حياته ويخشى ضياعه هو الدين.
٥. تمنِّي المسلم لأخيه خاتمة الخير كما يتمنى لنفسه أن يختم له بعمل صالح.
٦. أن الخاتمة الحسنة منوطة بالتزام التقوى والمحافظة على الأمانات الشرعية.
٧. التوفيق بيد الله -تعالى-، فعلى المسلم أن يطلب ذلك بتحري أسبابه وقرع بابه.
٨. استحباب توديع ولي الأمر جيشه عند الذهاب للقتال وتوصيته بمثل هذه الكلمات السابقة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفوري، دار الكتب العلمية، بيروت. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للألباني، ط١، دار المعارف، الرياض، ١٤١٢هـ. سنن أبي داود ،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. الشرح الممتع على زاد المستقنع، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، ط١، دار ابن الجوزي، ١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ. كشف المشكل من حديث الصحيحين، لابن الجوزي، تحقيق: علي حسين البواب، دار الوطن، الرياض. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3058)

أشركنا يا أخي في دعائك	اے میرے چھوٹے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں بھی شامل رکھنا
١١٥٣. الحديث: عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال: اسْتَأْذَنْتُ النبيَّ -صلى الله عليه وسلَّم- في العُمرة، فَأَذِنَ لِي، وقال: «لاَ تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ» فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِيَ بِهَا الدُّنيَا. وفي رواية: وقال: «أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ».	**١١٥٣. حدیث:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی، تو آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا: "اے میرے چھوٹے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں نہ بھولنا"۔ آپ ﷺ نے ایسی بات فرمائی کہ اس کے بدلے میں مجھے پوری دنیا کا مل جانا بھی پسند نہیں"۔ ایک اور روایت میں ہے: "اے میرے چھوٹے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں بھی شامل رکھنا"۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: أراد عمر -رضي الله عنه- أن يعتمر فأذن له النبي -عليه السلام- بذلك، ثم إنه -عليه الصلاة والسلام- طلب من عمر -رضي الله عنه- أن يشركه في الدعاء له إذا ذهب إلى مكة، وهذا منه عليه السلام لينتفع عمر بذلك الدعاء وتؤمن الملائكة على دعائه، وقد فرح عمر -رضي الله عنه- بهذا الطلب من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعدَّه شرفاً له.	**اجمالی معنیٰ:** عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا، تو نبی ﷺ نے انھیں اس کی اجازت دے دی۔ پھر آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ جب مکہ جائیں، تو اپنی دعا میں آپ ﷺ کو شامل رکھیں۔ آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا تاکہ عمر رضی اللہ عنہ کو اس دعا سے فائدہ پہنچے اور فرشتے ان کی دعا پر آمین کہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اس فرمائش پر بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اسے اپنے لیے باعث شرف گردانا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أحكام الدعاء

راوي الحديث: رواه أبوداود واللفظ له، والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أُخَيَّ : تصغير أخي وهو تصغير تعطف وتلطف.

فوائد الحديث:

١. دعاء المسافر مستجاب.

٢. جواز طلب الدعاء من الصالحين، بشرط ألا يكثر من الطلب وألا يترك الدعاء اعتمادا على دعاء الناس وألا يغلب على ظنه حصول عجب لمن يطلب منه الدعاء.

٣. جواز طلب المقيم من المسافر الدعاء، ووصيته له بالدعاء في مواطن الخير، ولو كان المقيم أفضل من المسافر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. جامع الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود ،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. شرح رياض

الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ.

الرقم الموحد: (3329)

١١٥٤. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «أفضل الذِّكر: لا إله إلا الله».

١١٥٤. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے افضل ذکر "لاإلہ إلاالله" ہے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- أن أفضل الذكر: "لا إله إلا الله" وفي حديث آخر: "أفضل ما قلت أنا والنبيون قبلي لا إله إلا الله وحده لا شريك له". ولا شك أن هذه الكلمة كلمة عظيمة، قامت بها الأرض والسماوات، وخلقت لأجلها جميع المخلوقات، وبها أرسل الله -تعالى- رسله، وأنزل كتبه، وشرع شرائعه، ولأجلها نُصبت الموازين، ووُضِعَت الدواوين، وقام سوق الجنة والنار، ومعناها لا معبود بحق إلا الله، وشروطها سبعة: العلم واليقين والقبول والانقياد والصدق والإخلاص والمحبة، وعنها يسأل الأولون والآخرون، فلا تزول قدما العبد بين يدي الله حتى يسأل عن مسألتين: ماذا كنتم تعبدون؟ وماذا أجبتم المرسلين؟ فجواب الأولى بتحقيق "لا إله إلا الله" معرفةً وإقرارًا وعملًا. وجواب الثانية بتحقيق "أن محمدا رسول الله" معرفةً وإقرارًا وانقيادًا وطاعةً. قال -صلى الله عليه وسلم-: (بُني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله..).

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ ہمیں بتا رہے ہیں کہ سب سے افضل ذکر "لا إله إلا الله" ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ سب سے افضل کلمہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہے وہ "لا إله إلا الله وحده لا شريك له" ہے۔ بے شک یہ کلمہ بہت ہی عظیم کلمہ ہے جس سے زمین وآسمان قائم ہیں اور اسی کی وجہ سے تمام مخلوقات پیدا کی گئیں اور اسی کے ساتھ اللہ نے اپنے رسولوں کو بھیجا، اپنی کتابیں نازل فرمائیں، اپنی شریعتیں وضع کیں اور اسی کی وجہ سے میزان نصب ہوئے، اعمال نامے مرتب کیے گئے اور اسی کے لیے جنت وجہنم کا بازار قائم ہو گا۔ اس کا معنی ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں''۔ اس کی سات شرائط ہیں: علم، یقین، قبول، فرماں برداری، صدق، اخلاص اور محبت۔ اگلے اور پچھلے سب لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بندے کے قدم اللہ کے سامنے سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے دو سوال نہ کر لیے جائیں؛ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ اور تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟۔ پہلے سوال کا جواب ''لا إله إلا الله'' ہے بایں طور کہ اس کی معرفت بھی ہو، اقرار بھی اور اس پر عمل بھی۔ دوسرے سوال کا جواب ''أن محمدا رسول الله'' ہے بایں طور کہ اس کی معرفت بھی ہو، اقرار بھی اور فرماں برداری اور اطاعت بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار المطلقة

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي في الكبرى وابن ماجه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أن كلمة التوحيد أفضل الكلام؛ لأنها إثبات للوحدانية، ونفي للشركاء، وهي أفضل ما قاله الأنبياء، ومن أجلها بعثوا، وتحت رايتها قاتلوا، وفي سبيلها استشهدوا، وهي مفتاح الجنة والخلاص من النار.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م .زاد المعاد في هدي خير العباد ابن قيم الجوزية، مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت الطبعة: السابعة والعشرون , ١٤١٥هـ/١٩٩٤م

الرقم الموحد: (3567)

أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد، فأكثروا الدعاء

بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا تم (سجدے میں) خوب دعا کیا کرو۔

١١٥٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أَقْرَبُ ما يَكون العبد مِنْ رَبِّهِ وهو ساجد، فَأَكْثِروا الدُّعاء».

١١٥٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا تم (سجدے میں) خوب دعا کیا کرو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد"، وذلك لأن الإنسان إذا سجد، فإنه يضع أشرف ما به من الأعضاء في أماكن وضع الأقدام التي توطأ بالأقدام، وكذلك أيضاً يضع أعلى ما في جسده حذاء أدنى ما في جسده -يعني: أن وجهه أعلى ما في جسده وقدميه أدنى ما في جسده-، فيضعهما في مستوى واحد خضوعاً وتذللاً وتواضعاً لله -عز وجل-، ولهذا كان أقرب ما يكون من ربه وهو ساجد، وقد أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بالإكثار من الدعاء في حال السجود، فيجتمع في ذلك الهيئة والمقال تواضعاً لله -عز وجل-، ولهذا يقول الإنسان في سجوده: سبحان ربي الأعلى، إشارة إلى أنه -جل وعلا- وهو العلي الأعلى في ذاته وفي صفاته، وأن الإنسان هو السافل النازل بالنسبة لجلال الله -تعالى- وعظمته.

اجمالی معنیٰ:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔'' اوراس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب سجدہ کرتا ہے تو اپنے جسم کے سب سے افضل حصے کو اس جگہ پر رکھتا ہے جسے لوگ اپنے قدموں سے روندتے رہتے ہیں اور اسی طرح اپنے جسم کے سب سے بلند حصے کو جسم کے سب سے نچلے حصے کے مقابل میں رکھتا ہے یعنی اس کا چہرہ جسم کا سب سے بلند حصہ ہے اور اس کے دونوں قدم جسم کے سب سے نچلے حصے ہیں تو وہ اللہ رب العالمین کے سامنے خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے چہرے اور اپنے قدموں کو ایک برابری میں رکھتا ہے، اسی لیے وہ حالت سجدہ میں اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کی حالت میں کثرت دعا کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس حالت میں بندے کی ظاہری ہیئت اور اس کی دعا دونوں اللہ رب العالمین کے لیے عاجزی اور انکساری کا مظہر ہوا کرتے ہیں، اسی لیے بندہ سجدے میں سبحان ربی الأعلیٰ کہتا ہے۔جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ عز وجل اپنی ذات وصفات میں بلند وبرتر ہے جبکہ انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے مقابل میں انتہائی نیچا اور کمتر ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أسباب إجابة الدعاء وموانعه

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. استحباب كثرة الدعاء في السجود، ولأنه من مواطن الإجابة.
٢. الطاعة تزيد العبد قرباً من الله سبحانه وتعالى.
٣. كلما ازداد العبد طاعة استجاب الله دعاءه.

٤. حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على تعليم أمته الخير وأسبابه وأبوابه.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين, ت: الفحل, دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق, الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين, لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين, دار الوطن للنشر, الطبعة: ١٤٢٦هـ تطريز رياض الصالحين, لفيصل بن عبد العزيز المبارك, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله بن إبراهيم الزير آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ صحيح الإمام مسلم, ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨.

الرقم الموحد: (5382)

أكانت المصافحة في أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مصافحہ کا معمول تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔

١١٥٦. الحديث:

عن أبي الخطاب قتادة، قال: قُلْتُ لأَنَسٍ: أَكَانَتِ المَصَافَحَةُ في أَصْحَابِ رسولِ الله -صلى الله عليه وسلم-؟، قَالَ: نَعَم.

١١٥٦. حدیث:

ابوالخطاب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مصافحے کا معمول تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قوله: أكانت المصافحة في أصحاب رسول الله، أي: ثابتة وموجودة فيهم حال ملاقاتهم بعد السلام زيادة للمودة والإكرام، والمصافحة تكون باليد اليمنى، وإذا حصل ذلك فإنه يغفر لهما قبل أن يفترقا، وهذا يدل على فضيلة المصافحة إذا لاقاه، وهذا إذا كان لاقاه ليتحدث معه أو ما أشبه ذلك، أما مجرد الملاقاة في السوق فما كان هذا من هدي الصحابة، يعني إذا مررت بالناس في السوق يكفي أن تسلم عليهم.

اجمالی معنی:

"اکانت المصافحة فی اَصحاب رسول اللہ" یعنی کیا صحابہ کرام میں ملاقات کے وقت سلام کے بعد محبت اور اکرام کی زیادتی کے لیے مصافحہ کرنے کا معمول تھا؟ مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ مصافحہ کرنے کے بعد جُدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں کے گناہ معاف کردیتا ہے۔ یہ حدیث ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ جب ملاقات کے وقت بات چیت وغیرہ کرنے کا ارادہ ہو۔ جہاں تک بازار وغیرہ میں صرف ملاقات کا تعلق ہے، تو یہ صحابہ کی سنت نہیں۔ یعنی جب تم بازار میں لوگوں کے پاس سے گزرو، تو تمھارے لیے ان کو سلام کرنا ہی کافی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المصافحة : الإفضاء بصفحة اليد إلى صفحة اليد.

فوائد الحديث:

١. مشروعية المصافحة؛ لأنها كانت موجودة فيما بين الصحابة.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (5384)

ألا إن الدنيا مَلعونة، مَلعونٌ ما فيها، إلا ذكر الله -تعالى- وما وَالاهُ، وعالمًا ومتعلمًا	لوگو آگاہ رہو! دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے متعلق چیزوں کے، نیز دینی علوم سے بہرہ ور اور اس کا علم حاصل کرنے والے کے۔
١١٥٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «ألا إن الدنيا مَلعُونة، مَلعُونٌ ما فيها، إلا ذكرَ الله تعالى، وما وَالاهُ، وعالما ومُتَعَلِّمًا».	**١١٥٧. حديث :** ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : "لوگو آگاہ رہو! دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے متعلق چیزوں کے، نیز دینی علوم سے بہرہ ور اور اس کا علم حاصل کرنے والے کے۔"
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ :** حَسَن
المعنى الإجمالي: الدنيا وما فيها من زينة مبغوضة مذمومة إلى الله تعالى؛ لأنها مبعدة الخلق عما خلقوا له من عبادة الله تعالى والقيام بشرعه، إلا ذكر الله تعالى وما والاه من العبادات، وكذا تعليم العلم وتعلمه، مستثنى مما يبغضه الله؛ لأن هذا هو المقصود من إيجاد الخلق.	**اجمالی معنی :** دنیا اور اس میں موجود سامانِ آرائش و زیبائش اللہ کے ہاں ناپسندیدہ اور مذموم ہیں؛ کیونکہ یہ لوگوں کو ان کے مقصدِ تخلیق اللہ کی عبادت اور اس کی شریعت کے قیام سے بیگانہ کردیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے تعلق رکھنے والی عبادتیں، اسی طرح علم دین کا سیکھنا اور اسے سکھانا ان چیزوں سے مستثنی ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں؛ کیونکہ تخلیق انسان سے یہی مقصود ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ملعونة : ساقطة مبغوضة، وأصل اللعن الطرد.
- ملعون ما فيها : من الأموال والأمتعة والشهوات وغيرها.
- وما والاه : وما هو قريب منه مما يحبه الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. لا يجوز لعن الدنيا مطلقا؛ لورود أحاديث تنهى عن ذلك، ولكن يجوز لعن ما يبعد منها عن الله تعالى ويشغل عن طاعته وعليه يحمل حديث الباب في جواز لعن الدنيا.
٢. كل ما في الدنيا؛ فهو لعب ولهو إلا ذكر الله وما كان سببا في ذلك.
٣. بيان فضل العلم وأهله وطلابه.
٤. الناس في طلب العلم قسمان: عالم أو متعلم، وهما على سبيل رشد ونجاة، ولا تكن إمعة فتهلك.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي،

دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3788)

ألا أُعَلِّمُكَ كَلِماتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم- لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ؟ قُلْ: اللّهُمَّ اكفني بحلالك عن حرامك، وأغنني بفضلك عمن سواك

کیا میں تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے۔ اگر تمہارے اوپر پہاڑ برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تمہاری طرف سے اس کی ادائیگی کے اسباب میسر کردے گا؟ یوں کہا کرو: (اللھم اکفِنی بحلالک عن حرامک، وأَغْنِنِي بفضلك عَمَّنْ سِوَاک) ترجمہ: اے اللہ! جن اشیاء کو تو نے حرام کیا ان سے بچاتے ہوئے اپنی حلال کردہ اشیاء کو میرے لیے کافی کردے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا ہر کسی سے بے نیاز کردے۔

١١٥٨. الحديث:

عن علي - رضي الله عنه-: أن مُكَاتَبًا جاءه فقال: إني عَجَزْتُ عن كتابتي فَأَعِنِّي، قال: ألا أعلمك كلمات عَلَّمَنِيهِنَّ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- لو كان عليك مثلَ جبلٍ دَيْنًا أَدَّاهُ الله عنك؟ قل: «اللَّهُمَّ اكْفِنِي بحلالك عن حرامك، وأَغْنِنِي بفضلك عَمَّنْ سِوَاكَ».

١١٥٨. حدیث:

علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مکاتب غلام ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ: میں اپنا 'مالِ کتابت' دینے سے عاجز آ گیا ہوں، میری کچھ مدد کریں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے۔ اگر تمہارے اوپر پہاڑ برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تمہاری طرف سے اس کی ادائیگی کے اسباب مہیا کردے گا؟ یوں کہا کرو: ''اللھم اكْفِنِي بحلالك عن حرامک، وأَغْنِنِي بفضلك عَمَّنْ سِوَاک''۔ ترجمہ: اے اللہ! جن اشیاء کو تو نے حرام کیا ان سے بچاتے ہوئے اپنی حلال کردہ اشیاء کو میرے لیے کافی کر دے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا ہر کسی سے بے نیاز کردے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يأتي مكاتب، وهو شخص قد كاتب سيده على أن يشتري حريته منه بمبلغ من المال مقسَّطًا، ولكن هذا العبد لم يجد مالًا لكي يسدد سيده؛ فلجأ إلى علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- يسأله أن يساعده في قضاء دينه، فأرشده -رضي الله عنه- إلى العلاج الرباني، وهو دعاء علمه إياه النبي -صلى الله عليه وسلم-، إذا قاله مخلصًا قضى الله عنه دينه ولو كان مثل الجبل، فقال له: قل: «اللَّهُمَّ اكفني بحلالك عن حرامك، وأغنني بفضلك عمن سواك». والمعنى: اجعل لي كفاية في الحلال، تغنيني بها عن الحاجة للحرام، واجعل لي رزقًا من فضلك تغنيني به عن سؤال الناس.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ایک مکاتب غلام کا ذکر ہے۔ مکاتب وہ شخص ہوتا ہے جس نے اپنے آقا سے کچھ قسط وار ادا کیے جانے والے مال کے عوض اپنی آزادی خریدنے کا معاہدہ کر لیا ہو۔ لیکن اس غلام کے پاس اپنے آقا کا قرض ادا کرنے کے لیے مال نہیں تھا چنانچہ اس نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ قرض کی ادائیگی میں اس کی مدد کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ربانی علاج کی طرف رہنمائی فرمائی جو ایک دعا تھی جسے نبی ﷺ نے انہیں سکھایا تھا کہ اگر وہ پورے اخلاص سے یہ دعا مانگے تو اس کی طرف سے اللہ اس کا قرض ادا کردے گا اگرچہ وہ پہاڑ برابر ہی کیوں نہ ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس غلام سے فرمایا کہ یوں کہا کرو: ''اللھم اكْفِنِي بحلالك عن حرامک، وأَغْنِنِي بفضلك عمن سواک'' ترجمہ: اے اللہ! جن اشیاء کو تو نے حرام کیا ان سے بچاتے ہوئے اپنی حلال کردہ اشیاء کو میرے لیے کافی کردے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا ہر کسی سے بے نیاز کردے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مكاتبًا : من الكتابة وهي: أن يشتري العبد نفسه من سيده على مال يؤديه إليه مفرَّقًا على أقساط، فإذا أداه صار حرًّا، وسميت كتابة؛ لأن العبد يكتب على نفسه لمولاه ثمنه، ويكتب مولاه له عليه العتق.
- كتابتي : المال الذي كاتب به السيد عبده.
- أداه : قضاه.
- عجزت عن كتابتي : لم أتمكن من السداد ولزمني الدين؛ بسبب كتابتي.
- اكفني : اجعل لي كفاية.

فوائد الحديث:

١. مشاورة وطلب رأي أهل العلم والدين.

٢. على أهل العلم والدعاة إلى الله -تعالى- دلالة المدعوين وإرشادهم إلى ما يعينهم على ما يعرض لهم من مشكلات.

٣. الحث على إعانة المكاتب.

٤. الدعاء بهذه الكلمات؛ لأن بركتها تظهر في وفاء الدين، والاستغناء بالله عن الناس.

٥. الرزق الحلال وإن قل خير من المال الحرام وإن كان كثيرًا.

٦. الفضل كله لله - تعالى-، فلا ينسب خير إلا له -تعالى- ولغيره تبعًا.

٧. ينبغي على العبد أن يستعين بالله -تعالى- وحده فيما لا يقدر عليه إلا الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشرة ١٤٠٧هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ،٢٠٠٩م. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٨هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى لمكتبة المعارف، ١٤٢٢هـ فيض القدير شرح الجامع الصغير المؤلف: عبد الرؤوف المناوي القاهري -المكتبة التجارية الكبرى – مصر-الطبعة: الأولى، ١٣٥٦. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح :علي بن سلطان القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (5884)

ألا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أعْمَالِكُم، وأزْكَاها عند مَلِيكِكُم

کیا میں تم کو تمہارے سب سے بہتر اور تمہارے رب کے ہاں سب سے پاکیزہ عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟

١١٥٩. الحديث:

عن أبي الدَّرْدَاء -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ألا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أعْمَالِكُم، وأزْكَاها عند مَلِيكِكُم، وأرْفَعِهَا في دَرَجَاتِكُمْ، وخير لكم من إنْفَاق الذهب والفضة، وخير لكم من أن تَلْقَوا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أعْنَاقَهُمْ ويَضْرِبوا أعْنَاقَكُم؟» قالوا: بلى، قال: «ذكر الله -تعالى-».

١١٥٩. حدیث:

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو تمہارے سب سے بہتر اور تمہارے رب کے ہاں سب سے پاکیزہ عمل، جو تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا، تمہارے لیے سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تمہارا دشمنوں سے مڈبھیر ہو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ عمل "اللہ تعالیٰ کا ذکر" ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ألا أخبركم بخير أعمالكم، وأكثرها ثوابا وأطهرها عند ربكم، وأزيدها في رفع درجاتكم، وخير لكم من أن تنفقوا الذهب والفضة في سبيل الله، وخير لكم من أن تلقوا الكفار في معترك الحرب فتضربوا أعناقهم لإعلاء كلمة الله تعالى. فقال الصحابة: بلى يا رسول الله. قال: ذكر الله تعالى

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو تمہارے سب سے بہتر عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو زیادہ ثواب کا باعث، تمہارے رب کے ہاں سب سے پاکیزہ، سب سے زیادہ تمہارے درجات کی بلندی کا ذریعہ، اللہ کے راستے میں سونا اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر اور میدانِ جہاد میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے دشمن کی گردنیں اڑانے سے بھی بہتر ہے؟ صحابہ کرام نے جواب میں فرمایا کیوں نہیں؟ ضرور بتائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ عمل "اللہ تعالیٰ کا ذکر" ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد وابن ماجه.

التخريج: أبو الدَّرْدَاء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أزكاها : أطهرها وأنماها وأكثرها بركة.
- مليككم : المليك: صاحب المُلك. ومليك الخلق: ربهم ومالكهم.
- أرفعها : أشرفها وأعلاها قدرا.

فوائد الحديث:

١. أن المداومة على ذكر الله تعالى ظاهرا وباطنا من أعظم القُرب، وأنفعها عند الله تعالى.
٢. جميع الأعمال شرعت إقامة لذكر الله تعالى، ولذلك؛ فالغاية أشرف من الوسيلة.
٣. الثواب لا يترتب على قدر النَّصَب في جميع العبادات، بل قد يعطي الله تعالى على قليل العمل أكثر مما يعطي على كثيره.
٤. فيه أن الذكر أفضل من الصدقة والجهاد.
٥. فيه الحث على ذِكْر الله تعالى، وأنه من أفضل الأعمال.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي - بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى - ١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى - ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (3575)

ألا أخبرك بأحب الكلام إلى الله؟ إن أحب الكلام إلى الله سبحان اللهِ و بحمدِهِ

کیا میں تمھیں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام سے باخبر نہ کردوں؟

١١٦٠. الحديث:

عن أبي ذر الغفاري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ألاَ أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الكَلاَمِ إِلَى اللهِ؟ إنَّ أَحَبَّ الكلام إِلى الله : سبحان اللهِ وبحمدِهِ».

١١٦٠. حدیث:

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”کیا میں تمھیں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام سے باخبر نہ کردوں؟ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام : ”سجان اللہ وبحمدہ“ (اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ) ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على أنَّ التسبيح أحب الكلام إلى الله -عز وجل-؛ لأن معنى التسبيح التنزيه له سبحانه عن كل ما لا يجوز عليه من المثل والشبه والنقص، وكل ما ألحد فيه الملحدون من أسمائه، وقول القائل (بحمده) اعتراف بأن ذلك التسبيح إنما كان بحمده سبحانه فله المنة فيه، ويجوز أن يكون المعنى: أسبحه متلبسًا بحمدي له من أجل توفيقه لي، فكانت سبحان الله وبحمده أحب الكلام إلى الله، لاشتمالها على التقديس والتنزيه، والثناء بأنواع الجميل.

اجمالی معنی:

حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اللہ رب العالمین کو سب سے پسندیدہ کلام اس کی تسبیح بیان کرنا (سجان اللہ کہنا) ہے، اس لیے کہ تسبیح کا معنی اللہ رب العالمین کو ہر اس چیز سے منزہ و پاک قرار دینا ہے جو اس کے لیے نامناسب ہے، چاہے وہ اللہ کی شان میں کوئی نقص ہو یا اللہ کو کسی مخلوق سے مشابہ اور مانند قرار دینا ہو، یا اللہ کے ناموں میں کج روی اختیار کرنا ہو۔ اور (بحمدہ) کہنے والے کا قول اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ تسبیح اللہ سبحانہ کی حمد کے ساتھ تھی، پس اس میں اسی کا احسان ہے۔ نیز اس کا یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ: میں اللہ کی توفیق دہی سے اس کی حمد وثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کر رہا ہوں۔ اسی لیے ”سجان اللہ وبحمدہ“ اللہ، رب العالمین کو بہت زیادہ محبوب ہے کیوں کہ اس میں اللہ رب العالمین کی پاکی و تقدیس اور ہر طرح کے احسان کے ساتھ تعریف شامل ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أحب الكلام إلى الله ذكره المشتمل على تنزيهه وتقديسه والثناء عليه بما هو أهله.
٢. عظيم ثواب هذه الأذكار.
٣. التعليم بصيغة السؤال والجواب.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير- دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح صحيح مسلم، للإمام محيي الدين النووي، دار الريان للتراث، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. الإفصاح عن معاني الصحاح، ليحيى بن هُبَيْرَة، المحقق: فؤاد عبد المنعم أحمد، دار الوطن، سنة النشر: ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (5402)

ألا أخبركم بما هو أخوف عليكم عندي من المسيح الدجال؟ قالوا: بلى يا رسول الله، قال: الشرك الخفي، يقوم الرجل فيصلي فيزين صلاته لما يرى من نظر رجل	کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ (ضرور بتلائیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہے "شرک خفی"۔ کہ کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو اور اپنی نماز کو محض اس لیے سنوار کر پڑھے کہ کوئی شخص اسے دیکھ رہا ہے۔

١١٦١. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: "ألا أخبركم بما هو أَخْوَفُ عليكم عندي من المسيح الدجال؟ قالوا: بلى يا رسول الله، قال: الشرك الخفي يقوم الرجل فيصلي فَيُزَيِّنُ صلاته لما يرَى من نَظَرِ رَجُلٍ".

١١٦١. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ ہے؟“، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ (ضرور بتلائیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہے "شرک خفی"۔ کہ کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو اور اپنی نماز کو محض اس لیے سنوار کر پڑھے کہ کوئی شخص اسے دیکھ رہا ہے“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

كان الصحابة يتذاكرون فتنةَ المسيح الدجال ويتخوفون منها، فأخبرهم -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أن هناك محذوراً يخافه عليهم أشد من خوفِ فتنة الدجال وهو الشرك في النية والقصد الذي لا يظهر للناس، ثم فسَّره بتحسين العمل الذي يُبتغى به وجه الله من أجل رؤية الناس.

اجمالی معنیٰ:

صحابہ کرام باہم مسیح دجال کے فتنے کا ذکر کر رہے تھے اور اس سے خوف کا اظہار کر رہے۔ نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ ایک ایسی ممنوعہ شے ہے جس کا آپ ﷺ کو ان کے سلسلے میں دجال کے فتنے سے بھی زیادہ ڈر ہے، اور وہ ہے نیت اور ارادے میں شرک کا ارتکاب کرنا۔ جو لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسے عمل کو جس سے مقصود اللہ کی خوشنودی ہو لوگوں کو دکھانے کے لیے خوب سنوار کر کیا جائے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه ابن ماجه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- أخوف : أي: أشد خوفاً.
- المسيح : صاحب الفتنة العظمى، سُمِّي مسيحاً؛ لأن عينه ممسوحةٌ، أو لأنه يمسح الأرض أي: يقطعها بسرعة.
- الدجال : كثير الدجَل أي: الكذب.
- الشرك الخفي : سماه خفياً؛ لأن صاحبه يُظهر أن عمله لله وهو في الباطن قد قصد به غيرَه.
- يزيِّن صلاته : يحسِّنها ويُطيلُها ونحو ذلك.

فوائد الحديث:

١. في الحديث شفقته -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- على أمته ونصحُه لهم.
٢. أن الرياء أخوف على الصالحين من فتنة الدجال.

٣. الحذر من الرياء ومن الشرك عموماً.

٤. شدة خطر الرياء على صاحبه لخفائه وعسر التخلص منه وقوة الداعي إليه.

٥. بيان خطر المسيح الدجال والتحذير منه.

المصادر والمراجع:

فتح المجيد شرح كتاب التوحيد، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٧٧هـ - ١٩٥٧م. القول المفيد على كتاب التوحيد، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. التمهيد لشرح كتاب التوحيد، دار التوحيد، تاريخ النشر: ١٤٢٤هـ. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع، طبعة المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3333)

ألا أخبركم بمن يحرم على النار؟ أو بمن تحرم عليه النار؟ تحرم على كل قريب، هين، لين، سهل

کیا میں تمہیں ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو جہنم کی آگ پر حرام ہے یا جس پر جہنم کی آگ حرام ہے؟ جہنم کی آگ ہر اس شخص پر حرام ہے جو لوگوں کے قریب رہنے والا ہے، آسانی کرنے والا ہے، نرم خو اور سہل مزاج ہوتا ہے۔

١١٦٢. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ألا أخبركم بمن يحرم على النار؟ أو بمن تحرم عليه النار؟ تحرم على كل قريب هَيِّنٍ لَيِّنٍ سهل».

١١٦٢. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو جہنم کی آگ پر حرام ہے یا جس پر جہنم کی آگ حرام ہے؟ جہنم کی آگ ہر اس شخص پر حرام ہے جو لوگوں کے قریب رہنے والا، آسانی کرنے والا، نرم خو اور سہل مزاج ہوتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ألا أخبركم بمن يُمنع عن النار، أو تُمنع عنه، تمنع على كل قريب من الناس بمجالستهم في أماكن الطاعة وملاطفتهم قدر الاستطاعة، وكل حليم لين الجانب، سَمْحٍ في معاملة الناس.

اجمالی معنی:

"کیا میں تمہیں اسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جسے جہنم سے دور رکھا جائے گا یا جس سے جہنم دور رکھی جائے گی؟ جہنم ہر ایسے شخص سے دور رکھی جائے گی جو طاعت گزاری کے مقامات پر لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے (لوگوں سے قریب ہوتا ہے) اور مقدور بھر ان سے لطف و مہربانی سے پیش آتا ہے اور اسی طرح ہر بردبار و نرم مزاج اور لوگوں کے ساتھ کشادگی کا معاملہ کرنے والے سے بھی جہنم دور رکھی جائے گی"۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ: هو الذي لا يقرب منها.
- كل قريب: أي محبب إلى الناس لحسن معاملته لهم.
- هين: متواضع
- لين: حسن المعاملة.
- سهل: أي يقضي حوائجهم ويسهل أمورهم.

فوائد الحديث:

١. مكانة الأخلاق الحسنة وأنها منجاة من النار.
٢. استحباب ملاطفة الناس، وتسهيل الجانب لهم وقضاء حوائجهم.
٣. حسن الأخلاق مع الناس من الإيمان.
٤. استخدام الداعي أسلوب الترغيب يؤدي إلى قبول الحق والثبات عليه.
٥. ينبغي تنبيه المتعلم أو السامع على الأمور التي لها شأن.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الصديقي, تحقيق خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه. كنوز رياض الصالحين، بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥ه. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (4943)

ألا أدلكم على ما يَمْحُو الله به الخطايا ويرفع به الدرجات، قالوا: بلى، يا رسول الله، قال: إسباغ الوضوء على المكاره، وكثرة الخُطَا إلى المساجد، وانتظار الصلاة بعد الصلاة فذلِكُم الرِّباط

کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالی گناہوں کو مٹا اور درجات کو بلند کر دیتا ہے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مسجد تک زیادہ قدم چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور یہی رباط (دشمنوں سے حفاظت کے لیے سرحد کی پہرہ داری کرنا) ہے۔

١١٦٣. الحديث:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ألا أَدُلُّكُم على ما يَمْحُو الله به الخطايا ويرفع به الدرَجات؟» قالوا: بلى، يا رسول الله، قال: «إِسْبَاغُ الوُضُوءِ على المَكَارِهِ، وكَثْرَةُ الخُطَا إلى المساجد، وانتظارُ الصلاة بعد الصلاة فذلِكُم الرِّباط».

١١٦٣. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالی گناہوں کو مٹا اور درجات کو بلند کر دیتا ہے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مسجد تک زیادہ قدم چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور یہی ’رباط (دشمنوں سے حفاظت کے لیے سرحد کی پہرہ داری کرنا) ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عرض النبي -صلى الله عليه وسلم- على أصحابه عرضًا، وهو يعلم ماذا سيقولون في جوابه، وهذا من حسن تعليمه عليه الصلاة والسلام، أنه أحيانا يعرض المسائل عرضا، حتى ينتبه الإنسان لذلك، ويعرف ماذا سيلقى إليه، قال: ألا أدلكم على ما يمحو الله به الخطايا، ويرفع به الدرجات؟. قالوا: بلى يا رسول الله، يعني: أخبرنا فإننا نود أن تخبرنا بما نرفع به الدرجات ونمحو به الخطايا، قال: أولا: إتمام الوضوء في حال كراهة النفس لذلك، مثل أيام الشتاء؛ لأن أيام الشتاء يكون الماء فيها باردا، فإذا أتم الإنسان وضوءه مع هذه المشقة، دل هذا على كمال الإيمان، فيرفع الله بذلك درجات العبد ويحط عنه خطيئته. ثانيا: أن يقصد الإنسان المساجد، حيث شرع له إتيانهن، وذلك في الصلوات الخمس، ولو بَعُد المسجد. ثالثا: أن يشتاق الإنسان إلى الصلوات، كلما فرغ من صلاة، فقلبه متعلق بالصلاة الأخرى ينتظرها، فإن هذا يدل على إيمانه ومحبته وشوقه لهذه الصلوات العظيمة. فإذا كان ينتظر الصلاة بعد

اجمالی معنیٰ:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے سامنے ایک بات پیش کی اور آپ ﷺ کو علم تھا کہ وہ اس کا کیا جواب دیں گے۔ یہ آپ ﷺ کا تعلیم و تربیت کے حوالے سے بہترین طریقہ کار تھا کہ آپ ﷺ کبھی کبھار خود صحابہ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کرتے۔ اس سے لوگ متوجہ بھی ہو جاتے ہیں اور ان کو یہ بھی پتہ ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے جواب کیا آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالی گناہوں کو مٹا اور درجات کو بلند کر دیتا ہے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں اللہ کے رسول ﷺ؟ یعنی آپ ہمیں بتائیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ایسی چیز کے متعلق بتائیں کہ جس سے ہم درجات کی بلندی حاصل کریں اور اپنے گناہوں کو ختم کر سکیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اولاً: ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا جیسا کہ سردی کے دنوں میں ہوتا ہے۔ کیوں کہ سردیوں میں پانی شدید ٹھنڈا ہوتا ہے اور وضو کرنے میں بڑی مشقت ہوتی ہے۔ تو یہ (اچھی طرح وضو کرنا) کمالِ ایمان کی علامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات بلند کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ ثانیاً: انسان کا مسجدوں کی طرف قصد کرنا، اس لیے کہ اس کے لیے مسجد آنا مشروع کیا گیا ہے۔ اور یہ پنجوقتہ نمازوں کے لیے، مسجد کی دوری کے باوجود مسجد آنا ہے۔ ثالثاً: ایک نماز سے فارغ ہو کر انسان کا دوسری نماز (کی ادائیگی) کا شوق رکھنا اور دوسری نماز کے لیے دل معلق رہے اور

الصلاة، فإن هذا مما يرفع الله به الدرجات، ويكفر به الخطايا. ثم أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أن المواظبة على الطهارة والصلاة والعبادة كالرباط في سبيل الله تعالى.

نماز کا انتظار کرے۔ یہ چیز اس کے ایمان، محبت اور نماز جیسی عظیم عبادت کے شوق کی دلیل ہے۔ اگر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ طہارت، نماز اور عبادت کا اہتمام کرنا ایسے ہی ہے جیسے اللہ کے راستے (جہاد) میں دشمنوں سے حفاظت کے لیے سرحد کی پہرہ داری کرنا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يمحو : يغفر.
- الدرجات : المنازل في الجنة.
- إسباغ الوضوء : استيعاب أعضائه بالغسل.
- المكاره : ما يكرهه الإنسان، ويشق عليه كشدة البرد وألم الجسم ونحو ذلك.
- انتظار الصلاة : تعلق القلب والفكر بها ولو كان في بيته أو شغله.
- الرباط : ملازمة ثغور العدو وحراستها، وسمي انتظار الصلاة رباطا ؛ لأن فيه جهاد النفس وحبسها عن الشهوات.
- الصلاة : التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة ، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم
- الوضوء : التعبد لله عز وجل بغسل الأعضاء الأربعة على صفة مخصوصة.

فوائد الحديث:

١. ينبغي تربية الناس على صغار العلم قبل كباره، فالذي لا يستطيع انتظار الصلاة وحبس نفسه فترة في بيوت الله لا يستطيع المرابطة في الثغور؛ لحماية بيضة المسلمين ودفع غائلة وصائل الكافرين.
٢. فضل تعلق القلب ببيوت الله تعالى، وهي عبادة بمفردها.
٣. فضل الدار البعيدة عن المسجد على القريبة، فكلما بعدت الدار كثرت الخطا.
٤. ما ورد في الأحاديث من تكفير الذنوب، إنما هو في شأن ما يتعلق بحقوق الله تعالى، وأما ما يتعلق بحقوق العباد، فلا بد من أدائها لأصحابها،أو التحلل والاستبراء منها.
٥. هذه الأمور وسيلة للمغفرة والتقرب إلى الله عز وجل.
٦. العبادة جهاد وإعداد للجهاد لما فيه من صبر وجلد وتحمل،وما فيها من بذل الجهد وكبح النفس عن المعاصي.
٧. المحافظة على صلاة الجماعة في المسجد، والاهتمام بالصلوات وعدم التشاغل عنها.
٨. الحث على إسباغ الوضوء وتحسينه، ولو كان في شدة،كبرد شديد أو احتياجه إلى الماء او السعي في تحصيله أو غير ذلك.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين،لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3574)

ألا تسمعون؟ ألا تسمعون؟ إن البذاذة من الإيمان، إن البذاذة من الإيمان

کیا تم سن نہیں رہے ہو؟ کیا تم سن نہیں رہے ہو؟ سادہ لباسی ایمان کی علامت ہے، سادہ لباسی ایمان کی علامت ہے۔

١١٦٤. الحديث:

عن أبي أمامة إياس بن ثعلبة الأنصاري الحارثي -رضي الله عنه- قال: ذكر أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما عنده الدنيا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ألا تسمعون؟ ألا تسمعون؟ إن البَذَاذَةَ من الإيمان، إن البَذَاذَةَ من الإيمان» قال الراوي: يعني التَّقحُّل.

١١٦٤. حدیث:

ابو امامہ ایاس ابن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ایک دن آپ ﷺ کے پاس دنیا کا ذکر کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سن نہیں رہے ہو؟ کیا تم سن نہیں رہے ہو؟ سادہ لباسی ایمان کی علامت ہے، سادہ لباسی ایمان کی علامت ہے۔

درجة الحديث: حسن لغيره

حدیث کا درجہ: حَسن لغیرہ

المعنى الإجمالي:

تكلم نفر من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- في الدنيا فقال لهم النبي -صلى الله عليه وسلم-: (ألا تسمعون) أي: اسمعوا وكرر للتأكيد، إن التواضع في اللباس والزينة من أخلاق أهل الإيمان، والإيمان هو الباعث عليه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے دنیا کے بارے میں گفتگو کی۔ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: "کیا تم سن نہیں رہے ہو؟" یعنی سنو۔ تاکید پیدا کرنے کی غرض سے آپ ﷺ نے اسے دہرایا۔ لباس اور زینت میں تواضع اختیار کرنا اہلِ ایمان کے اخلاق کا ایک جزء ہے جس کا سبب ایمان ہی ہوا کرتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو أمامة إياس بن ثعلبة الأنصاري الحارثي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- البذاذة : هي رثاثة الهيئة وترك فاخر اللباس.
- التقحل : هو الرجل اليابس الجلد من خشونة العيش وترك الترفه.

فوائد الحديث:

١. استحباب تحويل حديث المجلس إذا كان الكلام مثقلاً بمتاع الدنيا وشهواتها وزخرفها ويصد القلوب عن ذكر الله.
٢. الحث على التواضع والتقليل من الدنيا لأن ذلك يبعث الهمم على العبادة والطاعة.
٣. لا يفهم من الحديث ترك النظافة،فإنَّ الإسلام حث عليها وهي من دواعي الإيمان فالطهور شطر الإيمان.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. -سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح-المؤلف: أبو الحسن عبيد الله المباركفوري -إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند-الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤ م. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. -صَحِيحُ التَّرْغِيب وَالتَّرْهِيب-محمد ناصر الدين الألباني-

مكتَبة المَعارف لِلنَشْرِ والتوزيْع، الرياض - المملكة العربية السعودية-الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين – سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى ١٤١٨.

الرقم الموحد: (5793)

أما بعد، فوالله إني لأُعطي الرجل وأَدَعُ الرجلَ، والذي أدعُ أحبُّ إلي من الذي أُعطي

اما بعد، اللہ کی قسم! میں کسی شخص کو دیتا ہوں اور کسی کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جب کہ جسے میں چھوڑ دیتا ہوں، وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، جسے میں دیتا ہوں۔

١١٦٥. الحديث:

عن عَمْرُو بن تَغْلِبَ ـ رضي الله عنه ـ أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بمالٍ أو سَبْيٍ فَقَسَّمه، فأعطى رجالا، وترك رجالًا، فبَلَغه أن الَّذِين تَرَك عَتَبُوا، فحمد الله، ثم أثنى عليه، ثم قال: «أما بعد، فوالله إني لأُعطي الرجل وأَدَعُ الرجلَ، والذي أدعُ أحبُّ إلي من الذي أُعطي، ولكني إنما أُعطي أقوامًا لما أرى في قلوبهم من الجَزَع والهَلَع، وَأَكِلُ أقواما إلى ما جَعَلَ الله في قُلُوبِهم من الغِنَى والخَيْر، منهم عَمْرُو بن تَغْلِبَ» قال عمرو بن تغلب: فوالله ما أُحبُّ أن لي بكلمة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حُمْرَ النَّعَم.

١١٦٥. حدیث:

عمر بن تغلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس کچھ مال یا قیدی لائے گئے، جسے آپ نے تقسیم کردیا۔ کچھ لوگوں کو آپ نے ان میں سے دیا اور کچھ کو نہیں دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم تک یہ بات پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے جن کو نہیں دیا، انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اللہ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا: "اما بعد۔ اللہ کی قسم! میں کسی شخص کو دیتا ہوں اور کسی کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جب کہ جسے میں چھوڑ دیتا ہوں وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، جسے میں دیتا ہوں۔ میں کچھ لوگوں کے دلوں میں جو بے صبری پاتا ہوں، اس کی وجہ سے انہیں دیتا ہوں اور کچھ لوگوں کو اس بے نیازی اور بھلائی کے سپرد کردیتا ہوں، جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے۔ عمرو بن تَغلِب انہی لوگوں میں سے ہیں"۔ عمرو بن تَغلِب کہتے ہیں کہ: اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی اس بات کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔ (یعنی آپ کی یہ بات مجھے سرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ پسند ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يحدثنا عَمْرُو بن تَغْلِبَ رضي الله عنه: "أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بمال أو بسَبْيٍ" وهو ما يُؤخذ من العدو في الحرب من الأسرى عبيدا أو إماء "فقسمه، فأعطى رجالًا، وترك رجالًا" أي: أعطى بعض الناس تأليفا لقلوبهم، وترك البعض الآخر ثقة بهم، لما مَنَحَهُم الله من قوة الإيمان واليقين، " فبَلَغه أن الذين ترك عَتَبُوا " أي: لاموا عليه فيما بينهم ، ظنًا منهم ـرضي الله عنهم- أنه -صلى الله عليه وسلم-: إنما أعطى أولئك لمزِية في دينهم. فجمعهم النبي -صلى الله عليه وسلم- وقام فيهم خطيبا، فحمد الله ثم أثنى عليه بما هو أهله ، ثم قال: أما بعد ، فوالله إني لأعطي الرجل وأدع الرجل، والذي أدعُ أحب إلي

اجمالی معنی:

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس کچھ مال یا قیدی لائے گئے۔ "سبی" سے مراد دشمن کے وہ قیدی ہیں، جنہیں جنگ میں گرفتار کرکے غلام باندی بنا لیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے انہیں تقسیم کردیا۔ کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہیں دیا؛ یعنی کچھ لوگوں کو ان کی تالیف قلب کے لیے دیا اور کچھ لوگوں کو اللہ تعالی نے جو قوت ایمانی اور یقین عطا کیا تھا، اس پر اعتماد کرتے ہوئے دیے بغیر ہی چھوڑ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و سلم تک یہ بات پہنچی کہ جن کو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے نہیں دیا تھا، انھوں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ یعنی انھوں نے آپس میں آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے اس عمل پر کچھ ناگواری کے انداز میں باتیں کیں، یہ گمان کرتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے ان لوگوں کو ان کے کسی خاص دینی امتیاز کی وجہ سے دیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے انھیں جمع کرکے خطبہ دیا۔ اللہ تعالی کے شایان شان حمد و ثنا بیان کرنے

من الذي أعطي" أي: ليس المعنى: أنني إذا أعطيت بعضهم ولم أعط الآخر دليل على محبتي لهم دون الآخرين، بل إن الذين أدعهم ولا أعطيهم هُم أحبُّ إلي ممن أعطيهم. ثم بَيَّنَ لهم سبب إعطاء بعضهم دون بعض فقال: " ولكني إنما أعطي أقواما لما أرى في قلوبهم من الجَزَعِ والهَلَعِ " أي: من شدة الألم والضَّجَر الذي يُصيب نفوسهم لو لم يعطوا من الغنيمة، فأعطيهم تأليفا لقلوبهم، وتطييبا لنفوسهم. "وأَكِلُ أقواما إلى ما جعل الله في قلوبهم من الغِنى" أي: وأترك أقواما فلا أعطيهم لأني أكِلهم إلى ما وضع الله في قلوبهم من القناعة وغنى النفس، "والخير" أي وقوة الإيمان واليقين "منهم عمرو بن تغلب" أي: من الناس الَّذين أمنع عنهم العطاء اتكالا على ما عندهم من الإيمان "عَمْرُو بن تَغْلِبَ". وفي الحديث الآخر: "إني لأعطي الرجل وغيره أحب إليَّ منه، خَشية أن يكب في النار على وجهه" رواه مسلم قال عَمْرُو ـرضي الله عنه- عندما سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- يثني عليه: "فوالله ما أحب أن لي بكلمة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حُمْر النَّعَم" أي: أقسم بالله لا أرضى بهذا الثناء الذي كرمني به النبي -صلى الله عليه وسلم- بديلا ولو أعطيت أنفس أموال العرب التي هي الجمال الحُمر.

کے بعد فرمایا : "اللہ کی قسم! میں کسی شخص کو دیتا ہوں اور کسی کو دیے بغیر ہی چھوڑ دیتا ہوں۔ جسے میں دیے بغیر چھوڑ دیتا ہوں، وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہے، جسے میں دیتا ہوں" ۔ یہ مراد نہیں کہ جب بعض لوگوں کو دوں اور بعض کو نہ دوں، تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ میں دوسروں کے مقابلے میں، ان سے محبت کرتا ہوں۔ بلکہ جن کو میں دیے بغیر چھوڑ دیتا ہوں، وہ مجھے ان لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں، جنھیں میں دیتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کو دینے اور بعض کو نہ دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا : میں بعض لوگوں کو ان کے دلوں میں پائی جانے والی بے صبری اور پریشانی کی وجہ سے دیتا ہوں، جو انھیں اس وقت لاحق ہوتی ہے، جب انھیں مال غنیمت میں سے حصہ نہ دیا جائے۔ چنانچہ میں ان کی تالیف قلب اور انھیں خوش کرنے کے لیے دیتا ہوں۔ "بعض لوگوں کو میں اس بے نیازی کے حوالے کردیتا ہوں، جو اللہ تعالی نے ان کے دلوں میں رکھی ہے"۔ یعنی کچھ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالی نے جو قناعت اور بے نیازی رکھی ہے، انھیں اس کے سپرد کرتے ہوئے نہیں دیتا۔ "بھلائی" سے مراد قوت ایمان و یقین ہے۔ "عمرو بن تغلب انہیں لوگوں میں سے ہیں"۔ یعنی وہ لوگ جن کے ایمان پر تکیہ کرتے ہوئے میں انھیں نہیں دیتا، ان میں سے ایک "عمرو بن تغلب" ہیں۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "میں کسی شخص کو دیتا ہوں، جب کے دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے"۔ ایسا میں اس اندیشے کی وجہ سے کرتا ہوں کہ کہیں وہ اوندھے منہ آگ میں نہ ڈال دیا جائے۔ (صحیح مسلم) عمرو رضی اللہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تعریف کرتے ہوئے سنا تو کہا : اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کی بجائے مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔ یعنی اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس ثنا کی بدولت میری جو تکریم کی، اس کا کوئی بدیل مجھے پسند نہیں ہے، چاہے مجھے عرب کا سب سے نفیس مال، سرخ اونٹ ہی کیوں نہ دیے جائیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عَمْرُو بن تَغْلِبَ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سبي : نساء وصغار الكفار المحاربين المأخُوذون في الحرب.
- عتبوا : من العتب وهو اللوم ومخاطبة الإدلال.
- أدع : أترك إعطاءه.
- الجزع : شدة الألم في القلب والخوف.
- الهلع : الحرص والشح.

- أكل : أترك.
- الغنى والخير : الرضى والقناعة.
- حمر النعم : هي: الإبل الحُمر، وهي: أنفس أموال العرب، بضرب بها المثل في نفاسة الشيء وأنه ليس هناك شيء أعظم منه.

فوائد الحديث:

١. السنة في الخُطبة البدء بالحمد والثناء على الله بما هو أهله.

٢. المال والمتاع ليس مقياس كرامة الإنسان ومكانته.

٣. حكمة رسول الله صلى الله عليه وسلم في تأليف القلوب وإنقاذها من الهلاك.

٤. تصرف الإمام في المال والعطاء حسب المصلحة العامة.

٥. الحث على الرضا بما يأتي المسلم من رزق دون سؤال أو إلحاح.

٦. سرور المؤمن وفرحه بما يبدو منه من خير.

٧. فضيلة عَمَرِو بن تَغْلِبْ رضي الله عنه.

٨. جواز الحلف من غير استحلاف.

٩. تأليف القلوب بالمال.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم ، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، تأليف: محيي الدين يحيى النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ.

الرقم الموحد: (3729)

أنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أَمَرَ بَلَعْقِ الأَصَابِعِ والصَّحْفَةِ، وقال: إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّهَا البَرَكَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھانے کے بعد) انگلیاں اور پلیٹ چاٹ لینے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کس (کھانے) میں برکت ہے۔

١١٦٦. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-، أنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمر بَلَعْقِ الأصابع والصَّحْفَةِ، وقال: «إنَّكم لا تدرون في أَيِّهَا البركة». وفي رواية: «إذا وقعت لُقْمَةُ أحدكم فليأخذها، فَلْيُمِطْ ما كان بها من أذى، وليأكلها ولا يدعها للشيطان، ولا يمسح يده بالمِنْدِيلِ حتى يَلْعَقَ أصابعه فإنه لا يدري في أَيِّ طعامه البركة». وفي رواية: «إن الشيطان يحضر أحدكم عند كل شيء من شأنه، حتى يحضره عند طعامه، فإذا سقطت من أحدكم اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ ما كان بها من أذى، فليأكلها ولا يدعها للشيطان».

١١٦٦. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھانے کے بعد) انگلیاں اور پلیٹ چاٹ لینے کا حکم دیا، اور فرمایا: "تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس (کھانے) میں برکت ہے۔" ایک دوسری روایت میں ہے کہ: "جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا لے اور اس میں لگی ہوئی گندگی کو صاف کر کے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے، اور اپنے ہاتھ کو رومال سے نہ پونچھے یہاں تک اپنی انگلیاں چاٹ لے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے۔" ایک اور روایت میں ہے کہ: "بلاشبہ شیطان تمہارے پاس تمہارے ہر کام کے وقت حاضر رہتا ہے حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی موجود رہتا ہے۔ لہٰذا اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے (اٹھا کر) اس میں لگی ہوئی گندگی کو صاف کر کے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نقل جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- آدابًا من آداب الأكل، منها: أن الإنسان إذا فرغ من أكله فإنه يلعق أصابعه ويلعق الصفحة، يعني يلحسها حتى لا يبقى فيها أثر الطعام، فإنكم لا تدرون في أي طعامكم البركة. كذلك أيضًا من آداب الأكل: أن الإنسان إذا سقطت لقمه على الأرض فإنه لا يتركها؛ فالشيطان يحضر للإنسان في جميع شؤونه، فيأخذ اللقمة؛ ولكن لا يأخذها ونحن ننظر، لأن هذا شيء غيبي لا نشاهده، ولكننا علمناه بخبر الصادق المصدوق عليه الصلاة والسلام يأخذها الشيطان فيأكلها، وإن بقيت أمامنا حِسيًّا، لكنه يأكلها غيبًا، هذه من الأمور الغيبية التي يجب أن نصدق بها.

اجمالی معنی:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے کھانے کے کچھ آداب نقل کیے ہیں۔ انہیں آداب میں سے ایک یہ ہے کہ: انسان جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیوں اور پلیٹ کو اچھی طرح چاٹ لے یہاں تک کہ اس میں کھانے کا کوئی اثر باقی نہ رہ جائے، کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے۔ اسی طرح کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ: جب انسان کا لقمہ زمین پر گر جائے تو اسے نہ چھوڑے۔ کیونکہ شیطان انسان کے تمام امور میں موجود رہتا ہے۔ (اگر وہ لقمے کو یوں ہی گرا ہوا چھوڑ دے گا) تو شیطان اسے اٹھا لے گا، لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ اسے اٹھاتے ہوئے ہمیں نظر بھی آئے۔ کیونکہ یہ ایک غیبی معاملہ ہے جس کا ہم مشاہدہ نہیں کرتے، لیکن صادق و مصدوق ﷺ کے خبر دینے سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ شیطان اسے اٹھا کر کھا لیتا ہے، اگرچہ ظاہری طور پر وہ (لقمہ) ہمارے سامنے ہی موجود رہتا ہے، لیکن وہ اسے غیبی طور پر کھا لیتا ہے۔ یہ ان غیبی امور میں سے ہے جس کی تصدیق کرنا ہم پر واجب ہے۔۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لعق : لَحَس.
- الصحْفة : إناء من آنية الطعام.
- البركة : الخير الكثير.
- فليُمط : فلينح وليَزَل.
- من أذى : من غبار أو تراب أو أي وسخ.
- يدعها : يتركها.

فوائد الحديث:

١. الطعام الذي يأكله الإنسان فيه بركة ولا يدري في أي طعامه توجد.
٢. ينبغي على المرء أن يحرص على هذه البركة.
٣. الترغيب في لعق الأصابع ولعق الصحون بإصبعه، وفي ذلك المحافظة على النعمة والتخلق بالتواضع.
٤. أكل ما وقع على الأرض بعد تخليصه من الوسخ.
٥. إثبات وجود الشياطين وأنهم يأكلون، ونحن نُسلِّم بهذا وإن كنا لا نراهم، ولا نعرف كيفية أكلهم، تصديقا لخبر النبي صلى الله عليه وسلم.
٦. الشيطان يرقب العبد في كل حركاته وسكناته.
٧. الشريعة الإسلامية تبين حقيقة ما يجلب المصالح ويدرأ المفاسد.
٨. الإسلام دين النظافة والاحتراز من الأذى.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة باحثين نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. كنوز رياض الصالحين، اشراف حمد العمار نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (10103)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا تكلم بكلمة أعادها ثلاثًا حتى تفهم عنه، وإذا أتى على قوم فسلم عليهم سلم عليهم ثلاثًا	نبی ﷺ جب کوئی بات کہتے، تو اسے تین بار دوہراتے، تاکہ آپ ﷺ کی بات کو پوری طرح سمجھ لیا جائے اور جب کچھ لوگوں کے پاس آ کر سلام کرتے، تو انھیں تین بار سلام کرتے۔

١١٦٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أَنَّ النَبِيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- كَان إِذَا تَكَلَّم بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلاَثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيهِم سَلَّمَ عَلَيهِم ثَلاَثًا.

١١٦٧. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کہتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ آپ ﷺ کی بات کو پوری طرح سمجھ لیا جائے اور جب کچھ لوگوں کے پاس آ کر سلام کرتے تو انہیں تین بار سلام کرتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في حديث أنس بن مالك -رضي الله عنه- أَنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا تكلم بالكلمة أعادها ثلاثا حتى تفهم عنه. فقوله: "حتى تفهم عنه" يدل على أنها إذا فهمت بدون تكرار فإنه لا يكررها. لكن إذا لم يفهم الإنسان؛ بأن كان لا يعرف المعنى جيدا فكرر عليه حتى يفهم، أو كان سمعه ثقيلا لا يسمع، أو كان هناك ضجة، فهنا يستحب أن تكرر له حتى يفهم عنك. وكان -صلى الله عليه وسلم- إذا سلم على قوم "سلم عليهم ثلاثا" يعني: أنه كان لا يكرر أكثر من ثلاث: يسلم مرة فإذا لم يجب سلم الثانية، فإذا لم يجب سلم الثالثة، فإذا لم يجب تركه. وكذلك في الاستئذان كان -صلى الله عليه وسلم- يستأذن ثلاثا، يعني إذا جاء للإنسان يستأذن في الدخول على بيته، يدق عليه الباب ثلاث مرات، فإذا لم يُجب انصرف، فهذه سنته -عليه الصلاة والسلام- أن يكرر الأمور ثلاثا ثم ينتهي.

اجمالی معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کرتے، تو اسے تین دفعہ دوہراتے، تاکہ آپ ﷺ کی بات کو پوری طرح سے سمجھ لیا جائے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "تاکہ آپ ﷺ کی بات پوری طرح سمجھ لی جائے"۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر بغیر دہرائے بات سمجھ میں آ جائے، تو پھر بات کرنے والا اپنی بات کو نہ دہرائے۔ تاہم اگر انسان کو بات سمجھ میں نہ آئے، بایں طور کہ وہ اس کا معنی اچھی طرح سے نہ جانتا ہو اور اسے سمجھانے کے لیے وہ بات کو دوہرائے یا اس کی قوت سماعت کمزور ہو اور اس وجہ سے وہ سن نہ پائے یا پھر شور شرابہ ہو، تو ان صورتوں میں مستحب ہے کہ آپ اپنی بات کو دوہرائیں، تاکہ وہ سمجھ میں آ جائے۔ نبی ﷺ جب کچھ لوگوں کو سلام کرتے، تو تین دفعہ سلام کرتے۔ یعنی آپ ﷺ تین سے زیادہ دفعہ سلام نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ ایک دفعہ سلام کرتے، اگر وہ شخص سلام کا جواب نہ دیتا، تو دوسری دفعہ سلام کرتے۔ وہ اگر جواب نہ دیتا، تو پھر تیسری دفعہ سلام کرتے اور پھر بھی اگر وہ جواب نہ دیتا، تو اسے چھوڑ دیتے۔ اجازت مانگنے کے بارے میں بھی آپ ﷺ کا یہی معمول تھا کہ آپ ﷺ تین دفعہ اجازت مانگا کرتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ جب کسی کے پاس آتے، تو اس کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت چاہتے اور تین دفعہ دروازہ کھٹکھٹاتے۔ اگر وہ جواب نہ دیتا تو واپس لوٹ جاتے۔ یہ آپ ﷺ کی سنت تھی کہ آپ ﷺ امور کو تین دفعہ دوہراتے اور پھر چھوڑ دیتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > كلامه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَعَادَهَا : كرَّرها.

فوائد الحديث:

١. التكرار ثلاث مرات غاية ما يقع به البيان.
٢. الاقتصار على الثلاث إشعار بأن مراتب الفهم كذلك، أعلى وأوسط وأدنى.
٣. بيان لحسن خلقه -صلى الله عليه وسلم- ومزيد شفقته ورحمته بالعباد.
٤. توجيه المعلمين إلى أسلوب الخطاب والكلام.
٥. بيان أسلوب الخطاب والكلام في التعليم والوعظ.
٦. تكرار السلام والكلام عند خشية عدم السماع أو الفهم أمر مستحب.
٧. إعطاء العذر لمن لم يرد السلام بانشغاله، وعدم انتباهه وسماعه للمسلِّم.
٨. الاستئذان عادة يكون قبل السلام، وقد يكون معه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ه - ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3463)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا دخل على من يعوده قال: لا بأس طهور إن شاء الله

نبی ﷺ جب کسی کی عیادت کے لیے جاتے، تو آپ ﷺ کہتے "لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ" یعنی فکر کی کوئی بات نہیں، اِن شاء اللہ (یہ مرض) گناہوں سے پاک کرنے والا ہوگا۔

١١٦٨. الحديث:

عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- أنّ النبي -صلى الله عليه وسلم- دخلَ على أعرابيٍّ يَعُودُه، وكان إذا دَخَلَ على مَن يَعودُه، قال: «لا بأس؛ طَهُور إن شاء الله».

١١٦٨. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ نبی ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کرنے کے لیے گئے، اور نبی ﷺ جب کسی کی عیادت کے لیے جاتے، تو آپ ﷺ کہتے "لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ" یعنی فکر کی کوئی بات نہی، اِن شاء اللہ (یہ مرض) گناہوں سے پاک کرنے والا ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل على أعرابي يزوره في مرضه، وكان إذا دخل على مريض يزوره، قال: "لا بأس؛ طهور إن شاء الله"، يعني: لا شدة عليك ولا أذى، وأن يكون مرضك هذا مطهرا لذنبك، مكفرا لعيبك، وأيضًا سببا لرفع الدرجات في العقبى.

اجمالی معنی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک اعرابی کے بیمار ہونے پر اس کی عیادت کرنے کے لیے گئے اور نبی ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتے، تو کہتے "لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ" یعنی کوئی سختی اور تکلیف کی بات نہیں اور تمہارا یہ مرض تمہارے گناہوں، عیبوں کو اِن شاء اللہ پاک کرنے والا ہوگا، نیز آخرت میں بلندیٔ درجات کا سبب بھی بنے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب عيادة المريض

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- طهور : أي: مطهر لك من ذنوبك.

فوائد الحديث:

١. استحباب الدعاء للمريض بما يبشره بالأجر، والتكلم بما يطمئنه.
٢. كمال تواضعه -صلى الله عليه وسلم- المتضمن لرأفته ورحمته وتعليما لأمته.
٣. لا نقص على الإمام في عيادة بعض رعيته ولو أعرابيا جافيا.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6009)

أن جبريل جاء بصورة عائشة في خرقة حرير خضراء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال: هذه زوجتك في الدنيا والآخرة	جبریل علیہ السلام ریشم کے سبز ٹکڑے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور فرمایا: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔
١١٦٩. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها-، أنَّ جبريل جاء بصورتها في خِرْقَة حَرير خضراء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال: «هذه زوجتُك في الدنيا والآخرة».	**١١٦٩. حدیث:** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام ریشم کے سبز ٹکڑے میں ان (عائشہ رضی اللہ عنہا) کی تصویر لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور فرمایا: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: جاء جبريل في المنام إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بعائشة -رضي الله عنها- في قطعة حرير خضراء، والمراد إتيان منامي وليس في الحقيقة، فقال للنبي -صلى الله عليه وسلم-: هذه المرأة هي زوجتك في الدنيا والآخرة.	**اجمالی معنی:** جبریل علیہ السلام خواب میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کے ساتھ سبز رنگ کے ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر تھی۔ یہاں مراد خواب میں آنا ہی ہے؛ حقیقت میں نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ یہ وہ عورت ہے جو دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہوگی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- خِرْقَة : قطعة من الثوب.

فوائد الحديث:

١. فيه فضيلة ظاهرة لعائشة -رضي الله عنها.-
٢. فيه أن المرأة إذا توفي عنها زوجها ولم تتزوج بآخر، تكون زوجة له في الآخرة؛ لقول النبي -صلى الله عليه وسلم-: "المرأة لآخر أزواجها".

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت.

الرقم الموحد: (11177)

أن رجلًا استأذن على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: ائْذَنوا له، بِئْسَ أخو العَشِيرَةِ

ایک شخص نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آنے کی اجازت دے دو۔ یہ اپنے قبیلے کا بہت ہی برا شخص ہے۔

١١٧٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن رجلًا استأذن على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «ائْذَنُوا له، بئس أخو العَشِيرَةِ؟».

١١٧٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے آنے کی اجازت دے دو۔ یہ اپنے قبیلے کا بہت ہی برا شخص ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

استأذن رجل على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: "ائذنوا له، بِئْس أخو العشيرة، أو ابْن العشيرة"، فلما جلس تَطلَّق النبي -صلى الله عليه وسلم- في وجهه وانْبَسط إليه، فلما انطلق الرجل قالت له عائشة: يا رسول الله، حين رأيت الرجل قلت له كذا وكذا، ثم تَطَلَّقْتَ في وجهه وانْبَسطت إليه؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "يا عائشة، متى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا، إن شَرَّ الناس عند الله منزلة يوم القيامة من تركه الناس اتقاء شره" فهذا الرجل من أهل الفساد والشر ولهذا ذكره -صلى الله عليه وسلم- في غيبته بما يستحقه فقال بئس ابن قبيلته هو من أجل أن يحذر الناس فساده، حتى لا يغتروا به، فإذا رأيت شخصًا ذا فساد وغَيٍّ لكنه قد سَحَر الناس بفصاحته، فإنه يجب عليك أن تبين أن هذا الرجل فاسد؛ لأجل ألا يَغْتَرَّ الناس به، كَمْ من إنسان طَليق اللسان فصيح البيان إذا رأيته يعجبك جسمه وإن يقل تسمع لقوله، ولكنه لا خير فيه، فالواجب بيان حاله. وأما عن ملاطفته -صلى الله عليه وسلم- للرجل فذلك من باب المُدارة وأهل العلم يقررون أن المُداراة مطلوبة، يعني في التعامل مع الآخرين، بخلاف المُدَاهنة، المُدَاهنة التي يترتب عليها تنازل عن واجب، أو ارتكاب محظور، هذا لا يجوز بحال، لقوله -تعالى-: (وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ) [سورة القلم: ٩]،

اجمالی معنی:

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے آنے دو، یہ اپنے قبیلے کا بہت ہی برا شخص ہے، یا آپ ﷺ نے اَخو العشیرۃ کی بجائے ابن العشیرۃ فرمایا"۔ جب وہ آ بیٹھا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ بہت خندہ روئی اور خوش مزاجی سے پیش آئے۔ اس آدمی کے چلے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا: "اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تھا تو آپ نے ایسے کہا تھا جب کہ بعد ازاں آپ اس سے بہت خندہ روئی اور خوش مزاجی سے پیش آئے ہیں، (اس کی کیا وجہ ہے؟)۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! تم نے مجھے بد گو کب پایا ہے؟ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہوگا جس سے لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے کنارہ کشی کر لیں۔" یہ شخص فسادی اور فتنہ انگیز لوگوں میں سے تھا اس لئے آپ ﷺ نے اس کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر اس انداز میں کیا جس کا وہ حق دار تھا اور فرمایا کہ وہ اپنے قبیلہ کا بدترین شخص ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اس کی فتنہ انگیزی پر متنبہ کرنے کے لئے یہ فرمایا تاکہ وہ اس سے دھوکہ نہ کھا بیٹھیں۔ چنانچہ جب آپ بھی کسی ایسے شخص کو دیکھیں جو برا اور گمراہ ہو لیکن اس نے اپنی فصاحت کی بدولت لوگوں کو مسحور کر رکھا ہو تو اس صورت میں آپ کے لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ شخص برا ہے تاکہ لوگ اس سے دھوکہ نہ کھا لیں۔ کتنے ہی ایسے چرب زبان اور فصیح الکلام لوگ ہوتے ہیں جن کا ڈیل ڈول آپ کو بہت بھاتا ہے اور جب وہ کوئی بات کرتے ہیں تو اسے آپ بغور سنتے ہیں لیکن ان میں خیر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کی حقیقتِ حال کو بیان کرنا واجب ہے۔ باقی رہا آپ ﷺ کا اس شخص کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنا تو یہ مدارات (دل رکھنا) کے قبیل سے تھا۔ اہل علم کے نزدیک دوسروں کے ساتھ برتاو میں مدارات ضروری ہے بخلاف مداہنت کے۔ اس سے مراد وہ مداہنت ہے جس کی وجہ سے کسی واجب

أما المُداراة والتعامل مع الناس بما يحقق المصلحة ولا يترتب عليه أدنى مفسدة، فإن هذا أمر شرعي.

سے دستبردار ہونا پڑے یا پھر کسی ممنوعہ کام سے چشم پوشی ہو یا کسی حرام کا ارتکاب ہو۔ ایسا کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۔ [سورۃ القلم : ۹] ترجمہ : وہ تو چاہتے ہیں کہ کہیں آپ نرمی کریں تو وہ بھی نرمی کریں۔ جب کہ مدارات اور لوگوں کے ساتھ اس انداز میں برتاؤ کرنا جس سے مصلحت کا حصول ہو اور اس سے کوئی برائی بھی مرتب نہ ہوتی ہو تو یہ ایک مشروع عمل ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أخو العشيرة : أخو القبيلة، وبئس أي قبُح، والمراد أنه رجل سيء.

فوائد الحديث:

١. جواز غِيْبَة أهل الفساد وأهل الرِّيب؛ تحذيرًا من الاغترار بظواهرهم.

٢. قول النبي -صلى الله عليه وسلم- في أمته بالأمور التي يسميهم بها، ويضيفها إليهم من الأمور المكروهة، ليست من الغيبة.

٣. من عَلم فُشْحًا في غيره ورأى أن ثالثا سيَغْتَر بهذا الفاحش، فعليه أن ينصحه ويعظه، ويحذره منه.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (3688)

أن رجلًا قال للنبي -صلى الله عليه وآله وسلم-: أوصني، قال لا تَغْضَبْ فردَّدَ مِرارًا، قال لا تَغْضَبْ	ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''غصہ نہ کیا کرو''۔ اس نے یہ سوال بار بار دہرایا اور آپ ﷺ یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کیا کرو۔
١١٧١. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رجلًا قال للنبي -صلى الله عليه وآله وسلم-: أوصني، قال لا تَغْضَبْ فردَّدَ مِرارًا، قال لا تَغْضَبْ».	**١١٧١. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''غصہ نہ کیا کرو''۔ اس نے یہ سوال بار بار دہرایا اور آپ ﷺ نے یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کیا کرو۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: طلب أحد الصحابة -رضوان الله عليهم- من النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يأمره بشيء ينفعه في الدنيا والآخرة، فأمره ألا يغضب، وفي وصيته "لا تغضب" دفع لأكثر شرور الإنسان.	**اجمالی معنی:** ایک صحابی نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ انہیں ایک ایسی چیز کا حکم دیں جو دنیا و آخرت میں ان کے لیے نفع بخش ہو۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ ''غصہ نہ کیا کرو''۔ آپ ﷺ نے جو یہ وصیت فرمائی کہ غصہ نہ کیا کرو، اس سے انسان میں موجود اکثر برائیوں کا سدِّباب ہو جاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- أوصني : يقال: أوصى فلانا بالشيء: أمره به وفرضه عليه.
- لا تغضب : لا تتعرض لما يجلب الغضب، ولا تفعل ما يأمرك به، والغضب: ضد الرضا.
- فردد : كرر ذلك الرجل قوله: (أوصني).

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على ماينفع، لقوله: "أَوصِنِيْ".
٢. معالجة كل ذي مرض بما يناسب مرضه، إن صح أن النبي -صلى الله عليه وسلم- خص هذا الرجل بهذه الوصية، لأنه كان غضوبا.
٣. التحذير من الغضب فإنه جماع الشر، والتحرز منه جماع الخير.
٤. الأمر بالأخلاق التي إذا تخلق بها المرء وصارت له عادة دفعت عنه الغضب عند حصول أسبابه، كالكرم والسخاء، والحلم والحياء، وغير ذلك.
٥. من محاسن الدين الإسلامي أنه ينهى عن مساوئ الأخلاق.
٦. جواز طلب الوصية من العالم.
٧. جواز الاستزادة من الوصية.
٨. فيه شاهد لقاعدة سد الذرائع.
٩. فيه شاهد لما خُص به النبي من جوامع الكلم.
١٠. النهي عن الشيء نهي عن أسبابه، وأمر بما يعين على تركه.

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة الأولى، ١٣٨٠هـ. شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام - المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. الأربعون النووية وتتمتها رواية ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الثانية. تاج العروس من جواهر القاموس، للزبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (4709)

أن رجلاً أصاب من امرأةٍ قُبْلَةً، فأتى النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبره، فأنزل الله تعالى: (وأقم الصلاة طرفي النهار وزلفا من الليل إن الحسنات يذهبن السيئات)

ایک آدمی نے کسی عورت کو بوسہ لے لیا۔ (احساسِ ندامت سے مغلوب ہوتے ہوئے) وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''واقم الصلاۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل إن الحسنات یذہبن السیئات''۔ (ہود: ١١٤)۔ ترجمہ: دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کرو اور رات کی کئی گھڑیوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

١١٧٢. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعاً: أن رجلاً أصاب من امرأةٍ قُبْلَةً، فأتى النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبره، فأنزل الله تعالى: (وأقم الصلاة طَرَفَيِ النَّهَار وزُلَفًا مِنَ اللَّيلِ إِنَّ الحَسَنَاتِ يُذْهِبنَ السَّيئَات) [هود: ١١٤] فقال الرجل: ألي هذا يا رسول الله؟ قال: «لِجَمِيع أُمَّتِي كُلِّهِم».

١١٧٢. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت کو بوسہ لے لیا۔ (احساس ندامت سے مغلوب ہوکر) وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''واقم الصلاۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل إن الحسنات یذہبن السیئات''۔ (ہود: ١١٤)۔ ترجمہ: دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کرو اور رات کی کئی گھڑیوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اس شخص نے پوچھا کہ کیا یہ صرف میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ "یہ میری ساری کی ساری امت کے لیے ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا ابن مسعود رضي الله عنه أن رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يسمى أبو اليسر قبَّل امرأة أجنبية، فندم على ما وقع منه "فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره" بما وقع فيه "فأنزل الله عز وجل" في شأنه "أقم الصلاة طرفي النهار" أي صل الصلوات التي في طرفي النهار، وهما الصبح والظهر والعصر "وزلفا من الليل" أي وصل أيضا الصلاتين اللتين في أول الليل وهما المغرب والعشاء "إن الحسنات يذهبن السيئات" أي فإن هذه الصلوات الخمس كفارة لصغائر الذنوب، ومنها ما فعلت "فقال الرجل: ألي هذا ؟" أي هل هي كفارة لي خاصة أو للناس عامة "قال لجميع أمتي" أي أن هذه الصلوات الخمس كفارة لمن فعل ذلك من جميع أمتي. وقد روى أبو اليسر قصته هذه مفصلة، فقال: أتتني امرأة تبتاع

اجمالی معنی:

مفہوم حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص جس کا نام ابویسر تھا ایک اجنبی عورت کا بوسہ لے بیٹھا اور پھر اپنی اس غلطی پر پشیمان ہوکر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جو کچھ ہوا تھا وہ سب آپ ﷺ کو بتا دیا۔ اس پر اللہ تعالی نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی کہ "اَقم الصلاۃ طرفی النہار" یعنی حکم دیا کہ دن کے دونوں اطراف میں جو نمازیں ہیں یعنی صبح، ظہر اور عصر انہیں ادا کرو اور "وزلفا من اللیل" یعنی وہ دو نمازیں بھی پڑھو جو رات کے ابتدائی حصے میں آتی ہیں یعنی مغرب و عشاء۔ اور فرمایا کہ "إن الحسنات یذہبن السیئات" یعنی یہ پانچ نمازیں صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں اور تو نے جو گناہ کیا ہے وہ انہی میں سے ہے۔ اس پر اس شخص نے سوال کیا کہ کیا یہ نمازیں صرف میرے لیے کفارہ ہیں یا سب لوگوں کے لیے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ میری پوری امت کے لیے ہے۔ یعنی میری امت میں سے جو بھی اس طرح کا کوئی کام کر بیٹھے گا اس کے لیے یہ پانچ نمازیں کفارہ بن جائیں گی۔ ابوالیُسر نے اپنا یہ قصہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت ان

تمرًا فقلت: إن في البيت تمرا أطيب منه ، فدخلت معي في البيت فأهويت إليها فقبلتها ، فأتيت أبا بكر فذكرت ذلك له قال استر على نفسك وتب ولا تخبر أحدا فلم أصبر فأتيت عمر فذكرت ذلك له فقال استر على نفسك وتب ولا تخبر أحدا فلم أصبر فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال أخلفت غازيا في سبيل الله في أهله بمثل هذا حتى تمنى أنه لم يكن أسلم إلا تلك الساعة حتى ظن أنه من أهل النار قال وأطرق رسول الله صلى الله عليه وسلم طويلا حتى أوحى الله إليه (وأقم الصلاة طرفي النهار وزلفا من الليل) إلى قوله (ذكرى للذاكرين) قال أبو اليسر : فأتيته فقرأها علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أصحابه يا رسول الله ألهذا خاصة أم للناس عامة قال : (بل للناس عامة). رواه الترمذي (٣١١٥)، وحسنه الشيخ الألباني في صحيح وضعيف الترمذي، برقم (٣١١٥)، وفي الحديث الآخر: (ما من مسلم يذنب ذنبًا ثم يتوضأ فيصلي ركعتين ثم يستغفر الله تعالى لذلك الذنب إلا غفر له)، وقرأ هاتين الآيتين: (ومن يعمل سوءا أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما) (والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم) الآية. رواه أحمد برقم (٤٧) وصحح إسناده الشيخ أحمد شاكر. وهذا من سعة رحمة الله تعالى بعباده أن جعل الصلوات الخمس ونوافل الصلاة كفارة لذنوبهم، وإلا لهلكوا.

کے پاس کھجور خریدنے آئی۔ میں نے اُس سے کہا گھر میں اس سے زیادہ اچھا کھجور رکھا ہوا، وہ میرے ساتھ گھر کے اندر آگئی۔ میں اس پر جھکا اور اس کو بوسہ لے لیا۔ (پشیمانی ہوئی اور) میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے ماجرا کہہ سنایا، انھوں نے کہا اسے اپنے تک محدود رکھو، توبہ کرو، کسی دوسرے کو مت بتانا، لیکن مجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اُن کو بھی سارا ماجرا سنایا۔ انھوں نے بھی یہی کہا کہ اسے اپنے تک محدود رکھو، توبہ کرو، کسی دوسرے کو مت بتانا، لیکن مجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے سارا معاملہ ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم نے اللہ کے راستے میں نکلے ہوئے ایک غازی کی بیوی کے ساتھ ایسی حرکت کی۔ صحابی نے سوچا کاش میں ابھی ایمان لایا ہوتا (تاکہ اس گناہ کا مواخذہ نہ ہوتا) انھوں نے گمان کیا شاید وہ جہنمیوں میں سے ہو گئے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دیر تک اپنا سر جھکائے رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے وحی نازل کی ''وأقم الصلاة طرفي النهار وزلفا من الليل'' آیت کریمہ ''ذکری للذاکرین'' تک۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی، اس پر صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا اس آیت کا حکم صرف اِس (ابوالیسر) کے لیے خاص ہے یا سارے لوگوں کے لیے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا خاص نہیں سب کے لیے عام ہے۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے۔ حدیث نمبر: ۳۱۱۵)۔ علامہ البانی نے ''صحیح وضعیف ترمذی'' میں حدیث نمبر (۳۱۱۵) کے تحت اسے حسن قرار دیا ہے۔ ایک دیگر روایت میں ہے ''ما من مسلم یذنب ذنبًا ثم یتوضأ فیصلي رکعتین ثم یستغفر اللہ تعالی لذلک الذنب إلا غفر لہ''، وقرأ ہاتین الآیتین: (ومن یعمل سوءا أو یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما)۔ (والذین إذا فعلوا فاحشۃ أو ظلموا أنفسہم) الآیۃ.''۔ ترجمہ: کوئی بھی مسلمان اگر کوئی گناہ کر بیٹھے، پھر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالی اس کے گناہ کو بخش دیتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے قرآنِ پاک کی دو آیتیں تلاوت کیں۔ ۱: (ومن یعمل سوءا أو یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما) یعنی جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا۔ (سورہ النساء: ۱۱۰)۔ ۲۔والذین إذا فعلوا فاحشۃ أو ظلموا أنفسہم) الخ یعنی جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ (سورہ آل عمران: ۱۳۵)۔ امام احمد نے اس کی روایت کی ہے، حدیث نمبر: (۴۷) اور شیخ احمد شاکر نے اس کی تصحیح کی ہے۔ یہ بندوں کے ساتھ اللہ تعالی کی رحمت کی کشادگی کی

دلیل ہے کہ اُس نے پانچ نمازوں اور نفلی صلوات کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنادیا ہے ورنہ وہ ہلاک ہوجاتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- طرفي النهار : غدوة وعشية.
- زلفا من الليل : ساعات منه قريبة من النهار.
- الصلاة : التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.

فوائد الحديث:

١. الصلاة تكفر صغائر الذنوب.

٢. هذا الحديث يؤكد أن العبرة بعموم الحكم لا بخصوص السبب.

٣. القُبْلة واللمس والغمْزُ لا حدَّ فيها، وإنما تستوجب التعزير.

٤. فيه أن النساء أعظم فتنة على الرجال، ما خلا رجل بامرأة إلا والشيطان ثالثهما.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين،لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف- حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية - ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م.

الرقم الموحد: (3656)

أن رجلاً سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الصيام في السفر فقال: إن شئتَ فصُم، وإن شئت فَأَفْطِرْ

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

١١٧٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- : "أن حَمْزَةَ بن عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ قال للنبي -صلى الله عليه وسلم-: أصوم في السفر؟ - وكان كثير الصيام- فقال: "إن شئتَ فصُم، وإن شئت فَأَفْطِرْ".

١١٧٣. حدیث :

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ -اور وہ بہت زیادہ روزے رکھتے تھے-، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبرت عائشة -رضي الله عنها- أن حَمْزَةَ بن عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ -رضي الله عنه- سأل النبي -صلى لله عليه وسلم- عن الصوم في السفر؟ فخيره النبي -صلى الله عليه وسلم- بين الصيام والفطر، فقال: "إن شئت فصم، وإن شئت فأفطر". ومراده بالصوم هنا: صوم الفريضة؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "هي رُخْصَةٌ من الله". وهذا يشعر ؛ بأنه سأل عن صيام الفريضة، ويدل لذلك ما أخرجه أبو داود ، قال رضي الله عنه : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي صَاحِبُ ظَهْرٍ أُعَالِجُهُ أُسَافِرُ عَلَيْهِ وَأُكْرِيهِ وَإِنَّهُ رُبَّمَا صَادَفَنِي هَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي رَمَضَانَ وَأَنَا أَجِدُ الْقُوَّةَ.." الحديث. ويحتمل أنه سؤال عن الصوم مطلقًا الواجب والنفل؛ لقولها: (وكان كثير الصيام). ومن هذا يتبين، أن الفطر في السفر رخصة من الله ، فمن أخذ بالرخصة أصاب ومن صام جاز له ذلك، واعتبر صيامه مؤدياً للواجب عليه.

اجمالی معنی :

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بتا رہی ہیں کہ حمزہ بن عمرو الاسلمیؓ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ کیا میں سفر میں روزے رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دیا کہ اگر چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔ یہاں پر روزہ سے مراد فرض روزہ ہے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے۔"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ سوال فرض روزوں کے بارے میں تھا۔ اس کی دلیل ابو داؤد کی روایت کردہ یہ حدیث ہے کہ۔ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں صاحبِ سواری ہوں، جسے میں استعمال میں لاتا ہوں، کبھی اس پر خود سفر کرتا ہوں، اور کبھی اسے کرایہ پر دیتا ہوں۔ اور بسا اوقت (دورانِ سفر) یہ مہینہ یعنی رمضان آجاتا ہے اور میں (روزہ رکھنے کی) طاقت رکھتا ہوں... الحدیث۔ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ سوال مطلق روزہ رکھنے کے بارے میں تھا، چاہے وہ واجب ہو یا نفل، کیوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے: "اور وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے تھے۔"اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ جس نے رخصت کو لے لیا، اس نے درست کیا اور جس نے روزہ رکھا اس کے لئے یہ جائز ہے۔ اور اس کے روزہ کو واجب کا ادا کرنے والا سمجھا جائے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يجوز للصائم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أصوم : حذفت همزة الاستفهام ، فالصحابي يستفهم من النبي صلى الله عليه وسلم عن حكم الصوم الواجب في السفر.
- أصوم في السفر : المراد به: صوم رمضان. والصوم : إمساك عن المفطرات حقيقة أو حكما في وقت مخصوص من شخص مخصوص مع النية.

فوائد الحديث:

١. التخيير بين الصيام والفطر، لمن عنده قوة على الصيام.

٢. صحة صوم رمضان في السفر.

٣. يسر الشريعة الإسلامية.

٤. إثبات المشيئة للعبد.

٥. الرخصة في الفطر في السفر؛ لأنه مظنة المشقة.

٦. حرص الصحابة رضي الله عنهم على أخذ العلم ليعملوا به.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت - الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ).

الرقم الموحد: (4507)

أن رجلين من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- خرجا من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- في ليلة مظلمة ومعهما مثل المصباحين بين أيديهما

نبی ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی آپ ﷺ کے پاس سے ایک تاریک رات میں نکلے اوران کے آگے دوچراغوں کی مانند کچھ تھا۔

١١٧٤. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن رجلين من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- خرجا من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- في ليلة مظلمة ومعهما مثلُ المصباحين بين أيديهما، فلما افترقا، صار مع كل واحد منهما واحد حتى أتى أهله.

١١٧٤. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی آپ ﷺ کے پاس سے ایک تاریک رات میں نکلے اوران کے آگے دوچراغوں کی مانند کچھ تھا۔ جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ رہ گیا، جو (اس کے ساتھ رہا، یہاں تک کہ وہ) اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الشريف كرامة ظاهرة لرجلين من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم-، وقد جاء في بعض طرق الحديث أنهما: عبَاد بن بشر، وأُسيد بن حضير -رضي الله عنهما-. وذلك أن هذين الصحابيين الجليلين كانا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- في ليلة ذات ظلام شديد لا يستطيع الإنسان عادة السير فيها بسهولة؛ فأكرمهما الله تعالى بكرامة عجيبة؛ وهي أنه جعل أمامهما نورا يشبه ضوء لمبة الكهرباء يضيء لهما الطريق الذي يسيران فيه، فلما افترق هذان الصحابيان الجليلان أصبح مع كل واحد منهما ضوء مستقل ليصل كل واحد منهما إلى بيته بسهولة واطمئنان.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمیوں کی ایک واضح کرامت کا بیان ہے۔ حدیث کے بعض طرق میں آیا ہے کہ یہ دونوں عباد بن بشر اوراسید بن حضیر رضی اللہ عنہما تھے۔ ہوا یوں کہ یہ دونوں جلیل القدر صحابی ایک ایسی سخت تاریک رات میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں تھے، جس میں عموما انسان آسانی کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالی نے انھیں ایک عجیب کرامت سے نوازا؛ ان کے سامنے ایک ایسی روشنی پیدا فرمادی، جو بجلی کے لیمپ کی مانند تھی اور وہ ان کے لیے اس راستے کو روشن کررہی تھی، جس پر وہ چل رہے تھے۔ جب یہ دونوں جلیل القدر صحابی جدا ہوئے، تو ہر ایک کے لیے ایک مستقل روشنی پیدا ہوگئی؛ تاکہ ان میں سے ہر ایک آسانی اوراطمئنان کے ساتھ اپنے گھر تک پہنچ سکے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مظلمة : ذات ظلمة.
- مثل المصباحين : مثل لمبة الكهرباء تضيء لهما الطريق.

فوائد الحديث:

١. كرامة الصحابيين عباد بن بشر وأسيد بن حضير؛ بأن الله تعالى قد أنار لهما طريقهما في ليلة مظلمة لا نور فيها.

٢. الله سبحانه يعين كل من خرج من بيته في سبيل مرضاته سبحانه والقيام بما يحبه ويرضاه.

٣. النور الحسي الذي أظهره الله لهذين الصحابيين يتضمن نورا معنويا، وهو أن الله يفتح على من يشاء من عباده بأنوار الهداية والاستقامة والعلم وغيرها لرضاه عنهما.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤م. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3466)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أخذ مضجعه نفث في يديه، وقرأ بالمُعَوِّذَاتِ، ومسح بهما جسده

رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنے ہاتھوں میں پھونک مارتے اور معوذات (سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھتے اور دونوں ہاتھوں کو جسم پر پھیر لیتے۔

١١٧٥. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أخذ مَضْجَعَهُ نَفَثَ في يديه، وقرأ بالمُعَوِّذَاتِ، ومسح بهما جسده. وفي رواية: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أَوَى إلى فِرَاشِهِ كل ليلة جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثم نَفَثَ فيهما فقرأ فيهما: «قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس» ثم مسح بهما ما استطاع من جسده، يبدأ بهما على رأسه ووجهه، وما أَقْبَلَ من جسده، يفعل ذلك ثلاث مرات.

١١٧٥. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونک مارتے اور معوذات (سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھتے اور دونوں ہاتھوں کو جسم پر پھیر لیتے۔ ایک دیگر روایت میں ہے کہ ہر رات نبی ﷺ جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنی ہتھیلیوں کو ملا کر ان میں پھونک مارتے اور ان پر "قل ہو اللہ أحد"، "قل أعوذ برب الفلق" اور "قل أعوذ برب الناس" پڑھتے اور پھر دونوں ہاتھوں کو جہاں تک ہو سکتا جسم پر پھیر لیتے۔ آپ ﷺ اپنے سر، چہرے اور جسم کے سامنے کے حصے سے (ہاتھ پھیرنے کی) ابتداء کرتے اور تین دفعہ ایسا کرتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تروي لنا أم المؤمنين زوجة نبينا -صلى الله عليه وسلم- في الدنيا والآخرة: هذه السنةَ النبوية الشريفة، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كل ليلة إذا أخذ مضجعه يضم كفيه معًا ثم ينفخ فيهما نفخًا لطيفًا بلا ريق، ويقرأ فيهما: "قل هو الله احد" و"قل أعوذ برب الفلق" ، و"قل أعوذ برب الناس"، سواء نفخ أولًا ثم قرأ، أو قرأ أولا ثم نفخ لا يضر؛ لأن الحديث لا يدل على الترتيب والتعقيب، ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده يبدأ بهما على رأسه ووجهه، وما أقبل من جسده، يفعل ذلك ثلاث مرات من القراءة والنفخ والمسح.

اجمالی معنی:

دنیا اور آخرت میں نبی ﷺ کی زوجہ اُم المومنین (عائشہ) رضی اللہ عنہا ہمارے لیے اس نبوی سنت مبارکہ کو بیان کر رہی ہیں کہ ہر رات رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنی ہتھیلیوں کو باہم ملا کر ان میں بلا تھوک ہلکی سی پھونک مارتے اور ان میں "قل ہو اللہ أحد"، "قل أعوذ برب الفلق" اور "قل أعوذ برب الناس" پڑھتے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ پڑھنے والا پہلے پھونک مار لے اور پھر پڑھے یا پھر پہلے پڑھ لے اور پھر پھونک مارے کیوں کہ حدیث (ان سورتوں کو) ترتیب کے ساتھ یا یکے بعد دیگرے پڑھنے پر دلالت نہیں کرتی۔ پھر آپ ﷺ جہاں تک ہو سکتا اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم پر پھیر لیتے اور سر، چہرے اور سامنے کے حصے سے آغاز کرتے۔ آپ ﷺ تین دفعہ پڑھتے، تین دفعہ پھونکتے اور تین دفعہ (جسم پر ہاتھ) پھیرتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: رواه البخاري بالروايتين.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نفث في يديه : النفث: نفخ لطيف بلا ريق.

• المعوذات : المراد بها: " قل الله هو الله أحد"، و" قل أعوذ برب الفلق"، و" قل أعوذ برب الناس"، وأطلق على الثلاثة اسم "المعوذات" من باب التغليب.

فوائد الحديث:

١. قول عائشة -رضي الله عنها-: "كان إذا أوى إلى فراشه كل ليلة" يدل على أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان محافظًا على ذلك.

٢. تفاضل بعض آيات وسور القرآن على بعض، فآية الكرسي أعظم آية في كتاب الله -تعالى-، وسورة الفاتحة هي أفضل سور القرآن، والسور التي وردت في الحديث يدل على فضلها وشرفها هذا الحديث.

٣. بيان ما للقرآن من تأثير في حفظ الإنسان بإذن الله -تعالى- من الجن وسائر الأمراض.

٤. المسح باليد عند الرقية أقوى في النفع.

٥. هذا الذكر مع تضمنه للحفظ وتحصين العبد فهو عبادة وقربى لله -تعالى-، وعمل صالح يختم به المسلم ليلته.

٦. يعلمنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث بالقول والعمل ما نقوله ونفعله إذا أردنا النوم، وفي ذلك اللجوء التام لله تعالى والنجاة من كل ضرر.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (5879)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يسأل في مرضه الذي مات فيه، يقول: «أين أنا غدا، أين أنا غدا» يريد يوم عائشة، فأذن له أزواجه يكون حيث شاء

مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ پوچھتے رہتے تھے کہ "کل میرا قیام کہاں ہوگا، کل میرا قیام کہاں ہوگا؟" آپ ﷺ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی باری کے منتظر تھے، پھر آپ کی بیویوں نے آپ کی چاہت کے مطابق آپ کو اُن کے ہاں قیام کی اجازت دے دی۔

١١٧٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يَسْأَلُ في مرضه الذي مات فيه، يقول: «أيْن أنا غَدًا، أيْن أنا غَدًا» يُريد يوم عائشة، فأَذِنَ له أزواجه يكون حيث شاء، فكان في بيْت عائشة حتى مات عندها، قالت عائشة: فمات في اليوم الذي كان يدور عليَّ فيه، في بيتي، فَقَبَضَه الله وإنَّ رأسه لَبَيْنَ نَحْري وسَحْري، وخَالَطَ رِيقُه رِيقِي، ثم قالت: دخَل عبد الرحمن بن أبي بكر ومعَه سِواك يَسْتَنُّ به، فنظر إليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقلت له: أَعْطِنِي هذا السواك يا عبد الرحمن، فَأَعْطَانِيه، فَقَضَمْتُه، ثم مَضَغْتُه، فأعْطَيته رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فاسْتَنَّ به، وهو مُسْتَنِد إلى صدري.

١١٧٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ پوچھتے رہتے تھے کہ "کل میرا قیام کہاں ہوگا، کل میرا قیام کہاں ہوگا؟" آپ ﷺ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی باری کے منتظر تھے، پھر آپ کی بیویوں نے آپ کی چاہت کے مطابق قیام کی اجازت دے دی، پھر آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے ہاں مقیم رہے یہاں تک کہ انہیں کے پاس آپ ﷺ نے وفات پائی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کی وفات اسی دن ہوئی جس دن قاعدہ کے مطابق میرے یہاں آپ کے قیام کی باری تھی، وفات کے وقت سرِ مبارک میرے گردن و پیٹ کے درمیان یعنی سینے پر تھا اور میرا لعاب آپ ﷺ کے لعاب کے ساتھ ملا تھا۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ابو بکر داخل ہوئے اور ان کے ساتھ (ہاتھ میں) مسواک تھی جس سے وہ مسواک کر رہے تھے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا تو میں نے کہا: اے عبدالرحمن! یہ مسواک مجھے دے دو۔ انہوں نے مسواک مجھے دے دی۔ میں نے اسے تراشا پھر اچھی طرح چبا کر (نرم کیا) اور آپ ﷺ کو دی، پھر آپ ﷺ نے اس کے ذریعہ مسواک کیا، اس وقت آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- عن الأيام الأخيرة في حياة رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-, وأنه كان في مرضه الذي مات فيه يسأل, ويقول: (أين أنا غدًا أين أنا غدًا؟) وهذا الاستفهام تعريض للاستئذان من أزواجه أن يكون عند عائشة, ولذا فهمن ذلك فأذن له, فبقي فيه حتى مات, وذكرت عائشة -رضي الله عنها- أنه مات في نوبتها, في بيتها, وأن الله -تعالى- قبضه ورأسه على صدرها, بين سحرها -أي رئتها أو أسفل بطنها-, ونحرها -أي موضع القلادة من العنق- , ثم ذكرت أن ريقها خالط ريق رسول الله -صلى الله

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام کو بیان کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ اس مرض میں تھے جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی، آپ ﷺ سوال کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ "کل میرا قیام کہاں ہوگا؟، کل میرا قیام کہاں ہوگا؟" یہ سوال اپنی بیویوں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے لیے اجازت لینے کا اشارہ تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ یہ بات سمجھ گئیں اور آپ ﷺ کو اس کی اجازت دے دی، آپ ﷺ انہیں کے حجرے میں رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی اس حال میں کہ آپ ﷺ کا سر ان کے سینے پر تھا، (بین سحرها) یعنی سینہ کے بالائی یا پیٹ کے نچلے حصے کے مابین اور (ونحرها) یعنی گردن میں ہار پہننے کی جگہ، پھر انہوں نے بیان کیا ہے کہ مسواک کے

عليه وسلم- بسبب السواك؛ وذلك أن عبد الرحمن بن أبي بكر-رضي الله عنه أخا عائشة- دخل على النبي -صلى الله عليه وسلم- في حال النزع ومعه سواك رطب، يدلك به أسنانه, فلما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- السواك مع عبد الرحمن مد إليه بصره، كالراغب فيه، ففطنت عائشة -رضي الله عنها- فأخذت السواك من أخيها، وقصت رأس السواك المنقوض، ونقضت له رأساً جديداً ومضغته ولينته, ثم ناولته النبي -صلى الله عليه وسلم-، فاستاك به, فكانت عائشة -رضي الله عنها- مغتبطة، وحُق لها ذلك، بأنه -صلى الله عليه وسلم- توفي ورأسه على صدرها.

ذریعہ ان کا تھوک رسول اللہ ﷺ کے تھوک کے ساتھ مل گیا تھا، وہ اس طرح کہ اسی وقت حالتِ نزع میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبد الرحمن بن ابو بکر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے پاس ایک تر مسواک تھا، جس سے اپنے دانتوں سے رگڑ رہے تھا، جب نبی ﷺ نے عبد الرحمن کے ہاتھ میں مسواک دیکھا تو اس جانب نگاہ اٹھائی گویا اس کی رغبت رکھتے ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہ اسے سمجھ گئیں اور اپنے بھائی سے مسواک کو لے لیا، اور مسواک کے بنے ہوئے سرے کو تراشا، اور نیا سرا بنایا، اسے چبا کر خوب نرم کیا، پھر نبی ﷺ کو پیش کیا جس سے آپ ﷺ نے مسواک کیا، تو گویا عائشہ رضی اللہ عنہا قابل رشک اور خوش قسمت تھیں اور ان کے لیے یہ لازم تھا، کہ نبی ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ ﷺ کا سر مبارک ان کے سینے پر تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > وفاته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أين أنا غدا : هذا الاستفهام للاستئذان منهن أن يكون عند عائشة, ولذا فهمن ذلك فأذن له.
- نحري : النحر: موضع القلادة.
- سَحْري : السَّحر: الرئة، وقيل أسفل البطن.
- وخالط ريقه ريقي : أي بسبب السواك.
- يستن به : يُمِرُّ السواك على أسنانه، كأنه يحددها.
- فقَضِمته : كسرته وقطعته.
- مضغته : عضته بأسنانها، ليلين.

فوائد الحديث:

١. بيان وجوب العدل في القسم بين الزوجات، وعدم تفضيل بعضهن على بعض في المبيت وغيره.
٢. أن القسم واجب حتى في حالة المرض؛ لأن الغرض منه المبيت والعشرة، لا نفس الجماع.
٣. أن الهوى النفسي والمحبة القلبية إلى بعض الزوجات لا تنافي القسم والعدل؛ لأن هذا ليس في وسع الإنسان، وإنما هو أمر يملكه الله -تعالى- وحده.
٤. أن الزوجة الأخرى أو الزوجات إذا أذِنَّ للزوج أن يبيت عند من يشاء منهن جاز له ذلك؛ لأن الحق لهن وأسقطنه برضاهن.
٥. حسن عشرة زوجات النبي -صلى الله عليه وسلم-، ورضي الله عنهن، وإيثارهن ما يحبه على محبة أنفسهن؛ فقد علمن رغبة إقامته -صلى الله عليه وسلم- في بيت عائشة، فتنازلن عن حقهن؛ ليمرض في بيتها.
٦. فضل عائشة -رضي الله عنها-، فلو لم يكن عندها من حسن العشرة ولطف الخدمة وكمال الخلق لما آثرها على غيرها بالرغبة في المقام عندها.
٧. يجوز للإنسان أن يُعَرِّضَ برغبته بالشيء لمن يريد منه قضاءها، ولا يعتبر هذا التعريض من النبي -صلى الله عليه وسلم- أمرًا يشينه؛ لأنهن يعرفن ذلك فيه.

٨. أن الأفضل للإنسان أن يفعل الذي هو خير، ولو لم يجب عليه؛ فالقسم بين الزوجات ليس واجبًا على النبي -صلى الله عليه وسلم-، خصوصية له، ومع هذا راعاه حتى في هذه الحالة الشديدة عليه.

٩. استحباب الاستياك بالسواك الرطب, وإصلاح السواك وتهيئته.

١٠. جواز الاستياك بسواك غيره بعد تطهيره وتنظيفه.

١١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بشر تجري عليه أحكام البشرية, فيمرض ويجوع ويبرد ويحتر وينسى, وأنه إنما فُضل على الخلق بالرسالة.

١٢. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مات موتًا حقيقيًا, وهذا الموت موت البدن, وأما في البرزخ فهو حيٌّ -صلى الله عليه وسلم- أكمل الحياة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر, الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـالكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري, محمد بن يوسف بن علي بن سعيد، شمس الدين الكرماني, دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان, طبعة أولى: ١٣٥٦هـ- ١٩٣٧م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تيسير العلام شرح عمدة الأحكام, عبد الله بن عبد الرحمن البسام, تحقيق محمد صبحي حلاق, مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر ت: سمير بن أمين الزهيري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـالمصباح المنير في غريب الشرح الكبير للفيومي , المكتبة العلمية - بيروت.

الرقم الموحد: (58131)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مَرَّ في المسجد يوما، وَعُصْبَةٌ من النساء قُعُودٌ، فَأَلْوَى بيده بالتسليم

١١٧٧. الحديث:

عن أسماء بنت يزيد -رضي الله عنها-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مَرَّ في المسجد يوما، وَعُصْبَةٌ من النساء قُعُودٌ، فَأَلْوَى بيده بالتسليم. وهذا محمول على أنه -صلى الله عليه وسلم- جمع بين اللفظ والإشارة، ويؤيده أن في رواية أبي داود: فسلم علينا.

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مرَّ بالمسجد فوجد جمعاً من النساء قعوداً، فأشار إليهن بالسلام ، وهذا محمول على أنه لم يكتف بالسلام عليهن بالإشارة من غير نطق، لرواية أبي داود التي أشار إليها النووي -رحمه الله- الدالة دلالة واضحة على أنه ألقى عليهن السلام لفظا: (وهي فسلم علينا) ولعله -صلى الله عليه وسلم- جمع بين الإشارة باليد واللفظ لبعده عنهن. وإلقاء السلام على النساء المحارم سنة لا إشكال فيها والرد واجب، وأما إلقاء الرجل السلام على جماعة النساء، فلا حرج فيه لظاهر الحديث لكن بشرط أمن الفتنة. أما إذا كانت المرأة لوحدها فلا يسلِّم عليها إلا أن تكون عجوزا غير مشتهاةٍ فلا حرج لأمن الفتنة وأما إذا خشيت الفتنة فلا يسلم، ولهذا جرت عادة الناس اليوم أن الإنسان لا يسلِّم على المرأة إذا لاقاها في السوق وهذا هو الصواب، ولكن لو أتيت بيتك ووجدت فيه نساء من معارفك وسلمت فلا بأس ولا حرج بشرط أمن الفتنة، ومتى أمنت الفتنة فإن ذلك سائغ، وأما مع احتمال الفتنة واحتمال الضرر، فلا يسلِّم، والنساء كذلك لا يسلِّمن على الرجال. قال النووي -رحمه الله-: "وأما النساء فإن كن جميعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے گزرے۔ وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے انھیں اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔

١١٧٧. حدیث:

اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے گزرے۔ وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے انھیں اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ یہ اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اور اشارہ دونوں کو جمع کیا۔ ابوداؤد کی روایت اس کی تایید کرتی ہے، جس میں ہے کہ (نبی ﷺ نے) ہمیں سلام کیا۔

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنی:

حدیث کا معنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے گزرے، تو عورتوں کی جماعت کو بیٹھا ہوا پایا، آپ ﷺ نے اشارہ کرکے انھیں سلام کیا۔ اس حدیث کو اس پر محمول کریں گے کہ صرف ہاتھ سے اشارہ کرکے بغیر الفاظ کہے سلام نہیں کیا، بلکہ سلام کے الفاظ بھی ادا فرمائے، جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ علّامہ نووی رحمہ اللہ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ابوداؤد کے الفاظ "وہی فسلم علینا" اس بات پر وضاحت کے ساتھ دلالت کرتے ہیں کہ آپ نے سلام کے الفاظ بھی کہے۔ شاید دوری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کرکے سلام کے الفاظ کہے۔ محرم عورتوں کو سلام کرنا مسنون ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ جہاں تک عورتوں کی جماعت کو سلام کرنے کا تعلق ہے، تو ظاہرِ حدیث کی وجہ سے اس میں کوئی حرج نہیں، بشرطے کہ فتنے کا خوف نہ ہو۔ ہاں اکیلی عورت کو سلام کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ بوڑھی ہو، شہوت (نفسانی خواہش) نہ رکھتی ہو اور فتنے کا خوف بھی نہ ہو، تو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر فتنے کا خوف ہو، تو سلام نہ کرے۔ اسی لیے آج لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب بازار میں عورتوں سے ملتے ہیں، تو انھیں سلام نہیں کرتے، یہی درست بھی ہے۔ لیکن اگر آپ اپنے گھر میں داخل ہوں اور جان پہچان والی عورتوں کو دیکھیں اور فتنے کا خوف نہ ہو، تو سلام کرنے کی گنجائش ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جہاں فتنے کا اندیشہ ہو اور نقصان کا احتمال ہو، تو سلام نہ کریں۔ اسی طرح عورتیں بھی مردوں کو سلام نہ کریں۔ علّامہ نووی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: "اگر بہت ساری عورتیں اکٹھی ہوں، تو انھیں سلام کرے۔ اجنبی عورت اگر بوڑھی اور بغیر شہوت والی ہو، تو اسے سلام

سلَّم عليهن ... وأما الأجنبي فإن كانت عجوزا لا تشتهى استحب له السلام عليها واستحب لها السلام عليه ومن سلم منهما لزم الآخر رد السلام عليه وإن كانت شابة أو عجوزا تشتهى لم يسلم عليها الأجنبي ولم تسلِّم عليه ومن سلم منهما لم يستحق جوابًا" انتهى.

کرنا مستحب ہے اور اس بوڑھی خاتون کے لیے بھی مرد کو سلام کرنا مستحب ہے۔ ان دونوں میں سے ایک سلام کرے، تو دوسرے پر جواب دینا لازم ہے اور اگر عورت شہوت (خواہش جماع) والی ہو، خواہ جوان ہو یا بوڑھی، اجنبی مرد اسے سلام نہ کرے اور نہ ہی عورت مرد کو سلام کرے۔ اگر ان میں سے کسی نے سلام کرلیا، تو دوسرے پر اس کا جواب دینا لازم نہیں"۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد وابن ماجه.

التخريج: أسماء بنت يزيد -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العصبة من الناس : الجماعة من الناس، من العشرة إلى الأربعين.
- ألوى بيده : أشار بيده.

فوائد الحديث:

١. جواز السلام بالإشارة مع التلفظ بالسلام عند التسليم على من كان بعيدا، أما الاقتصار على الإشارة فمكروه وذلك بدليل النهي عن التسليم بالإشارة في حديث آخر وأنه من فعل غير المسلمين.
٢. جواز سلامه -صلى الله عليه وسلم- على النساء لعصمته من الفتنة، أما غيره فلا، إلا أن تكون عجوزًا غير مشتهاة فلا حرج لأمن الفتنة.
٣. جواز جلوس النساء مع بعضهن في مكان لا يؤدي إلى فتنة أو ضرر بالمارة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هسنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر - الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - سنن ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.

الرقم الموحد: (3735)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى أن يَنْتَعِلَ الرَّجُل قائما	رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے
١١٧٨. الحديث: عن جابر -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى أن يَنْتَعِلَ الرَّجُل قائمًا.	**١١٧٨. حدیث:** جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: هذا الحديث فيه النهي عن لبُس النعال قائما؛ لأن لبُسها وهو قاعد أسهل وأمكن، وهذا الحكم مختص فيما إذا كان النَّعل يحتاج إلى معالجة في إدخاله في الرِّجْل؛ لأن الإنسان لو انتعل قائما والنَّعل يحتاج إلى معالجة فربما يسقط إذا رفع رجله ليصلح النَّعل، أما النِّعال المعروفة الآن فلا بأس أن ينتعل الإنسان وهو قائم ولا يدخل ذلك في النهي؛ لأن نعالنا الموجودة يسهل خلعها ولبسها من غير حاجة إلى الجلوس. ولا فرق بين الرجل والمرأة في الحكم؛ لأن الأحكام الشرعية لا تفرق بين الرجل والمرأة إلا ما دلَّ الدليل على التخصيص. وأما تخصيص الحديث هنا بالرَّجُل؛ فلأن الرجال هم أكثر خروجا وبروزا من المرأة فلذلك خصهم بالذكر.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت ہے کیونکہ بیٹھ کر اسے پہننا زیادہ آسان اور ممکن ہے۔ یہ حکم اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب جوتے کو پاؤں میں ڈالنے کے لیے ہاتھ کو استعمال کرنے کی ضرورت ہو کیونکہ انسان اگر کھڑا ہو کر جوتا پہنے اور جوتا ایسا ہو کہ اسے (پاؤں میں) ڈالنے کے لیے ہاتھ کے استعمال کی ضرورت ہو تو امکان ہے کہ جب وہ جوتا درست کرنے کے لئے اپنا پاؤں اٹھائے تو گر جائے۔ جب کہ آج کل کے معروف جوتوں کو کھڑے ہونے کی حالت میں پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ ممانعت کے دائرے میں نہیں آتے کیونکہ ہمارے موجودہ جوتوں کو بیٹھے بغیر آسانی سے اتارا اور پہنا جا سکتا ہے۔ اس حکم میں مرد و عورت کے مابین کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ شرعی احکامات مرد وزن کے مابین کوئی فرق نہیں کرتے سوائے اس کے کہ کوئی ایسی دلیل موجود ہو جو تخصیص پر دلالت کرے۔ تاہم حدیث میں بطور خاص مرد کا ذکر اس لئے ہے کیونکہ عورت کی بنسبت اکثر مرد ہی باہر نکلتے ہیں اس لئے خاص طور پر انہیں کا ذکر کیا۔ شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (٦/٣٨٨) علیہ زیادۃ

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَنْتَعِل : يدخل رِجْلَه في النَّعل.

فوائد الحديث:

١. كراهة لبس النعل حال القيام، واستحباب القعود حين الانتعال، وذلك إذا كان يحتاج إلى الاستعانة بيده في لبسه، فإذا لم يحتج للاستعانة بيده فلا كراهة.

٢. اهتمام الإسلام بالآداب حتى في كيفية لبس النعل، ليبدو المسلم على أحسن حال.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ ه سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيي بن شرف

النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ سنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية.

الرقم الموحد: (8944)

أنه أُتِي برجُل فقيل له: هذا فُلان تَقْطُر لحيته خَمْرًا، فقال: إنا قد نُهِيْنَا عن التَّجَسُّسِ، ولكن إن يَظهر لنا شَيْءٌ، نَأخُذ به

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا اور کہا گیا : یہ فلاں شخص ہے۔ اس کی داڑھی سے شراب ٹپکتی ہے! تو (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) کہا : ہمیں ٹوہ میں پڑنے سے روکا گیا ہے۔ البتہ اگر کوئی چیز ہمارے سامنے کھل کر آجائے، تو ہم اس کا مؤاخذہ کریں گے۔

١١٧٩. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه-: أنه أُتِي برجُل فقيل له: هذا فُلان تَقْطُر لحيته خَمْرًا، فقال: إنا قد نُهِيْنَا عن التَّجَسُّسِ، ولكن إن يَظهر لنا شَيْءٌ، نَأخُذ به.

١١٧٩. حدیث :

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا اور کہا گیا : یہ فلاں شخص ہے۔ اس کی داڑھی سے شراب ٹپکتی ہے! تو (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) کہا : ہمیں ٹوہ میں پڑنے سے روکا گیا ہے۔ البتہ اگر کوئی چیز ہمارے سامنے کھل کر آجائے، تو ہم اس کا مؤاخذہ کریں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

إنَّ ابن مسعود -رضي الله عنه- أُتِي له بِرَجُل قد شَرب الخمر وقَرينة الحال تدل على ذلك، وهي: أن لحيته تَقطر خمرًا، فأجابهم بأننا مَنْهيون شرعًا عن التَّجَسُّسِ على الآخرين؛ لأن ظاهر حال الرَّجل أنه شربه متخفيا، ولكن هؤلاء القوم تجسسوا عليه حتى أخرجوه على هذه الحالة، لكن إذا ظَهر لنا شيءٌ وتبين وثبت بالشهود العدول أو أَقَرَّ على نَفْسِه من غير تَجَسُّسٍ عليه، فإننا نَعامله بمقتضاه من حَدٍّ أو تعزير، ومن اسْتَتَر بِسَتْر الله فلا نؤاخذه.

اجمالی معنیٰ :

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا، جو شراب پیے ہوئے تھا۔ شراب پینے کا علم فقط قرینۂ حال سے ہو رہا تھا؛ کیوں کہ اس میں ہے "اس کی داڑھی سے شراب ٹپک رہی تھی"۔ انھوں نے جواب دیا کہ شرعی طور پر ہمیں تجسس سے روکا گیا ہے؛ کیوں کہ اس آدمی کی ظاہری حالت بتا رہی ہے کہ اس نے چھپ کر پیا ہے۔ لیکن لوگ انھیں ٹوہ لگا کر اس حالت میں نکال لائے ہیں۔ البتہ اگر کوئی چیز واضح ہو جائے اور عادل گواہوں کی گواہی بھی مل جائے یا ٹوہ لگائے بغیر وہ اقرار کر لے، تو ہم اس کے جرم کے مطابق حد یا سزا نافذ کریں گے۔ لیکن جو اپنے معاملے کو پوشیدہ رکھے گا، ہم اس کا مؤاخذہ نہیں کریں گے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > شروط الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- التَّجَسُّس : التفتيش عن بَواطن الأمور وأكثر ما يقال في الشَّرِّ.

فوائد الحديث:

١. النهي عن التَّجَسُّس على المسلمين.
٢. حرص الصحابة على الالتزام بأوامر الإسلام ونواهيه.
٣. عدم إقامة الحدِّ بالشبهة والتأكد قبل إقامته من وقوع ما يوجبه.
٤. من جاء بدعوى على غيره مُتَجَسِّسًا عليه لم تُقبل دَعواه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8880)

أهل الجنة ثلاثة: ذو سلطان مقسط موفق، ورجل رحيم رقيق القلب لكل ذي قربى ومسلم، وعفيف متعفف ذو عيال

جنتی لوگوں کی تین قسمیں ہیں : ایک تو وہ حاکم جو عدل و انصاف کرنے والا اور صاحب توفیق ہو، دوسرا وہ شخص جو رحیم ہو اور قرابت داروں اور مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو اور تیسرا وہ شخص جو مانگنے سے بچے، حرام سے دور رہے اور اہل و عیال والا ہو (یعنی ان پر خرچ کرتا ہو۔)

١١٨٠. الحديث:

عن عياض بن حمار -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أهل الجنة ثلاثة: ذو سلطان مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ، ورجل رحيم رقيق القلب لكل ذي قربى ومسلم، وعفيف مُتَعَفِّفٌ ذو عيال».

١١٨٠. حدیث :

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جنتی لوگوں کی تین قسمیں ہیں : ''ایک تو وہ حاکم جو عدل و انصاف کرنے والا اور صاحبِ توفیق ہو، دوسرے وہ شخص جو رحم کرنے والا ہو، قرابت داروں اور مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو، تیسرا وہ شخص جو مانگنے سے بچے، حرام سے دور رہے اور اہل و عیال والا ہو (یعنی ان پر خرچ کرتا ہو)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الحث على إقامة العدل بين الناس لمن كان صاحب سلطة، والحض على التخلق بصفات الرحمة والعطف والشفقة لمن كان صاحب رَحِمٍ وقرابة ويكثر مخالطة الناس فيرحمهم، وأيضاً الترغيب في ترك سؤال الناس والمبالغة في ذلك لمن كان صاحب عيال أي أناس يعولهم وينفق عليهم، وأنَّ جزاء من اتصف بذلك من الثلاثة الجنة. ومفهوم العدد غير معتبر فليس للحصر، وإنما يُذكر من أجل التيسير على السامع ومسارعة فهمه وحفظه للكلام.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں صاحبِ اقتدار شخص کو لوگوں کے مابین عدل و انصاف قائم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس شخص کو رحم دلی، نرمی اور شفقت جیسی صفات اپنانے پر ابھارا گیا ہے جس کے رحمی رشتے دار ہوں اور جس کا لوگوں سے بہت زیادہ میل جول رہتا ہو کہ وہ ان سے نرمی سے پیش آئے۔ اسی طرح اس میں اس شخص کو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنے اور مانگنے میں مبالغہ نہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو اہل و عیال والا ہو یعنی جس کے زیر پرورش کچھ لوگ ہوں اور ان پر وہ خرچ کرتا ہو اور اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جو کوئی ان تینوں صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہوتا ہے اس کی جزا جنت ہے۔ یہاں عدد کے مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ یہ عدد حصر کے لیے نہیں ہے۔ اس کا ذکر صرف سامع کی آسانی کے لیے کیا جاتا ہے تاکہ وہ جلد سمجھ جائے اور بات کو ذہن نشین کر لے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عياض بن حمار المجاشعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أهل الجنة : أي: من أهل الجنة.
- ثلاثة : أي: ثلاثة أصناف.
- ذو سلطان : صاحب ولاية.
- مقسط : عادل.
- موفق : يوفقه الله تعالى لما فيه مرضاته من العدل وغيره.

- رقيق القلب : لديه حنان وشفقة.
- عفيف : لديه عفة عن السؤال.
- متعفف : كافٌّ عن الحرام، ومبالغٌ في عدم سؤال الناس.
- ذو عيال : صاحب العيال، والعيال هم من يعولهم، أي: ينفق عليهم.

فوائد الحديث:

١. فضل الوالي العادل القائم بطاعة الله سبحانه وتعالى.
٢. الحث على معاملة الناس برفق ولطف.
٣. فضل التعفف عن السؤال، وتحصيل الرزق بالاكتساب.
٤. العدل والاحسان والعفة من مكارم الأخلاق التي توجب الجنة.
٥. الصبر على البلاء من أسباب دخول الجنة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (5324)

أين المُتَأَلِّي على الله لا يفعل المعروف

١١٨١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صوت خُصُومٍ بالباب عاليةً أصواتُهما، وإذا أَحدُهما يَسْتَوْضِعُ الآخر وَيَسْتَرْفِقُهُ في شيء، وهو يقول: والله لا أفعل، فخرج عليهما رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «أين المُتَأَلِّي على الله لا يفعل المعروف؟»، فقال: أنا يا رسول الله، فله أي ذلك أحب.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- سمع صوت خصمين يتنازعان في أمور مالية، وقد ارتفعت أصواتهما حتى وصلت إلى مسامع النبي -صلى الله عليه وسلم- في بيته، فأصغى النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى هذه الأصوات، وإذا به يسمع أحد الرجلين "يستوضع الآخر ويسترفقه في شيء" أي يطلب منه أن يضع عنه شيئًا أو أن يرفق به "وهو يقول: والله لا أفعل، فخرج عليهما رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال أين المُتألي على الله أن لا يفعل المعروف؟" أي: أين الحالف بالله على عدم فعل المعروف فقال: أنا يا رسول الله، فله أي ذلك أحب" أي أنا الذي حلفت، ولخصمي ما أَحَبَّ من الوَضْع من الدَّيْن أو الرفق به، وفي رواية لأحمد (٢٤٤٠٥) وابن حبان (٥٠٣٢): "إن شئتَ وضعتُ ما نقصوا، وإن شئت من رأس المال، فوضعَ ما نقصوا"، سعى النبي -صلى الله عليه وسلم- في الصلح بين المتخاصمين، إما بالوضع أو الرفق، وفي الباب قصة مشابهة لهذا الحديث رواها البخاري (٢٤٢٤) ومسلم (١٥٥٨)، عن كعب بن مالك رضي الله عنه، أنه كان له على عبد الله بن أبي حَدْرَد الأسلمي دين، فلقيه، فلزمه فتكلما حتى ارتفعت أصواتهما، فمر بهما النبي -صلى الله عليه وسلم

کہاں ہے اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والا کہ وہ بھلائی نہیں کرے گا؟

١١٨١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر لڑنے والے دو اشخاص کی بلند آوازیں سنی جن میں سے ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ وہ یا تو اسے (قرض میں سے کچھ) معاف کردے یا اس کے ساتھ کچھ نرمی کرے۔ جب کہ دوسرا شخص کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "کہاں ہے اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والا کہ وہ بھلائی نہیں کرے گا"؟ تو اس نے کہا: "میں ہوں اے اللہ کے رسول"۔ اور (کہا کہ) اِس کے لیے وہی ہے جو یہ پسند کرے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر لڑنے والے دو اشخاص کی آوازیں سنی جو کسی مالی تنازعے پر الجھ رہے تھے۔ ان کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ ان کی آوازیں نبی ﷺ کے کانوں میں پڑیں جب کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ ان کی آوازوں پر متوجہ ہوئے تو ان میں سے ایک شخص کو سنا کہ وہ دوسرے سے مطالبہ کر رہا تھا کہ وہ یا تو اسے (قرض میں سے کچھ) معاف کردے یا اس کے ساتھ کچھ نرمی کرے۔ یعنی وہ کچھ قرض کم کرنے اور اس پر آسانی کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا، جب کہ دوسرا شخص کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "کہاں ہے اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والا کہ وہ بھلائی نہیں کرے گا"؟ یعنی کہاں ہے وہ جو اللہ کا قسم کھا رہا ہے کہ نیکی نہیں کروں گا؟ تو اس نے کہا: "میں ہوں اے اللہ کے رسول"۔ اور اِس کے لیے وہی ہے جو یہ پسند کرے۔ یعنی میں ہی ہوں جس نے اللہ کی قسم اٹھائی (لیکن اب میں) اپنے لڑنے والے کو قرض میں سے کچھ معاف کرنے یا اس میں نرمی کرنے میں سے کسی ایک چیز کا اختیار دیتا ہوں جو اسے پسند ہو۔ احمد کی روایت نمبر (٢٤٤٠٥) اور ابن حبان کی روایت نمبر (٥٠٣٢) میں الفاظ کچھ یوں ہیں: "اگر تم چاہو تو جتنی رقم کم ہے وہ معاف کردیتا ہوں یا اصل رقم میں سے کچھ کم کردیتا ہوں۔ تو اس نے جو رقم کم تھی وہ معاف کردی"۔ اس حدیث کو اس باب میں لانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دو لڑنے والوں میں صلح کی سعی فرمائی، چاہے وہ (قرض کی کچھ رقم) معاف کردینے سے ہو یا (اس میں) نرمی کے ذریعے۔ اور اسی باب میں اس طرح کا ایک اور قصہ بھی ہے جس کو امام بخاری نے حدیث نمبر

عليه وسلم- فقال: "يا كعب" وأشار بيده، كأنه يقول: النصف، فأخذ نصف ما عليه وترك نصفا". فينبغي للمسلم أن يحرص على فعل الخير ومن ذلك الإصلاح بين الناس، فإذا رأى شخصين أو جماعتين أو قبيلتين بينهما نزاع وشقاق وتباغض واقتتال سعى للإصلاح بينهم لإزالة كل ما يؤدي إلى الفرقة والتباغض، ويحل محله الإخاء وتسود المحبة، فإن في ذلك الخير الكثير والثواب الجزيل، بل ذلك أفضل من درجة الصائم القائم المتصدق، قال -عليه الصلاة والسلام-: "ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالوا: بلى، يا رسول الله قال: إصلاح ذات البين.." رواه أبو داود برقم (٤٩١٩) وصححه الألباني في صحيح أبي داود، برقم (٤٩١٩).

(٢٤٢٤) اور امام مسلم نے حدیث نمبر (١٥٥٨) میں بیان کیا ہے۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ ان کا عبد اللہ بن اَبی حدرد الاَسلمی پر کچھ قرض تھا۔ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے قرض کا مطالبہ کیا جو بحث کی صورت اختیار کر گیا اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ نبی ﷺ ان دونوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "اے کعب! اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ گویا وہ کہہ رہے ہوں "آدھا"۔ تو انہوں نے (قرض) کا آدھا حصہ لے لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔ پس مسلمان کو چاہیے کہ نیکی کرنے پر حریص ہو اور ایک نیکی یہ بھی ہے کہ لوگوں کے ما بین صلح کرا دی جائے۔ پس اگر دو لوگوں، گروہوں یا قبیلوں کے ما بین لڑائی جھگڑا اور نفرت دیکھو تو ان کے درمیان صلح کی کوشش کرو تاکہ ہر اس چیز کا خاتمہ ہو سکے جو دوری اور بغض کا باعث ہے۔ اور اس کی جگہ بھائی چارے اور محبت کا راج ہو۔ بے شک اس میں بہت خیر اور خوب ثواب ہے۔ بلکہ یہ عمل دن کو روزہ، رات کو قیام اور صدقہ کرنے سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ وخیرات سے بھی افضل عمل نہ بتاؤں"؟ (صحابہ نے عرض کیا) کیوں نہیں اے اللہ کے رسول (ضرور بتائیں)!، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (آپس کی ناراضگی میں صلح کرانا)۔ اس حدیث کو امام اَبوداود نے روایت کیا ہے۔ حدیث نمبر (٤٩١٩)۔ اور شیخ البانی نے "صحیح اَبی داود" میں اس کو صحیح کہا ہے۔ حدیث نمبر (٤٩١٩)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- له أي ذلك أحب : أي ليختر الرفق به ، أو وضع شيء من الدين عنه.
- المتألي : الذين يحكمون على الله، ويقسمون.
- يستوضع ويسترفق : يطلب أن ينقص عند السداد من دينه.

فوائد الحديث:

١. الحض على الرفق بالغريم والإحسان إليه بالوضع عنه.
٢. الزجر على الحلف على ترك الخير، والسعي للإصلاح بين المتخاصمين.
٣. لا يجوز الحلف على ترك فعل الخير.
٤. السعي للإصلاح بين الخُصوم: قربة إلى الله -تعالى.-
٥. استحباب الصفح عما يجري بين المتخاصمين من اللغط ورفع الصوت عند القاضي.
٦. جواز طلب المدين من الدائن الإنظار أو الوضع ، لكن بشرط أن لا ينتهي إلى الإلحاح وإهانة النفس أو الإيذاء ونحو ذلك إلا من ضرورة.
٧. وجوب إنظار المعسر والرفق به، قال -تعالى-: (وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة).
٨. استحباب تدخل الإمام للإصلاح بين الخصمين.
٩. الإنكار على من حلف لا يفعل خيرًا.

١٠. فيه الشفاعة إلى أصحاب الحقوق وقبول الشفاعة في الخير.
١١. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على الإصلاح بين ذات البين.
١٢. جواز المطالبة بالدين في المسجد.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ.د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى : ١٤٣٠ هـ. بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ١٩٧٧ م، الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ١٩٨٧م. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. الكتاب: المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني، المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان التميمي البُستي، المحقق: شعيب الأرناؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت الطبعة: الثانية، ١٤١٤ - ١٩٩٣. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية، عام النشر: ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م. سنن أبي داود، المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت.

الرقم الموحد: (3728)

بينما رجل يمشي في حلة تعجبه نفسه مرجل رأسه

ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر و غرور میں سرمست، سر کے بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اکڑ کر اتراتا ہوا جا رہا تھا

١١٨٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «بينما رجل يمشي في حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ رأسه، يَخْتَالُ في مَشْيَتِهِ، إذ خَسَفَ اللهُ به، فهو يَتَجَلْجَلُ في الأرض إلى يوم القيامة".

١١٨٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''(بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر و غرور میں سرمست، سر کے بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اکڑ کر اتراتا ہوا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ اب وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن رجلا كان يمشي متكبرا وهو يلبس ثيابا حسنة، وممشط شعره، فخسف الله به الأرض، فانهارت به الأرض وانغمس فيها، واندفن فهو يتجلجل فيها إلى يوم القيامة؛ لأنه -والعياذ بالله- لما صار عنده هذا الكبرياء وهذا التيه وهذا الإعجاب خسف به. وقوله: "يتجلجل في الأرض"، يحتمل أنه يتجلجل وهو حي حياة دنيوية، فيبقى هكذا معذباً إلى يوم القيامة، معذباً وهو في جوف الأرض وهو حي، فيتعذب كما يتعذب الأحياء، ويحتمل أنه لما اندفن مات كما هي سنة الله عز وجل، مات ولكن مع ذلك يتجلجل في الأرض وهو ميت فيكون تجلجله هذا تجلجلا برزخيا لا نعلم كيفيته، والله أعلم المهم أن هذا جزاؤه والعياذ بالله.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے بتایا کہ ایک آدمی خوب صورت لباس میں ملبوس بالوں کو سنوارے ہوئے متکبرانہ انداز میں چل رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ چنانچہ زمین اس کے لیے پھٹ گئی، وہ اس میں گھس گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ چنانچہ قیامت تک وہ اس میں دھنستا رہے گا؛ کیوں کہ اس نے کبر و غرور اور گھمنڈ کیا تو اسے دھنسا دیا گیا۔ آپ کے فرمان: ''وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا'' کا ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی طرح زندہ حالت میں دھنستا رہے گا، اسی طرح قیامت تک عذاب دیا جاتا رہے گا، زمین کے اندر زندہ حالت میں عذاب کا سامنا کرتا رہے گا اور زندوں کی طرح اس کا دکھ جھیلتا رہے گا۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب وہ زمین کے اندر چلا گیا، تو مر گیا، جیسا کہ اللہ عزّ و جلّ کی عام سنت ہے۔ لیکن وہ مرنے کے باوجود زمین میں دھنستا رہے گا اور اس کا یہ دھنسنا عالم برزخ کا ایک حصہ ہے، جس کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔ بلکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کی یہ اس کے عمل کا بدلہ ہے۔ العیاذ باللہ!

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب اللباس

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حُلة : إزار ورداء، ولا تسمى إلا إذا كانت ثوبين.
- يختال : يتكبر.
- خسف الله به : غيّبه في الأرض.
- مرجل رأسه : أي: ممشطه.
- يتجلجل : أي: يغوص وينزل.

فوائد الحديث:

١. حرمة الكبر والخيلاء، وسوء عاقبة من اتصف بهما.

٢. المبالغة في الملبس والتأنق يدخل في نفس العبد الاختيال والعجب، ولكن التجمل دون مبالغة ودون عجب جائز.

٣. إثبات عذاب القبر.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5905)

ثنتان لا تردان، أو قلما تردان: الدعاء عند النداء وعند البأس حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُ بَعْضًا

دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، یا (فرمایا:) کم ہی رد کی جاتی ہیں: اذان کے وقت کی دعا اور لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ دونوں فریق ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں۔

١١٨٣. الحديث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ثنتان لا تُرَدَّانِ، أو قلما تردان: الدعاء عند النداء وعند البأس حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُ بَعْضًا».

١١٨٣. حدیث:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ: "دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، یا (فرمایا:) کم ہی رد کی جاتی ہیں: اذان کے وقت کی دعا اور لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ دونوں فریق ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان فضل الجهاد في سبيل الله حيث يستجيب الله -تعالى- لدعاء المجاهد وهو في المعركة، وفيه أيضاً بيان فضل الأذان حيث يستجيب الله -تعالى- لدعاء المسلم عند الأذان وحتى إقامة الصلاة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ معرکۂ کارزار میں مجاہد کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے، اسی طرح اس حدیث میں اذان کی فضیلت کا بھی بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اذان سے لے کر نماز کھڑی ہونے تک مسلمان کی دعا قبول فرماتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أسباب إجابة الدعاء وموانعه

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ثنتان : دعوتان.
- لا تردان : يُستجاب فيهما الدعوة.
- قَلَّما : من القِلة.
- النداء : الأذان.
- البأس : الحرب.
- حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُ بَعْضًا : يقتربون ويلتصق لحم بعضهم ببعض.

فوائد الحديث:

١. استحباب الدعاء في هذين الوقتين لما لهما من فضيلة الإجابة.
٢. أنَّ الدعاء من أقوى الأسباب في دفع المكروه وحصول المطلوب.
٣. أهمية أداء صلاة الجماعة في المسجد.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي,تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة ١٤٢٥ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه. صحيح أبي داود، للشيخ الألباني ،

مؤسسة غراس، الكويت. الطبعة : الأولى ، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (5035)

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: السلام عليكم، فَرَدَّ عليه ثم جَلس، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: عشر، ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فَرَدَّ عليه فجلس، فقال: عشرون

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے "السلام علیکم "کہا، نبی ﷺ نے اس کا جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا دس (نیکیاں)، دوسرا آیا اور اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ "کہا، نبی ﷺ نے اس کا بھی جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا بیس۔

١١٨٤. الحديث:

عن عمران بن الحُصَيْن -رضي الله عنهما-، قال: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: السلام عليكم، فَرَدَّ عليه ثم جَلس، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «عَشْرٌ» ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فَرَدَّ عليه فجلس، فقال: «عشرون» ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فَرَدَّ عليه فجلس، فقال: «ثلاثون».

١١٨٤. حدیث:

عمران بن حُصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے "السلام علیکم "کہا، نبی ﷺ نے اس کا جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا دس (نیکیاں)، دوسرا آیا اور اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ "کہا، نبی ﷺ نے اس کا بھی جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا بیس، پھر تیسرا آیا اور اس نے "السلام علیکم وحمۃ اللہ وبرکاتہ "کہا، نبی ﷺ نے اس کا بھی جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا تیس۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال السلام عليكم فَرَدَّ عليه، ثم جلس فأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن له عشر حسنات، وهو أجر من جاء بهذه الجملة في السلام، وقد يضاعفها الله له إن شاء، ثم جاء آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فَرَدَّ عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- فجلس، فأخبر -صلى الله عليه وسلم- أن له عشرين حسنة، لأنه زاد على الأول: (ورحمة الله) ثم جاء آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فَرَدَّ عليه فجلس فأخبر -صلى الله عليه وسلم- أن له ثلاثين حسنة، وهو آخر صيغ السلام.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا ''السلام علیکم ''آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا تو نبی ﷺ نے خبر دیا کہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئی ہیں، جو شخص اس جملے کو کہے گا اس کے لیے یہ اجر ہے، اگر اللہ تعالی چاہے تو اسے اپنی طرف سے مزید دے سکتا ہے، پھر دوسرا آدمی آیا اور اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ ''آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا نبی ﷺ نے فرمایا اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی گئی ہیں، کیونکہ اس نے پہلے شخص کے مقابلے ''ورحمۃ اللہ ''کا اضافہ کیا، پھر تیسرا آدمی آیا اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ '' آپ نے اس کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا نبی ﷺ نے فرمایا اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی گئی ہیں، یہی سلام کے صیغوں کا آخری حصہ ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد والدارمي.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أن القادم يبدأ الجالسين بالسلام.

٢. أن الثواب يزداد بقدر السلام.

٣. مراتب السلام والرد متفاوتة والأجر متفاوت.

٤. تعليم الناس الخير وتنبيههم على تحصيل الأفضل.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين ، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. شرح رياض الصالحين: تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط غيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. سنن أبي داود ، تأليف سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ سنن الدارمي، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ.

الرقم الموحد: (3587)

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، إني أريد سفرًا، فزودني، فقال: زودك الله التقوى

ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا : "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے کچھ زادِ راہ عنایت فرمائیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ تجھے تقویٰ کا زادِ راہ دے"۔

١١٨٥. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، إني أريد سَفَرًا، فَزَوِّدْنِي، فقال: «زَوَّدَكَ الله التقوى» قال: زِدْنِي قال: «وَغَفَرَ ذَنْبَكَ» قال: زِدْنِي، قال: «ويَسَّرَ لك الخيرَ حَيْثُمَا كنتَ».

١١٨٥. حدیث :

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا : "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے کچھ زادِ راہ عنایت فرمائیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ تجھے تقویٰ کا زادِ راہ دے"۔ اس شخص نے عرض کیا : "کچھ مزید اضافہ کریں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اور وہ تیرے گناہ معاف کرے"۔ وہ کہنے لگا : "کچھ مزید اضافہ کریں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "تو جہاں بھی ہو اللہ تیرے لیے خیر کو آسان کر دے"۔

درجة الحديث: حسن غريب

حدیث کا درجہ : حَسَن غریب

المعنى الإجمالي:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن رجلًا جاء النبي -صلى الله عليه وسلم- يريد السفر، فجاء مستأذنًا للسفر طالبًا الزاد؛ فدعا له النبي -صلى الله عليه وسلم- دعاءً يكون نفعه كالزاد، أن يكون زاده امتثال الأوامر واجتناب النواهي. ثم كرَّر طلب الزيادة؛ رجاء الخير وبركة الدعاء، فأجابه -صلى الله عليه وسلم- في طلب الزيادة؛ تطييبا لقلبه، فقال: وغفر ذنبك. ثم كرَّر طلب الزيادة رجاء الخير وبركة الدعاء؛ فما كان من المصطفى -صلى الله عليه وسلم- إلاَّ أن ختم له بخاتمة جميلة جامعة للبر والفلاح، فدعا له أن يسهِّل له خير الدارين في أي مكان حل، وفي أيِّ زمان نزل.

اجمالی معنیٰ :

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ آپ ﷺ سے سفر پر جانے کی اجازت لینے اور زادِ راہ مانگنے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں ایسی دعا فرمائی جو اپنے نفع کے اعتبار سے زادِ راہ کی طرح تھی اور وہ یہ کہ احکام کی انجام دہی اور ممنوعات سے پرہیز اس کا زادِ راہ ہو۔ دعا کی خیر و برکت کی چاہت میں اس نے اضافہ کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اس کے اضافے کی درخواست کے جواب میں اس کی طیبِ خاطر کے لیے فرمایا : اور وہ تمہارے گناہ معاف کرے۔ دعا کی خیر و برکت کی چاہت میں اس نے دوبارہ اضافہ کے درخواست کی تو نبی ﷺ نے ایسے خوبصورت انداز میں دعا کا اختتام فرمایا جو تمام قسم کی نیکیوں اور کامیابیوں کو جامع ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ ہر جگہ اور ہر وقت اللہ اس کے لیے دونوں جہانوں کی خیر کو آسان کر دے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار للأمور العارضة

راوي الحديث: رواه الترمذي والدارمي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فزودني : أعطني زادًا، وهو ما أنتفع به في السفر، والأصل إطلاقه على الطعام والشراب.

فوائد الحديث:

١. استحباب أن يدعوا الإخوة لأخيهم المسافر بما ورد في هذا الحديث أو بجوامع الخير، وأن يزيدوه متى طلب منهم ذلك تطييبا لقلبه.

٢. أعظم ما يوصي به العبد أخاه المسلم تقوى الله.
٣. استحباب الاستزادة من الدعاء.
٤. استحباب زيادة الخير باستكثار الدعاء من أهل الصلاح.
٥. استحباب استئذان الرسول -صلى الله عليه وسلم- في السفر وإعلامه بذلك.
٦. حرص الصحابة - رضي الله عنهم- على دعاء الرسول -صلى الله عليه وسلم لهم.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشرة ١٤٠٧هـ الكلم الطيب/تقي الدين ابن تيمية -تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني-المكتب الإسلامي - بيروت - الطبعة: الثالثة - ١٩٧٧م.

الرقم الموحد: (3492)

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، أصبت حدًا، فأقمه عليَّ

١١٨٦. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعاً: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، أَصَبْتُ حدًا، فَأَقِمْه عليَّ، وحضرت الصلاة، فصلى مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلمَّا قضى الصلاة، قال: يا رسول الله، إني أَصَبْتُ حَدًّا فأقم فيَّ كتاب الله. قال: «هل حَضَرْتَ مَعَنَا الصلاة»؟ قال: نعم. قال: «قد غُفِر لك».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل فقال: يا رسول الله، إني فعلت شيئا يوجب الحد، فأقمه علي: أي: الحد، والمراد به حكم الله. قال أنس (ولم يسأله عنه): ولم يسأل عنه أي: لم يسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل عن موجب الحد ما هو؟ قيل: لأنه عليه الصلاة والسلام عرف ذنبه وغفرانه بطريق الوحي. وحضرت الصلاة فصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم : أي: إحدى الصلوات أو العصر فلما أداها وانصرف عنها قام الرجل فقال: يا رسول الله، إني أصبت حدا فأقم في. أي: في حقي كتاب الله : أي: حكم الله من الكتاب والسنة، والمعنى: اعمل بما دل عليه في شأني من حد أو غيره، قال صلى الله عليه وسلم: "أليس قد صليت معنا؟" قال: نعم، قال: " فإن الله قد غفر لك ذنبك، أو حدك " شك من الراوي أي: سبب حدك. والمراد بالحد العقوبة الشاملة للتعزير، ويحتمل أن يكون غيره، وليس المراد بالحد حقيقته الاصطلاحية، كالزنى وشرب الخمر، وهو ما أوجب عقوبة مقدرة، وحكمة كونه عليه الصلاة والسلام لم يسأله عنه أنه علم له نوع عذر، فلم يسأله عنه حتى لا يقيمه عليه، إذ لو أعلمه لوجب عليه إقامته عليه وإن تاب ; لأن

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے لہذا مجھ پر حد جاری کیجیے۔

١١٨٦. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ : ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے لہذا مجھ پر حد جاری کر دیں۔ پھر نماز کا وقت ہونے پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہوا۔ نماز ختم کرنے کے بعد اس نے پھر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے آپ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق مجھ پر حد جاری کر دیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا "کیا تم ہمارے ساتھ نماز میں حاضر تھے"؟ اس نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "تمھیں معاف کر دیا گیا ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس پر حد جاری ہوتی ہے۔ پس آپ مجھ پر حد نافذ کر دیں۔ حد سے مراد اللہ کا حکم ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں آپ نے اس سے کچھ نہ پوچھا یعنی آپ ﷺ نے اس شخص سے حد کے واجب کرنے کی وجہ دریافت نہیں فرمائی۔ کہا گیا کہ آپ ﷺ وحی کے ذریعے اس کے گناہ اور مغفرت کے سبب کو جان چکے تھے۔ "اور پھر نماز کا وقت ہونے پر اُس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی" یعنی : کوئی نماز یا عصر کی نماز اور جب وہ نماز کا ادا کر چکا اور اس سے واپس ہوئے تو وہ پھر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھ پر حد واجب ہو گئی پس آپ مجھ پر حد نافذ کر دیں۔ اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق، یعنی اللہ تعالی کا حکم جو قرآن اور سنت میں ہے۔ معنی یہ ہے کہ آپ میرے حق میں اس پر عمل کیجیے جس پر یہ دلالت کرے چاہے حد ہو یا اس کی علاوہ کوئی دوسری شے۔ آپ ﷺ نے پوچھا : کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ تو اس نے کہا : جی ہاں پڑھی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ نے تمہارے گناہ یا حد کو معاف کر دیا ہے"۔ یہاں راوی کو شک ہے۔ مطلب "تمہاری حد کے موجب کو معاف کر دیا ہے"۔ حدیث کے ظاہر کے میں اشکال ہے اور وہ یہ کہ حد کا موجب کبیرہ گناہ ہوتا ہے جب کہ آپ ﷺ نے اپنے ساتھ نماز پڑھنے پر اس کی مغفرت کی صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر دیگر روایات میں ہوا ہے اور حد سے اس کا مقصود ایسی سزا ہو جس میں تعزیر شامل ہو۔ یا اس بات کا احتمال ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہو اور حد کا لفظ

التوبة لا تسقط الحدود إلا حد قاطع الطريق للآية، وكذا حد زنا الذمي إذا أسلم. وعلى كل فليس في الحديث تصريح بأن الصلاة كفرت كبيرة، بل لو فرض ذلك وجب تأويله للإجماع السابق.

حقیقی معنی میں ہو۔ اورگناہ کی مغفرت کی وجہ اس پر نظر آنے والے توبہ کے اثرات ہوں۔ اور آپ ﷺ کے نہ پوچھنے میں یہ حکمت ہوگی کہ آپ ﷺ اس کے عذر کی نوعیت جان چکے تھے تو آپ نے اس نہ پوچھا تاکہ حد نہ لگائیں۔ جب کہ اگر آپ ﷺ جانتے ہوتے تو اس پر حد لازم تھی چاہے وہ توبہ ہی کیوں نہ کرلیتا کیونکہ توبہ حد کو ساقط نہیں کرسکتی سوائے اس حد کہ جو کسی آیت کے مقابل آجائے اور اسی طرح ذمی کے زنا کی حد جب وہ اسلام قبول کرلے۔ بہرحال حدیث میں یہ صراحت موجود نہیں ہے کہ نماز کبیرہ گناہ کا کفارہ ہے۔ اور اگر ایسا قول ضروری ہو تو سابقہ اجماع کی روشنی میں اس کی تاویل کی جائے گی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أصبت حدا : معصية توجب التعزير، وليس المراد الحد الشرعي الحقيقي كحد الزنا والخمر وغيرهما، فإن هذه الحدود لا تسقط بالصلاة، ولا يجوز للإمام تركها.
- المغفرة : التجاوز عن الذنب والستر.
- الصلاة : التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة ، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.

فوائد الحديث:

١. أن من وقع في معصية فقد أصاب حدا من حدود الله.
٢. أن الصلاة مكفرة لصغائر الذنوب.
٣. رغبة الصحابة في تطهير أنفسهم من آثار الذنوب في الدنيا.
٤. المبادرة في التوبة من المعاصي.
٥. فيه يسر الشريعة الإسلامية ورحمتها بالمكلفين.
٦. رفق النبي -صلى الله عليه وسلم- بأهل المعاصي، وقد قال صلى الله عليه وسلم: (لم يكن الرفق في شيء إلا زانه وما نُزع من شيء إلا شانه).
٧. فيه الستر على العاصي التائب؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم لم يعزره ، بل ولم يستفصل منه.
٨. أن التائب من الذنب كمن لا ذنب له.
٩. أن صغائر الذنوب لا حدَّ فيها.
١٠. أن ما وقع فيه هذا الصحابي معصية لا توجب الحدَّ، ولو كانت توجب الحدَّ لما تركه -صلى الله عليه وسلم-؛ لأن ذلك من حق الله -تعالى.-
١١. أن الشيطان حريص على غواية بني آدم.
١٢. أن الصالحين-ولو في زمن الوحي- قد يقع منهم أحيانا معاصي، وهي ظلم النفس، لكنهم لا يصرون عليها، بل يذكرون الله عقب وقوعها، فيستغفرونه ويتوبون إليه منها

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثاً من جوامع الكلم عبد الرحمن بن بن رجب بن الحسن الحنبلي - تحقيق: الدكتور محمد الأحمدي أبو النور دار السلام للطباعة والنشر والتوزيع الطبعة: الثانية، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛

تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3658)

حُجِبت النار بالشهوات، وحُجبت الجنة بالمَكَاره

١١٨٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «حُجِبت النار بالشهوات، وحُجبت الجنة بالمَكَاره». وفي رواية لمسلم: «حُفَّت» بدل «حُجِبت».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الطريق الموصلة إلى الجنة محفوف بأمور يكرهها الإنسان؛ لأن الأصل في النفس أنها تميل إلى الراحة. وهكذا النار لا يدخلها إلا إذا هتك ما بينه وبينها بارتكاب المحرمات والبعد عن الطاعات، فمن هتك الحجاب وصل إلى المحجوب، فهتك حجاب الجنة باقتحام المكاره وهتك حجاب النار بارتكاب الشهوات، فأما المكاره فيدخل فيها الاجتهاد في العبادات والمواظبة عليها والصبر على مشاقها وكظم الغيظ والعفو والحلم والصدقة والإحسان إلى المسيء والصبر عن الشهوات ونحو ذلك. فالنفس قد تكره المواظبة على الصلاة؛ لأجل ما فيها من بذل الجهد وقطع ما تهواه النفس من أمور الدنيا، قد تكره الجهاد قد تكره الصدقة بالمال؛ لأن النفس مجبولة على حب المال، وغير ذلك من الطاعات، فإذا كسر الإنسان شهوته وخالف ما تهواه نفسه، بامتثال الأوامر واجتناب النواهي، كان ذلك: سببا لدخول الجنة والبعد عن النار. وأما الشهوات التي النار محفوفة بها فالظاهر أنها الشهوات المحرمة كالخمر والزنا والنظر إلى الأجنبية والغيبة واستعمال الملاهي ونحو ذلك، وأما الشهوات المباحة فلا تدخل في هذه لكن يكره الإكثار منها مخافة أن يجر إلى المحرمة أو يقسي القلب أو يشغل عن الطاعات أو يحوج إلى الاعتناء بتحصيل الدنيا.

جہنم کو خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا اور جنت کو ناگوار چیزوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔

١١٨٧. حدیث:

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہنم کو خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا اور جنت کو ناگوار چیزوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے"۔ صحیح مسلم کی روایت میں «حُجِبت» کی بجائے «حُفَّت» (یعنی گھیر دی گئی ہے) کا لفظ آیا ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

مفہوم حدیث: جنت تک لے جانے والا رستہ ایسی اشیا سے پر ہے، جنھیں انسان ناپسند کرتا ہے؛ کیونکہ نفس آرام وسکون کو چاہتا ہے۔ یہی حال جہنم کا ہے۔ انسان اس میں اس وقت داخل نہیں ہوتا، جب تک اس کے اور اپنے مابین موجود پردے کو، حرام کردہ اشیا کے ارتکاب اور طاعات سے دور ہو کر چاک نہ کر دے۔ جو شخص پردہ چاک کر دیتا ہے، وہ اس شے تک پہنچ جاتا ہے، جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ جنت کے گرد پڑا ہوا پردہ ناگوار کاموں کو کرنے سے چاک ہوتا ہے اور جہنم کے گرد پڑا ہوا پردہ پر لذت چیزوں کے ارتکاب سے پھٹتا ہے۔ عبادتوں میں دل جمعی کے ساتھ مصروف ہونا اور ان پر ہمیشگی برتنا اور اس سلسلے میں پیش آنے والی مشقتوں کو برداشت کرنا، غصے کو دبانا، عفوو بردباری سے کام لینا، برے انداز سے پیش آنے والے کے ساتھ اچھائی اور احسان کا معاملہ کرنا اور شہوتوں سے گریز کرنا وغیرہ، یہ سب ان ناگوار باتوں میں داخل ہے (جن کے کرنے سے انسان جنت تک پہنچتا ہے)۔ نفس نماز پر مواظبت کو ناپسند کرتا ہے؛ کیوں کہ اس میں محنت صرف ہوتی ہے اور نفس کے پسندیدہ دنیوی امور سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح نفس جہاد اور صدقہ کرنے کو ناپسند کرتا ہے؛ کیوں کہ اس کی فطرت میں حب مال ہے۔ اسی طرح دیگر طاعات میں بھی اسے ناگواری ہوتی ہے۔ جب انسان اوامر کو بجا لاتے ہوئے اور نواہی سے گریز کرتے ہوئے اپنی شہوت کا قلع قمع کر دے اور ہوائے نفس کی مخالفت کرے، تو اس وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جہنم سے دور ہٹ جاتا ہے۔ لذتیں، جن سے جہنم ڈھکی ہوئی ہے، ان سے مراد وہ لذات ہیں، جو حرام ہیں، مثلا شراب نوشی، زنا، اجنبی عورت کو دیکھنا، غیبت اور گانے بجانے کے آلات کو استعمال کرنا وغیرہ۔ وہ لذتیں جو جائز ہیں، وہ ان میں شامل نہیں۔ تاہم کثرت کے ساتھ ان میں مشغول ہونا مکروہ ہے، اس اندیشے کی وجہ سے کہ کہیں یہ کسی حرام شے تک نہ

لے جائیں، دل کو سخت نہ کردیں، طاعتوں سے بے گانہ نہ کردیں یا پھر دنیا حاصل کرنے میں مگن نہ کردیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حجبت : بمعنى حفت : أي بينه وبينها هذا الحجاب فإذا فعله دخلها.
- حفت : أحيطت.
- الشهوات : ما يستلذ من أمور الدنيا مما منع الشرع من تعاطيه.
- المكاره : ما أمر المكلف بمجاهدة نفسه فيه فعلا وتركا، كالإتيان بالعبادات على وجهها، واجتناب المنهيات قولا وفعلا، وأطلق عليها المكاره لمشقتها على العامل وصعوبتها عليه.

فوائد الحديث:

١. سبب الوقوع في الشهوات هو تزيين الشيطان المنكر والقبيح، حتى تراه النفس حسنا فتميل إليه.
٢. قد تكره النفس الشيء مع ما فيه من الخير الكثير، قال تعالى : (كتب عليكم القتال وهو كره لكم وعسى أن تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسى أن تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وأنتم لا تعلمون) (البقرة: ٢١٦).
٣. لا بد من مجاهدة هو النفس وفطامها عن شهواتها، ومألوفاتها.
٤. الجنة والنار موجودتان مخلوقتان.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، الجامع الصحيح، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا يحيى بن شرف النووي، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3702)

حقُّ المُسلِمِ على المُسلِمِ خمسٌ: ردُّ السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، وإجابة الدَّعوة، وتَشميتُ العاطِسِ

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں : سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

١١٨٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال:«حقُّ المُسلِمِ على المُسلِمِ خمسٌ: ردُّ السلام، وعِيَادَةُ المريض، واتباع الجنائز، وإجابة الدَّعوة، وتَشميتُ العاطِسِ».

١١٨٨. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں : سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان بعض حقوق المسلم على أخيه المسلم، وحقوق المسلم على أخيه كثيرة، لكن النبي -صلى الله عليه وسلم- أحيانا يذكر أشياء معينة من أشياء كثيرة؛ عناية بها واحتفاء بها، فمن ذلك ما ذكره أبو هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام" يعني إذا سلم عليك فرد عليه، وفي الحديث الآخر"حق المسلم على المسلم ست: إذا لقيته فسلم عليه". فهذه الحقوق من قام بها في حقّ المسلمين على وجهها، كان قيامه بغيرها أولى، وحصل له أداء هذه الواجبات والحقوق التي فيها الخير الكثير والأجر العظيم من الله إذا احتسب ذلك عند الله. فأول هذه الحقوق: "إذا لقيته فسلم عليه" وفي الحديث الآخر "ردُّ السلام". الحق الثاني: عيادة المريض إذا مرض وانقطع عن الناس في بيته أو في المستشفى أو غيرهما، فإن له حقا على إخوانه المسلمين في زيارته. أما الحق الثالث: فهو اتباع الجنائز وتشييعها، فإن من حق المسلم على أخيه أن يتبع جنازته من بيته إلى المصلى -سواء في المسجد أو في مكان آخر- إلى المقبرة. الحق الرابع: إجابة الدعوة، فمن حق المسلم على أخيه إذا دعاه أن يجيبه. الحق الخامس: تشميت العاطس: ذلك أن العطاس نعمة من الله؛ لخروج هذه الريح المحتقنة في أجزاء بدن

اجمالی معنی :

اس حدیث میں ان حقوق میں سے کچھ کا بیان ہے جو مسلمان کے اپنے مسلمان بھائی پر واجب ہوتے ہیں۔ مسلمان کے اپنے بھائی پر بہت سے حقوق لازم ہوتے ہیں لیکن نبی ﷺ بعض اوقات کچھ معین باتوں کو ان پر خصوصی توجہ دینے اور ان کو شمار کرنے کے لیے صرف انہی کا ذکر فرما دیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ چیزیں وہ ہیں جن کا ذکر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا : مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں : سلام کا جواب دینا۔ یعنی جب آپ کو کوئی شخص سلام کرے تو آپ اس کے سلام کا جواب دیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ "ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں : ایک یہ کہ جب تم اس سے ملو تو اس سے سلام کرو۔۔۔۔"۔ جو شخص مسلمانوں کے سلسلے میں ان حقوق کی پاسداری کرے گا وہ دیگر حقوق کو بدرجۂ اولی پورا کرے گا۔ اس طرح سے وہ ان واجبات و حقوق کو پورا کرے گا جن میں بہت زیادہ بھلائی مضمر ہے اور بہت بڑا اجر ہے بشرطیکہ وہ اللہ سے اجر کا امیدوار رہے۔ ان حقوق میں سے سب سے پہلا حق یہ ہے کہ "جب تم دوسرے مسلمان سے ملو تو اسے سلام کرو۔"۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ "سلام کا جواب دینا''۔ دوسرا حق : جب کوئی شخص بیمار ہو کر اپنے گھر میں منعزل ہوجائے تو اس کی تیمار داری کرنا۔ اس کا اپنے مسلمانوں بھائیوں پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس کی زیارت کریں۔ تیسرا حق : جنازے کے پیچھے چلنا اور ان کے ساتھ ساتھ جانا ہے۔ مسلمان کا اپنے بھائی پر یہ حق ہے کہ وہ اس کے گھر سے لے کر جنازہ گاہ تک اس کے جنازے کے ساتھ ساتھ جائے چاہے جنازہ گاہ کوئی مسجد ہو یا پھر کوئی اور مقام اور وہاں سے قبرستان جائے۔ چوتھا حق : دعوت قبول کرنا ہے۔ مسلمان کا اپنے بھائی پر یہ حق ہے کہ جب وہ اسے دعوت دے تو وہ اس کی دعوت کو قبول کرے۔ پانچواں حق : چھینک کا جواب دینا ہے۔ کیونکہ چھینک

الإنسان، يسر الله لها منفذا تخرج منه فيستريح العاطس، فشرع له أن يحمد الله على هذه النعمة، وشرع لأخيه أن يقول له: "يرحمك الله"، وأمره أن يجيبه بقوله: "يهديكم الله ويصلح بالكم"، فمن لم يحمد الله لم يستحق التشميت، ولا يلومن إلا نفسه.

آنا اللہ کی نعمت ہے اس لیے کہ اس سے انسان کے اجزائے بدن میں جمع شدہ ہوا خارج ہوتی ہے۔ اللہ تعالی اس کے نکلنے کے راستے کو کھول دیتا ہے اور یوں چھینک لینے والے کو راحت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے لیے مشروع ہے کہ وہ اس نعمت پر اللہ کا شکرادا کرے اور اس کے بھائی کے لیے یہ مشروع ہے کہ وہ اس کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہے اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ اس کے جواب میں یہ کہے "یہدیکم اللہ و یصلح بالکم"۔ جو اللہ کی حمد بیان نہیں کرتا وہ تشمیت (یرحمک اللہ کہہ کر چھینک کا جواب دینا) کا بھی حق دار نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ وہ کسی اور کے بجائے بس اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العطاس والتثاؤب
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب عيادة المريض

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حق المسلم : الأمر الواجب المتعين.
- تشميت العاطس : التشميت: الدعاء بالخير والبركة.
- عيادة المريض : زيارته.
- المسلم : الإسلام: وهو الاستسلام لله بشريعة النبي -صلّى الله عليه وسلّم- فقط ظاهرا وباطنا.

فوائد الحديث:

١. بيان حق المسلم على المسلم، فمنها: واجب، ومنها: مندوب. ويختلف ذلك باختلاف الأحوال والأشخاص.
٢. ردُّ السلام فرض عين إذا كان المُسلَّم عليه واحدًا، وفرض كفاية إذا كانوا جميعًا.
٣. عيادة المريض فرض كفاية.
٤. اتباع الجنازة فرض كفاية، وهو تشييعها من محلها أو محل الصلاة إلى مكان دفنها.
٥. إجابة الدعوة إلى وليمة العرس بشروطها المقررة في كتب الفقه واجبة، وفي سائر الولائم سنة مؤكدة.
٦. تشميت العاطس بعد أن يحمد الله، قال بعض العلماء: إنه واجب وجوباً عينيا إن لم يكن غيره، ووجوب كفاية على الجماعة، وقال آخرون: إنه مستحب.
٧. عظمة الإسلام في توثيق عرى الأخوة والمحبة بين المسلمين.
٨. لا يجوز تشميت العاطس، ولا رد السلام، والإمام يخطب؛ لأن كلا منهما كلام، والكلام محرم في الخطبة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، حققه ورقمه محمد

فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. بهجة قلوب الأبرار، عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الكريم بن رسمي ال الدريني، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3706)

خرج معاوية -رضي الله عنه- على حَلْقَةٍ في المسجد، فقال: ما أَجْلَسَكم؟ قالوا: جلسنا نذكر الله

معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں لوگوں کے ایک حلقے کے پاس آئے اور پوچھا: "تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟"۔ انھوں نے جواب دیا: "ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔

١١٨٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: خرج معاوية -رضي الله عنه- على حَلْقَةٍ في المسجد، فقال: ما أَجْلَسَكم؟ قالوا: جلسنا نذكر الله، قال: آلله ما أَجْلَسَكُم إلا ذاك؟ قالوا: ما أجلسنا إلا ذاك، قال: أما إنِّي لم استَحْلِفْكُم تُهْمَةً لكم، وما كان أحد بمنزلتي من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَقَلَّ عنه حديثاً مِنِّي: إنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خَرَجَ على حَلْقَةٍ من أصحابه فقال: «ما أَجْلَسَكم؟» قالوا: جلسنا نذكر الله ونَحْمَدُهُ على ما هَدَانا للإسلام، ومَنَّ بِهِ علينا، قال: «آلله ما أَجْلَسَكُم إلا ذاك؟» قالوا: والله ما أجلسنا إلا ذاك، قال: «أما إنّي لم أستحلفكم تُهْمَةً لكم، ولكنه أتاني جبريل فأخبرني أن الله يُبَاهِي بكم الملائكة».

١١٨٩. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں لوگوں کے ایک حلقے کے پاس آئے اور پوچھا: "تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟"۔ انھوں نے جواب دیا: "ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں"۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "قسم کھاؤ کہ تم صرف اس غرض سے بیٹھے ہو؟"۔ انھوں نے کہا: "ہم صرف اسی غرض سے بیٹھے ہیں"۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس وجہ سے تم سے قسم نہیں اٹھوائی کہ مجھے تم پر شک تھا۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو (رسول اللہ ﷺ سے) احادیث کو روایت کرنے میں مجھ سے کم ہو۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے کے پاس آئے اور فرمایا: "تم کس لیے بیٹھے ہو؟"۔ انھوں نے جواب دیا: "ہم بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس نے دین اسلام کی طرف ہدایت بخش کر ہم پر جو احسان کیا اس پر اس کی حمد بیان کر رہے ہیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم کھاؤ کہ تم اسی غرض سے بیٹھے ہو"۔ انھوں نے کہا: "اللہ کی قسم ہم اسی غرض سے بیٹھے ہیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اس وجہ سے تم سے قسم نہیں اٹھوائی کہ مجھے تم پر شک ہے۔ بلکہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث من الأحاديث التي تدل على فضيلة الاجتماع على ذكر الله -عز وجل-، وهو ما رواه أبو سعيد الخدري عن معاوية -رضي الله عنهما- أنه خرج على حلقة في المسجد فسألهم على أي شيء اجتمعوا، فقالوا: نذكر الله، فاستحلفهم -رضي الله عنه- أنهم ما أرادوا بجلوسهم واجتماعهم إلا الذكر، فحلفوا له، ثم قال لهم: إني لم أستحلفكم تهمة لكم وشكًّا في صدقكم، ولكني رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- خرج على قوم وذكر مثله، وأخبرهم أن الله -عز وجل- يباهي بهم الملائكة، فيقول مثلا: انظروا إلى عبادي اجتمعوا على ذكري، وما أشبه ذلك،

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جو اللہ عز و جل کے ذکر کے لیے جمع ہونے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس حدیث کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد میں لگے ایک حلقے کے پاس آئے اور ان لوگوں سے پوچھا کہ وہ کس لیے جمع ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم جمع ہو کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بات پر قسم اٹھوائی کہ وہ اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور صرف اسی مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ اس بات پر انھوں نے قسم اٹھا لی۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں نے تم سے اس وجہ سے قسم نہیں اٹھوائی کہ مجھے تمہاری سچائی میں کچھ شک تھا بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ وہ کس لیے جمع ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم جمع ہو کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ

مما فيه المباهاة، ولكن ليس هذا الاجتماع أن يجتمعوا على الذكر بصوت واحد، ولكن يذكرون أي شيء يذكرهم بالله -تعالى- من موعظة وذكرى أو يتذكرون نعمة الله عليهم بما أنعم عليهم من نعمة الإسلام وعافية البدن والأمن، وما أشبه ذلك، فإن ذكر نعمة الله من ذكر الله -عز وجل-، فيكون في هذا دليل على فضل جلوس الناس ليتذاكروا نعمة الله عليهم.

نے ان سے اسی طرح قسم اٹھوائی تو انھوں نے قسم کھا لی۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ اللہ عز و جل ان پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، مثلاً وہ کہتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ میرا ذکر کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں یا ایسی ہی کوئی اور بات کہتا ہے جس سے اظہارِ فخر ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ یہ کوئی ایسا اجتماع نہیں تھا جس میں وہ یک آواز ہو کر ذکر کرنے کے لیے جمع ہوئے ہوں بلکہ وہ ہر اس چیز کا ذکر کر رہے تھے جو انہیں اللہ کی یاد دلاتی جیسے کوئی نصیحت و موعظت یا پھر اللہ نے انھیں جس نعمت اسلام، جسمانی عافیت اور امن سے نوازا تھا، اسے یاد کر رہے تھے۔ اللہ کی کسی نعمت کا ذکر کرنا خود اللہ عز و جل کا ذکر کرنا ہے۔ اس حدیث میں لوگوں کا اکٹھے ہو کر آپس میں ان پر ہونے والی اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل العلم

الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَلْقَةٍ : كل شيء مستدير خالي الوسط ويقصد به هنا مجلس العلم والذكر.
- آلله : يسألهم مستحلفًا بالله -تعالى.-
- تُهْمَةً لكم : شكاً في صدقكم.
- مَنَّ : أنعم وأعطى.
- يُبَاهِي : يُفَاخِر.

فوائد الحديث:

١. فضل معاوية -رضي الله عنه- وحرصه على الاقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم- في تبليغ العلم.
٢. جواز الاستحلاف من غير تهمة للتنبيه على أهمية الخبر.
٣. فضل مجالس الذكر والعلم وأن الله يحبها ويباهي بها الملائكة.
٤. السنة وحي كالقرآن كان ينزل بها جبريل على النبي -عليه الصلاة والسلام-، ولكنها غير متعبد بتلاوتها وإنما بالعمل بأحكامها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين للنووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق - بيروت، ط الأولى: ١٤٢٨هـ. نزهة المتقين، لمجموعة من المؤلفين، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ بهجة الناظرين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي، السعودية، ط: الثالثة، ١٤١٨هـ. كنوز رياض الصالحين لحمد ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الرياض ط: ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (3007)

خصلتان لا يجتمعان في مؤمن: البخل, وسوء الخلق	مؤمن کے اندر دو خصلتیں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں؛ ایک بخل اور دوسری بد اخلاقی۔
١١٩٠. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «خَصْلَتَانِ لا يجتمعان في مؤمن: البخلُ, وسوءُ الخُلُقِ».	**١١٩٠. حدیث:** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مؤمن میں دو خصلتیں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں؛ ایک بخل اور دوسری بد اخلاقی"۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: الحديث يدل على أن المؤمن لا يجمع هاتين الخصلتين الذميمتين، وهما: البخل، وسوء الخلق، ومفهوم الحديث أنهما قد يجتمعان فيمن حرم نعمة الإيمان، لأنه فقد الإيمان الذي يمنع صاحبه من سيء الأخلاق. والمقصود بالمؤمن الذي لا تجتمع فيه هاتان الخصلتان المؤمن الحق، ومن اجتمعت فيه دل على نقص إيمانه.	**اجمالی معنی:** اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- خصلة : صفة.
- البخل : في الشرع: منع الواجب، وهو ضد الكرم.

فوائد الحديث:

١. الحديث يدل على أن المؤمن لا يجمع هاتين الخصلتين، وهما: البخل، وسوء الخلق.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سلسلة الأحاديث الضعيفة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥ه. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار الفلق – الرياض. الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط ١ ١٤٢٨ه. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (5360)

خطَّ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- خُطُوطاً، فقال: هذا الإنسان وهذا أجله فبينما هو كذلك إذ جاء الخط الأقرب

١١٩١. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: خطَّ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- خُطُوطاً، فقال: "هذا الإنسانُ، وهذا أجَلُهُ، فبينَما هو كذلكَ إذ جاءَ الخَطُّ الأقْرَبُ". عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: خطَّ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- خطاً مربعاً، وخطَّ خطاً في الوسطِ خارجاً منه، وخطَّ خططاً صغاراً إلى هذا الذي في الوسطِ من جانبِهِ الذي في الوسطِ، فقال: «هذا الإنسانُ، وهذا أجلُهُ محيطاً به -أو قد أحاطَ بِهِ- وهذا الذي هو خارجٌ أملُهُ، وهذه الخُطَطُ الصِّغَارُ الأعْرَاضُ، فإن أخطَأهُ هذا، نَهَشَهُ هذا، وإن أخطأهُ هذا، نَهَشَهُ هذا».

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

المعنى الإجمالي:

في الحديثين مثال أمل الإنسان وأجله والأعراض التي تعرض عليه، وموته عند واحد منها، فإن سلم منها فيأتيه الموت عند انقضاء أجله، وهذه الخطوط الآفات العارضة له فإن سلم من هذا لم يسلم من هذا، وإن سلم من الجميع ولم تصبه آفة من مرض أو فقد مال أو غير ذلك بغته الأجل، والحاصل إن من لم يمت بالسبب مات بالأجل، فبينما الإنسان كذلك في هذه الآفات "إذ جاءه الخط الأقرب" وهو الأجل. وفيه إشارة إلى الحض على قصر الأمل والاستعداد لبغتة الأجل، وعبر بالنهش وهو لدغ ذات السم مبالغة في الإصابة والإهلاك.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے، انسان اسی حالت میں رہتا ہے کہ قریب والی لکیر (موت) اس تک پہنچ جاتی ہے۔

١١٩١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خطوط (لکیریں) کھینچے اور فرمایا: "یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے، انسان اسی حالت میں رہتا ہے کہ قریب والی لکیر (موت) اس تک پہنچ جاتی ہے"۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکھٹا لکیریں کھینچیں۔ پھر ان کے درمیان ایک لکیر کھینچی، جو چوکھٹے کے درمیان میں تھی۔ اس کے بعد درمیان والی لکیر کے اس حصے میں، جو چوکھٹے کے درمیان میں تھی، چھوٹی چھوٹی بہت سی لکیریں کھینچیں اور پھر فرمایا: "یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے، جو اسے گھیرے ہوئے ہے-یا یہ کہا کہ اسے گھیر رکھا ہے-اور یہ جو (بیچ کی) لکیر باہر نکلی ہوئی ہے، اس کی امید ہے اور چھوٹی چھوٹی لکیریں اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے، تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے، تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

اجمالی معنی:

ان دونوں حدیثوں میں انسان کی امیدوں، اس کی موت اور اسے درپیش مصیبتوں کی مثال بیان کی گئی ہے، جن میں سے کسی سے بھی اس کی موت ہو سکتی ہے، اگر وہ ان سے بچ نکلتا ہے، تو اس کا وقت پورا ہونے پر اسے موت آ جائے گی۔ حدیث میں مذکور خطوط سے مراد درپیش مصائب ہیں، آدمی ان میں سے ایک سے بچ نکلے تو دوسرے سے بچ نہیں پاتا اور اگر سب سے بچ جائے، اسے کوئی آفت جیسے بیماری، مالی تباہی وغیرہ لاحق نہ ہو، تو بالآخر موت آ گھیرے گی۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص کسی سبب سے نہ مرے، وہ مقررہ وقت پر مرے گا، انسان یوں ہی مصیبتوں میں گھرا ہوا ہوگا کہ اسے قریبی لکیر یعنی موت آ پہنچے گی۔ اس حدیث میں امید کم کرنے اور اچانک آنے والی موت کی تیاری میں لگے رہنے کی طرف اشارہ ہے۔ حدیث میں "النہش" کا لفظ استعمال کیا گیا۔ جس کے معنیٰ ہیں زہریلا ڈنک۔ یہ تکلیف اور ہلاکت میں مبالغہ سے کنایہ ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: حديث أنس: رواه البخاري ولفظه في البخاري: "هذا الأمل"، بدل: "هذا الإنسان". حديث ابن مسعود: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- محيطاً به : حافاً به.
- الأعراض : جمع عرض، وهو ما ينتفع به في الدنيا في الخير وفي الشر.
- نهشه : أصابه وأهلكه.

فوائد الحديث:

١. تحذير الإنسان من فجأة الموت وهو على غير استعداد له بالعمل الصالح.
٢. على المؤمن المسارعة للتوبة والعمل الصالح، ولا يغتر بطول الأمل.
٣. جواز ضرب المثل واتخاذ وسائل الإيضاح عند التعليم، ليكون أبلغ في التصور عند التلقي.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٤-عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ ٥-فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. ٦-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ٧-معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول؛ للشيخ حافظ الحكمي، ضبط عمر بن محمود، دار ابن القيم-الدمام، الطبعة الثالثة، ١٤١٥هـ ٨-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6821)

خيرُ الأصحابِ عند الله تعالى خيرُهم لصاحبه، وخيرُ الجيرانِ عند الله تعالى خيرُهم لجاره

اللہ کے ہاں (قدر و منزلت کے اعتبار سے) سب سے بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے لیے اچھا ہو اور اللہ کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے اچھا ہو۔

١١٩٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «خيرُ الأصحابِ عند الله تعالى خيرُهم لصاحبه، وخيرُ الجيرانِ عند الله تعالى خيرُهم لجاره».

١١٩٢. حدیث:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں (قدر و منزلت کے اعتبار سے) سب سے بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے لیے اچھا ہو اور اللہ کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے اچھا ہو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خير الأصحاب عند الله منزلة وثوابا أكثرهما نفعا لصاحبه، و كذلك خير الجيران عند الله أكثرهم نفعا لجاره.

اجمالی معنی:

اللہ کے ہاں دوستوں میں سے سب سے زیادہ قدر و منزلت اور مستحق ثواب وہ ہے جو ان میں سے اپنے ساتھی کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ہو اور اسی طرح پڑوسیوں میں سے سب سے بہتر اللہ کے ہاں وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے نفع بخش ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه الترمذي، وأحمد، والدارمي.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. الحث على تحصيل النفع للأصدقاء والجيران والحرص على دفع الأذى عنهم.
٢. الحث على تعظيم الصحبة الإيمانية وتعزيزها.
٣. حرص الإسلام على تقوية أواصر المحبة بين المسلمين.
٤. السعي إلى تحصيل الصاحب الصالح والجار الصالح.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ سنن الدارمي، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ- ٢٠٠٠م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3709)

خير المجالس أوسعها

سب سے اچھی مجلس وہ ہے جو سب سے زیادہ کشادہ ہو۔

١١٩٣. الحديث:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، يَقُولُ:«خير المجالس أوسعها».

١١٩٣. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ’’سب سے اچھی مجلس وہ ہے جو سب سے زیادہ کشادہ ہو‘‘۔

درجة الحديث: صحيح على شرط البخاري

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على فضل سعة المجالس, فإن المجالس الواسعة من خير المجالس؛ لأنها إذا كانت واسعة حملت أناسا كثيرين وصار فيها انشراح وسعة صدر, وهذا على حسب الحال فقد يكون بعض الناس حُجَرُ بيته ضيقة، لكن إذا أمكنت السعة فهو أحسن؛ لما سبق.

اجمالی معنی:

یہ حدیث، نشست گاہوں میں کشادگی و کشائش پیدا کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ کشادہ مجالس خیر کی مجالس میں شمار ہوتی ہیں اس لیے کہ یہ کشادہ ہوں تو بہت سے افراد کی نشستوں و بیٹھکوں کے قابل ہوں گی اور اس میں دلوں کی وسعتیں بھی کھل جاتی ہیں اور یہ بات مقتضائے حال کے مطابق ہوگی کیونکہ کبھی کچھ لوگوں کے گھروں کے کمرے تنگ دامنی کا شکوہ کرتے ہیں لیکن اگر اس میں کشادگی کا امکان ہو تو وہ تنگ کمرے بھی اپنی سابقہ حالت سے زیادہ عمدہ مجالس بن جاتی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الزيارة والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبوداود وأحمد.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. استحباب سعة المجلس لما فيه من راحة الجالسين.
٢. أن ضيق المجالس قد يفضي إلى الكراهية والبغض بين الجالسين.

المصادر والمراجع:

-مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. - سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. - تطريز رياض الصالحين, لفيصل بن عبد العزيز النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. - شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن محمد البكري، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، الناشر: دار المعرفة, بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م. - مشكاة المصابيح، المؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، التبريزي، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. - رياض الصالحين، لأبي زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (3270)

خير الناس من طال عمره وحسن عمله

لوگوں میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل بھی اچھا ہو۔

١١٩٤. الحديث:

عن عبد الله بن بُسْرٍ الأسلمي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «خير الناس من طَال عُمُرُه، وحَسُنَ عَمَلُهُ».

١١٩٤. حدیث:

عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "لوگوں میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل بھی اچھا ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث : أن الإنسان كلما طال عمره في طاعة الله ازداد قربا من الله؛ لأن كل عمل يعمله فيما زاد فيه عمره، فإنه يقربه إلى ربه -عز وجل - فخير الناس من وفق لهذين الأمرين: طول العمر وحسن العمل. فطول العمر ليس خيرًا للإنسان إلا إذا حسن عمله في طاعة الله؛ لأنه أحيانًا يكون طول العمر شرًا للإنسان وضررًا عليه، كما في الحديث الآخر، أي الناس خير، قال: « من طال عمره، وحسن عمله »، قال: فأي الناس شر؟ قال: « من طال عمره وساء عمله »، رواه أبو داود والترمذي، وصححه الألباني في صحيح الترمذي (٣٣٠/٥) برقم (٢٣٣٠). وقال الله -تبارك وتعالى-: (ولا يحسبن الذين كفروا أنما نملي لهم خير لأنفسهم إنما نملي لهم ليزدادوا إثما ولهم عذاب مهين)، (آل عمران: ١٧٨)، فهؤلاء الكفار يملي الله لهم، أي يمدهم بالرزق والعافية وطول العمر والبنين والزوجات، لا لخير لهم ولكنه شر لهم، والعياذ بالله لأنهم سوف يزدادون بذلك إثما. قال الطيبي -رحمه الله -: إن الأوقات والساعات كرأس المال للتاجر، فينبغي أن يتجر فيما يربح فيه، وكلما كان رأس المال كثيرا كان الربح أكثر، فمن مضى لطيبه فاز وأفلح، ومن أضاع رأس ماله لم يربح وخسر خسرانا مبينا".

اجمالی معنی:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی انسان کی عمر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لمبی ہوتی ہے (گزرتی جاتی ہے) تو وہ اللہ تعالی سے زیادہ قریب ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس کو کوئی بھی عمل کرنے کا موقع ملنے میں اس کی عمر بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ عمل اسے اپنے اللہ سے اور زیادہ قریب کر دیتا ہے، پس لوگوں میں سے بہترین ہے وہ شخص جسے یہ دونوں چیزیں عطا کی گئی ہوں یعنی لمبی عمر اور اچھا عمل۔ بہر حال لمبی عمر کسی انسان کے لیے خیر کی ضامن نہیں ہے الا یہ کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عمل دونوں میں اچھا ہو؛ کیونکہ بعض اوقات لمبی عمر انسان کے لیے فتنے اور نقصان کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ اچھا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو" پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ بدتر شخص کون ہے؟ تو فرمایا "جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برا ہو"۔ اس حدیث کو امام ابوداود اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور شیخ البانی نے اسے صحیح ترمذی (٣٣٠/٥) میں حدیث نمبر (٢٣٣٠) کے تحت صحیح قرار دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: "کافر لوگ ہماری دی ہوئی مہلت کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں، یہ مہلت تو اس لیے ہے کہ وہ گناہوں میں اور بڑھ جائیں ان ہی کے لیے ذلیل کرنے والے عذاب ہے۔" (آل عمران: ١٧٨)۔ ان کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دی ہوئی ہے کہ انھیں رزق وافر، عافیت، درازئ عمر اور بیوی بچے عطا کر رکھے ہیں، اس میں ان کے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے بلکہ یہ ان کے لیے باعثِ فتنہ ہے۔ اللہ کی پناہ! کہ اس فراوانی سے وہ مزید گناہوں میں گھر جائیں گے۔ طیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "اوقات اور گھڑیاں تاجر کے بنیادی سرمائے (پونجی) کی طرح ہیں پس چاہیے کہ تجارت اس طرح کی جائے کہ حصولِ نفع کے باعث ہو، سرمایہ جتنا بڑھتا جائے گا نفع بھی زیادہ ہوتا جائے گا، جو اللہ

تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرے وہ کامیاب ہوگا اور فلاح پائے گا اور جس نے اپنا سرمایا (پونجی) ضائع کیا وہ نفع نہیں پائے گا اور سخت گھاٹے میں رہے گا''۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد والدارمي.

التخريج: عبد الله بن بُسْرٍ الأسلمي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حسن عمله : أتى به مستوفيا للشروط والأركان والآداب قاصدا به وجه الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. فضل طول العمر إذا اقترن بحسن العمل، فإنه يتزود من الطاعات التي تقربه إلى الله، وشر الناس من طال عمره وساء عمله.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين - تاليف د سعيد الخن - د. مصطفى البغا - محيي الدين مستو - علي الشرجبي - محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت - الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م. شرح رياض الصالحين، الشيخ: محمد بن صالح العثيمين - مدار الوطن للنشر - طبع عام ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين - د. ماهر بن ياسين الفحل - الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت. الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي - تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر - الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل - المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون - إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي - الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. سنن الدارمي، المؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني- الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ - ٢٠٠٠م. صحيح وضعيف سنن الترمذي - المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني - مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى بـ (الكاشف عن حقائق السنن) - المؤلف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي - المحقق: د. عبد الحميد هنداوي - الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة - الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (3710)

دعاء الكرب: لا إله إلا الله العظيم الحليم، لا إله إلا الله رب العرش العظيم، لا إله إلا الله رب السماوات، ورب الأرض، ورب العرش الكريم

پریشانی کی دعا: "لَاإِلَٰہَ إِلَّا اللہُ الْعَظِیمُ الْحَلِیمُ، لَاإِلَٰہَ إِلَّا اللہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ، لَاإِلَٰہَ إِلَّا اللہُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیمِ"۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں جو عظمت والا اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں جو آسمانوں، زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔

١١٩٥. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يقول عند الكرب: «لا إله إلا الله العظيم الحليم، لا إله إلا الله رب العرش العظيم، لا إله إلا الله ربُّ السماوات، وربُّ الأرض، ورب العرش الكريم» .

١١٩٥. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "لَا إِلَٰہَ إِلَّا اللہُ الْعَظِیمُ الْحَلِیمُ، لَا إِلَٰہَ إِلَّا اللہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ، لَا إِلَٰہَ إِلَّا اللہُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیمِ"۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں جو عظمت والا اور بُردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں جو آسمانوں، زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دلَّ الحديث على أن الكرب والغم لا يزيله إلا الله، وهذه الكلمات المذكورة إذا قالها عبد مؤمن عند خوفه وكربه؛ آمنه الله -عز وجل-، فذكر الله -تعالى- ودعاؤه يسهل الصعب، وييسر العسير، ويخفف المشاق، فما ذكر الله -عز وجل- على صعب إلا هان، ولا على عسير إلا تيسر، ولا مشقة إلا خفت، ولا شدة إلا زالت، ولا كربة إلا انفرجت. وحكمة تخصيص الحليم بالذكر، أنّ كرب المؤمن غالبًا إنما هو نوع من التقصير في الطاعات، أو غفلة في الحالات، وهذا يشعر برجاء العفو المقلل للحزن.

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پریشانی اور غم صرف اللہ کی ذات دور کرتی ہے۔ خوف اور پریشانی کے عالم میں جب مومن بندہ ان کلمات کا وِرد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مامون کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے دعا کرنا مشکل کو آسان کرتا ہے اور تنگی کو دور کرتا ہے اور مشکلات کو ہلکا کرتا ہے۔ کسی بھی مشکل وقت میں اللہ کا ذکر کرنے سے وہ چیز آسان ہوجاتی ہے، ہر تنگی دور ہوجاتی ہے، مشقت کم ہوجاتی ہے، سختی ختم ہوجاتی ہے اور غم دور ہوجاتا ہے۔ اللہ کی صفت حلیم کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مومن بندے کی پریشانی کا عام سبب نیکیوں میں کوتاہی اور حالات میں اللہ کی ذات سے غفلت ہوتی ہے۔ جو اس بات کی متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی کی امید کی جائے جو کہ پریشانی میں کمی کا باعث ہے۔ شرح ریاض الصالحین از محمد بن صالح بن محمد العثیمین: (ج ٦/ ٥٦)، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح از قاری: (ج ٤/ ١٦٧٧- تطریز ریاض الصالحین (٢٨٨/٢)۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار التي تقال في أوقات الشدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكرب : هو الأمر يشق على الإنسان ويملأ صدره غيظاً.
- الحليم : الذي يؤخر العقوبة مع القدرة.
- العظيم : الذي لا شيء يعظم عليه.
- الكريم : المعطي فضلاً.

فوائد الحديث:

١. إن الدواء من الكرب توحيد الله -عز وجل-، وعدم النظر إلى غيره أصلاً.

٢. وجه تكرير الرب بالذكر من بين سائر الأسماء الحسنى، هو كونه مناسبًا لكشف الكرب الذي هو مقتضى التربية.

٣. استحباب الدعاء بهذا الدعاء عند الكرب.

٤. ووجه تخصيص العرش بالذكر، كونه أعظم مخلوقات العالم ، فيدخل الجميع تحته دخول الأدنى تحت الأعلى.

٥. خص السموات والأرض بالذكر؛ لأنهما من أعظم المشاهدات.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5141)

ذكر نعيم القبر وعذابه في حديث البراء بن عازب -رضي الله عنهما-

١١٩٦. الحديث:

عن البراء بن عازب -رضي الله عنه-، قال: خرجنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في جنازة رجل من الأنصار، فانتهينا إلى القبر ولمَّا يُلْحَد، فجلس رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وجلسنا حوله كأنما على رءوسنا الطير، وفي يده عود يَنكتُ به في الأرض، فرفع رأسه، فقال: «استعيذوا بالله من عذاب القبر» مرتين، أو ثلاثا، زاد في رواية: "وإنه ليسمع خَفْقَ نعالهم إذا وَلَّوا مُدْبِرين حين يقال له: يا هذا، من ربك؟ وما دينك؟ ومن نبيك؟" قال هناد: قال: "ويأتيه ملكان فيُجلِسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بُعث فيكم؟" قال: "فيقول: هو رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فيقولان: وما يُدريك؟ فيقول: قرأتُ كتاب الله فآمنت به وصدقت، «زاد في حديث جرير» فذلك قول الله -عز وجل- {يُثَبِّتُ اللهُ الذين آمنوا} [إبراهيم: ٢٧]" الآية - ثم اتفقا- قال: "فينادي مُناد من السماء: أن قد صدق عبدي، فأفرشوه من الجنة، وافتحوا له بابا إلى الجنة، وألبسوه من الجنة" قال: «فيأتيه من رَوْحها وطِيبها» قال: «ويُفتَح له فيها مدَّ بصره» قال: «وإن الكافر» فذكر موته قال: "وتُعاد روحه في جسده، ويأتيه ملكان فيُجلسانه فيقولان: له من ربُّك؟ فيقول: هَاهْ هَاهْ هَاهْ، لا أدري، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هَاهْ هَاهْ، لا أدري، فيقولان: ما هذا الرجل الذي بُعث فيكم؟ فيقول: هَاهْ هَاهْ، لا أدري، فينادي مناد من السماء: أن كذب، فأفرشوه من النار، وألبسوه من النار، وافتحوا له بابا إلى النار" قال: «فيأتيه من حَرِّها وسَمُومها» قال: «ويُضيَّق عليه قبره حتى تختلف فيه أضلاعه» زاد في حديث جرير قال: «ثم يُقَيَّض له أعمى أَبْكَم معه مِرْزَبّة من حديد، لو ضُرب بها جبل لصار ترابا» قال:

قبر کی نعمتوں اور عذاب کا ذکر براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

١١٩٦. حدیث:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انصار کے ایک شخص کے جنازے میں نکلے، ہم قبر کے پاس پہنچے، وہ ابھی تک تیار نہ تھی، تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ زمین کرید رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: "قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو" اسے دو بار یا تین بار فرمایا، ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے: "اور وہ (میت) ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹتے ہیں، اس وقت اس سے پوچھا جاتا ہے: اے فلاں! تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور تمہارا نبی کون ہے؟" ہناد کی روایت کے الفاظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: یہ کون ہے جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ پھر وہ دونوں اس سے کہتے ہیں: تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کو سچ سمجھا" جریر کی روایت میں یہاں پر یہ اضافہ ہے: "اللہ تعالیٰ کے قول «يثبت الله الذين آمنوا» سے یہی مراد ہے" (پھر دونوں کی روایتوں کے الفاظ ایک جیسے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا لہٰذا تم اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھا دو، اور اس کے لیے جنت کی طرف کا ایک دروازہ کھول دو، اور اسے جنت کا لباس پہنا دو" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "پھر جنت کی ہوا اور اس کی خوشبو آنے لگتی ہے، اور تا حد نگاہ اس کے لیے قبر کشادہ کر دی جاتی ہے"۔ اور رہا کافر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا: "اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے اٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہا مجھے نہیں معلوم، وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے مجھے نہیں معلوم، پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے مجھے نہیں معلوم، تو پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے: اس نے جھوٹ کہا، اس کے لیے جہنم کا بچھونا بچھا دو اور جہنم کا لباس پہنا دو، اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ

«فيضربه بها ضربة يسمعها ما بين المشرق والمغرب إلا الثَّقَلين، فيصير ترابا» قال: «ثم تُعاد فيه الروح».

کھول دو، تو اس کی تپش اور اس کی زہریلی ہوا (لو) آنے لگتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں" جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے: "پھر اس پر ایک اندھا گونگا (فرشتہ) مقرر کر دیا جاتا ہے، اس کے ساتھ لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اگر وہ اسے کسی پہاڑ پر بھی مارے تو وہ بھی خاک ہو جائے، چنانچہ وہ اسے اس کی ایک ضرب لگاتا ہے جس کو مشرق و مغرب کے درمیان کی ساری مخلوق سوائے آدمی و جن کے سنتی ہے اور وہ مٹی ہو جاتا ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "پھر اس میں روح لوٹا دی جاتی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يحكي البراء بن عازب أنهم خرجوا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في جنازة رجل من الأنصار، فوصلوا إلى القبر قبل أن يُدفن، فجلس رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وجلسوا حوله صامتين، لا يتكلمون من هيبته -صلى الله عليه وسلم-، وفي يده -صلى الله عليه وسلم- عود يضرب به في الأرض كما يفعل المتفكر المهموم، فرفع رأسه فقال: اطلبوا من الله أن يجنِّبكم ويخلصكم من عذاب القبر، قال ذلك مرتين أو ثلاث مرات، ثم أخبرهم أن الميت يسمع صوت نعال مشيعيه إذا انصرفوا عنه، وأنه في هذا الوقت يأتيه ملكان فيجلسانه، فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله. فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام. فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بُعث فيكم؟ فيقول: هو رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فيقولان له: وما يدريك بذلك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت به. وجريان لسانه بالجواب المذكور هو التثبيت الذي تضمنه قوله -تعالى-: {يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت} [إبراهيم: ٢٧] الآية. ثم قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: فينادي مناد من السماء: أن صدق عبدي فيما يقول، فإنه كان في الدنيا على هذا الاعتقاد؛ فهو مستحق للإكرام، فاجعلوا له فرشا من فرش الجنة، وألبسوه من ثياب أهل الجنة، وافتحوا له بابا إلى الجنة، فيُفتح له فيأتيه من نسيمها ورائحتها الطيبة، ويوسع له في قبره مسافة

اجمالی معنی:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری شخص کے جنازے میں نکلے، دفن سے پہلے وہ قبر پر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور صحابہ بھی آپ ﷺ کے ارد کے گرد خاموش بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے وہ باتیں نہیں کرتے تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ذریعے آپ زمین کُرید رہے تھے جیسے ایک مہموم اور فکرمند آدمی کرتا ہے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے بچاؤ اور چھٹکارا مانگو، آپ نے یہ دو یا تین مرتبہ فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ مُردہ جنازا خوان کی قدموں کی آہٹ سنتا ہے جب وہ واپس لوٹتے ہیں۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ فرشتے کہتے ہیں تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ فرشتے کہتے ہیں یہ شخص کون ہے جسے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں، فرشتے کہتے ہیں تم اس کے بارے میں کیسے جانتے ہو؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، تو میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ مُردے کی زبان پر اس جواب کا جاری ہونا وہ ثابت قدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیان فرمایا {يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت} [ابراہیم: ٢٧] الآیۃ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ میرے بندے نے جو کہا سچ کہا۔ یہ دنیا میں اسی عقیدے پر قائم تھا، چنانچہ وہ اکرام کا مستحق ہے۔ اس کے لئے جنت کا فرش بنا لو، جنتیوں کا لباس پہنا دو اور جنت کا دروازہ اس کے لئے کھول دو، سو جنت کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا جائے گا جس سے ہوا اور پاکیزہ خوشبو آئے گی۔ اس کے لئے قبر تاحدِ نگاہ وسیع کر دی جائے گی۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کی حالت، اس کی سختی اور دفن کے

ما يمتد إليه بصره. وأما الكافر فذكر -صلى الله عليه وسلم- حال موته وشدته، وأنه تعاد روحه بعد الدفن في جسده، ويأتيه ملكان، فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول متحيرا: هاه هاه لا أدري، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فيقولان له: ما تقول في حق هذا الرجل الذي بُعث فيكم أنبي أم لا؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فينادي مناد من السماء: أن كذب هذا الكافر؛ لعدم إيمانه وجحوده الذي كان سببًا في قوله هذا؛ ولأن دين الله -تعالى- ونبوة محمد -صلى الله عليه وسلم- كان ظاهرا في مشارق الأرض ومغاربها، فاجعلوا له فرشا من فرش النار، وألبسوه من ثياب أهل النار، وافتحوا له بابا إلى النار، فيأتيه من حر النار، ويضيق عليه قبره حتى تتداخل أضلاعه، وتزول عن هيئتها المستوية التي كانت عليها، ثم يُسلَّط عليه ملك أعمى أخرس لا يتكلم، معه مطرقة كبيرة من حديد، لو ضُرب بها جبل لصار ترابا، فيضربه بها ضربة يسمعها كل ما بين المشرق والمغرب إلا الجن والإنس، فيصير ترابا، ثم يعاد فيه الروح؛ ليذوق العذاب، ويستمر العذاب عليه في قبره.

بعد جسم میں اس کی روح کا لوٹنا بیان کیا ہے، دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تمہارا رب کون ہے؟ وہ حیران ہو کر کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، فرشتے کہتے ہیں تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، فرشتے کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جس کو تمہاری طرف بھیجا گیا آیا وہ نبی ہے یا نہیں؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ کافر نے جھوٹ بولا، یہ اس کے ایمان نہ لانے اور اس سے انکار کرنے کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ اللہ کا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت زمین کے مشرق و مغرب میں ظاہر اور غالب تھی۔ اس کے لئے جہنم کا فرش بچھا دو، اسے آگ کا لباس پہنا دو، اس کے لئے جہنم کا دروازہ کھول دو، جہاں سے اسے آگ کی گرمی پہنچے گی اور اس کی قبر اس پر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ اس کی پسلیاں آپس میں گھس جائیں گی اور وہ اپنی اصل ہیئت جس پر وہ تھی ختم ہو جائے گی، پھر اس پر ایک اندھا اور گونگا فرشتہ مسلط کیا جائے گا، اس کے پاس لوہے کا ایک بڑا ہتھوڑا ہوگا، اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے، اس کے ساتھ ایک ضرب مارے گا جسے مشرق و مغرب کے درمیان جنات و انسانوں کے سوا ہر چیز سنے گی، وہ مٹی مٹی ہو جائے گا، پھر اس میں روح دوبارہ لوٹائے جائے گی تاکہ وہ عذاب چکھے گا اور قبر میں اسے مسلسل عذاب ہوتے رہے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أهوال القبور
راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.
التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- ولمَّا يُلْحَد : قبل أن يُلحد، أي: يُدفن.
- يَنكتُ به في الأرض : يضرب بطرفه الأرض.
- خَفْق نعالهم : ضربها بالأرض.
- وَلَّوا مُدْبِرين : انصرفوا عنه راجعين.
- رَوْحها : نسيمها.
- مدَّ بصره : مقدار ما يمتد إليه البصر، وهو في قبره.
- سَمُومها : شدة حرارتها.
- تختلف فيه أضلاعه : تزول عن الهيئة المستوية التي كانت عليها من شدة الضغطة، وانعصار أعضائه، وتجاوز جنبيه من كل جنب إلى جنب آخر.
- يُقَيَّض : يُسلَّط.
- أَبْكَم : أخرس.
- مِرْزَبّة : المطرقة الكبيرة التي تكون للحداد.

• الثَّقلين : الجن والإنس.

فوائد الحديث:

١. فيه بيان ما يلقى به المؤمن من الكرامة بعد موته في قبره.

٢. فيه بيان ما يلقاه الكافر من الذل والهوان بعد موته في قبره.

٣. إثبات عذاب القبر، وسؤال الملكين فيه.

٤. يسمع عذاب القبر كل من على الأرض إلا الجن والأنس.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية،صيدا، بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٤٠٨هـ. مرقاة المفاتيح، علي بن سلطان القاري ، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. معجم اللغة العربية المعاصرة، أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى ١٤٢٩هـ، ٢٠٠٨م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت. شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى»، محمد بن علي الإثيوبي الوَلَّوِي، الناشر: دار المعراج الدولية للنشر، دار آل بروم للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته، محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤١٥هـ. إكمال المعلم بفوائد مسلم، عياض بن موسى اليحصبي السبتي، المحقق: يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ، ١٩٩٨م.

الرقم الموحد: (11212)

رَغِمَ أنْفُ، ثم رَغِمَ أنْفُ، ثم رَغِمَ أنْفُ من أدرك أبويه عند الكِبر أحدهما أو كِليهما فلم يَدخلِ الجنة

ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا، ان میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو، اور پھر بھی (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوسکا

١١٩٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: « رَغِمَ أنْفُ، ثم رَغِمَ أنْفُ، ثم رَغِمَ أنْفُ من أدرك أبويه عند الكِبر، أحدهما أو كِليهما فلم يدخل الجنة».

١١٩٧. حدیث :

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ''ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا، ان میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو، اور پھر بھی (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوسکا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

حق الوالدين عظيم، قرنه الله -سبحانه وتعالى- بحقه الذي خلق من أجله الثقلين: "واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين إحسانًا" فأمر الله بعبادته وأوصى الأولاد وعهد إليهم ببر والديهما والإحسان إليهما قولًا وعملًا؛ وذلك لقيامهما عليهم وتربيتهم والسهر على راحتهم، وهل جزاء الإحسان إلا الإحسان. ومعنى هذا الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- دعا ثلاث مرات على من أدرك أبويه أو أحدهما ولم يدخل الجنة لعدم بره بوالديه والإحسان إليهما وطاعتهما بالمعروف، فطاعة الوالدين وبرهما والإحسان إليهما من الأسباب الواقية من دخول النار، وعقوقهما من أسباب دخول النار إن لم تدركه رحمة الله -تعالى-.

اجمالی معنی :

والدین کا حق بہت عظیم ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس حق کے ساتھ ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اس نے جن وانس کی تخلیق کی ہے، (ارشاد فرمایا) : "واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین إحسانا" ترجمہ : اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔'' چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور اولاد کو اپنے والدین کے ساتھ قول و عمل میں نیکی اور حسن سلوک کی تاکید کی ہے اور انہیں اس کی ذمہ داری سونپی ہے۔ کیونکہ والدین نے ان کی دیکھ بھال اور تربیت کی ہے اور ان کے آرام وراحت کی خاطر راتوں کی نیند خراب کی ہے۔ بھلا نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ اور ہوسکتا ہے؟ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ : نبی ﷺ نے اس شخص کے لیے تین دفعہ بددعا فرمائی ہے جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا لیکن ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک، نیز بھلی باتوں میں ان کی فرماں برداری نہ کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔ چناں چہ والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک جہنم میں داخل ہونے سے بچانے والے اسباب میں سے ہے اور ان کی نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسلوکی دخولِ جہنم کے اسباب میں سے ہے، اگر اللہ کی رحمت اس کے شامل حال نہ ہوئی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رغم : لصق بالرغام وهو تراب مختلط برمل.

فوائد الحديث:

١. بر الوالدين واجب ولو في حال شبابهما، وإنما خص كبرهما بالذكر لمزيد التأكيد عليه ؛ لأن حاجتهما إلى البر وقت كبرهما تكون أشد.
٢. عقوق الوالدين من الكبائر التي يستحق بها الإنسان الطرد من رحمة الله والعذاب في النار.
٣. ينبغي على المسلم أن يراعي الضعفاء وكبار السن ويرفق بهم ويرحمهم.
٤. البشارة لمن بر بوالديه بدخول الجنة، خصوصا عند كبرهما وضعفهما

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د . مصطفى سعيد الخن - د. مصطفى البغا - محي الدين مستو - علي الشرجبي - محمد أمين لطفي - مؤسسة الرسالة، بيروت - الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م. فيض القدير شرح الجامع الصغير، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوي، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر - الطبعة الأولى، ١٣٥٦. رياض الصالحين - النووي - تحقيق د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت - الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (3718)

رُبَّ أَشْعَثَ أغبرَ مَدْفُوعٍ بالأبواب لو أَقسم على الله لَأَبَرَّهُ

بہت سارے پراگندہ بال والے، لوگوں کے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالی پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرما دے۔

١١٩٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: « رُبَّ أَشْعَثَ أغبرَ مَدْفُوعٍ بالأبواب لو أَقسم على الله لَأَبَرَّهُ ».

١١٩٨. حديث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ”بہت سارے پراگندہ بال والے، لوگوں کے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالی پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرما دے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"رب أشعث أغبر مدفوع بالأبواب لو أقسم على الله لأبره": وأشعث من الشعث وهو من صفات الشعر، وشعره أشعث يعني ليس له ما يدهن به الشعر، ولا ما يرجله، وليس يهتم بمظهره، وأغبر يعني أغبر اللون، أغبر الثياب، وذلك لشدة فقره. "مدفوع بالأبواب": يعني ليس له جاه، إذا جاء إلى الناس يستأذن لا يأذنون له، بل يدفعونه بالباب؛ لأنه ليس له قيمة عند الناس لكن له قيمة عند رب العالمين، لو أقسم على الله لأبره، لو قال: والله لا يكون كذا لم يكن، والله ليكونن كذا لكان، لو أقسم على الله لأبره، لكرمه عند الله -عز وجل- ومنزلته، لو أقسم على الله لأبره. و الميزان في ذلك تقوى الله -عز وجل-، كما قال الله -تعالى-: (إن أكرمكم عند الله أتقاكم)، [الحجرات: ١٣]، فمن كان أتقى لله فهو أكرم عند الله، ييسر الله له الأمر، يجيب دعاءه، ويكشف ضره، ويبر قسمه. وهذا الذي أقسم على الله لن يقسم بظلم لأحد، ولن يجترئ على الله في ملكه، ولكنه يقسم على الله فيما يرضي الله ثقة بالله -عز وجل-، أو في أمور مباحة ثقة بالله -عز وجل-.

اجمالی معنیٰ:

"رب اَشعث اَغبر مدفوع بالاَبواب لو اَقسم علی اللہ لاَبرہ" یہاں ’اُشعث‘ الشعث سے ماخوذ ہے، یہ بالوں کی ایک صفت ہے۔ ”شعرہ اَشعث“ یعنی اس کے پاس بالوں میں لگانے کے لیے تیل موجود نہیں، اور نہ ہی کنگھی کرنے کے لیے کچھ ہے اور نہ ہی ان کے ظاہری مظہر کا خیال رکھا گیا ہے۔ اَغبر یعنی غبار آلود رنگ والا، گرد کپڑوں والا۔ اور یہ سب کچھ زیادہ فقر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ "مدفوع بالاَبواب" یعنی وہ شخص جس کا کوئی رتبہ اور مرتبہ نہیں ہے، جب لوگوں کے پاس آنے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ ملے، بلکہ دروازوں سے واپس کر دیے جائیں۔ اس لیے کہ لوگوں کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، تاہم رب العالمین کے ہاں ان کا مقام و مرتبہ ہوتا ہے، اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ اسے پوری کر دیتا ہے۔ اگر وہ کہے کہ واللہ ایسا نہیں ہوگا تو نہیں ہوتا ہے، واللہ ایسا ہوگا تو ایسا ہی ہوتا ہے، اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ کے ہاں اس کے شرف اور مرتبے کی وجہ سے اللہ اس کی اپنی قسمیں پوری کر دیتا ہے۔ ”لو اَقسم علی اللہ لاَبرہ“۔ اللہ کے ہاں میزان تقویٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ“ [الحجرات: ١٣] (ترجمہ: اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔)، جو اللہ کے ہاں سب سے زیادہ متقی ہوگا وہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا ہوگا، اللہ اس کا معاملہ آسان فرمائے گا، دعا قبول کرے گا، تکلیفیں دور کرے گا اور اس کی قسم پوری کرے گا۔ وہ شخص اللہ پر جو قسم کھاتا ہے وہ کسی پر ظلم کرنے کی قسم نہیں ہوتی، نہ ہی اللہ کی ملکیت میں اللہ تعالیٰ پر جرأت کرنے پر مبنی قسم ہوتی ہے، بلکہ اللہ عزّ وجلّ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی رضامندی کے کاموں یا اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے جائز کاموں میں قسم کھاتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأشعث : ملبد الشعر غير مدهون ولا مرجل.
- أغبر : لونه كلون الغبار لقلّة تعاهده بالنظافة بسبب فقره وحاجته.
- مدفوع بالأبواب : لا قدر له عند الناس فهم يدفعونه عن أبوابهم ويطردونه عنهم احتقارا له؛ بسبب فقره ورثاثة ثيابه.
- لو أقسم على الله : لو حلف يمنياً بحصول أمر.
- أبره : لأعطاه ما حلف عليه.

فوائد الحديث:

١. أن الله لا ينظر إلى صورة العبد ولكن ينظر إلى القلوب والأعمال.
٢. على الإنسان أن يعتني بعمله وطهارة قلبه أكثر من عنايته بجسمه وملبسه.
٣. ميزان الرجال بالأعمال لا بالمظاهر والأنساب والأموال.
٤. التواضع لله والتذلل له سبب في إجابة الدعاء، ولذلك ؛ فالله سبحانه يبر قسم الأتقياء الأخفياء.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ. د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي - دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي - مؤسسة الرسالة، بيروت - الطبعة الأولى، ١٣٩٧ه - ١٩٧٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين - الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ رياض الصالحين - د. ماهر بن ياسين الفحل - الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري - المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3715)

رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ الله خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن کی پہرے داری دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

١١٩٩. الحديث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنه- مرفوعًا: «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ الله خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ الله وَالْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

١١٩٩. حدیث:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن کی پہرے داری دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اور تم میں سے کسی کے کوڑے کے برابر جنت میں جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اور بندے کا ایک شام یا ایک صبح اللہ کے راستے میں نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن مقام يوم في الرباط أو غدوة في سبيل الله وموضع سوط الواحد منهم في الجنة كل ذلك خير من الدنيا وما عليها، ذلك لأن الجنة باقية والدنيا فانية وقليل الباقي خير من كثير الفاني.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن پہرے داری پر کھڑے رہنا یا ایک صبح اللہ کی راہ میں نکلنا اور جنت میں کسی کے کوڑے کے برابر جگہ ، یہ سب دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں کیوں کہ جنت باقی رہنے والی جگہ ہے جب کہ دنیا فانی ہے اور تھوڑی باقی رہنے والی چیز بہت زیادہ فنا ہوجانے والی چیز سے بہتر ہوتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ : الرباط: هو ملازمة المكان الذي بين المسلمين والكفار، لحراسة المسلمين منهم.
- سَوْط : أداة ضرب، تشبه السلك الغليظ بطول العصا.
- الرَّوحة : السير من زوال الشمس إلى الليل، ويراد بها المرة الواحدة.
- الغَدْوَة : السير في أول النهار إلى الزوال، ويراد بها المرة الواحدة.

فوائد الحديث:

١. فضل الرباط في سبيل الله، لما فيه من المخاطرة بالنفس، بصيانة الإسلام والمسلمين؛ لذا فإن ثواب يوم واحد، خير من الدنيا وما فيها.
٢. حقارة الدنيا بالنسبة للآخرة، لأن موضع السوط من الجنة، خير من الدنيا وما فيها.
٣. فضل الجهاد في سبيل الله، وعظم ثوابه، لأن ثواب الروحة الواحدة أو الغدوة، خير من الدنيا وما فيها.
٤. رتب هذا الثواب العظيم على الجهاد لما فيه من المخاطرة بالنفوس، طلباً لرضا الله -تعالى-، ولما يترتب عليه من إعلاء كلمة الله ونصر دينه، ونشر شريعته، لهداية البشر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام،

لعبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، مكتبة الصحابة، الشارقة، الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ تأسيس الأحكام، للنجمي، ط دار المنهاج، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (2967)

رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يأكلُ بثلاثِ أَصَابِعَ، فإذا فَرَغَ لَعِقَهَا

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا کھایا کرتے تھے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انھیں چاٹ لیا کرتے تھے۔

١٢٠٠. الحديث:

عن كعب بن مالك -رضي الله عنه- قال: رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يأكلُ بثلاثِ أَصَابِعَ، فإذا فَرَغَ لَعِقَهَا.

١٢٠٠. حديث:

کعب ابن مالک - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہیں, بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا کھایا کرتے تھے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انھیں چاٹ لیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأكل بثلاث أصابع، وهي الوسطى والمسبحة والإبهام، وهذا يدل على عدم الشَّرَه والنَّهَم في الأكل، وإذا فرغ من أكله لحس أصابعه، فالمستحب أن يكون الأكل بثلاث أصابع إلا إذا كان الطعام لا يمكن تناوله بثلاث أصابع فيأكل بما يتيسر.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ یہ تین انگلیاں درمیانی انگلی، تشہد کی انگلی اور انگوٹھا ہوتا تھا۔ اس طرح سے کھانا للچائے ہوئے انداز میں نہ کھانے کی دلیل ہے۔ جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہو جاتے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مستحب ہے کہ تین انگلیوں سے کھایا جائے سوائے اس کے کہ کھانا ایسا ہو جسے تین انگلیوں سے کھانا ممکن نہ ہو۔ اس صورت میں ویسے کھایا جائے جیسے سہولت ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > وليمة العرس

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: كعب بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لعقها : لحسها.

فوائد الحديث:

١. استحباب الأكل بثلاث أصابع وهي الوسطى والمسبحة والإبهام؛ لأن الأكل بأقل منها يدل على التكبر، وبأكثر منها يدل على الشَّرَه.
٢. الأكل بثلاثة أصابع يدل على عدم الحرص على الطعام، ومن فعل خلاف هذا يوشك أن يكثر الطعام في فمه؛ فيزدحم مع مجراه من المعدة فيتأذى.
٣. استحباب لعق الأصابع، ومثلها الملاعق قبل غسلها أو مسحها، وكراهة ترك شيء من آثار الطعام عليها.
٤. استحباب لعق الأصابع يكون بعد الفراغ من الطعام، أما أثناؤه فلا.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4298)

رأيتك تصلي لغير القبلة؟ فقال: لولا أني رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يفعله ما فعلته

میں نے آپ کو قبلہ کی بجائے دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا۔

١٤٠١. الحديث:

عن أنس بن سيرين قال: «اسْتَقبَلنَا أَنَسًا حِين قَدِم مِن الشَّام، فَلَقِينَاه بِعَينِ التَّمرِ، فَرَأَيتُهُ يُصَلِّي على حِمَار، وَوَجهُهُ مِن ذَا الجَانِب -يعني عن يَسَارِ القِبلَة- فقلت: رَأَيتُك تُصَلِّي لِغَيرِ القِبلَة؟ فقال: لَولاَ أَنِّي رَأَيتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَفْعَلُه ما فَعَلتُه».

١٤٠١. حدیث:

انس بن سیرین روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ شام سے جب واپس ہوئے، تو ہم ان سے عین التمر میں ملے۔ میں نے دیکھا کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا منہ قبلہ سے بائیں طرف تھا۔ اس پر میں نے کہا کہ میں نے آپ کو قبلہ کی بجائے دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا، تو میں بھی نہ کرتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قدم أنس بن مالك الشام، ولجلالة قدره وسعة علمه، استقبله الناس، وهكذا رواية مسلم (قدم الشام) ولكن معناها: تلقيناه في رجوعه حين قدم الشام، وإنما حذف ذكر الرجوع؛ للعلم به؛ لأنهم خرجوا من البصرة للقائه حين قدم من الشام. فذكر الراوي -وهو أحد المستقبلين- أنَّه رآه يصلي على حمار، وقد جعل القبلة عن يساره، فسأله عن ذلك، فأخبرهم أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- يفعل ذلك، وأنه لو لم يره يفعل هذا، لم يفعله.

اجمالی معنی:

انس بن مالک شام تشریف لائے۔ ان کی جلالت قدر اور علمی وسعت کی وجہ سے اہل شام نے ان کا استقبال کیا۔ راوی جو کہ استقبال کرنے والوں میں شامل تھے، کا بیان ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے، بایں طور کہ قبلہ ان کے بائیں جانب تھا۔ راوی نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ انھوں نے نبی ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کہ اگر انھوں نے آپ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو وہ بھی ایسا نہ کرتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع
راوي الحديث: متفق عليه
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.
معاني المفردات:

- أنس بن سيرين : أخو الإمام الكبير والتابعي الشهير محمد بن سيرين.
- بِعَيْنِ التَّمْرِ : بلدة على حدود العراق الغربية، يكثر فيها التمر.
- اسْتَقْبَلْنَا : خرجنا لمقابلته.
- رَأَيْتُكَ تُصَلِّي : أبصرتك، والمراد بهذه الصلاة: صلاة التطوع؛ والغرض من هذه الجملة: استيضاح مستند أنس بن مالك في فعله ذلك، والصلاة في الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.
- أَنِّي رَأَيْتُ : أبصرتُ.
- يَفْعَلُهُ : أي: الصلاة لغير القبلة.

فوائد الحديث:

١. استحباب تلقي المسافر.

٢. أنَّ قبلة المصلى على الراحلة، حيث توجهت به راحلته.

٣. جواز صلاة النافلة على الراحلة، في السفر، ولوكان المركوب عليه حمارا.

٤. حسن أدب ابن سيرين، ويظهر ذلك في تلطفه في سؤال أنس بن مالك -رضي الله عنه.-

٥. أفعال النبي -صلى الله عليه وسلم- حجة.

٦. العمل بالإشارة؛ في قوله: من ذا الجانب.

٧. طهارة الحمار لأن ملامسته مع التحرز عنه متعذِّرة.

٨. سؤال الطالب العالم عن مستند فعله، وجواب العالم بالدليل.

٩. حسن اقتداء الصحابة -رضي الله عنهم- بالنبي -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3039)

رحِم الله رَجُلا سَمْحَا إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اقْتَضَى

اللہ ایسے شخص پر رحم کرے، جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔

١٤٠٢. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «رحِم الله رَجُلا سَمْحَا إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اقْتَضَى».

١٤٠٢. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ایسے شخص پر رحم کرے، جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "رحِم الله رَجُلا" هذا دعاء بالرحمة لكل من اتصف بالسماحة في بيعه وشرائه واقتضائه الثمن، أي أخذ الديون، سواء كان رجلا أو امرأة، والتنصيص على الرجل خرج مخرج الغالب. "سَمْحَا إذا باع" أي سهلاً في بيعه، فلا يشدد على المشتري في سعرها، بل ويضع عنه من ثمنها، وفي رواية عند أحمد والنسائي من حديث عثمان بن عفان -رضي الله عنه-: (أدخل الله -عز وجل- الجنة رجلاً كان سهلاً مشترياً وبائعاً..). "وإذا اشترى" أي سهلا إذا اشترى، فلا يجادل ولا يماكس في سعرها، بل يكون سهلا مسامحا. "وإذا اقْتَضَى" أي يكون سمحا سهلا حال طلب دَيْنِه من غريمه، فيطلبه بالرفق واللطف لا بالعنف. وفي رواية عند ابن حبان، من حديث جابر -رضي الله عنه- زيادة: (سمحا إذا قضى) أي سمحا سهلا حال قضاء الديون التي عليه، فلا يماطل ولا يتهرب مما عليه من الحقوق، بل يقضيها بسهولة وطيب نفس. فهؤلاء الأصناف الأربعة دعا لهم النبي -صلى الله عليه وسلم- بالرحمة متى كانوا متسامحين في بيعهم وشرائهم وقضاء ما عليهم واقتضاء ما لهم من ديون على غيرهم.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: "رحم اللہ رَجُلا"۔ یہ ہر اس شخص کے لیے دعاے رحمت ہے، جو خرید و فروخت اور قیمت کا تقاضا یعنی قرض وصول کرنے میں کشادگی اور نرمی کا معاملہ کرے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ یہاں آدمی کا ذکر تغلیبا ہوا ہے۔ "سَمحًا إذا باع" یعنی بیچنے میں نرمی کرے، یعنی بیع کی قیمت کے سلسلے میں خریدار پر سختی نہ کرے، بلکہ اس کی قیمت کو کچھ کم کردے۔ مسند احمد اور سنن نسائی میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عز وجل اس آدمی کو جنت میں داخل کرے، جو نرمی کے ساتھ معاملہ کرتا ہے، چاہے وہ خریدار ہو یا بیچنے والا"۔ "وإذا اشترى" یعنی جب خریدے، تو نرمی کے ساتھ معاملہ کرے۔ یعنی اس کی قیمت کو کم کرانے کے لیے بحث اور سودا بازی نہ کرے بلکہ اس سلسلے میں نرمی و فیاضی کا رویہ اپنائے۔ "وإذا اقْتَضَى"۔ اسی طرح جب قرض دار سے قرض طلب کرے، تو اس میں بھی نرمی اور کشادگی برتے، نرمی کے ساتھ مانگے اور شدت سے کام نہ لے۔ صحیح ابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ: (سمحا إذا قضى) یعنی جب اپنے اوپر واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کرے، تو اس میں فیاضی اور نرمی سے کام لے۔ ٹال مٹول نہ کرے اور اپنے ذمے واجب الاداء حقوق کو ادا کرنے سے نہ بھاگے، بلکہ سہولت اور خوش دلی کے ساتھ ادا کرے۔ تو یہ چار اقسام کے لوگ ہیں، جن کے حق میں نبی ﷺ نے رحمت کی دعا کی، جب وہ اپنی بیع و شرا اور دوسروں کے واجب الاداء قرضوں کی ادائیگی میں نرمی اور فیاضی سے کام لیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سمحا : سهلا جوادا سخيا
- اقتضى : طلب قضاء حقه.

فوائد الحديث:

١. استحباب المسامحة في البيع والشراء؛ وذلك بأن يترك كل من البائع والمشتري ما يسبب ضجر الآخر وإزعاجه.

٢. الحث على الليونة في طلب قضاء الحقوق، واستحباب التنازل عن شيء منها.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى:، ١٣٩٧هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار، الناشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3716)

رضا الله في رضا الوالدين، وسَخَطُ الله في سَخَطِ الوالدين	اللہ کی خوشنودی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔
١٤٠٣. الحديث: عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «رضا الله في رضا الوالدين، وسَخَطُ الله في سَخَطِ الوالدين».	**١٤٠٣. حدیث:** عبداللہ بن عمرو - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی خوشنودی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی خفگی والدین کی ناراضگی میں ہے''۔
درجة الحديث: حسن لغيره	**حدیث کا درجہ:** حَسَن لغیرہ
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث جعل الله تعالى رضاه من رضا الوالدين، وسخطه من سخطهما، فمن أرضاهما فقد أرضى الله تعالى، ومن أسخطهما فقد أسخط الله تعالى.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی اور خفگی کو والدین کی رضا مندی اور ناراضگی کے تابع قرار دیا ہے۔ سو جس شخص نے اپنے والدین کو خوش کیا اس نے اپنے اللہ کو خوش کر لیا اور جس نے ان دونوں کو ناراض کیا اس نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- رضا الله : صفة من صفاته التي تليق به سبحانه، وهي تستلزم المحبة والاختيار.
- سخط الله : صفة من صفاته التي تليق به سبحانه، وهي تعني الغضب.

فوائد الحديث:

١. وجوب إرضاء الوالدين، وتحريم إسخاطهما.
٢. الجزاء من جنس العمل، فمن أرضى والديه، رضي الله عنه، والعكس بالعكس.
٣. إثبات الرضا صفة لله سبحانه، وكذلك السخط.

المصادر والمراجع:

تسهيل الالمام، للشيخ الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار الفلق، الرياض، الطبعة: السابعة، ١٤٢٤هـ. صحيح الترغيب والترهيب، الألباني، مكتبة المعارف، الرياض. سنن الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون.

الرقم الموحد: (5361)

سَاقِي القَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا	قوم کے ساقی کو سب سے اخیر میں پینا چاہیے۔
١٢٠٤. الحديث: عن أبي قتادة الأنصاري وابن أبي أوفى -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «سَاقِي القَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا».	**١٢٠٤. حدیث:** ابو قتادہ انصاری اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قوم کے ساقی کو سب سے اخیر میں پینا چاہیے"۔
درجة الحديث: حديث أبي قتادة: صحيح حديث ابن أبي أوفى: صحيح	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: الذي يسقي القوم ماء أو لبنا أو قهوة أو شايًا أو غير ذلك هو آخر من يشرب.	**اجمالی معنیٰ:** جو شخص لوگوں کو پانی، دودھ، کافی یا چائے وغیرہ پلا رہا ہو، وہ خود سب سے آخر میں پیے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: حديث أبي قتادة -رضي الله عنه-: رواه مسلم. حديث ابن أبي أوفى -رضي الله عنه-: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه- عَبْدُ اللهِ بنُ أبي أوفى -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ساقي القوم : الذي يسقي القوم ماء أو لبنا أو غير ذلك.

فوائد الحديث:

١. من الأدب لمَن يقدم شرابا، أو يوزع فاكهة لجماعة: أن يكون آخِرَ من يأكل أو يشرب.
٢. من ولي شيئا من أمر الأمة؛ فعليه السعي فيما ينفعهم، ودفع ما يؤذيهم، وتقديم مصلحتهم على مصلحته.
٣. يدل الحديث على أدب الإيثار؛ فإن النفس في مثل هذه المواطن تطلب وتشتهي، وتقديم غيرها عليها دلالة الإيثار.
٤. تعويد النفس على الصبر والتواضع للآخرين.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي.

الرقم الموحد: (4299)

سَبَقَ المُفَرِّدُونَ

مفردون سبقت لے گئے

١٤٠٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «سبق المُفَرِّدُونَ» قالوا: وما المُفَرِّدُونَ ؟ يا رسول الله قال: « الذاكرون الله كثيرا والذاكراتِ».

١٤٠٥. حديث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مفرّدون سبقت لے گئے۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مفرّدون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد و عورتیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الذاكرين الله كثيرا والذاكرات قد انفردوا عن غيرهم وسبقوهم بالأجور بسبب كثرة انشغالهم بِذْكر الله تعالى، فهم قد عملوا أكثر من غيرهم؛ فكانوا أسبق إلى الخير. قال تعالى: (والذاكرين الله كثيرا والذاكرات أعد الله لهم مغفرة وأجرا عظيما). فقوله "الذاكرين الله كثيرا " أي: في أكثر الأوقات، خصوصا أوقات الأوراد المقيدة، كالصباح والمساء، وأدبار الصلوات المكتوبات.

اجمالی معنی :

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کثرت سے ذکر کرنے والے مرد و عورتیں دوسروں سے منفرد لوگ ہیں اور یہ اللہ تعالی کے ذکر میں کثرت سے مشغول رہنے کے سبب ثواب میں دوسروں سے سبقت لے گئے ہیں۔ ان کے اعمال دوسروں سے زیادہ ہیں۔ تو یہ خیر کی طرف زیادہ بڑھنے والے ہوئے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا" (ترجمہ : بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے)۔ "الذاكرين الله كثيراً" یعنی اکثر اوقات میں ذکر کرنے والے، خاص طور پر ان اوقات میں جو ذکر کے ساتھ مقید ہیں جیسے صبح، شام اور فرض نمازوں کے بعد کے اوقات۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المفردون : المفردون -بتشديد الراء المكسورة- جمع مُفرِّد، ومعناه المنفرد عن غيره والمتميز، وهم الذاكرون الله كثيرا والذاكرات.

فوائد الحديث:

١. استحباب الذكر والانشغال به عن اتباع الشهوات، فإن السبق في الآخرة إنما يكون بكثرة الطاعات، والإخلاص في العبادات.

٢. من لزم الذكر سبق أقرانه ولم يلحقه أحد، إلا رجل جاء بمثله أو بأفضل منه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ. تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، تأليف: عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3719)

سَقَيْتُ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وهو قَائِمٌ.

میں نے نبی ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا۔ تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔

١٤٠٦. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: سَقَيْتُ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وهو قَائِمٌ. عن النَّزَّالِ بنِ سَبْرَةَ -رضي الله عنه- قال: أَتَى عَلِيٌّ -رضي الله عنه- بَابَ الرَّحَبَةِ، فَشَرِبَ قَائِمًا، وقال: إِنِّي رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ. عن عمرو بن شُعَيْبٍ، عن أبيه، عن جَدِّهِ -رضي الله عنه- قال: رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يَشْرَبُ قَائِمًا وقَاعِدًا.

١٤٠٦. حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا۔ تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔ نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ باب الرحبہ پر آئے اور آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا جیسے تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے اور بیٹھ کر دونوں ہی حالتوں میں پانی پیتے دیکھا۔

درجة الحديث: حديث ابن عباس: صحيح
حديث النزال: صحيح حديث
عبد الله بن عمرو: حسن

حدیث کا درجہ :

المعنى الإجمالي:

أخبر ابن عباس -رضي الله عنهما- أنه سقى النبي -صلى الله عليه وسلم- من ماء زمزم فشرب وهو قائم، وقد شرب علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قائمًا وقال: إن النبي -صلى الله عليه وسلم- فعل كما رأيتموني فعلت، وكذلك أخبر عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم - يشرب قائمًا وقاعدًا.

اجمالی معنی :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو آب زمزم پلایا۔ تو آپ ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا جیسا تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی طرح عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں حالتوں میں پانی پیتے ہوئے دیکھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: حديث ابن عباس -رضي الله عنهما-: متفق عليه. حديث النزال -رضي الله عنه-: رواه البخاري. حديث عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما-: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
النزال بن سبرة -رضي الله عنه-
عبد الله بن عَمْرٍو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من زمزم : من بئر زمزم.
- الرحبة : رحبة الكوفة (اسم مكان)، والرحبة في اللغة الساحة.

فوائد الحديث:

١. جواز الشرب قائما مع الكراهة، لورود أحاديث أخرى في النهي عن ذلك.
٢. ينبغي على العالم إذا رأى الناس اجتنبوا أمرا أو شيئا هو يعلم جوازه أن يوضح لهم وجه الصواب فيه؛ خشية أن يطول الأمر فيُظن تحريمه.

٣. استحباب بيان الحكم قولا وعملا.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4300)

سُبْحَان الله عدد ما خلق في السماء، وسبحان الله عدد ما خَلَق في الأرض، وسبحان الله عدد ما بين ذلك، وسبحان الله عدد ما هو خالق، والله أكبر مثل ذلك، والحمد لله مثل ذلك؛ ولا إله إلا الله مثل ذلك، ولا حول ولا قوة إلا بالله مثل ذلك

پاکیزگی بیان کرتا ہوں اللہ کی اتنی جتنی اُس نے آسمان میں چیزیں پیدا کی ہیں اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اللہ کی اتنی جتنی اس نے زمین میں چیزیں پیدا کی ہیں، اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی اتنی جتنی کہ ان دونوں کے درمیان چیزیں ہیں، اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی اتنی اشیاء کے بقدر جتنی کہ وہ (آئندہ) پیدا کرنے والا ہے اور اسی قدر میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہوں اور اتنی ہی مقدار میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں، اور اتنی ہی تعداد میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اور اتنی ہی تعداد میں لا حول ولا قوۃ اِلاّ باللہ کہتا ہوں۔

١٢٠٧. الحديث:

عن سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه- أنه دخل مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على امرأة وبين يَدَيْها نَوَىً -أو حَصَىً- تُسبح به فقال: «أُخْبِرُكِ بما هو أيْسَرُ عليكِ من هذا - أو أفضل» فقال: «سُبْحَان الله عدد ما خلق في السماء، وسبحان الله عدد ما خَلَق في الأرض، وسبحان الله عدد ما بين ذلك، وسبحان الله عدد ما هو خالق، والله أكبر مثل ذلك، والحمد لله مثل ذلك؛ ولا إله إلا الله مثل ذلك، ولا حول ولا قوة إلا بالله مثل ذلك».

١٢٠٧. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گئے، اس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں تھیں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ تسبیح گنا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا "کیا میں تمہیں اس سے آسان طریقہ نہ بتادوں"؟ یا آپ ﷺ نے فرمایا "کیا اس سے افضل و بہتر طریقہ نہ بتادوں"؟ اور وہ یہ ہے: "سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰہُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ مِثْلَ ذٰلِكَ"۔ ترجمہ: پاکیزگی بیان کرتا ہوں اللہ کی اتنی جتنی اس نے آسمان میں چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اللہ کی اتنی جتنی اس نے زمین میں چیزیں پیدا کی ہیں اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی اتنی جتنی کہ ان دونوں کے درمیان چیزیں ہیں، نیز پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی اتنی اشیاء کے بقدر جتنی کہ وہ (آئندہ) پیدا کرنے والا ہے اور اسی قدر میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہوں اور اتنی ہی مقدار میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں، اور اتنی ہی تعداد میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اور اتنی ہی تعداد میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہوں۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يذكر سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه- أنه كان مع النبي -صلى الله عليه وسلم- وأنه دخل على امرأة تذكر الله تعالى وتحصي ذلك بالنوى، وهي عائشة ابنة سعد، والنوى: ما يكون داخل التمر أو بالحصى، وهذا شك من الراوي، هل كانت تُحصي ذِكْر الله تعالى بالنوى أو بالحصى. فقال لها -صلى الله عليه وسلم-: أُخْبِرُكِ بما هو أَيْسَرُ عليك من حيث المشقة وعدم

اجمالی معنی:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے جو اللہ تعالی کا ذکر کر رہی تھی اور اسے گھٹلیوں کے ذریعے شمار کر رہی تھی۔ یہ عورت عائشہ بنت سعد تھیں۔ "نوی" اس شے کو کہتے ہیں جو کھجور کے اندر ہوتی ہے۔ یا پھر وہ کنکریوں کے ذریعے شمار کر رہی تھی۔ راوی کو اس بات میں شک ہے کہ کیا وہ اللہ تعالی کے ذکر کو گٹھلیوں کے ذریعے گن رہی تھیں یا کنکریوں کے ذریعے۔ نبی ﷺ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں جو

التعب، ومع ذلك فهو أفضل لك وأرفع في درجاتك، فقال لها: "سُبْحَان الله عدد خلقه..."؛ لأنها كلمات جامعة ومختصرة ومعناها واسع. لكن هذا الحديث قد ضعفه جمع من العلماء، وقد سبق نَظيره أو قريب منه، وهو: حديث أم المؤمنين جويرية بنت الحارث -رضي الله عنها-، وهو : أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال لها عندما رآها تسبح، وقد أطالت المقام، فأتى لها بما يجمع لها كل ما قالته في كلمات يسيرات: "سبحان الله وبحمده عدد خلقِه ورضاء نفسه وزِنة عرشه ومِدَاد كلماته" رواه مسلم.

تمہارے لیے کم مشقت اور کم تھکاوٹ والی ہوگی اور اس کے باوجود وہ زیادہ افضل اور تمہارے لیے زیادہ بلندئ درجات کا باعث ہوگی ۔ آپ ﷺ نے انہیں یہ پڑھنے کے لیے کہا : "سُبْحَان اللہ عدد خلقہ.الخ" کیونکہ یہ جامع اور مختصر کلمات ہیں اور ان کا معنی بہت وسیع ہے ۔ تاہم اس حدیث کو تمام علماء نے ضعیف قرار دیا ہے ۔ اسی طرح کی ایک اور حدیث یا اس سے ملتی جلتی ایک حدیث پہلے گزر چکی ہے جو کہ اُمُّ المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں جب تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ لمبی مدت تک کرتی رہیں تو آپ ﷺ نے انہیں ایسے مختصر کلمات بتائے جن میں وہ سب کچھ تھا جو وہ پڑھ رہی تھیں ۔ وہ کلمات یہ ہیں : "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ" ۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار المطلقة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأبو داود والنسائي.

التخريج: سعد بن أبي وقَّاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. أن الإتيان بهذه الألفاظ على نحو ما ورد في الحديث أفضل من استعمال الحَصَى أو السبحة؛ لأن قوله عدد ما خلق وما ذُكر بعد يكتب له به ثواب بعدد المذكورات وما عده بالحَصَى والنوى قليل بالنسبة لذلك الكثير الذي لا يعلم عدده إلا الله. وسبق أن الحديث ضعيف، مع ذكر ما يقوم مقامه.

٢. فيه دليل على أن التسبيح بغير الأصابع جائز، لكنه دلها على ما هو أفضل منه

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى للنسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٢١ هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3712)

سِبابُ المسلم فسوق، وقتاله كفر

مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

١٢٠٨. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «سِبابُ المسلم فسوق، وقتاله كفر».

١٢٠٨. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث دليل على عظم حق المسلم حيث حكم على سب المسلم أخاه بالفسوق وهو الخروج عن طاعة الله، وأن من قاتل أخاه المسلم فإنه يكفر كفرا يخرجه عن الملة إذا كان يعتقد حل قتال المسلم، وأما إذا قاتله لشيء في نفسه أو لدنيا دون أن يعتقد حل دمه فإنه يكون كافرا كفرا أصغر لا يخرجه عن الملة، ويكون إطلاق الكفر عليه مبالغة في التحذير.

اجمالی معنی:

یہ حدیث مسلمان کے حق کی عظمت کی دلیل ہے بایں طور کہ اس میں مسلمان کے اپنے بھائی کو گالی دینے کو فسق قرار دیا گیا ہے۔ فسق کا معنی ہے: اللہ کی اطاعت گزاری کو چھوڑ دینا اور یہ کہ جو اپنے مسلمان بھائی سے لڑائی کرتا ہے وہ ایسے کفر کا مرتکب ہوتا ہے جو اسے دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے جب کہ وہ مسلمان سے لڑنے کو حلال سمجھے۔ اور جب وہ اپنی کسی ذاتی وجہ سے یا پھر کسی دنیوی غرض سے لڑائی کرے اور اس کے خون بہانے کو حلال خیال نہ کرتا ہو تو پھر وہ کفرِ اصغر کا مرتکب ہوگا جو ملتِ اسلام سے اخراج کا باعث نہیں ہوتا۔ اور اس صورت میں اس پر کفر کے لفظ کا اطلاق ممانعت میں مبالغہ و شدت پیدا کرنے کے لیے ہوگا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- سِباب : السب هو الشتم وهو التكلم في عرض الإنسان بما يعيبه.
- فسوق : فجور وخروج عن الحق.
- قتاله : مقاتلته.
- كفر : لم يُرد حقيقة الكفر الذي هو خروج عن الملة، بل إنما أُطلق عليه الكفر زجرا؛ للتحذير.

فوائد الحديث:

١. مفهوم الحديث جواز سب الكافر، وهذا إذا كان كافرا محاربا، أما من بيننا وبينه عهد فقد جاءت النصوص بتحريم أذيته، ومن أذيته سبه.
٢. وجوب احترام عرض المسلم.
٣. لم يُرد حقيقة الكفر الذي هو خروج عن الملة، بل إنما أُطلق عليه الكفر زجرا؛ للتحذير، فالإجماع منعقد من أهل السنة على أن المؤمن لا يكفر بالقتال، ولا بفعل معصية أخرى.
٤. سب المسلم من المعاصي التي نهى الله عنها وحرمها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي.

ط١ ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (5333)

سألت النبي -صلى الله عليه وسلم-: أي العمل أحب إلى الله؟ قال: الصلاة على وقتها. قلت: ثم أي؟ قال: بر الوالدين

میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا"۔ میں نے پوچھا: "اس کے بعد کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا"۔

١٤٠٩. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: (سَأَلْتُ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم-: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إلى الله؟ قال: الصَّلاَةُ عَلَى وَقتِهَا. قلت: ثم أَيُّ؟ قال: بِرُّ الوَالِدَينِ. قلت: ثم أَيُّ؟ قال: الجِهَادُ في سَبِيلِ الله. قال: حَدَّثَنِي بِهِنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ولو اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي).

١٤٠٩. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: "میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا"۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا"۔ "میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا"۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ وہ اعمال ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتائے۔ اگر میں آپ ﷺ سے اور زیادہ پوچھتا، تو آپ ﷺ مجھے اور زیادہ بتاتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل ابن مسعود -رضي الله عنه- النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الطاعات لله، أيها أحب إلى الله -تعالى-؟ فكلما كان العمل أحب إلى الله، كان ثوابه أكثر. فقال -صلى الله عليه وسلم- مبينًا: إن أحبها إلى الله -تعالى-، الصلاة المفروضة في وقتها، الذي حدده الشارع لأن فيه المبادرة إلى نداء الله تعالى وامتثال أمره، والاعتناء بهذا الفرض العظيم. ومن رغبته -رضي الله عنه- في الخير، لم يقف عند هذا، بل سأله عن الدرجة الثانية، من محبوبات الله -تعالى- قال: بر الوالدين. فإن الأول محض حق الله، وهذا محض حق الوالدين، وحق الوالدين يأتي بعد حق الله، بل إنه -سبحانه- من تعظيمه له يقرن حقهما وبرهما مع توحيده في مواضع من القرآن الكريم، لما لهما من الحق الواجب، مقابل ما بذلاه من التسبب في إيجادك وتربيتك، وتغذيتك، وشفقتهما وعطفهما عليك. ثم إنه -رضي الله عنه- استزاد من لا يبخل، عن الدرجة التالية من سلسلة هذه الأعمال الفاضلة، فقال:

اجمالی معنی:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ کی خاطر کیے جانے والے نیک اعمال کے بارے میں دریافت کیا کہ اللہ تعالی کو ان میں سے کون سا نیک عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کیوں کہ عمل جتنا زیادہ اللہ تعالی کا محبوب ہو گا، اتنا ہی اس کا ثواب زیادہ ہو گا۔ آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل فرض نماز کو اس کے شارع کی طرف سے مقرر کردہ وقت میں ادا کرنا ہے؛ کیوں کہ یہ اللہ تعالی کے بلاوے کو قبول کرنے میں پیش قدمی، اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس عظیم فرض کے اہتمام کا مظہر ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نیکی میں رغبت رکھنے کی وجہ سے انھوں نے اس پر اکتفا نہ کیا، بلکہ آپ ﷺ سے اللہ کے پسندیدہ اعمال میں سے دوسرے درجے کے نیک عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی فرماں برداری کرنا۔ پہلا نیک عمل محض اللہ کا حق ہے، جب کہ دوسرا محض والدین کا حق ہے اور والدین کے حق کا درجہ اللہ کے حق کے بعد آتا ہے۔ بلکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو اسے اتنی اہمیت دی ہے کہ قرآن کریم کے کئی مقامات پر اللہ تعالی والدین کے حق اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو اپنی توحید کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے؛ کیوں کہ آپ کے وجود کا سبب ہونے، آپ کی تربیت اور پرورش اور آپ پر شفقت و مہربانی کرنے کی وجہ سے والدین کا یہ

الجهاد في سبيل الله، فإنه ذروة سنام الإسلام وعموده، الذي لا يقوم إلا به، وبه تعلو كلمة الله وينشر دينه. وبتركه -والعياذ بالله- هدم الإسلام، وانحطاط أهله، وذهاب عزهم، وسلب ملكهم، وزوال سلطانهم ودولتهم. وهو الفرض الأكيد على كل مسلم، فإن من لم يغْزُ، ولم يحدث نفسه بالغزو، مات على شعبة من النفاق.

حق واجب ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مزید سوال کیا، جو (خیر کی بات بتانے میں) بخل نہیں کرتے کہ اہم ترین نیک اعمال کے اس سلسلے میں اس کے بعد والا درجہ کس نیک عمل کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ یہ اسلام کی چوٹی اور اس کا ستون ہے۔ اسی سے اسلام کا وجود ہے اور اسی سے اللہ کا حکم سر بلند ہوتا ہے اور اس کا دین پھیلتا ہے۔ اس کو چھوڑ دینے میں اسلام کا انہدام ہے، مسلمان زوال وانحطاط کا شکار ہوتے ہیں، ان کی عزت جاتی رہتی ہے، ان کا اقتدار چھن جاتا ہے اور ان کی سلطنت و حکومت زوال پذیر ہوجاتی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ ہر مسلمان پر تاکید کے ساتھ فرض ہے۔ پس جس نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جذبہ جہاد پیدا ہوا، گویا وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الصَّلاةُ عَلَى وَقْتِهَا : يريد بها الصلاة المفروضة، لأنها هي المرادة عند الإطلاق.
- أيُّ : استفهامية.
- الْعَمَلِ : الأعمال البدنية الظاهرة.
- أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ : أشد حبا إليه.
- عَلَى وَقتِهَا : على وقتها المطلوب فعلها.
- ثم أي : أي: ثم أي العمل أفضل بعد الصلاة على وقتها.
- بِرُّ الوَالِدَينِ : الأم والأب، والبر: كثرة الإحسان بكل نوع من أنواع الإحسان.
- الجِهَادُ في سَبِيلِ الله : بذل الجهد في قتال أعداء الله؛ لتكون كلمة الله هي العليا.
- اسْتَزَدْتُهُ : طلبت الزيادة منه.
- الصلاة : في اللغة: الدعاء، وفي الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على العلم وطلب الفضائل.
٢. أحب الأعمال إلى الله -تعالى-، الصلاة في أوقاتها، ثم بر الوالدين، ثم الجهاد في سبيل الله، وذلك بعد وجود أصل الإيمان، فإن العبادات فروعه وهو-أصل الإيمان- أساسها.
٣. فضل الصلاة على وقتها، وهو مقصود الباب.
٤. يقصد بهذا السؤال الأعمال البدنية، بقرينة تخصيص الجواب بالصلاة وبر الوالدين والجهاد ولم يدخل في السؤال ولا جوابه شيء من أعمال القلوب التي أعلاها الإيمان.
٥. الأعمال ليست في درجة واحدة في الأفضلية، وإنما تتفاوت حسب تقريبها من الله تعالى، ونفعها، ومصلحتها، فسأل عما ينبغي تقديمه منها.
٦. الأعمال تفضل عن غيرها من أجل محبة الله لها.
٧. إثبات صفة المحبة لله -تعالى-، إثباتا يليق بجلاله.
٨. فضل السؤال عن العلم، خصوصا الأشياء الهامة. فقد أفاد هذا السؤال نفعا عظيما.
٩. ترك بعض السؤال عن العلم لبعض الأسباب؛ كمخافة الإضجار والهيبة من المسؤول.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3365)

سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلًا يثني على رجل ويطريه في المدحة، فقال: أهلكتم -أو قطعتم- ظَهْر الرَّجل	نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی کی تعریف کرتے سنا، وہ اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ہلاک کر دیا یا فرمایا تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی ہے۔
١٢١٠. الحديث: عن أبي موسى الأشعري - رضي الله عنه- قال: سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلا يُثْنِي على رجل ويُطْرِيهِ في المِدْحَةِ، فقال: «أَهْلَكْتُمْ -أو قَطَعْتُمْ- ظَهْرَ الرجل».	**١٢١٠. حدیث:** ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی کی تعریف کرتے سنا، وہ اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے تواُسے ہلاک کر دیا یا فرمایا تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلًا يصف رجلًا بالخير، ويبالغ جدًّا في وصفه بما ليس فيه من الصفات الحميدة، فنهاه النبي -صلى الله عليه وسلم- ، وأخبر أن هذا قد يكون سببا في هلكته؛ لأن ذلك يوجب أن هذا الممدوح يترفع ويتعالى.	**اجمالی معنی:** نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو کسی کی تعریف کر رہا تھا اور اس کی تعریف میں بہت زیادہ مبالغہ کر رہا تھا جو اس کی صفات کا حصہ نہیں تھی، آپ ﷺ نے اسے منع کیا اور فرمایا یہ اس کی ہلاکت کا باعث ہے، اس لیے کہ اس تعریف کی وجہ سے اس میں تکبر اور بڑکپن پیدا ہوتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يثني على رجل : أي: يصفه بالخير.
- يطريه : الإطراء: المبالغة في المدح.
- المدحة : اسم هيئة، والمدح: الثناء على الشخص بما له من الصفات.
- قطعتم ظهر الرجل : كناية عن إيقاعه في الهلكة، لما يحمله ذلك على العجب المهلك لصحابه.

فوائد الحديث:

١. المدح في الوجه مظنة الاغترار بالنفس والوقوع في العجب، وهذه الصفات مهلكة لدين العبد.
٢. الحث على القصد وعدم مدح الشخص الشخص في وجهه إلا بالاعتدال، وعدم التملق وتحري الحق.
٣. تفقد أحوال الناس، وتصحيح الأخطاء، وبيان الصواب في المدح.
٤. اتباع هدي النبي -صلى الله عليه وسلم- في مدح الشخص.
٥. استشعار أمانة الكلمة وترك مدح غير المستحقين له.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ، ١٩٩٧م. رياض الصالحين من كلام

سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5734)

شر الطعام طعام الوليمة، يدعى لها الأغنياء ويترك الفقراء، ومن ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله -صلى الله عليه وسلم-

ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مال داروں کو اس کی دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نہ کھلایا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

١٢١١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنه كان يقول: «شر الطعامِ طعامُ الوليمة، يُدعى لها الأغنياء ويُترك الفقراء، ومن تَرك الدعوة فقد عصى الله ورسوله -صلى الله عليه وسلم-».

١٢١١. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ”ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مال داروں کو اس کی دعوت دی جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الأثر عن أبي هريرة -رضي الله عنه، والذي له حكم الرفع كما أنه قد روي من قوله -عليه الصلاة والسلام- أن شر الطعام هو طعام الوليمة الذي يصنع للزفاف لكنه مخصوص بدعوة الأغنياء فقط دون الفقراء، وذلك احتقارًا لهؤلاء الفقراء، وكون القصد من دعوة هؤلاء الأغنياء هو الرياء والسمعة وطلب الشهرة، فلهذا صارت بهذا القصد من شر الطعام، لكن لو شملت الدعوة الفريقين زالت الشرية عنها، وإلا فأصل الوليمة مشروع إظهارا لشكر الله على نعمة النكاح، ثم أفاد الحديث أن من ترك إجابة دعوة الوليمة من غير عذر كان عاصيًا لله ورسوله، لأنَّ الأمر بها متحتم لما في إجابتها من المصالح.

اجمالی معنی:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس اثر جو کہ مرفوع کے حکم میں ہے جیسے یہ قول خود نبی ﷺ ہی سے یہ قول مروی ہو سے یہ فوائد مستفاد ہوتے ہیں کہ یقیناً بدترین کھانا، اس ولیمہ کا کھانا ہے جو دلہن کی زفاف کے موقعہ پر تیار کیا جاتا ہے لیکن یہ (وعید) اسی صورت میں ہے جب اس میں محض صاحبِ حیثیت افراد ہی کو مدعو کیا جائے اور محتاجوں وفقیروں کو پوچھا بھی نہ جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں ان محتاجوں وفقیروں کو حقیر وکمتر سمجھا جاتا ہے اور ان مال داروں کو دعوت دینے کا مقصود محض دکھاوا، نام ونمود اور شہرت طلبی ہوتا ہے لہذا اس مقصد کے تحت کھلایا جانے والا کھانا بدترین ہوگا لیکن اگر اس دعوت میں دونوں فریق بھی شریک ہوجائیں تو اس ولیمہ سے بدترین ہونے کی صفت ختم ہوجائے گی، ورنہ ولیمہ کی اصل یہ ہے کہ وہ مشروع وجائز عمل ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نکاح کی اس نعمت پر شکر کا اظہار ہو۔ نیز اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جس نے بلاکسی عذر، ولیمہ کی دعوت کو قبول نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہوگا، کیونکہ دعوت کو قبول کرنے میں پائے جانے والی مصلحتوں کی بناء پر یہ حکم حتمی نوعیت (وجوب) کا حامل ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: متفق عليه، ورواه مسلم مرفوعًا أيضًا إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- شر الطعام : ليس المراد بذلك ذم الطعام في ذاته وحاله, وإنما ذم الفعل الذي هو دعوة الأغنياء وترك الفقراء.
- الوليمة : الطعام الذي يصنع للعرس خاصة.

• ومن ترك الدعوة : أي من غير عذر، وهذا القيد مستفاد من عمومات الشريعة.

فوائد الحديث:

١. إذا كانت الوليمة يدعى إليها الأغنياء ويترك دعوة الفقراء كانت من شر الطعام.

٢. وجوب إجابة الدعوة إلى الوليمة؛ لأن النبي -عليه الصلاة والسلام- جعل تارك الإجابة بلا عذر عاصيًا لله ورسوله والوجوب مذهب جمهور العلماء.

٣. أن أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أمرٌ من الله -تعالى-، لأن الأمر بالإجابة لم يرد إلا في السنة.

٤. استحباب دعوة الفقراء والمحتاجين، كما أن فيه الحث على أن تؤكل الوليمة ولا تترك لتضيع ويرمى بها في المزابل لما فيه من الإسراف والتبذير.

٥. جواز قَرْنِ الرسول -صلى الله عليه وسلم- مع الله -تعالى- في الأحكام الشرعية دون الأحكام الكونية القدرية.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي - مكة المكرمة - الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. - سبل السلام شرح بلوغ المرام، لمحمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية - الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58113)

صِنْفَان من أهل النار لم أَرَهُما: قوم معهم سِيَاط كَأَذْنَابِ البَقر يضربون بها الناس، ونساء كاسِيَات عاريات مُمِيلَات مَائِلات، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ البُخْتِ المائِلة لا يَدْخُلْن الجَنَّة

دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا، ایک قسم توان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کومارتے پھریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جولباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، وہ مردوں کواپنی طرف مائل کریں گی اور خودمردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی۔

١٢١٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «صِنْفَان من أهل النار لم أَرَهُما: قوم معهم سِيَاط كَأَذْنَابِ البَقر يضربون بها الناس، ونساء كاسِيَات عاريات مُمِيلَات مَائِلات، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ البُخْتِ المائِلة لا يَدْخُلْن الجَنَّة، ولا يَجِدْن ريحها، وإن ريحها ليُوجَد من مَسِيرة كذا وكذا».

١٢١٢. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا، ایک قسم توان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو مارتے پھریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جولباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ وہ مردوں کواپنی طرف مائل کریں گی اور خودمردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبواتنی مسافت (یعنی دور) سے محسوس کی جاسکتی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "صِنْفَان من أهل النار لم أَرَهُما" أي لم يرهما في عصره لطهارة ذلك العصر، بل حدثا بعده وهذا من المُعجزات التي أَيَّدَ الله بها نبيه -صلى الله عليه وسلم-: الأول: "قوم معهم سِيَاط كَأَذْنَابِ البَقر يضربون بها الناس" قال العلماء وهؤلاء هم الشُرط الذين يضربون الناس بغير حق معهم سِيَاط كأذناب البقر يعني سَوط طويل يضربون به الناس بغير حق. الثاني: "نساء كاسيات عاريات مُمِيلات مائلات" والمعنى: قيل: كاسيات بثيابهن كسوة حِسِّية عاريات من التقوى؛ لأن الله -تعالى- قال : (ولباس التقوى ذلك خير ذلك) وعلى هذا فيشمل هذا الحديث كل امرأة فاسقة فاجرة وإن كان عليها ثياب فضفاضة؛ لأن المراد بالكسوة الكسوة الظاهرة كسوة الثياب عاريات من التقوى؛ لأن العاري من التقوى لا شك

اجمالی معنی:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "صِنفَان مِن اَہلِ النار لم اَرَہما" یعنی میں نے ان کو اپنے زمانے میں نہیں دیکھا، اس زمانے کی پاکیزگی کی وجہ سے، بعد میں یہ رونما ہوئے۔ یہ اللہ کے نبی ﷺ کے معجزات میں سے ہے، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تائید فرمائی۔ "قوم معهم سِياط كَأَذْنَابِ البَقر يضربون بها الناس" علماء کہتے ہیں کہ یہ وہ پولیس والے ہیں جو لوگوں کو ناحق گائے کی دُموں کے مانند اپنے کوڑوں سے مارتے پھریں گے یعنی لمبے کوڑوں سے لوگوں کو ناحق مارتے ہیں۔ دوسری قسم "نساء كاسيات عاريات مُميلات مائلات." ہے۔ اس کا مطلب بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ عورتیں باریک کپڑے پہنیں گی جو کہ تقوے سے خالی ہوں گی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ" (ترجمہ: اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے)۔ اسی لیے یہ حدیث ہر فاسق وفاجر عورت کو شامل ہے، اگرچہ اس نے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہن رکھے ہوں، اس لیے کہ 'پہنے ہونے' سے مُراد ظاہری جسم پر کپڑوں کا پہننا ہے جب کہ وہ تقوے سے خالی ہوں گی۔ اس لیے کہ تقوی سے خالی ہونا یقیناً ننگا ہونا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ

أنه عار كما قال -تعالى- (ولباس التقوى ذلك خير)، وقيل: كاسيات عاريات أي عليهن كسوة حِسِّية لكن لا تستر، إما لضِيقها وإما لخِفَّتِها تكون رقيقة ما تستر ، وإما لقصرها. كل هذا يقال للمرأة التي تلبس ذلك إنها كاسية عارية. "مُمِيَلات" يعني تميل المشطة كما فسرها بعضهم بأنها المشطة المائلة التي تجعل المشطة على جانب، فإن هذا من الميل؛ لأنها مميلات بمشطتهن ولا سيما أن هذا الميل الذي جاءنا إنما وردنا من النساء الكفار وهذا والعياذ بالله ابتلي به بعض النساء فصارت تفرق ما بين الشعر من جانب واحد فتكون هذه مميلة أي قد أمالت مشطتها، وقيل: مميلات أي فاتنات غيرهن لما يخرجن به من التبرج والطيب وما أشبه ذلك فهن مميلات لغيرهن ولعل اللفظ يشمل المعنيين؛ لأن القاعدة أن النَّصَّ إذا كان يحتمل معنيين ولا مرجح لأحدهما، فإنه يحمل عليهما جميعا وهنا لا مرجح ولا منافاة لاجتماع المعنيين فيكون شاملا لهذا وهذا. وأما قوله : "مَائِلات" فمعناه منحرفات عن الحق وعمَّا يجب عليهن من الحَيَاء والحِشْمة تجدها في السوق تمشي مشية الرجل بقوة وجلد حتى إن بعض الرجال لا يستطيع أن يمشي هذه المشية لكنها هي تمشي كأنها جندي من شدة مشيتها وضربها بالأرض وعدم مبالاتها كذلك أيضا تضحك إلى زميلتها وترفع صوتها على وجه يثير الفتنة وكذلك تقف على صاحب الدكان تماكسه في البيع والشراء وتضحك معه وما أشبه ذلك من المفاسد والبلاء وهؤلاء مائلات لا شك أنهن مائلات عن الحق نسأل الله العافية. "رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ البُخْتِ المائِلة" البخت : نوع من الإبل لها سنام طويل يميل يمينا أو شمالا هذه ترفع شعر رأسها حتى يكون مائلا يمينًا أو يسارًا كأسنمة البخت المائلة، وقال بعض العلماء، بل هذه المرأة تضع على رأسها عمامة كعمامة الرجل حتى يرتفع الخمار ويكون كأنه سنام إبل من البخت. وعلى كل حال فهذه تجمل رأسها بتجميل يفتن لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها نعوذ بالله يعني لا يدخلن الجنة ولا

ذٰلِكَ خَيْرٌ"۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ''کاسیات عاریات'' یعنی انہوں نے کپڑے تو پہنے ہوں گے لیکن ان سے ستر نہیں چھپے گا یا تو تنگ ہونے کی وجہ سے یا باریک ہونے کی وجہ سے یا چھوٹے ہونے کی وجہ سے۔ ان میں سے ہر طرح کے کپڑے پہننے والی عورت کپڑے پہن کر بھی ننگی ہے۔ "مُمِیلات" یعنی آڑی مانگ نکالنے والی (جو سر کے ایک جانب کو نکالی جاتی ہے) جیسا کہ بعض حضرات نے اس کی تفسیر کی ہے کہ ایک جانب مانگ نکالنے والی عورت ''مائلۃ'' کہلاتی ہے اور اس کا طرزِ عمل ''میل'' کہلاتا ہے، اس لیے کہ یہ عورتیں اپنی ایک جانب مانگ نکال کر اجنبی مردوں کو مائل کرنے والی ہوتی ہیں۔ یہ میلان خاص کر کفار کی عورتوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اس میں بعض مسلمان عورتیں بھی مبتلا ہیں، اللہ کی پناہ۔ سر کے بالوں کو ایک طرف بکھیر دیتی ہے۔ ایسی عورتیں ''ممیلۃ'' یعنی اپنی مانگ کو ایک طرف مائل کرنے والی کہلاتی ہیں۔ بعض علماء کا کہنا ہے ''ممیلات'' کا مطلب ہے دوسروں کو فتنے میں ڈالنے والی عورتیں، بایں طور کہ وہ ننگے سر اور خوشبو وغیرہ کے ساتھ نکلتی ہیں، اس طرح دوسروں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ شاید یہ لفظ دو معنوں کو شامل ہے۔ اس لیے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نص دو معنوں پر مشتمل ہو اور کسی ایک معنی کی وجہِ ترجیح نہ ہو، تو اسے دونوں معنوں پر محمول کیا جاتا ہے۔ یہاں پر بھی کسی ایک معنی کے لیے کوئی وجہِ ترجیح نہیں اور نہ ہی دونوں معنوں کے جمع ہونے میں کوئی ممانعت ہے، اس لیے یہ دونوں معنوں کو شامل ہوگا۔ "مَائِلات" یعنی حق سے اور اپنے اوپر لازم شرم و حیاء سے انحراف کرنے والی عورتیں، جیسے آج کل بازاروں میں مردوں کی چال چلنے والی عورتیں ہیں کہ وہ ایسی قوت اور پھرتیلی سے فوجیوں کی طرح زمین پر زور سے پاؤں رکھتی ہوئی اور بے پرواہی سے چلتی ہیں کہ کچھ مرد بھی اس طرح نہیں چل سکتے، مزید یہ کہ وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ اونچی آواز میں اس طرح ہنسی مذاق کرتی ہیں کہ فتنے کا سبب بن جاتی ہیں، اسی طرح دکان والے کے ساتھ کھڑی ہو کر ہنستے ہوئے لین دین کرتی ہیں اور دیگر بہت ساری خرابیوں اور بُرائیوں کا ارتکاب کرتیں ہیں۔ یہ عورتیں مائلات ہیں، یقیناً یہ حق سے دور ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔ "رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمائِلَة" (ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے)۔ البخت : ایک قسم کا اونٹ ہوتا ہے جس کی لمبی کوہان دائیں یا بائیں طرف جھکی ہوتی ہے، یہ عورت بھی اپنے سر کے بال اٹھا کر بختی اونٹ کی طرح دائیں یا بائیں جھکا دیتی ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ وہ عورت ہے جو اپنے سر پر مردوں کی طرح پگڑی رکھتی ہے تاکہ اس کا دوپٹہ اونچا رہے، یہ بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہے۔ بہرحال یہ عورت سر کی ایسی زیب و زینت کرتی ہے جو فتنے کا باعث بنتی ہے، یہ جنت میں نہیں جائے گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکے گی -اللہ کی پناہ-، یعنی یہ عورتیں جنت میں نہیں

يقربنها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا من مسيرة سبعين عامًا أو أكثر ومع ذلك لا تقرب هذه المرأة الجنة والعياذ بالله؛ لأنها خرجت عن الصراط فهي كاسية عارية مميلة مائلة على رأسها ما يدعو إلى الفتنة والزينة.

جائیں گی بلکہ اس کے قریب بھی نہیں ہوں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال یا اس سے زیادہ دور مسافت سے بھی سونگھی جا سکتی ہے۔ یہ عورت جنت کے قریب بھی نہیں جائے گی، -اللہ کی پناہ-، اس لیے کہ یہ راہِ راست سے بھٹک چکی ہوں گی یہ کپڑے پہننے کے باوجود بھی ننگی ہوں گی، مائل کرنے والی اور اپنے سر کو ایسا مائل ہونے والی ہوں گی جو فتنے اور زینت کا باعث ہے۔ مرقاة المفاتيح (٢٣٠٢/٦) شرح رياض الصالحين لابن عثيمين (٣٧٢/٦)

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أهل النار : أي ممن يعذبون في النار.
- لم أَرَهُما : أي لم يوجد في عهده _ صلى الله عليه وسلم
- سِيَاط : ما يُضرَب به.
- كأَذْنَاب البقر : أي: تُشْبِه أَذْنَاب البقر.
- رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ البُخْتِ : أي: يكبرنها ويعظمنها بلف عمامة أو عصابة أو نحوها، ويضاف له أيضاً حشو الشعر ووصله بغيره ليظهر كثيرا.
- البُخْت : نوع من الإبل طويلة الأعناق.
- كَاسِيَاتٌ : أيْ: من نعمة الله
- عَارِيَاتٌ : من شكرها، وقيل معناه: تستر بعض بدنها، وتكشف بعضه إظهارا لجمالها ونحوه. وقيل تلبس ثوبا رقيقا يصف لون بدنها
- مائِلَاتٌ : عن طاعة الله وما يلزمهن حفظه
- مُمِيلَاتٌ : يعلمن غيرهن فعلهن المذموم، وقيل: مائلات يمشين متبخترات، مميلات لأكتافهن، وقيل: مائلات يمتشطن المشطة الميلاء: وهي مشطة البغايا، و «مميلات» يمشطن غيرهن تلك المشطة.

فوائد الحديث:

١. إنذار ووعيد للأمة التي وقعت فيما أخبر عنه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من عُريٍّ وكشف في نسائها، ومَيَاعة وتخنث في رجالها.
٢. تحريم ضرب الناس وإيذائهم دون إثم فعلوه أو ذنب اقترفوه.
٣. تحريم إعانة الظلمة على ظلمهم.
٤. التحذير والتنفير من التهتك والخروج عن الحشمة وسلخ الحجاب الذي أمر الله به المرأة المسلمة وجعله عنوان شرفها ورمز كرامتها وسياج حفظها وصيانتها.
٥. حث المرأة المسلمة على الالتزام بأوامر الله والبعد عن كل ما يسخطه ويجعلها تستحق العذاب الأليم والجحيم المقيم يوم القيامة.
٦. تحريم اللباس الضيق والشَّفاف الذي يصف العورة أو يُجَسِّمها.
٧. الحديث من دلائل نبوته -عليه الصلاة والسلام-، حيث أخبر -عليه الصلاة والسلام- عن الأمور المغيبة التي لم تقع إلا في أزمنة متأخرة وبعيدة عن القرون الفاضلة.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل

، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8903)

طعام أول يوم حق، وطعام يوم الثاني سنة، وطعام يوم الثالث سمعة، ومن سمع سمع الله به

پہلے روز کا کھانا حق ہے، دوسرے روز کا کھانا سنت ہے اور تیسرے روز کا کھانا تو محض دکھاوا اور نمائش ہے اور جو ریاکاری کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس کی ریاکاری کی سزا دے گا۔

١٢١٣. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «طعام أول يوم حق، وطعام يوم الثاني سنة، وطعام يوم الثالث سُمْعَةٌ، ومن سَمَّعَ سَمَّعَ الله به».

١٢١٣. حديث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "پہلے روز کا کھانا حق ہے، دوسرے روز کا کھانا سنت ہے اور تیسرے روز کا کھانا تو محض دکھاوا اور نمائش ہے اور جو ریاکاری کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس کی ریاکاری کی سزا دے گا"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

الحديث -إن صح- فيه تقسيم لحكم الوليمة، فتكون حقًّا، أي واجبة متحتمة في أي يوم، فهي ضيافة واجبة، وتكون طريقة متبعة يسير عليها غالب الناس، وهذا في اليوم الثاني، وتكون للرياء والشهرة في اليوم الثالث، ومحل الكراهة أو التحريم في اليوم الأول والثاني والثالث، فيعاقب صاحبها يوم القيامة بأن يفضحه الله على رؤوس الخلاق لأن الجزاء من جنس العمل، إلا أنه قد ثبت في صحيح السنة ما يدل على جواز الإيلام فوق الثلاثة أيام إذا دعت إليه حاجة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں (بشرطیکہ حدیث صحیح ہو) ولیمہ کے حکم کی قسمیں بیان کی گئی ہیں کہ اس کی ایک قسم حق کی حیثیت رکھتی ہے یعنی کسی بھی دن کیا جانے والا یہ ولیمہ قطعی وجوب کا حامل ہوتا ہے، چنانچہ یہ لازمی نوعیت کی ضیافت و مہمان نوازی ہوتی ہے اور دوسری قسم کا ولیمہ وہ ہے جو ایسے مروجہ طریقہ پر ہوتا ہے جس کو اکثر و بیشتر لوگ اپناتے ہیں اور یہ دوسرے دن ہوتا ہے اور تیسری قسم کا ولیمہ وہ ہوتا ہے جو تیسرے دن، دکھاوا اور نام و نمود کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ پہلے، دوسرے اور تیسرے دن ہونے والے ولیمہ کی کراہیت یا حرمت کا پہلو یہی (دکھاوا اور نام و نمود) ہے اور روز قیامت ایسے شخص کو یوں سزا دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کو ساری مخلوق کے سامنے ذلیل و رسوا کرے گا کیونکہ عمل کی جزاء، اسی جیسے عمل کے مطابق دی جاتی ہے، البتہ صحیح سنت سے یہ بات بھی ثابت ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بقدرِ ضرورت، تین دن سے زائد ولیمہ کرنا جائز ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حق : واجب عند بعض العلماء والجمهور على أن (حق) بمعنى سنة مؤكدة.
- سُنَّةٌ : طريقة متبعة جرت به عادة الناس، وليس المراد سنة النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- سمعة : طلب إسماع الناس، فيكون فعلها حرامًا والإجابة إليها كذلك.
- سمع الله به : فضحه الله يوم القيامة على رؤوس الخلائق؛ لأنه عمل هذه الوليمة لغير وجه الله فكانت عقوبته فضحه على الملأ.

فوائد الحديث:

١. أن الدعوة إلى الوليمة تكون في اليوم الأول، فإن كانت فيما بعده من الأيام لم تجب الدعوة؛ ففي اليوم الثاني: مستحبة، وفي اليوم الثالث تكره: أو تحرم.

٢. أنَّ الوليمة في اليوم الأول واجبة، وفي اليوم الثاني سنَّةٌ مستحبَّة، أمَّا في اليوم الثالث فهي رياءٌ وسمعةٌ؛ فتكون محرَّمة، فتجب على المدعو الإجابة في الأوَّل، وتُستَحب في اليوم الثاني، وتحرُم في اليوم الثالث، وهذا مذهب جمهور العلماء.

٣. التحذير من أن يكون الإنسان مسمعاً بعمله، يقصد أن يمدحه الناس.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي - محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ضعيف سنن الترمذي -محمد ناصر الدين الألباني - أشرف على طباعته والتعليق عليه: زهير الشاويش - توزيع: المكتب الاسلامي – بيروت- الطبعة: الأولى، ١٤١١ هـ- ١٩٩١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58115)

طوبى لمن شغله عيبه عن عيوب الناس	اس شخص کے لیے خوشخبری (یا طوبیٰ) ہے جسے اپنا عیب لوگوں کے عیوب سے بیگانہ کردے
١٢١٤. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعاً: «طُوبى لمن شغله عيبُه عن عيوب الناس».	**١٢١٤. حديث:** انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''اس شخص کے لیے خوشخبری (یا طوبیٰ) ہے جسے اپنا عیب لوگوں کے عیوب سے بیگانہ کردے۔''
درجة الحديث: ضعيف جداً	**حدیث کا درجہ:** ضعیف جدًا (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)۔
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث توجيه رشيد وحث للإنسان على أن يشغل وقته بإصلاح نفسه، وذلك بالتحلي بمكارم الأخلاق، والتخلي عن رذائل الذنوب،فهذا هو المنهج السليم الذي يسلم فيه الإنسان من الاشتغال بعيوب الناس وتتبع عوراتهم، فمن فعل ذلك استحق جائزة (طوبى) التي هي شجرة في الجنة، أو منزلة عالية فيها، والحديث ضعيف، ولكن الوصف المذكور مندوب إليه لأدلة صحيحة أخرى.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں انسان کے لئے ایک بہت اچھی راہنمائی ہے اور اسے اس بات پر ابھارا گیا ہے کہ وہ اپنے وقت کو خود اپنی اصلاح میں صرف کرے، بایں طور کہ اچھے اخلاق سے مزین ہو اور گناہوں کی برائیوں سے چھٹکارا حاصل کرے۔ یہی وہ محفوظ طریقہ ہے جس میں انسان لوگوں کے عیوب و نقائص میں پڑنے اور ان کی خامیوں کی ٹوہ میں لگنے سے باز رہتا ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ "طوبی" کے انعام کا مستحق ہو جاتا ہے جو کہ جنت میں ایک درخت یا اس میں ایک بلند مرتبہ ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس میں جس بات کا بیان ہے وہ مستحب ہے کیونکہ اس کے بارے میں دیگر صحیح دلائل آئے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه البزار

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: مسند البزار

معاني المفردات:

- طوبى : اسم شجرة في الجنة، وقيل: عيش طيب له في الآخرة، وحياة طيبة.

فوائد الحديث:

١. في الحديث توجيه رشيد لمن يريد السير إلى الله -تعالى-، بأن ينشغل بالنظر في عيوب نفسه، ويحاول جاهدًا التخلص منها، فيسلم من تبعة تتبع عورات الناس.

المصادر والمراجع:

ضعيف الجامع الصغير وزيادته،للشيخ الألباني. دار النشر : المكتب الإسلامي: بيروت - الطبعة : الثالثة : ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. مسند البزار، للإمام البزار. الناشر : مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة. الطبعة : الأولى. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط ١ ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار الفلق – الرياض. الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ.

الرقم الموحد: (5362)

عَبْدِي بَادَرَنِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے پاس لانے میں جلدی کی چنانچہ میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔

١٢١٥. الحديث:

جُنْدُبُ بن عبد اللهِ البجلي -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: «كان فيمن كان قبلكم رجل به جُرْحٌ فَجَزِعَ؛ فأخذ سكِّينا فحَزَّ بها يده، فما رَقَأَ الدم حتى مات، قال الله -عز وجل-: عبدي بَادَرَنِي بنفسه، حرمت عليه الجنة».

١٢١٥. حدیث:

جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جسے ایک زخم لاحق تھا۔ وہ اسے برداشت نہ کر سکا چنانچہ اس نے ایک چھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا۔ خون نہ رکنے کی وجہ سے وہ مر گیا۔ اللہ عز و جل نے فرمایا: میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے پاس لانے میں جلدی کی چنانچہ میں نے اس پر جنت حرام کر دی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حدَّثَ النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابَه عن رجلٍ كان فيْمَن قَبلَنا من الأمم الماضية فيه جُرْحٌ مؤلمٌ جَزِع منه، فأَيِسَ من رحمة الله -تعالى- وشفائه، ولم يصبر على ألمه رجاءَ ثوابه؛ لضعفِ داعي الإيمان واليقين في قلبه، فأخذ سكيناً فقطع بها يده، فأصابه نزيف في دمه، فلم يرقأْ وينقطع حتى مات. قال الله -تعالى- ما معناه: هذا عبدي استبطأ رحمتي وشفائي، ولم يكن له جَلَدٌ على بلائي؛ فعَجَّل إليَّ نفسَه بجنايته المحرمة، وظنَّ أنه قصَّر أجله بقتله نفسه؛ لذا فقد حرمت عليه الجنة، ومن حرم الجنة؛ فالنار مثواه. ولا شك في علم الله -تعالى- السابق ومشيئته وقضائه لفعل هذا القاتل.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو ہم سے پہلے گزر جانے والی قوموں میں سے ایک آدمی کے بارے میں بتایا جو ایک بہت ہی المناک قسم کے زخم میں بتلا تھا جسے وہ برداشت نہ کر سکا۔ اپنے ایمان اور یقینِ قلب کی کمزوری کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت اور اس کی شفا سے مایوس ہو گیا اور یہ نہ کر سکا کہ اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس زخم کی تکلیف پر صبر کرتا۔ چنانچہ اس نے ایک چھری لے کر اس سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا۔ ج کی وجہ سے اس کا خون بہنا شروع ہو گیا جو رکا ہی نہیں یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس بندے نے میری رحمت اور شفا کو بعید جانا اور میری طرف سے آنے والی آزمائش پر صبر و استقلال کا مظاہرہ نہ کیا اور اس فعلِ حرام کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنی روح کو میری طرف بھیجنے میں جلدی کی اور یہ گمان کیا کہ خود کو مار کر کے اس نے اپنے مدتِ عمر کو کم کر دیا ہے چنانچہ میں نے (اس جرم کی پاداش میں) اس کے لیے جنت حرام کر دی۔ اس لیے دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی پیشگی علم اور اس کی مشیئت و قضا میں اس قاتل کا یہ فعل پہلے سے موجود تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جندب بن عبد الله بن سفيان البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فَجَزِعَ : فلم يصْبر على ألمِ الجرح.
- فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ : أي: قَطَعَها.
- فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ : أي: ما انْقَطَعَ دَمُهُ حتى مات.
- الجنة : الدار التي أعدها الله في الآخرة فيها لمن أطاعه، وجعل فيها من النعيم ما لا يخطر على بال.

فوائد الحديث:

١. وجوبُ الصَّبرِ عند المصائبِ عما يُسْخِط الله -تعالى- مِن قَولٍ، كالنياحَة، أو فعلٍ، كالَّلطْمِ وشق الجيوب، وكقتل النفس.

٢. ليس في قوله: "عبدي بادَرَني بِنفسه" منافاةٌ لِقضاء الله وقدره السابق؛ فالله مقدِّرٌ الأشياءَ قبل وجودها، وأطلقت عليه المبادرة بوجود صورتها.

٣. تحريم قتل الإنسان نفسه؛ لأنَّها ليست مِلْكه وإنَّما هي مِلك خالقها.

٤. التحديثُ عن الأمم الماضية.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (2981)

عَيْنَانِ لاَ تَمَسُّهُمَا النَّار: عَيْنٌ بَكَتْ من خَشْيَة اللّه، عَيْنٌ بَاتَت تَحْرُس في سَبِيل اللّه

دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی؛ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے تر ہوئی ہو اور ایک وہ آنکھ جس نے راہِ جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری ہو۔

١٢١٦. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «عَيْنَانِ لاَ تَمَسُّهُمَا النَّار: عَيْنٌ بَكَتْ من خَشْيَة الله، وعَيْنٌ بَاتَت تَحْرُس في سَبِيل الله».

١٢١٦. حدیث:

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ”دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی؛ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے تر ہوئی ہو اور ایک وہ آنکھ جس نے راہِ جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری ہو“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن النَّار لا تَمَسُّ عينًا بَكَتْ خوفا من الله تعالى، فعندما يتذكر الإنسان عظمة الله وقدرته على عباده ويتذكر حاله وتقصيره في حق الله تعالى؛ فيبكي رجاء رحمته وخوفا من عِقَابه وسَخَطه، فهذا موعود بالنجاة من النار. وعين أخرى لا تمسها النار، وهي: من بَاتت تَحرس في سبيل الله تعالى في الثغور ومواضع الاقتتال حفاظا على أرواح المسلمين. وقوله: "لا تمسهما النار" هذا من إطلاق لفظ الجزء وإرادة الكل، والمراد: أن من بَكَى من خَشية الله تعالى ومن بات يَحرس في سبيل الله، فإن الله تعالى يُحَرِّم جَسَدَهما على النَّار.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کی آگ اس آنکھ کو نہیں چُھوتی جو اللہ کے خوف سے روتی ہے، یعنی جب انسان اللہ کی عظمت اور بندوں پر اس کی قدرت کو یاد کرتا ہے اور اپنی حالت اور اللہ تعالیٰ کے حق میں اپنی کوتاہی دیکھتا ہے، تو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے اور اس کے عذاب اور ناراضگی سے ڈرتے ہوئے روتا ہے، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ آنکھ جہنم کی آگ سے نجات پائے گی۔ دوسری آنکھ جسے جہنم کی آگ نہیں چُھوئے گی وہ ہے جو اللہ کے راستے میں سرحدوں پر اور لڑائی کے موقعوں پر اہلِ اسلام کی حفاظت پر مامور ہو کر پہرہ دیتی ہے۔ "لا تمسهما النار" یہ جملہ جُز بول کر کُل مُراد لینے کی قبیل سے ہے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روتا ہے اور اللہ کے راستے میں پہرہ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے جسموں پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خشية الله : الخوف من جلاله وعظمته.

فوائد الحديث:

١. فضل البكاء من خشية الله والحراسة في سبيل الله لما فيهما من صدق الإيمان وكمال المراقبة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م مشكاة المصابيح، لمحمد بن عبد الله الخطيب العمري أبو عبد الله ولي الدين التبريزي، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني المكتب الإسلامي – بيروت- الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥.

الرقم الموحد: (3733)

عُرِضَتْ عَلَيَّ الجَنَّةُ والنَّارُ، فَلَمْ أَرَ كاليومِ في الخيرِ والشرِ، ولو تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا۔ میں نے آج جتنی خیر اور شر دیکھی ہے اتنی کبھی نہیں دیکھی۔ اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

١٢١٧. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: خَطَبَنَا رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- خُطْبَةً ما سمعتُ مثلها قَطُّ، فقال: «لو تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا». فَغَطَّى أَصْحَابُ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وُجُوهَهُم، ولهم خَنِينٌ. وفي رواية: بَلَغَ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- عن أَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ، فقال: «عُرِضَتْ عَلَيَّ الجَنَّةُ والنَّارُ، فَلَمْ أَرَ كاليومِ في الخيرِ والشرِ، ولو تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا». فما أَتَى على أصحابِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يومٌ أَشَدُّ مِنْهُ، غَطَّوا رُؤُوسَهُمْ ولهم خَنِينٌ.

١٢١٧. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے ایسا خطبہ دیا کہ کبھی ایسا خطبہ نہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روو زیادہ۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور وہ سسکیاں بھر بھر کے رو رہے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تک اپنے صحابہ سے متعلق کوئی بات پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا۔ میں نے آج جتنی خیر اور شر دیکھی ہے اتنی کبھی نہیں دیکھی۔ اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں گزرا۔ انہوں نے اپنے سر ڈھانپ رکھے تھے اور سسکیاں بھر بھر کر رو رہے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

وعظ النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه موعظة لم يسمعوا مثلها قط، وكان من جملتها أن قال: عرضت علي الجنة والنار، فلم أر خيرا أكثر مما رأيته اليوم في الجنة، ولا شرا أكثر مما رأيته اليوم في النار، ولو تعلمون ما أعلم من أهوال الآخرة وما أُعِد في الجنة من نعيم وفي النار من العذاب الأليم لضحكتم قليلا وبكيتم كثيرا، فما جاء على أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يوم أشد منه؛ فبكوا بكاء شديدا.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو ایک ایسا وعظ فرمایا کہ اس طرح کا وعظ پہلے کبھی نہیں فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں فرمایا: میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا۔ میں نے جنت میں آج جتنی خیر دیکھی اس سے زیادہ میں نے کبھی نہیں دیکھی اور نہ ہی میں نے اتنا شر کبھی دیکھا ہے جتنا میں نے آج دوزخ میں دیکھا ہے۔ اگر تم آخرت کی ہولناکیوں کو اور جنت کی نعمتوں اور دوزخ میں جو عذاب ہوگا اس کو ویسے جان لو جیسے میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں تھا۔ وہ زاروقطار رو رہے تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خطبة : موعظة.
- قط : ظرف لاستغراق ما مضى من الزمان.
- ما أعلم : أي: من أهوال الآخرة، وما أعد في الجنة من نعيم وفي النار من العذاب الأليم.

- خنين : نوع من البكاء، وأصله: خروج الصوت من الأنف.
- لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا : أي: لحصل من الإشفاق البليغ ما يقل ضحككم ويكثر بكاؤكم.
- أتى : جاء.
- غطوا : أي: ستروا.

فوائد الحديث:

١. استحباب البكاء خوفا من عقاب الله، وعدم إكثار الضحك؛ لأنه يدل على الغفلة وقسوة القلب.
٢. تأثر الصحابة -رضي الله عنهم- بالموعظة، وشدة خوفهم من عقاب الله -عز وجل.-
٣. استحباب تغطية الوجه عند البكاء.
٤. الجنة والنار مخلوقتان وموجودتان الآن.
٥. من اطلع على حقائق الآخرة لم يضحك إلا قليلا، وكان بكاؤه كثيرا للأهوال والأحوال التي لا يعلمها إلا الله.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، نشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4814)

عجب الله -عز وجل- من قوم يدخلون الجنة في السلاسل

اللہ عزّ وجل کو ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو بیڑیوں میں جکڑے جنت میں داخل ہوتے ہیں۔

١٢١٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: {كنتم خير أمة أُخْرِجَتْ للناس} قال: "خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُونَ بهم في السَّلاسِلِ في أعْنَاقِهِمْ حتى يَدْخُلُوا في الإسلام". وعنه أيضا -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «عَجِبَ الله -عز وجل- مِنْ قوم يَدْخُلُونَ الجنة في السَّلاسِلِ».

١٢١٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (سورہ آل عمران: ١١٠)۔ ترجمہ: ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے''۔ اور فرمایا: لوگوں کے لیے سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈالے انہیں لے کر آتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ عزّ وجلّ کو ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو بیڑیوں میں جکڑے جنت میں داخل ہوتے ہیں"۔

درجة الحديث: صحيحان، والحديث الأول موقوف على أبي هريرة، والثاني مرفوع

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

عَجِب الله -سبحانه- لقوم يُقادون إلى الجنة بالسلاسل، وهم قوم كانوا من الكفار يأسرهم المسلمون في الجهاد، ثم يُسلمون فيكون هذا الأسر سببًا في إسلامهم ودخولهم الجنة, ويعتبر الحديث الثاني كالتفسير والبيان للحديث الموقوف الأول, وقد وصف هؤلاء الآسرون في أثر أبي هريرة -رضي الله عنه- بأنهم خير الناس للناس, إذ كانوا سببًا في هداية هؤلاء المأسورين, وصدّر -رضي الله عنه- كلامه بالآية؛ لأن هذا مظهر من المظاهر الذي تتجلى فيه خيرية هذه الأمة.

اجمالی معنی:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان لوگوں پر متعجب ہوتا ہے جنہیں پابندِ سلاسل جنت کے طرف لے جایا جائے گا۔ یہ وہ کافر لوگ ہیں جنہیں مسلمان دوران جہاد قیدی بنا لیتے ہیں اور بعدازاں وہ مسلمان ہو جاتے ہیں اور اس طرح سے یہ قید ان کے قبولِ اسلام اور دخولِ جنت کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ دوسری حدیث پہلی والی موقوف حدیث کی تفسیر اور وضاحت سمجھی جاتی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ دوسرے لوگوں کے حق میں سب سے بہتر لوگ ہیں کیونکہ وہ ان قیدیوں کی ہدایت کا سبب بنتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کلام کے آغاز میں یہ آیت تلاوت کی کیونکہ یہ بات اس امت کے بہترین امت ہونے کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: رواهما البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أخرجت للناس : أظهرت للناس.
- عَجِب : هذه صفة من صفات الله -تعالى- التي يثبتها أهل السنة والجماعة على الوجه اللائق به -عز وجل-، وهي تدل على محبة الله -تعالى- لهذا الفعل الذي هو محل التعجب، وتعجبه -سبحانه- ليس كتعجب المخلوق.
- يأتون بهم في السلاسل : يأتون بهم أسرى مقيدين بالأغلال.
- الجنة : هي الدار التي أعدها الله لمن اطاعه، فيها من النعيم المقيم ما لا يخطر على بال.

فوائد الحديث:

١. خير الأمم وأنفع الناس للناس هي أمة الإسلام الذي جاء به محمد -صلى الله عليه وسلم.-

٢. الجهاد في سبيل الله غايته إخراج الناس من ظلمات الكفر والشرك إلى نور التوحيد والإسلام.

٣. أن من وجوه أفضلية أصحاب الرسول وخيريتهم للناس أنهم يأسرون الأسرى ويدعونهم للدخول في الإسلام؛ فيسلمون فيكونون من أهل الجنة, وذلك منتهى الفضل والنعمة.

٤. فضل دعوة الناس للإسلام والحرص على هدايتهم.

٥. بيان رحمة الله بعباده المؤمنين وفضله في إدخالهم الجنة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الطبعة الأولى، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. رياض الصالحين، للنووي، الطبعة الأولى، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، الطبعة الأولى، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (4932)

عجبا لأمر المؤمن إن أمره كله له خير، وليس ذلك لأحد إلا للمؤمن: إن أصابته سراء شكر فكان خيرا له، وإن أصابته ضراء صبر فكان خيرا له

مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے آسودہ حالی ملتی ہے اور اس پر وہ شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لیے باعث خیر ہو ہے اور اگر اسے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے باعث خیر ہے۔

١٢١٩. الحديث:

عن صُهيب بن سِنان الرومي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «عجَبًا لِأَمر المُؤمِن إِنَّ أمرَه كُلَّه له خير، وليس ذلك لِأَحَد إِلَّا لِلمُؤمِن: إِنْ أَصَابَته سَرَّاء شكر فكان خيرا له، وإِنْ أَصَابته ضَرَّاء صَبَر فَكَان خيرا له».

١٢١٩. حدیث:

صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے آسودہ حالی ملتی ہے اور اس پر وہ شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لیے باعث خیر ہو ہے اور اگر اسے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے باعث خیر ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أظهر الرسول -عليه الصلاة والسلام- العَجَب على وجه الاستحسان لشأن المؤمن؛ لأنه في أحواله وتقلباته الدنيوية لا يخرج عن الخير والنجاح والفلاح، و هذا الخير ليس لأحد إلا المؤمن. ثم أخبر -صلى الله عليه وسلم- أن المؤمن على كل حال قدَّره الله عليه على خير، إن أصابته الضراء صبر على أقدار الله، وانتظر الفرج من الله، واحتسب الأجر على الله؛ فكان ذلك خيرًا له. وإن أصابته سراء من نعمة دينية؛ كالعلم والعمل الصالح، ونعمة دنيوية؛ كالمال والبنين والأهل شكر الله، وذلك بالقيام بطاعة الله -عز وجل-، فيشكر الله فيكون خيرا له.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے پسندیدگی کے انداز میں مومن کے حال پر تعجب کا اظہار فرمایا؛ کیوں کہ وہ اپنے تمام احوال اور دنیاوی اتار چڑھاؤ میں خیر و فلاح اور کامیابی ہی میں رہتا ہے اور یہ خیر صرف اور صرف مومن ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ پھر نبی ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالی نے مومن کے ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی مقدر رکھا ہے۔ اگر اسے کوئی تنگی و مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کی تقدیر پر صبر کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے کشادگی کا منتظر اور اس سے اجر و ثواب کا امیدوار رہتا ہے، تو یہ بات اس کے لیے باعثِ خیر ہوتی ہے۔ اور اگر اسے کوئی خوش کن بات پیش آئے مثلا کوئی دینی نعمت کا حصول ہو، جیسے علم یا عمل صالح یا پھر کوئی دنیوی نعمت ملے، جیسے مال، اولاد نرینہ اور اہل و عیال، تو اس پر شکر گزار ہوتا ہے، بایں طور کہ اللہ عز و جل کی اطاعت پر کاربند رہتا ہے، چنانچہ اللہ اس کی قدر کرتا ہے، تو یہ بات اس کے لیے باعثِ خیر ہوتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: صُهيب بن سِنان الرومي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عجَبًا : والتعجب إنما يحصل للإنسان من عظم موقع الشيء وخفاء سببه عليه.
- أمرَه : شأنه.
- المُؤمِن : الكامل الإيمان، وهو العالم بالله الراضي بأحكامه، العامل على تصديق موعوده.

- سَرَّاء : ما يسر الإنسان.
- شكر : عرف قدر نعمة الله عليه.
- ضَرَّاء : ما يضر البدن، أو ما يتعلق به من أهل أو ولد أو مال.
- صبَر : احتسب عند الله ثوابه ورضي به.

فوائد الحديث:

١. فضل الشكر على السراء والصبر على الضراء، فمن فعل ذلك حصل له خير الدارين، ومن لم يشكر على النعمة، ولم يصبر على المصيبة، فاته الأجر، وحصل له الوزر.

٢. حياة المسلم بما فيها من مسرة ومضرة كلها خير وأجر عند الله.

٣. المؤمن الكامل يشكر الله -تعالى- في السراء، ويصبر على الضراء، فينال خير الدارين، أما ناقص الإيمان فإنه يتضجر ويتسخط من المصيبة، فيجتمع عليه المصيبة ووزر سخطه، ولا يعرف للنعمة قدرها، فلا يقوم بحقها ولا يشكرها، فتنقلب النعمة في حقه نقمة.

٤. الأجر في كل حال لا يكون لغير أهل الإيمان.

٥. في الحديث الحث على الإيمان، وأن المؤمن دائما في خير ونعمة.

٦. الحث على الشكر عند السراء؛ لأنه إذا شكر الإنسان ربه على نعمة فهذا من توفيق الله له، وهو من أسباب زيادة النعم.

٧. الحث على الصبر على الضراء، وأن ذلك من خصال المؤمنين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها :خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ه شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦ه صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (3298)

عودوا المريض وأطعموا الجائع وفكوا العاني

مریض کی عیادت کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو آزاد کراؤ۔

١٢٢٠. الحديث:

عن أبي موسى -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عُودُوا المريضَ، وأطْعِمُوا الجائِعَ، وفُكُّوا العَانِي».

١٢٢٠. حدیث:

ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مریض کی عیادت کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو آزاد کراؤ"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بزيارة المريض، وإطعام الجائع، وأن إذا اختطف الكفار رجلًا مسلمًا وجب على المسلمين أن يفكوا أسره.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے مریض کی عیادت کرنے، بھوکے کو کھانا کھلانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر کفار کسی مسلمان شخص کو قیدی بنا کرلے جائیں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے قید سے رہا کرائیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه البخاري وفي لفظه تقديم وتأخير، وهذا لفظ أبي عوانة.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عودوا : من العيادة وهي زيارة المريض.
- الجائع : من آدمي وغيره.
- فكوا : أطلقوا سراحه.
- العاني : الأسير وكل من وقع في ذل واستكانة وخضوع.

فوائد الحديث:

١. الإسلام دين التعاون، وهذه الأمور المذكورة من التعاون بين المسلمين.

٢. الحث على إطلاق الأسرى، وقضاء الديون عن الغارمين، وتخليص من وقع في ملمة؛ لأنه من فك العاني معنويًا.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6103)

فَاجْتَمِعُوا على طَعَامِكُمْ، واذْكُرُوا اسمَ اللهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ	اپنا کھانا اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو، اس میں تمہارے لیے برکت ڈال دی جائے گی۔
١٢٢١. الحديث: عن وَحْشِيِّ بنِ حَرْبٍ -رضي الله عنه-: أَنَّ أصحابَ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- قالوا: يا رسولَ اللهِ، إِنَّا نَأْكُلُ ولا نَشْبَعُ؟ قال: «فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ» قالوا: نعم، قال:«فَاجْتَمِعُوا على طَعَامِكُمْ،واذْكُرُوا اسمَ اللهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ».	**١٢٢١. حدیث:** وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کھانا اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو، اس میں تمہارے لیے برکت ڈال دی جائے گی''۔
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: قال الصحابة للنبي -صلى الله عليه وسلم-: إنهم يأكلون ولا يشبعون، فأخبرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن لذلك أسبابا منها: التفرق على الطعام؛ فإن ذلك من أسباب نزع البركة؛ لأن التفرق يستلزم أن كل واحد يجعل له إناء خاص فيتفرق الطعام وتنزع بركته، ومنها أيضا: عدم التسمية على الطعام؛ فإن الإنسان إذا لم يسم الله على الطعام أكل الشيطان معه ونزعت البركة من طعامه.	**اجمالی معنی:** صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ وہ کھاتے تو ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔ اس پر نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ اس کے کچھ اسباب یہ ہیں: الگ الگ ہو کر کھانا کھانا۔ کیونکہ یہ برکت اٹھ جانے کا ایک سبب ہے اس لیے کہ الگ الگ کھانے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر کسی کا خاص برتن ہو۔ اس سے کھانا بٹ جائے گا اور برکت اٹھ جائے گی۔ اس کی ایک اور وجہ کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھنا بھی ہے۔ انسان جب کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے اور اس کے کھانے سے برکت کھینچ لی جاتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: وحشي بن حرب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تفترقون : أي: تأكلون متفرقين.
- واذكروا اسم الله : أي: قولوا باسم الله عند أكله.
- يبارك : البركة: هي الزيادة والنماء.

فوائد الحديث:

١. الاجتماع للطعام والتسمية عند الأكل سبب لحصول البركة في الطعام، وحصول الشِبع من أكله.

٢. الفرقة كلها شر،والاجتماع كله خير.

٣. الاجتماع على الطعام يدل على وحدة الأمة فيما سوى ذلك.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية. - سنن ابن ماجه، ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. - مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. - صحيح الجامع

الصغير وزياداته، الألباني، دار المكتب الإسلامي، بيروت – لبنان. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين، تأليف مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة-بيروت –لبنان- الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي – الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م.

الرقم الموحد: (4212)

فارجع إلى والديك، فأحسن صحبتُهما

١٢٢٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- قال: أقبَلَ رجل إلى نبي الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: أُبَايِعُكَ على الهجرة والجهاد أَبْتَغِي الأجر من الله -تعالى- قال: «فَهَل لَكَ من وَالِدَيك أحد حيٌّ؟» قال: نعم، بل كلاهما، قال: «فتبتغي الأجر من الله تعالى؟» قال: نعم، قال: «فَارْجِع إلى وَالِدَيك، فَأَحْسِن صُحْبَتَهُمَا». وفي رواية لهما: جاء رجل فاستأذنه في الجهاد، فقال: «أَحَيٌّ والداك؟»، قال: نعم، قال: «فَفِيهِمَا فجاهد».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يخبره برغبته وحبه للجهاد والهجرة في سبيل الله -تعالى-، وكان هذا الرجل قد ترك خلفه والداه، وجاء في رواية أبي داود : " يبكيان "، خوفا عليه من الهلاك، فسأله النبي -صلى الله عليه وسلم-:" هل لك من والديك أحد حيٌّ؟" قال: نعم، بل كلاهما، قال: "فتبتغي الأجر من الله تعالى؟" قال: نعم، قال: "فارجع إلى والديك، فأحسن صُحْبتهما"، وفي رواية أبي داود: "ارجع عليهما فأضحكهما كما أبكيتهما". فرده النبي -صلى الله عليه وسلم- لما هو أولى وأوجب في حقه، وهو الرجوع إلى والديه وأن يحسن صحبتهما، فإن ذلك من مجاهدة النفس في القيام بخدمتهما وإرضائهما وطاعتهما، كما جاء في رواية البخاري ومسلم: " ففيهما فجاهد". وقد صرح في حديث آخر بأن بر الوالدين وطاعتهما والإحسان إليهما أفضل من الجهاد في سبيل الله كما جاء في رواية عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: جاء رجل إلى رسول الله -صلى

تم لوٹ جاؤ اپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کر ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

١٢٢٢. حدیث :

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کے لیے بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم واقعی اللہ سے (اپنی ہجرت اور جہاد کا) بدلہ چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں (میں اللہ سے اجر چاہتا ہوں)، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم لوٹ جاؤ، اپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کر ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آکر آپ ﷺ سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ نے پوچھا : کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا : جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ان دونوں کی خدمت کر کے جہاد کرو۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اللہ کی راہ میں جہاد اور ہجرت کرنے کی خواہش کا اظہار کرنے لگا۔ یہ شخص اپنے پیچھے اپنے والدین کو چھوڑ کر آیا تھا۔ ابوداود کی روایت میں ہے کہ "وہ رو رہے تھے" اس اندیشے کی وجہ سے کہ وہ مارا جائے گا۔ (یہ شخص گویا آپ ﷺ سے اپنے اس فعل کی تصدیق چاہتا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا : جی ہاں۔ بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے مزید پوچھا : کیا تم واقعی اللہ تعالی سے اجر چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا : جی ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا : اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ابوداود کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : ان کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں اسی طرح ہنساؤ جس طرح سے تم نے انہیں رلایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کام کی طرف لوٹا دیا جس کا کرنا اس کے لیے زیادہ لائق اور زیادہ ضروری تھا۔ یعنی والدین کے پاس جا کر ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ اس سے مراد ان کی خدمت، رضا جوئی اور فرماں برداری میں جدوجہد کرنا ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : ان دونوں کی خدمت میں جہاد کرو۔ اس حدیث میں یہ صراحت ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت اور ان کے ساتھ نیکی

الله عليه وسلم- فسأله عن أفضل الأعمال فقال: "الصلاة" قال: ثم مه: قال: "الجهاد" قال: فإن لي والدين، فقال: "برك بوالديك خير" أخرجه ابن حبان، فقد دل هذا الحديث على أن بر الوالدين أفضل من الجهاد، إلا إذا كان الجهاد فرض عين، فإنه يُقدم على طاعتهما؛ لتعينه.

کا معاملہ کرنا جہاد فی سبیل اللہ سے بہتر عمل ہے ۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کون سا ہے ؟ آپ ﷺ نے جواب دیا : نماز۔ اس نے پوچھا : اس کے بعد کون سا عمل ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : جہاد۔ وہ کہنے لگا کہ میرے تو والدین ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا : والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا زیادہ بہتر ہے ۔ اس حدیث کو ابن حبان نے ذکر کیا ہے اور اس میں دلیل ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے ۔ ماسوا اس وقت کے جب جہاد فرض عین ہو جائے کیونکہ فرض ہونے کی وجہ سے اسے والدین کی فرماں برداری پر مقدم رکھا جائے گا ۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العِشْرَة : الصُّحبة.
- أبتغي : أطلب.
- فاستأذنه : طلب إِذْنه فِيهِ.

فوائد الحديث:

١. وجوب الهجرة والجهاد.
٢. بر الوالدين من أوجب الواجبات.
٣. لا يجوز الجهاد إلا بإذن الأبوين؛ لأمره -صلى الله عليه وسلم- برجوعه إلى والديه وأخذ إذنهما، كما في رواية أبي داود: "ارجع فاستأذنهما، فإن أذنا لك فجاهد، وإلا فبرهما".
٤. تقديم بر الوالدين على فروض الكفاية والتطوع.
٥. المستشار مؤتمن؛ فينبغي أن يشير بالنصيحة المحضة.
٦. يجوز للمكلف أن يستفصل عن الأفضل من أعمال الطاعة؛ ليعمل به.
٧. فضل بر الوالدين، وتعظيم حقهما، وكثرة الثواب على برهما.
٨. إذا كان المسلم يستطيع المحافظة على دينه وتقواه مع بر أبويه فهذا حسن، ومن لم يستطع إلا بالفرار بدينه قدم دينه كما صنع السابقون الأولون من المهاجرين.

المصادر والمراجع:

منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، المؤلف: حمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية،عام النشر: ١٤١٠هـ - ١٩٩٠م. بهجة الناظرين، لسليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى،١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. دليل الفالحين، محمد بن علان، دار الكتاب العربي. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ -

٢٠٠٧م. صحيح البخاري، محمد بن اسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3260)

فاطمة بضعة مني، فمن أغضبها أغضبني	فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔
١٢٢٣. الحديث: عن المسور بن مخرمة -رضي الله عنهما- مرفوعًا: «فاطمة بَضْعة مني، فمَن أغضبها أغضبني».	**١٢٢٣. حدیث:** حضرت مسور بن مخرمہ - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن ابنته فاطمة جزءٌ منه، فمن أغضبها فكأنه أغضبه -صلى الله عليه وسلم-.	**اجمالی معنیٰ:** نبی کریم ﷺ یہ خبر دے رہے ہیں کہ ان کی بیٹی فاطمہ - رضی اللہ عنہا - ان کا حصہ ہے لہذا جس نے انھیں ناراض کیا گویا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: المسور بن مخرمة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- بَضْعة : البضعة القطعة من الشيء.

فوائد الحديث:

١. فضل السيدة فاطمة -رضي الله عنها-، ومكانتها عند النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لكونها جزءًا منه.

٢. كل من وقع منه في حق فاطمة شيء فتأذت به؛ فالنبي -صلى الله عليه وسلم- يتأذى به.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، محمود بن أحمد بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، الطبعة: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م.

الرقم الموحد: (11168)

فإني رسولُ الله إليك بأنَّ الله قد أَحَبَّكَ كما أَحْبَبْتَهُ فيه

میں تمھارے پاس اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ بھی تم سے ویسے ہی محبت کرتا ہے، جیسے تم اللہ کی خاطر اس سے محبت کرتے ہو۔

١٢٢٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «أن رجلا زَارَ أخًا له في قرية أخرى، فأَرْصَدَ الله -تعالى- على مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، فلما أتى عليه، قال: أين تريد؟ قال: أريد أخًا لي في هذه القرية، قال: هل لك عليه من نعمةٍ تَرُبُّهَا عليه؟ قال: لا، غيرَ أني أَحْبَبْتُهُ في الله -تعالى-، قال: فإني رسولُ الله إليك بأنَّ الله قد أَحَبَّكَ كما أَحْبَبْتَهُ فيه».

١٢٢٤. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص اپنے بھائی کی زیارت کے لیے دوسری بستی گیا، تو اللہ نے اس کے راستے پر ایک فرشتے کو بیٹھا دیا، جب وہ شخص اس جگہ پہنچا، تو فرشتے نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس بستی میں میرا ایک بھائی رہتا ہے، اُسی سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا کہ کیا تمھارے اوپر اُس کا کوئی احسان ہے، جسے تم چکانا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں، میں محض اللہ کے لیے اس سے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ میں تمھارے پاس اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ بھی تم سے ویسے ہی محبت کرتا ہے، جیسے تم اللہ کی خاطر اس سے محبت کرتے ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- عن رجل من الأمم السابقة زار أخا له في قرية أخرى؛ فهيأ الله له ملكا في طريقه يحفظه ويراقبه، فسأله الملك أين هو ذاهب؟ فأخبره أنه ذاهب لزيارة أخ له في الله في هذه القرية، فسأله الملك هل هو مملوكك، أو ولدك، أو غيرهما ممن تلزمهم نفقتك وشفقتك، أو لك عنده مصلحة؟ فأخبره أن لا، ولكني أحبه في الله، وأبتغي بزيارتي مرضاة الله، فأخبره الملك بأنه رسول من الله؛ ليخبره أن الله يحبه كما أحب أخاه في الله.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ سابقہ امتوں میں سے ایک آدمی کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ وہ ایک دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لیے گیا۔ اللہ تعالی نے اس کے راستے میں اس کی حفاظت اور نگرانی کے لیے ایک فرشتہ متعین کر دیا۔ اس فرشتے نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس نے اسے بتایا کہ وہ اللہ کی خاطر اس بستی میں رہنے والے اپنے ایک بھائی سے ملنے جا رہا ہے۔ فرشتے نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ تمھارا غلام ہے یا بیٹا ہے یا تمھارا کوئی اور تعلّق دار ہے، جس کا نفقہ اور جس کے ساتھ شفقت بھرا سلوک کرنا تم پر واجب ہو یا پھر تمھیں اس سے کوئی کام ہے؟ اس شخص نے فرشتے کو بتایا کہ ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے؛ بلکہ میں تو محض اللہ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں اور اس زیارت سے میرا مقصود صرف اور صرف اللہ کی خوش نودی ہے۔ اس پر فرشتے نے اسے بتایا کہ اسے اللہ کی طرف سے اس کے پاس بھیجا گیا ہے، یہ بتانے کے لیے کہ اللہ بھی اس سے ویسے ہی محبت کرتا ہے، جیسے وہ اپنے بھائی سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أعمال القلوب
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَأَرْصَدَ : أي: وكَّله الله بحفظه.
- مَدْرَجَتِهِ : الطريق.
- نِعْمَةٍ تَرُبُّها : تقوم بها، وتسعى في صلاحها.

فوائد الحديث:

١. استحباب زيارة الإخوان في الله.
٢. الأُخُوَّة في الله فوق روابط الدم والنسب والمصالح.
٣. من أحب في الله فقد أحبه الله.
٤. دليل على عظم فضل الحب في الله والتزاور فيه.
٥. إثبات محبة الله لعباده من أهل طاعته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، الدمام، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، المحقق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3136)

فوالله للدُّنْيَا أهونُ على الله من هذا عليكم

اللہ کی قسم! اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے، جتنا یہ تمھارے نزدیک حقیر ہے۔

١٢٢٥. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مر بالسوق والناس كَنَفَتَيْه، فمر بِجَدْيٍ أَسَكَّ ميت، فتناوله فأخذ بأذنه، ثم قال: «أيكم يحب أن يكون هذا له بدرهم؟» فقالوا: ما نحب أنه لنا بشيء وما نصنع به؟ ثم قال: «أتحبون أنه لكم؟» قالوا: والله لو كان حيا كان عيبا، إنه أسك فكيف وهو ميت! فقال: «فو الله للدنيا أهون على الله من هذا عليكم».

١٢٢٥. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بازار سے گزرے اور آپ ﷺ کے دائیں بائیں جانب لوگ تھے۔ آپ ﷺ کا گزر بکری کے ایک مردہ بچے پر سے ہوا، جس کے کان چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ اس کا کان پکڑ کر پوچھنے لگے: "تم میں سے کون اسے ایک درہم کے عوض میں خریدنا پسند کرے گا؟" لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کسی بھی شے کے بدلے میں اسے خریدنا نہیں چاہتے اور ہم اس کا کریں گے بھی کیا؟۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: "کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمھیں مل جائے؟" لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا، تب بھی عیب دار تھا۔ یہ تو مردہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے، جتنا یہ تمھارے نزدیک حقیر ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا جابر -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مرَّ في السوق بجدي أسك، والجدي من صغار الماعز، وهو أسك: أي مقطوع الأذنين، فأخذه النبي -عليه الصلاة والسلام- ورفعه وقال: "هل أحد منكم يريده بدرهم؟" قالوا يا رسول الله، ما نريده بشيء قال: "هل أحد منكم يود أن يكون له؟ قالوا: لا. قال: إن الدنيا أهون عند الله -تعالى- من هذا الجدي". أراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يبين لأصحابه ولأمته من بعده أن الدنيا أهون وأحقر عند الله -تعالى- من هذا الجدي الأسك الميت، التي ترغب عنه النفوس السليمة، فهذا حال الدنيا بالنسبة للآخرة، لا قيمة لها عند الله ولا تزن جناح بعوضة، كما في حديث سهل بن سعد -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: (لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة، ما سقى كافرا منها شربة ماء). رواه الترمذي برقم (٢٣٢٠) وصححه الشيخ الألباني في صحيح وضعيف سنن الترمذي برقم (٢٣٢٠). وأراد النبي -صلى الله عليه وسلم- أن

اجمالی معنی:

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

يحث أصحابه وأمته من بعده على أن يجعلوا الدنيا وسيلة إلى الوصول إلى مراد الله، لا أن تكون غايتهم ومقصدهم، فإن في ذلك هلاكهم.

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كَنَفَتَيْهِ : جانبيه.
- الجَدْي : الذكر من أولاد المعز، والأنثى عناق.
- الأسَك : صغير الأذن.
- درهم : قطعة نقدية من الفضة.
- أهْوَن على الله : أذل وأحقر.

فوائد الحديث:

١. لمس النجس إذا لم تكن رطوبة من أحد الجانبين لا ينجس.
٢. الدنيا أذل وأحقر عند الله تعالى من هذا الجدي الميت عند الناس.
٣. ضرب الأمثال للناس بما يعقلونه يقرب المراد ويوضح القصد، ويؤكد الفهم ، ويوقفهم على حقائق الأشياء.
٤. ينبغي على أهل العلم والدعاة تذكير الناس بحقارة الدنيا ، وحثهم على الزهد فيها وتحذيرهم من الركون إليها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (4178)

قُمْتُ على باب الجنَّة، فإذا عامَّة من دخلها المساكين، وأصحاب الجَدِّ مَحْبُوسُونَ

میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والے مساکین تھے اور مال و عظمت والوں کو روک دیا گیا۔

١٢٢٦. الحديث:

عن أسامة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «قُمْتُ على باب الجنَّة، فإذا عامَّة من دخلها المساكين، وأصحاب الجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غير أن أصحابَ النَّار قد أُمِرَ بهم إلى النَّار، وقُمْتُ على باب النَّار فإذا عَامَّة من دخلها النساء».

١٢٢٦. حديث:

اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والے مساکین تھے اور مال و عظمت والوں کو روک دیا گیا البتہ دوزخ والوں کے لیے دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الفقراء والمساكين يدخلون الجنة قبل الأغنياء؛ وذلك لأنهم فقراء لا مال لهم يحاسبون عليه، وإكرامًا من الله تعالى لهم، وتعويضًا لهم على ما فاتهم من نعيم الدنيا وزينتها، أما أصحاب الحظ الفاني من أرباب الأموال والمناصب فهم محبوسون في عرصات القيامة لطول حسابهم في المتاعب بسبب كثرة أموالهم، وتوسيع جاههم، وتلذذهم بهما في الدنيا، وتمتعهم على وفق شهوات النفس والهوى، فإن حلال الدنيا حساب وحرامها عقاب، والفقراء من هذا براء، وأكثر من يدخل النار النساء؛ لأنهن يكثرن الشكاية وينكرن جميل الأزواج.

اجمالی معنی:

فقراء اور مساکین جنت میں مالداروں سے پہلے داخل ہوں گے کیونکہ وہ فقیر تھے اور ان کے پاس کوئی ایسا مال نہ تھا جس کا حساب ہونا ہو چنانچہ اللہ کی طرف سے بطور اعزاز اور دنیا کی جن نعمتوں اور زیب و زینت سے وہ محروم رہے اس کے بدلے میں (انہیں جنت میں پہلے داخل کردیا جائے گا)۔ ان کے مقابلے میں اصحاب مال وجاہ جنہیں دنیائے فانی سے حصہ ملا ہوگا انہیں میدان محشر میں روک لیا جائے گا اور کثرتِ مال، کشادگی جاہ، ان سے لذت اندوز ہونے اور ہوائے نفس اور اس کی شہوات کی پیروی کے سبب ان کا حساب لمبا ہوگا اور وہ سخت مشکل میں ہوں گے۔ دنیا میں جو شے حلال ہے اس کا حساب ہونا ہے اور جو شے حرام ہے اس پر عذاب ہونا ہے اور فقیر لوگ ان دونوں سے بری ہوتے ہیں۔ جہنم میں داخل ہونے والوں میں اکثریت عورتوں کی ہوگی کیونکہ یہ بہت زیادہ شکوے شکایت کرتی ہیں اور اپنے شوہروں کے حسنِ سلوک کی ناشکری کرتی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسامة بن زيد بن حارثة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الجد : الغنى.
- محبوسون : أي لم يؤذن لهم بعد في دخول الجنة إما لوقوفهم للحساب، وإما ليسبقهم إليها صالحو الفقراء.

فوائد الحديث:

١. إخبار النبي صلى الله عليه وسلم بالمغيبات بأحوال أهل الجنة والنار.
٢. أول من يدخل الجنة المساكين والفقراء، إكرامًا لهم على ما فاتهم من نعيم الدنيا.
٣. لا ينفع مال ولا بنون يوم القيامة إلا من أتى الله بقلب سليم.

٤. النساء اللاتي يعصين ربهن وينكرن الجميل ويكفرن العشير يدخلن النار.
٥. المال مسؤولية كبيرة عند الله تعالى، فينبغي على مالكه أن يضعه حيث أمر الله ليكون حسابه يوم القيامة يسيرا.
٦. فضل الفقراء الصابرين على الضراء.
٧. أن الذين يؤدون حقوق المال، ويسلمون من فتنته هم الأقلون، وأن الكفار يدخلون النار ولا يحبسون عنها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3745)

قال الله -تعالى-: أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، واقرؤوا إن شئتم: فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين جزاء بما كانوا يعملون

اللہ تعالی نے فرمایا : "میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کر رکھی ہے کہ نہ کسی آنکھ نے اس (جیسی کسی چیز) کو دیکھا ہے، نہ کسی کان نے اس کے بارے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال ہی آیا ہے۔ اگر تم اس بات کی تصدیق چاہو، تو یہ آیت پڑھو : (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ)(السجدہ : ١٧) ترجمہ : "کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک، ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے، وہ جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔"

١٢٢٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قال الله -تعالى-: أَعْدَدْتُ لِعِبَادي الصَّالحين ما لا عَيْنٌ رأَت، ولا أُذُنٌ سَمِعَت، ولا خَطَر على قَلب بَشَر، واقْرَؤُوا إن شِئْتُمْ: {فلا تَعلم نفس ما أُخْفِي لهم من قُرَّة أَعْيُنِ جَزَاء بما كانوا يعملون} [السجدة: ١٧]». عن سهل بن سعد -رضي الله عنه- قال: شَهدت من النبي -صلى الله عليه وسلم- مَجْلِسًا وَصَفَ فيه الجَنَّة حتى انتهى، ثم قال في آخر حديثه: «فيها ما لا عَيْنٌ رأَت، ولا أُذُنٌ سَمِعَت، ولا خَطَر على قَلب بَشَر» ثم قرأ:{تتجافى جُنُوبهم عن المَضَاجِعِ} إلى قوله -تعالى-:{فلا تعلم نفس ما أُخْفِي لهم من قُرَّة أَعْيُنِ} [السجدة: ١٦ - ١٧].

١٢٢٧. حدیث :

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا : "میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کر رکھی ہے کہ نہ کسی آنکھ نے اس (جیسی کسی چیز) کو دیکھا ہے، نہ کسی کان نے اس کے بارے میں سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال ہی آیا ہے۔ اگر تم اس بات کی تصدیق چاہو تو یہ آیت پڑھو : (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ)(السجدہ : ١٧) ترجمہ : "کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک، ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے، وہ جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔" سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں جنت کا ذکر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو پوری فرما چکے، تو آخر میں فرمایا : "اس میں وہ کچھ ہے، جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی اس کا خیال ہی کسی آدمی کے دل پر گزرا ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت : "تتجافى جُنُوبهم عن المَضَاجِعِ" سے لے کر اللہ تعالی کے فرمان : "فلا تعلم نفس ما أُخْفِي لهم من قُرَّة أَعْيُنِ [السجدۃ : ١٦-١٧] تک تلاوت فرمائی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أعد الله -تعالى- لعِبَاده الصالحين، وهم من امتثل الأوامر واجتنب النواهي: "ما لا عَيْنٌ رأَت" من المَحاسن والجمال البَاهر، "ولا أُذُنٌ سَمِعَت" من الأصوات المُطربة، والأوصَاف المعجبة، وخص الرؤية، والسَّمع بالذِّكر؛ لأنه يُدرك بهما أكثر المَحْسُوسَات، والإدْرَاك بالذَّوق والشَّم، وأما اللَّمس فأقل من ذلك. "ولا خَطر على قلب بَشر" يعني: ما أُعِدَّ لهم في الجَنَّة من النَّعيم المُقيم لا يخطر على قلب أحد،

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم : اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں یعنی ان لوگوں کے لیے، جو اس کے احکامات بجا لاتے ہیں اور اس کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کرتے ہیں، وہ محاسن اور خیرہ کر دینے والی خوب صورت اشیا تیار کر رکھی ہیں، جنھیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور ایسی بے خود کر دینے والی آوازیں اور من پسند اوصاف تیار کر چھوڑے ہیں، جنھیں کسی کان نے نہیں سنا۔ یہاں بطور خاص آنکھ اور سماعت کا ذکر کیا، کیونکہ انھی دونوں کے ذریعے زیادہ تر محسوسات کا ادراک ہوتا ہے۔ چکھنے، سونگھنے اور چھونے کے ذریعے ان سے کم ادراک ہوتا ہے۔ "ولا خطر علی قلب بَشَر"

وكل ما جاء على بالهم، فإن ما في الجَنَّة أفضل مما خَطر على قلوبهم؛ لأن البَشَر لا يخطر على بالهم إلا ما يعرفونه ويقرب إلى خَيالهم من الأشياء التي عرفوها، ونعيم الجَنَّة فوق ذلك، وهذا من إكرام الله لهم على امتثالهم لأوامر الله، واجتنابهم نواهيه، وتحمل المشقة في سبيل الله، فكان الجزاء من جِنس العمل. "واقْرَؤُوا إن شِئْتُمْ" وفي رواية: "ثم اقترأ هذه الآية (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) [السجدة: ١٧] ومعنى قوله: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ) يدخل فيه جميع نفوس الخلق؛ لكونها نكرة في سياق النفي. أي: فلا يعلم أحد (مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ) من الخير الكثير، والنعيم الغزير، والفرح والسرور، واللذة والحبور، فكما أنهم صلوا في الليل، ودعوا، وأخفوا العمل، جازاهم من جنس عملهم، فأخفى أجرهم، ولهذا قال: (جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ).

یعنی ان کے لیے جنت میں جو دائمی نعمتیں تیار ہیں، ان کا خیال تک کسی کے دل پر سے نہیں گزرا۔ ہر وہ شے جس کا خیال انسان کے دل میں آتا ہے، جنت میں اس سے بہتر ان کے لیے موجود ہے۔ کیونکہ، انسان کے دل پر صرف انھی اشیا کا خیال آتا ہے، جنھیں وہ جانتے ہیں اور ان کے خیال کے قریب وہی اشیا آتی ہیں، جن کی وہ پہچان رکھتے ہیں۔ جب کہ جنت کی نعمتیں ان سے کہیں برتر ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ان کے لیے بطور تکریم ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے اللہ کے احکامات کی بجاآوری کی ہوگی، اس کی حرام کردہ باتوں سے اجتناب برتا ہوگا اور اس کے راستے میں مشقت برداشت کی ہوگی۔ چنانچہ بدلہ عمل ہی کی جنس سے ملے گا۔ "واقْرَؤُوا إن شِئْتُمْ"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: "پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) [السجدة: ١٧]" (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ): اس میں تمام نفوس شامل ہیں۔ کیونکہ سیاق نفی میں نکرہ عموم کا معنی دیتا ہے۔ یعنی کسی کو یہ معلوم نہیں کہ: (مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ) یعنی ان کے لیے کیسی خیر کثیر، بے شمار نعمتیں، فرح و سرور اور لذت وخوشی رکھی ہوئی ہے۔ جس طرح انھوں نے راتوں کو نماز پڑھی، دعائیں کیں اور اپنے اعمال کو مخفی رکھا، اسی طرح اللہ نے بھی انھیں ان کے عمل کی جنس سے بدلہ دیا۔ بایں طور کہ ان کے اجر کو مخفی رکھا۔ اسی لیے فرمایا: (جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ)۔ ترجمہ: وہ جو کچھ کرتے تھے، یہ اس کا بدلہ ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > صفات الجنة والنار

راوي الحديث: حديث أبي هريرة متفق عليه. حديث سهل بن سعد رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم وصحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أَعْدَدْتُ : هَيَّأت.
- ولا خَطر : ولا مَرَّ.
- اقْرَؤُوا إن شِئْتُمْ : أي: اقرؤوا مِصْدَاق هذا الحديث في قوله -تعالى- : (فلا تَعلم نفس ما أُخْفِي لهم من قُرَّة أَعْيُنٍ جَزَاء بما كانوا يعملون) [السجدة: ١٧].
- من قُرَّة أَعْيُنٍ : أي: ما تُسر به العيون.

فوائد الحديث:

١. أن الجَنَّة مَوجودة الآن، وأن الله تعالى قد أعدَّها لعِباده الصالحين.
٢. أن الاستقامة في الدُّنيا على أوامر الله تعالى من أسباب الفوز بالنعيم المقيم.
٣. أن الله تعالى لم يُطلعنا في كتابه وسُنَّة رسوله على كل ما في الجَنَّة، وأنَّ ما لم نعلمه أعظم مما عَلِمْنَاه.
٤. أن نَعيم الجَنَّة خارج تَصور عُقول البَشَر، ولا يمكن الإحاطة بحقيقته وكيفيته.
٥. بيان كمال نعيم الجَنَّة، وأن أهلها يَجدون من المَسَرَّات الخَالية من كَدر أو قَلق.
٦. أن مَتَاع الدنيا زائل والآخرة خُيرٌ وأبقى.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. التنوير شرح الجامع الصغير، محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى ١٤٣٢هـ، ٢٠١١ م. فيض القدير شرح الجامع الصغير، زين الدين محمد عبد الرؤوف المناوي، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، الطبعة: الأولى ١٣٥٦هـ. تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان، عبد الرحمن بن ناصر آل سعدي، تحقيق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢٠هـ.

الرقم الموحد: (10404)

قال الله -تعالى-: وجبت محبتي للمتحابين في، والمتجالسين في، والمتزاورين في، والمتباذلين في

اللہ تعالی کا فرمان ہے : "میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں اور میری خاطر ایک دوسرے سے تعاون کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہو گئی"۔

١٢٢٨. الحديث:

عن أبي إدريس الخولاني -رحمه الله- قال: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشقَ، فَإِذَا فَتًى بَرَّاق الثَّنَايَا وَإِذَا النَّاس مَعَه، فَإِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيءٍ، أَسْنَدُوهُ إِلَيهِ، وَصَدَرُوا عَنْ رَأْيِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقِيل: هَذَا مُعَاذ بْنُ جَبَلٍ -رضي الله عنه- فَلَمَّا كان مِنَ الغَدِ، هَجَّرتُ، فَوَجَدتُه قَدْ سَبِقَنِي بِالتَهْجِير، وَوَجَدتُه يُصَلِّي، فَانتَظَرتُهُ حَتَّى قَضَى صَلاَتَه، ثُمَّ جِئتُهُ مِن قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيه، ثُمَّ قُلتُ: وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلَّه، فَقَال: آلله؟ فَقُلتُ: آلله، فقال: آللهِ؟ فقُلْتُ: آلله، فَأَخَذَنِي بِحَبْوَةِ رِدَائِي، فَجَبَذَنِي إِلَيه، فَقَال: أَبْشِر! فَإِنِّي سَمِعتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «قَالَ الله -تعَالَى-: وَجَبَت مَحَبَّتِي لِلمُتَحَابِّين فِيَّ، وَالمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَالمُتَزَاوِرِين فِيَّ، وَالمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ».

١٢٢٨. حدیث :

ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوا، تو دیکھا کہ وہاں چمک دار دانتوں والا ایک جوان ہے، جس کے ساتھ لوگ بیٹھے ہیں۔ جب ان کا کسی بات میں اختلاف ہو جاتا، تو وہ اس کی طرف رجوع کرتے اور جو رائے وہ دیتا، اسے تسلیم کر لیتے۔ میں نے اس جوان کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہے؟ تو بتایا گیا کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب اگلا دن آیا، تو میں نے جلدی کی، لیکن (جب مسجد پہنچا تو) میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کا انتظار کرنے لگا، یہاں تک کہ انھوں نے اپنی نماز پوری کر لی۔ میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا اور انھیں سلام کرنے کے بعد میں نے کہا : "اللہ کی قسم! میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت کرتا ہوں"۔ انھوں نے کہا : "اللہ کی قسم کھاتے ہو؟"۔ میں نے کہا : "میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں"۔ انھوں نے پھر کہا : "اللہ کی قسم کھاتے ہو؟"۔ میں نے جواب دیا : "میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں"۔ اس پر انھوں نے میری چادر کے پہلو سے مجھے پکڑا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا : خوش ہو جاؤ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے : "میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں اور میری خاطر ایک دوسرے سے تعاون کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہو گئی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث فضل التحابب في الله، والمراد أن فاعل كل هذه الأمور من الجانبين كما يدل عليه صيغة التفاعل إذا كان لوجه الله -تعالى- لا لعرض فانٍ، ولا لغرض فإنه تجب له محبة مولاه، وهذا أعظم الجزاء فيدل على شرف هذا، وقد ورد «من أحبّ وأبغض وأعطى ومنع فقد استكمل الإيمان». ففي قوله: "فقلت والله إني لأحبك لله قال: آلله فقلت:

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں اللہ کے لیے باہم محبت کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ مراد یہ کہ یہ تمام امور طرفین سے ہوں، جیسے کہ تفاعل باب کا صیغہ دلالت کرتا ہے اور اللہ کی رضا کی کے لیے ہوں، نہ کہ کسی عارضی غرض کی بنا پر۔ ایسے شخص کے لیے اس کے مولی کی محبت واجب ہو جاتی ہے، جو کہ عظیم ترین جزا ہے اور اس شخص کی بلندی مرتبہ کی دلیل ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ : "جس نے اللہ کے لیے محبت کی، اسی کے لیے نفرت کی، اسی کی خاطر دیا اور اسی کی خاطر روک لیا، تو اس نے اپنا ایمان

آلله" دليل على أن الأيمان كانت تجري على ألسنتهم على معنى تحقيق الخبر ويؤكد بتكرارها واستدعاء تأكيدها. وقوله: "فأخذ بحبوة ردائي" يريد بما يحتبي به من الرداء وهو طرفاه. وقوله: "وجبذني إلى نفسه" على معنى التقريب له والتأنيس وإظهار القبول لما أخبر به وتبشيره بما قاله النبي -صلى الله عليه وسلم- لمن فعل ذلك. فقال له: "أبشر" يريد بما أنت عليه، فإني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: قال الله -عزو جل- على معنى إضافة ما يبشره إلى خبر النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو الصادق المصدوق عن ربه -تبارك وتعالى-، ليستيقن أبو إدريس وتتم له البشرى بهذا الخبر, حيث إنه من قول النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ربه, لا من اجتهاد معاذ -رضي الله عنه-. وقوله عزو جل: "وجبت محبتي" يريد ثبتت محبتي لهم. "للمتحابين والمتجالسين فيّ" يريد أن يكون جلوسهم في ذات الله -عزو جل- من التعاون على ذكر الله -تعالى- وإقامة حدوده والوفاء بعهده والقيام بأمره وبحفظ شرائعه واتباع أوامره واجتناب محارمه. وقوله -تبارك وتعالى- "والمتزاورين فيّ": يريد -والله أعلم- أن يكون زيارة بعضهم لبعض من أجله وفي ذاته وابتغاء مرضاته من محبة لوجهه أو تعاون على طاعته. وقوله -تبارك وتعالى-: "والمتباذلين فيّ": يريد يبذلون أنفسهم في مرضاته من الاتفاق على جهاد عدوه وغير ذلك مما أمروا به ويعطيه ماله إن احتاج إليه.

مکمل کرلیا"۔ ابوادریس خولانی رحمہ اللہ کہتے ہیں : "اللہ کی قسم! میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت کرتا ہوں"۔ انھوں نے فرمایا : "کیا تم قسم کھاتے ہو؟"۔ یہ دلیل ہے کہ وہ بات کے اثبات کے لیے قسمیں کھاتے تھے اور بار بار قسم کھا کر اور اٹھوا کر بات کی تاکید کی جاتی تھی۔ ابوادریس خولانی رحمہ اللہ کہتے ہیں : "انھوں نے میری چادر کے پہلو سے مجھے پکڑا"۔ اس سے مراد چادر کا وہ حصہ ہے، جس سے "احتباء" کیا جاتا ہے یعنی اس کے دونوں کنارے۔ ان کا کہنا ہے : "انھوں نے مجھے اپنی طرف کھینچا"۔ ایسا انھوں نے انہیں اپنے قریب اور مانوس کرنے اور جو بات وہ بتا رہے تھے، اس پر اظہار رضامندی اور انھیں وہ خوش خبری سنانے کے لیے کیا، جو نبی ﷺ نے ہر اس شخص کے لیے دی ہے، جو ایسے کرتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا : "خوش ہو جاؤ"۔ یعنی اپنی اس حالت پر خوش ہو جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالی فرماتا ہے"۔ ایسا انھوں نے اپنی طرف سے دی جانے والی اس خوش خبری کو نبی صادق و مصدوق ﷺ کے واسطے سے رب تعالی شانہ کی طرف منسوب کرنے کے لیے کہا؛ تاکہ ابوادریس رحمہ اللہ کو پوری طرح یقین ہو جائے اور اس بات کے ذریعے سے انھیں مکمل خوش خبری ملے (یہ جان کر) کہ یہ نبی ﷺ کے واسطے سے ان کی رب کی بات ہے، نہ کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا اپنا ذاتی اجتہاد۔ اللہ عزوجل نے فرمایا : "میری محبت واجب ہوگئی"۔ یعنی ان کے لیے میری محبت یقینی ہوگئی۔ "میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں اور میری خاطر ایک دوسرے سے مل بیٹھنے والوں کے لیے"۔ مراد یہ کہ ان کا بیٹھنا اللہ عزوجل کی ذات کے لیے ہو، بایں طور کہ وہ اللہ کے ذکر، اس کی حدود کو قائم کرنے، اس کے وعدے کو پورا کرنے، اس کے حکم کی پاس داری کرنے، اس کے مشروع کردہ احکامات و اوامر کو بجا لانے اور اس کی حرام کردہ اشیا سے اجتناب کرنے میں ایک دوسری کے ساتھ تعاون کریں۔ اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا : "میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لیے"۔ یعنی ان کا ایک دوسرے سے ملنا اللہ کی خاطر اور اس کی ذات اور خوش نودی کے لیے ہو، بایں طور کہ وہ اس کی رضا کے لیے محبت کریں یا اس کی اطاعت گزاری میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا : "میری خاطر ایک دوسرے سے تعاون کرنے والوں کے لیے"۔ جو اللہ کی خوش نودی کے لیے تن و روح لگا دیتے ہیں، بایں طور کہ اس کے دشمن کے خلاف جہاد اور اس کے علاوہ دیگر حکم کردہ معاملات میں باہم متحد ہو جاتے ہیں یا پھر اگر دوسرے کو مال کی ضرورت ہو، تو وہ اپنا مال اسے دے دیتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > أحوال الصالحين

راوي الحديث: رواه مالك وأحمد.

التخريج: أبو إدريس الخولاني -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَرَّاق الثَنَايَا : مُضِيء الأسنان، حَسَن الثغر، لا يرى إلا مبتسما.
- أَسْنَدُوهُ إِلَيهِ : سألوه.
- صَدَرُوا عَنْ رَأْيِهِ : رجعوا عنه وأخذوا به.
- هَجَّرتُ : بكَّرت.
- فَجَبَذَنِي : فجذَبَني.
- أَبْشِر : من البِشارة: وهي الخبر السار، وتستعمل في الشر تهكما.
- بِحَبْوَةِ رِدَائِي : أخذ بردائي من عند سرتي.
- لِلمُتَحَابِّين فِيَّ : أي من أجلي.
- وَجَبَت : من الوجوب وهو الثبوت: أي ذلك كائن لا محالة.
- المُتَبَاذِلِينَ : المتعاونين والمنفقين من أجلي.

فوائد الحديث:

١. يستحب إخبار المحِب مَنْ يُحِب بمحبَّتِه.

٢. من أتى مشغولا بالعبادة فيستحسن ألا يشغله عما هو فيه حتى يفرغ.

٣. من قصد إنسانا في حاجة فليأته من تلقاء وجهه حتى لا يفزع.

٤. لا بد للناس من عالم يسوسهم بكتاب الله وسنة رسوله؛ إليه يرجعون، وعن فتواه يصدرون.

٥. السلام قبل الكلام.

٦. جواز استحلاف الرجل من غير تهمة.

٧. بيان عظيم لفضل المحبة في الله.

٨. من ثمار المحبة في الله: التزاور والتباذل والتكافل، وكلها أواصر توثق عرى المحبة في الله.

٩. أن الأدب قصد الإنسان من قبل وجهه.

١٠. فضل التحاب والتجالس والتزاور في الله.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط٥، مكتبة المعارف، الرياض. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١هـ المنتقى شرح الموطأ، لأبي الوليد الباجي، ط١، مطبعة السعادة، مصر، ١٣٣٢هـ. الموطأ، للإمام مالك بن أنس، تحقيق: محمد مصطفى الأعظمي، ط١، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية، الإمارات، ١٤٢٥ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3362)

قال قل: اللّٰهُمَّ فاطِرَ السماوات والأرض عالم الغيبِ والشهادة؛ ربَّ كُلِّ شَيءٍ ومَلِيكَه، أَشْهد أن لا إله إلا أنت، أعوذ بك من شرِّ نفسي وشرِّ الشيطان وشِرْكِهِ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: (اللھم فاطِرَ السماوات والأرض عالمَ الغیبِ والشھادۃ؛ ربَّ کُلِّ شَيءٍ ومَلِیکَہ، أَشْھدُ أن لا إلہ إلا أنت، أعوذُ بک من شرِّ نفسی وشرِّ الشیطان وشِرْکِہِ)۔ "اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، اے غیب وحاضر کو جاننے والے، اے وہ ذات جو ہر شے کی رب اور مالک ہے! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

١٢٢٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن أبا بكر الصديق -رضي الله عنه- قال: يا رسول الله مُرني بكلمات أَقُولُهُنَّ إذا أصبَحتُ وإذا أمسَيتُ، قال: «قل: اللّٰهُمَّ فاطِرَ السماوات والأرض عالم الغيبِ والشهادة، ربَّ كُلِّ شَيءٍ ومَلِيكَه، أَشْهد أن لا إله إلا أنت، أعوذ بك من شرِّ نفسي وشرِّ الشيطان وشِرْكِهِ» قال: «قلها إذا أصبحت، وإذا أمسيت، وإذا أخذْتَ مَضْجَعَك».

١٢٢٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! مجھے کچھ ایسے کلمات بتائیں جنھیں میں صبح شام پڑھوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: (اللھم فاطِرَ السماوات والأرض عالمَ الغیبِ والشھادۃ؛ ربَّ کُلِّ شَيءٍ ومَلِیکَہ، أَشْھدُ أن لا إلہ إلا أنت، أعوذُ بک من شرِّ نفسی وشرِّ الشیطان وشِرْکِہِ) ترجمہ: "اے اللہ، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، اے غیب و حاضر کو جاننے والے، اے وہ ذات جو ہر شے کی رب اور مالک ہے! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر نیز شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب صبح کرو تب یہ (دعا) پڑھو، جب شام کرو تب بھی پڑھو اور جب اپنے بستر پر جاؤ اس وقت بھی پڑھو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الذكر من الأذكار التي تقال في الصباح والمساء، والذي علَّمها النبي -صلى الله عليه وسلم- أبا بكر -رضي الله عنه- حيث قال: علمني. فعلمه النبي -صلى الله عليه وسلم- ذكرًا ودعاءً يدعو به كلما أصبح وكلما أمسى، وأمره أن يقول: اللّٰهُمَّ فاطر السماوات والأرض يعني: يا الله يا فاطر السماوات والأرض وفاطرهما، يعني أنه خلقهما عز وجل على غير مثال سبق، بل أبدعهما وأوجدهما من العدم على غير مثال سبق. عالم الغيب والشهادة أي: عالم ما غاب عن الخلق وما شاهدوه؛ لأن الله تعالى يعلم الحاضر والمستقبل والماضي. رب كل شيء ومليكه، يعني: يا رب كل شيء ومليكه، والله تعالى هو رب كل

اجمالی معنی:

یہ ذکر ان اذکار میں سے ہے جنھیں صبح وشام کیا جاتا ہے اور جس کی تعلیم نبی ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی جب انھوں نے عرض کیا کہ: "مجھے سکھائیں"۔ چنانچہ نبی ﷺ نے انھیں صبح وشام کیا جانے والا ذکر اور دعا سکھائی اور ان سے کہا کہ وہ یوں کہا کریں: "اللھم فاطرَ السماواتِ والأرضِ"۔ یعنی اے اللہ، اے آسمانوں اور زمین دونوں کے پیدا کرنے والے!۔ "فاطر" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انھیں بغیر کسی سابقہ نمونے کے پیدا کیا اور بنا کسی پیشگی مثال کے انھیں عدم سے وجود بخشا۔ "عالم الغیب والشھادۃ"۔ یعنی ان اشیاء کو بھی جانتا ہے جو مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل ہیں اور ان کو بھی جانتا ہے جنھیں وہ دیکھتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ حال، مستقبل اور ماضی سب سے واقف ہے۔ "رب کل شئ و ملیکہ"۔ یعنی اے ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے مالک!۔ اللہ تعالی ہر چیز کے رب اور مالک ہیں۔ "أشھد أن لا إلہ إلا أنت"۔ میں اپنی زبان اور دل سے اس بات کا اعتراف کرتا ہوں

شيء وهو مليك كل شيء. أشهد أن لا إله إلا أنت: أعترف بلساني وقلبي أنه لا معبود حق إلا أنت، فكل ما عبد من دون الله فإنه باطل لا حق له في العبودية ولا حق في العبودية إلا لله وحده -عز وجل-. قوله: أعوذ بك من شر نفسي؛ لأن النفس لها شرور كما قال -تعالى-: (وما أبرئ نفسي إن النفس لأمارة بالسوء إلا ما رحم ربي)، فإذا لم يعصمك الله من شرور نفسك فإنها تضرك وتأمرك بالسوء، ولكن الله إذا عصمك من شرها وفقك إلى كل خير. وختم النبي -عليه الصلاة والسلام- بقوله: "ومن شر الشيطان وشِرْكه" وفي لفظ وشَرَكه، يعني: تسأل الله أن يعيذك من شر الشيطان ومن شر شِركه، أي: ما يأمرك به من الشِّرك أو شَرَكه، والشَرَك: ما يصاد به الحوت والطير وما أشبه ذلك؛ لأن الشيطان له شرَك يصطاد به بني آدم إما شهوات أو شبهات أو غير ذلك، وأن أقترف على نفسي سوءًا، أي أجر على نفسي سوءًا أو أجره إلى مسلم. فهذا الذكر أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أبا بكر أن يقوله إذا أصبح وإذا أمسى وإذا أخذ مضجعه.

کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اللہ کے علاوہ جس کی بھی پوجا کی جاتی ہے وہ باطل ہے اور عبودیت میں اس کا کوئی حق نہیں۔ عبودیت کے حق دار صرف اور صرف اللہ عز و جل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "أعوذبک من شر نفسي"۔ کیوں کہ نفس کی شر انگیزیاں ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''وما أبرئ نفسي إن النفس لأمارة بالسوء إلا ما رحم ربي'' (یوسف: ٥٣)۔ ترجمہ: "اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا، بے شک نفس تو برائی سکھاتا ہے اِلاّیہ کہ جس پر میرا رب مہربانی کرے"۔ جب اللہ آپ کو آپ کے نفس کی شر انگیزیوں سے نہ بچائے تو وہ آپ کو نقصان پہنچاتا ہے اور برائی پر اکساتا ہے۔ لیکن اگر اللہ آپ کو اس کے شر سے محفوظ کر دے تو آپ کو ہر نیکی کی توفیق دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی دعا کا اختتام ان الفاظ کے ساتھ فرمایا: "ومن شر الشيطان وشِرْكہ"۔ ایک اور روایت میں "و شَرَکہ" کے الفاظ ہیں۔ یعنی آپ اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ آپ کو شیطان کے شر اور اس شرک سے پناہ دے جس پر وہ اکساتا ہے یا اس کے جال سے بچائے۔ "الشَرَک" اس چیز کو کہا جاتا ہے جس سے مچھلیاں اور پرندے وغیرہ شکار کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ شہوات و شبہات وغیرہ شیطان کے جال ہیں جن سے وہ انسانوں کا شکار کرتا ہے۔ " وأن أقترفُ على نفسي سوءا"۔ یعنی خود اپنے آپ کے ساتھ کچھ برا کروں یا پھر کسی مسلمان کو برائی پہنچاؤں۔ نبی ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس ذکر کو صبح و شام اور اس وقت کیا کریں جب اپنے بستر پر لیٹ جائیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب النوم والاستيقاظ

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فاطِرَ : خالق على غير مثال سبق.
- الغيبِ والشهادة : ما غاب وما يشاهد فلا يغيب عنه شيء سبحانه.
- مَلِيكَه : مالكه.
- شِرْكِهِ : ما يدعو إليه من الإشراك بالله.
- مَضْجَعَك : مكان اضطجاعك وهو مكان نومك ورقادك.

فوائد الحديث:

١. فضل الذكر في الصباح والمساء وهما أشرف الأوقات.
٢. الخلق والأمر بيد الله -سبحانه وتعالى.-
٣. الحذر من شر النفس والشيطان.
٤. ينبغي على العبد الموفق المداومة على مثل هذه الأذكار المتضمنة لمعاني التوحيد والعبودية لله -تعالى- والمحذرة من خطورة الشيطان.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سلسلة الأحاديث الصحيحة، للألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ط، الأولى، لمكتبة المعارف. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق ماهر الفحل، ط، الأولى ١٤٢٨هـ، دار ابن كثير، دمشق -بيروت. نزهة المتقين، لمجموعة من المؤلفين، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي، السعودية، ط: الثالثة ١٤١٨هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر، ١٣٩٥هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، للألباني، ط١، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3006)

قال يهودي لصاحبه اذهب بنا إلى هذا النبي

١٢٣٠. الحديث:

قال يهوديٌّ لصاحِبه: اذهبْ بِنا إلى هذا النبي، فأتيا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فسألاه عن تِسع آيات بَيِّنات ... فذكر الحديث إلى قوله: فَقَبَّلا يَدَهُ ورِجْلَه، وقالا: نَشهدُ أنَّك نبي.

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

حديث صفوان بن عسال -رضي الله عنه- أن رجلاً يهودياً قال لصاحبه: اذهب بنا إلى هذا الرجل يعني النبي -صلى الله عليه وسلم- نسأله عن هذه الآية: {ولقد آتينا موسى تسع آيات}، فذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- لهم تسع آيات، فقبلا يده ورجله، وقالا: نشهد أنك نبي.

ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو ہم اس نبی کے پاس چلتے ہیں

١٢٣٠. حدیث :

ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو ہم اس نبی کے پاس چلتے ہیں، پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اوران دونوں نے آپ سے (موسی علیہ السلام کو دی گئی) نو کھلی ہوئی نشانیوں کے متعلق پوچھا۔ پھر پوری حدیث اس قول تک بیان کی : ان دونوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پیر چومے اور دونوں نے کہا : ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نبی ہیں۔

حدیث کا درجہ : ضعیف

اجمالی معنی :

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ ہم اس آدمی یعنی نبی ﷺ کے پاس چلتے ہیں، اس سے اس آیت کے متعلق سوال کرتے ہیں : "اور ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں دیں" تو نبی ﷺ نے ان نو نشانیوں کو بیان کیا، جس کی وجہ سے ان دونوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پیر چومے اور دونوں نے کہا : ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نبی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: صفوان بن عسّال -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- آيات : جمع آية: العلامة والأمارة.
- بينات : جمع بينة: واضحة.

فوائد الحديث:

١. جواز تقبيل يد الرجل الصالح.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. سنن الترمذي، للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ– ١٩٨٦م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. تحقيق رياض الصالحين، للألباني، المكتب الإسلامي - بيروت.

الرقم الموحد: (6110)

قالت أم أنس له: لا تخبرن بسر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أحدًا، قال أنس: والله لو حدثت به أحدًا لحدثتك به يا ثابت

١٢٣١. الحديث:

عن ثابت عن أنس -رضي الله عنه- قال: أتى عَلَيَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأنا أَلْعَبُ مع الغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ علينا، فبعثني إلى حاجة، فَأَبْطَأْتُ على أمي، فلما جِئْتُ، قالت: ما حَبَسَكَ؟ فقلت: بعثني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لحاجة، قالت: ما حاجتُه؟ قلت: إنها سِرٌّ، قالت: لا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أحدًا، قال أنس: والله لو حَدَّثْتُ به أحدًا لحَدّثْتُكَ به يا ثابت.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن ثابت عن أنس خادم رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مر به وهو يلعب مع الصبيان؛ لأن أنسًا كان صبيًّا صغيرًا، فسلم على الصبيان وهم يلعبون، ثم دعا أنس بن مالك -رضي الله عنه- وأرسله في حاجة، فتأخر على أمه، فلما جاء إليها سألته: ما الذي أبطأ بك؟، قال: أرسلني النبي -صلى الله عليه وسلم- في حاجة، قالت: ما حاجته؟ قال: ما كنت لأخبر بسر رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، يعني لا أخبر بهذا السر أحدا، فقالت: لا تخبرن أحدا بسر رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ تأييدًا له وتثبيتًا له وإقامةً للعذر له؛ لأنه أبى أن يخبرها بسر رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم قال أنس لتلميذه ثابت البناني وكان ملازمًا له: لو كنت مخبرًا أحدًا بالحاجة التي أرسلني النبي -صلى الله عليه وسلم- بها لأخبرتك بها.

رسول اللہ ﷺ کا راز ہرگز کسی کو نہ بتانا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم اے ثابت! اگر میں یہ راز کسی کو بتاتا تو تمھیں بتا دیتا۔

١٢٣١. حديث:

ثابت رحمہ اللہ، انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا: میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے ایک ضروری کام سے بھیجا۔ مجھے اپنی والدہ کے پاس آنے میں دیر ہوگئی۔ جب میں آیا تو میری والدہ نے پوچھا: کس وجہ سے تم نے آنے میں دیر کردی؟ میں نے جواب دیا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی ضروری کام سے بھیجا تھا۔ انھوں نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کا ضروری کام کیا تھا؟ میں نے کہا: یہ ایک راز ہے۔ اس پر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا راز ہرگز کسی کو نہ بتانا۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم اے ثابت! اگر میں یہ راز کسی کو بتاتا تو تمھیں ضرور بتا دیتا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ثابت رحمہ اللہ، خادم رسول انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا جب کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کیونکہ انس رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے۔ آپ ﷺ نے کھیلنے والے ان بچوں کو سلام کیا اور پھر انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کو بلا کر انھیں کسی ضروری کام کے لیے بھیج دیا۔ انھیں اپنی والدہ کے پاس آنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ جب وہ اپنی والدہ کے پاس آئے تو انھوں نے پوچھا: تمھیں کس وجہ سے دیر ہوگئی؟ انھوں نے جواب دیا کہ مجھے نبی ﷺ نے کسی ضروری کام پر بھیج دیا تھا۔ وہ پوچھنے لگیں کہ آپ ﷺ کا وہ ضروری کام کیا تھا؟ انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہیں بتا سکتا۔ یعنی میں کسی کو بھی اس راز کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔ اس پر ان کی والدہ نے ان کی تایید، انھیں ان کی بات پر ثابت قدم رہنے اور ان کے عذر کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ کا راز ہرگز بھی کسی کو نہ بتانا۔ کیوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کا راز بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر انس رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد ثابت البنانی رحمہ اللہ سے فرمایا جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے تھے کہ نبی ﷺ نے مجھے جس ضروری کام سے بھیجا تھا اس کے بارے میں اگر میں کسی کو بتاتا تو وہ تم ہوتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فَأَبْطَأْتُ : تأخرت وطالت غيبتي.
- مَا حَبَسَكَ؟ : ما منعك؟
- إِلَى حَاجَة : إلى أمر يطلبه.
- بَعَثَنِي : أي: أرسلني.
- إِنَّهَا سِرٌّ : السرّ: هو ما يكتم.

فوائد الحديث:

١. مشروعية السلام على الصبيان.
٢. فضل أنس بن مالك -رضي الله عنه-، وعظيم لطفه، وصدق أمانته ووفائه، وكتمان سر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حيًّا وميتًا.
٣. حسن تربية أم أنس لابنها؛ فإنها أوصته بعدم التحدث بسر رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٤. كتم سر الإخوان وعدم إفشائه من كرم الأخلاق والآداب الإسلامية.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ.
رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ.
كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3502)

قدم زيد بن حارثة المدينة ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بيتي

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے جب کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔

١٢٣٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: قدم زيد بن حارثة المدينةَ ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- في بيتي، فأَتَاهُ فَقَرَعَ البابَ، فقام إليه النبي -صلى الله عليه وسلم- يَجُرُّ ثَوْبَهُ، فاعْتَنَقَهُ وقَبَّلَهُ.

١٢٣٢. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے جب کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے، زید آپ ﷺ کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، نبی ﷺ اپنے کپڑے گھسیٹتے ہوئے ان کی طرف گئے، ان سے معانقہ کیا اوران کو بوسہ دیا۔

درجة الحديث: ضعيف الإسناد

حدیث کا درجہ: اس کی سند ضعیف ہے۔

المعنى الإجمالي:

حديث عائشة -رضي الله عنها- في قدوم زيد بن حارثة -رضي الله عنه- حين جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- واستأذن، فقام الرسول -صلى الله عليه وسلم- إليه يجر ثوبه، وذلك للفرح والاستبشار بقدوم زيد بن حارثة، وتعجيله للقائه بحيث لم يتمكن من تمام التردي بالرداء حتى جره، فاعتنقه وقبله.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مدینہ آنے سے متعلق ہے، جب زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے گھسیٹتے ہوئے ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے، ایسا زید رضی اللہ عنہ کے آنے پر نبی ﷺ کی خوشی و مسرت اوران سے ملاقات کرنے میں جلدی کرنے کی وجہ سے ہوا کہ آپ ﷺ مکمل طور پر چادر کو اوڑھ بھی نہ پائے اوراسے گھسیٹنے لگے اوران سے معانقہ کیا اوران کو بوسہ دیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قدم : عاد من سفر.
- قرع : طرق ودق.
- يجر ثوبه : لم يضعه موضعه من جسمه، وهو دليل الإسراع.

فوائد الحديث:

١. استحباب قصد القادم أول قدومه إلى من يعز عليه.
٢. جواز الاستئذان بالقرع.
٣. استحباب المعانقة والتقبيل عند الرجوع من السفر من الأصحاب والأقارب.
٤. الإسراع إلى ملاقاة من يحب إذا شعر بقدومه.

المصادر والمراجع:

تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي؛ للإمام محمد عبدالرحمن المباركفوري، أشرف عليه عبدالوهاب عبداللطيف، دار الفكر. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي- ؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة، للشيخ محمد ناصر الدين

الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. المسند، للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. مشكاة المصابيح، تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6111)

قصة وفاة الزبير بن العوام -رضي الله عنه- ووفاء دينه

١٢٣٣. الحديث:

عن أبي خبيب -بضم الخاء المعجمة- عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما-، قال: لما وقف الزبير يوم الجمل دعاني فقمت إلى جنبه، فقال: يا بني، إِنَّهُ لاَ يُقْتَلُ اليوم إلا ظالم أو مظلوم، وإني لا أُرَانِي إلا سأقتل اليوم مظلوما، وإن من أكبر همي لديني، أفترى دَيْنَنَا يُبقي من مَالِنا شيئا؟ ثم قال: يا بني، بِعْ مَا لَنا واقض ديني، وأوصى بالثلث وثلثه لبنيه، يعني لبني عبد الله بن الزبير ثلث الثلث. قال: فإن فَضَلَ من مَالِنَا بعد قضاء الدين شيء فثلثه لبنيك. قال هشام: وكان بعض ولد عبد الله قد وَازَى بعض بني الزبير خُبَيْبٌ وعَبَّادٌ، وله يومئذ تسعة بنين وتسع بنات. قال عبد الله: فجعل يوصيني بدينه ويقول: يا بني، إن عجزت عن شيء منه فاستعن عليه بمولاي. قال: فوالله ما دريت ما أراد حتى قلت: يا أبت من مولاك؟ قال: الله. قال: فوالله ما وقعت في كربة من دينه إلا قلت: يا مولى الزبير اقض عنه دينه فيقضيه. قال: فقتل الزبير ولم يَدَع دينارا ولا درهما إلا أَرَضِينَ ، منها الغابة وإحدى عشرة دارا بالمدينة، ودارين بالبصرة، ودارا بالكوفة، ودارا بمصر. قال: وإنما كان دينه الذي كان عليه أن الرجل كان يأتيه بالمال، فيستودعه إياه، فيقول الزبير: لا، ولكن هو سلف إني أخشى عليه الضَّيْعَةَ ،وما ولي إمارة قط ولا جباية ولا خراجا ولا شيئا إلا أن يكون في غزو مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أو مع أبي بكر وعمر وعثمان -رضي الله عنهم- قال عبد الله: فحسبت ما كان عليه من الدين فوجدته ألفي ألف ومئتي ألف! فلقي حكيم بن حزام عبد الله بن الزبير، فقال: يا ابن أخي، كم على أخي من الدين؟ فكتمته وقلت: مائة ألف. فقال حكيم: والله ما أرى أموالكم تسع هذه. فقال عبد الله: أرأيتك إن كانت ألفي ألف ومئتي ألف؟ قال: ما أراكم تطيقون هذا، فإن عجزتم عن شيء منه

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی وفات اور ان کے قرض کے ادائیگی کا واقعہ

١٢٣٣. حدیث:

ابو خبیب عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے موقع پر جب زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہوگیا۔ انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ رہے گا؟ پھر انہوں نے کہا: بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے میرا قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی کی وصیت کی اور اس تہائی کے تیسرے حصے کی وصیت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لئے کی۔ انہوں نے کہا کہ اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کے تہائی کا تیسرا حصہ تمہارے بچوں کے لئے ہوگا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مولا سے اس کی ادائیگی میں مدد چاہنا۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اللہ کی قسم! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا (کیونکہ مولا کا لفظ ذو معنی ہے) میں نے پوچھا کہ ابا جان! آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ! عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اللہ کی قسم! ان کا قرض ادا کرنے میں جب بھی دشواری پیش آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی کہ: اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرا دے اور اللہ قرض کی ادائیگی کی صورت پیدا فرما دیتا۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ آراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی اس کے علاوہ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے' دو مکان بصرہ میں تھے' ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبد اللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ میں امانت نہیں رکھ سکتا البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے (نہ کہ بطور امانت کیونکہ امانت کی ضمان نہیں ہوتی)۔ اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ ہی وہ ٹیکس اور خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے

فاستعينوا بي، قال: وكان الزبير قد اشترى الغابة بسبعين ومئة ألف، فباعها عبد الله بألف ألف وستمئة ألف، ثم قام فقال: من كان له على الزبير شيء فليوافنا بالغابة، فأتاه عبد الله بن جعفر، وكان له على الزبير أربعمئة ألف، فقال لعبد الله: إن شئتم تركتها لكم؟ قال عبد الله: لا، قال: فإن شئتم جعلتموها فيما تؤخرون إن إخرتم، فقال عبد الله: لا، قال: فاقطعوا لي قطعة، قال عبد الله: لك من هاهنا إلى هاهنا. فباع عبد الله منها فقضى عنه دينه وأوفاه، وبقي منها أربعة أسهم ونصف، فقدم على معاوية وعنده عمرو بن عثمان، والمنذر بن الزبير، وابن زَمْعَةَ ، فقال له معاوية: كم قُوِّمَتِ الغابة؟ قال: كل سهم بمئة ألف، قال: كم بقي منها؟ قال: أربعة أسهم ونصف، فقال المنذر بن الزبير: قد أخذت منها سهما بمئة ألف، قال عمرو بن عثمان: قد أخذت منها سهما بمئة ألف. وقال ابن زمعة: قد أخذت سهما بمئة ألف، فقال معاوية: كم بقي منها؟ قال: سهم ونصف سهم، قال: قد أخذته بخمسين ومئة ألف. قال: وباع عبد الله بن جعفر نصيبه من معاوية بستمئة ألف، فلما فرغ ابن الزبير من قضاء دينه، قال بنو الزبير: اقسم بيننا ميراثنا، قال: والله لا أقسم بينكم حتى أنادي بالموسم أربع سنين: ألا من كان له على الزبير دين فليأتنا فلنقضه. فجعل كل سنة ينادي في الموسم، فلما مضى أربع سنين قسم بينهم ودفع الثلث. وكان للزبير أربع نسوة، فأصاب كل امرأة ألف ألف ومئتا ألف، فجميع ماله خمسون ألف ألف ومئتا ألف.

اور نہ کبھی کوئی دوسرا عہدہ ان کے پاس رہا تھا۔ البتہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ جہاد میں ضرور شرکت کی تھی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب میں نے اس رقم کا حساب کیا جو ان پر قرض تھی تو یہ بائیس لاکھ بنی۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملے تو دریافت کیا: بیٹے! میرے (دینی) بھائی پر کتنا قرض ہے؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چھپانا چاہا اور کہہ دیا کہ ایک لاکھ۔ اس پر حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں تو نہیں سمجھتا کہ تمہارے پاس موجود سرمایہ سے یہ قرض ادا ہو سکے گا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ اگر قرض بائیس لاکھ ہو تو پھر آپ کی کیا رائے ہو گی؟ انہوں نے فرمایا پھر تو یہ اسے ادا کرنا تمہاری برداشت سے بھی باہر ہے۔ خیر اگر کوئی دشواری پیش آئے تو مجھ سے مدد طلب کرنا۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے غابہ کی جائیداد ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وہ سولہ لاکھ میں بیچی۔ پھر انہوں نے اعلان کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر جس کا قرض ہو وہ غابہ میں آ کر ہم سے مل لے۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے جن کا زبیر رضی اللہ عنہ پر چار لاکھ روپیہ قرض تھا۔ انہوں نے تو عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیش کش کی کہ اگر تم چاہو تو میں یہ قرض چھوڑ سکتا ہوں۔ لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میرے قرض کو تم آخر میں دے دینا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس پر بھی یہی کہا کہ تاخیر کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ آخر انہوں نے کہا کہ پھر اس زمین میں میرے حصے کا قطعہ مقرر کر دو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ یہاں سے یہاں تک لے لیجئے۔ (راوی کا) بیان ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے اس جائداد کو فروخت کر کے زبیر رضی اللہ عنہ کا سارا قرض ادا کر دیا۔ اور اس میں سے ساڑھے چار حصے پھر بھی بچ رہے۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں (شام) تشریف لے گئے۔ وہاں ان کے پاس عمرو بن عثمان' منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بھی موجود تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ غابہ کی جائیداد کی قیمت کتنی لگی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ہر حصے کی قیمت ایک لاکھ مقرر ہوئی تھی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اب باقی کتنے حصے رہ گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ساڑھے چار حصے۔ اس پر منذر بن زبیر نے کہا کہ میں ایک حصہ ایک لاکھ میں لیتا ہوں۔ عمرو ابن عثمان نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ کے عوض میں لیتا ہوں۔ ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں۔ اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اب کتنے حصے باقی بچے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ! معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اسے میں ڈیڑھ لاکھ میں لے لیتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنا

حصہ بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ میں بیچ دیا۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قرض کی ادائیگی کر کے فارغ ہو چکے تو زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد نے کہا کہ اب ہماری میراث ہم میں تقسیم کر دیجئیے۔ لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اللہ کی قسم! میں تب تک تمہارے مابین میراث تقسیم نہیں کروں گا جب تک چار سال تک ایامِ حج میں اعلان نہ کرا لوں کہ جس شخص کا بھی زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے، ہم اس کا قرض ادا کریں گے۔ چنانچہ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اب ہر سال ایام حج میں اس کا اعلان کرانا شروع کیا اور جب چار سال گزر گئے تو انہوں نے ان کے مابین میراث تقسیم کر دی اور تہائی حصہ ادا کر دیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں جن میں سے ہر بیوی کے حصے میں بارہ لاکھ کی رقم آئی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی کل جائداد پانچ کروڑ دو لاکھ مالیت کی ہوئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال الزبير بن العوام لابنه عبدالله لما كان يوم الجمل وهو قتال جرى بسبب تسليم قتلة عثمان: ما أراني إلا سأقتل شهيدًا مظلومًا، وإنَّ ما يهمني ديوني التي ركبتني، فاقْضِها عني. وكانت ديونُه مستغرقةً لجميع ماله، ومع ذلك أَوْصى لبني ابنه. لأنه كان يَعْلم أنهم ليس لهم في الإرث نصيبٍ، لكون ابنه حيًا، فجعل لهم ثُلُثَ ثُلُثِ الوصية، وتسع الكل، وكان الناسُ يستودِعون أموالَهم عنده، فيأبى أن يأخذها وديعةً مخافةَ الضياع، ويقول: ليست تلك وديعةً، ولكنها سَلَفٌ وقَرْضٌ عليّ، وكان رَجُلا زاهِدًا أمينًا، لم يلِ الإمارةَ، ولا شيئًا مطلقاً، فلما تُوفي، وقضى عنه ابنُه دَيْنه، وفَضَل مِن ماله فاضل، طلب منه الورثة أن يَقْسِمه بينهم، فأبى أن يفعله، إلا بعد أن يُنادي في موسم الحج، فإنْ ظهر أنه لم يبق أحدٌ مِمَّن يكون له دينٌ عليه يَقسِمه بينهم، ففعل، ولما لم يَبْقَ من دَيْنه شيءٌ إلا وقد قضاه، أعطى الثَّمن لأزواجه، وذلك نصيبُهنَّ من التركة، وله يومئذٍ أربعُ نسوةٍ.

اجمالی معنیٰ:

جنگ جمل کے موقع پر جو کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کے معاملے پر ہوئی تھی، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: "میں سمجھتا ہوں کہ میں مظلوم شہید کر دیا جاؤں گا۔ مجھے جس چیز کی پرواہ ہے وہ میرے قرض ہیں جو میرے اوپر چڑھے ہوئے ہیں، لہٰذا تم انھیں میری طرف سے ادا کر دینا۔" زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے قرض اتنے زیادہ تھے کہ وہ ان کے سارے مال کو محیط تھے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے بیٹے کے بچوں (پوتوں) کے لیے وصیت کی۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ وراثت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ ان کا بیٹا زندہ ہے۔ اس لیے انہوں نے تہائی مال کی وصیت کا ایک تہائی حصہ ان کے لئے مختص کر دیا جو سارے مال کا نواں حصہ بنتا ہے۔ لوگ اپنا مال ان کے پاس بطور امانت رکھنے کے لیے آتے، تو وہ اس اندیشے کے تحت بطور امانت اسے لینے سے انکار کر دیتے کہ کہیں وہ ضائع نہ ہو جائے اور فرماتے: "یہ امانت نہیں بلکہ مجھ پر قرض ہے۔" زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ایک زاہد و امانت دار شخص تھے۔ انہوں نے کبھی بھی کسی حکومتی عہدہ یا کسی بھی شے کی ذمے داری نہیں اٹھائی تھی۔ جب ان کی وفات ہو گئی اور ان کے بیٹے نے ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کر دیا اور ان کا کچھ مال بچ بھی گیا تو ورثاء نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ باقی ماندہ کو ان کے مابین تقسیم کر دیں۔ لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے اسے تقسیم کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ ایام حج میں اعلان کرانے کے بعد ہی اسے تقسیم کریں گے۔ اگر یہ بالکل واضح ہو گیا کہ کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جس کا ان کے والد پر قرض ہو تو وہ اسے ان میں تقسیم کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جب

سارا قرض ادا کر چکے تو آٹھواں حصہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بیویوں کو دے دیا جو ترکے میں ان کا حصہ بنتا تھا۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اس وقت چار بیویاں تھیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

السيرة والتاريخ > التاريخ > التراجم وسير الأعلام

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن الزُّبير -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- اقض : وفِّ.
- وازى : ساوى.
- استعن : الاستعانة هي طلب العون.
- كربة : حزن يأخذ بالنفس.
- يدع : يترك.
- الغابة : أرض عظيمة من عوالي المدينة النبوية.
- سلف : أي: قرض.
- أخشى عليه الضيعة : أي: يخاف عليه الضياع.
- ولي إمارة قط : أي: ولاية. وقط: معناه مطلقًا.
- جِباية : استخراج الأموال من مظانها.
- خراجاً : أي: خراج الأرض من الثمار.
- غزو : الخروج مع النبي -صلى الله عليه وسلم- للقتال.
- فكتمته : أخفيت عنه الحقيقة.
- تطيقون : تستطيعون.
- يوافنا : فليأتنا.
- قومت الغابة : أي: ثمنها الذي تستحقه.
- كل سهم : أي: قسم الأرض لأقسام وكل قسم منها يسمى سهم.
- فرغ : انتهى.
- الموسم : مأخوذ من الوسم وهو العلامة, والمراد موسم الحج.
- دفع الثلث : أعطى الثلث.
- للزبير أربع نسوة : أي: زوجاته التي مات عنهن.
- أصاب كل امرأة : أي: كان من نصيب كل امرأة وحظها.
- أرأيتك : لو أخبرتك.
- أفترى : أي: تظن.
- عجزت : لم تستطع.
- مولاي : كلمة المولى تطلق على معان مختلفة منها الرب والمالك والسيد والمنعم، والمراد الرب.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الوصية عند الحرب لأنه قد يفضي إلى الموت.
٢. كمال الوثوق بالله عز وجل والاستعانة به في كل حال.
٣. جواز الاستقراض.

٤. وجوب وفاء الدين من ورثة الميت قبل تنفيذ الوصية وقبل قسمة التركة.

٥. جواز ملك الدور والأرض مهما كثرت إذا كان ذلك من وجه شرعي.

٦. المحافظة على الأمانات.

٧. البركة إذا وضعت في شيء جعلت القليل كثيراً وإذا نزعت من شيء كان وبالاً خطيراً.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي, عناية: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, ط ٤ عام ١٤٢٥ فيض الباري على صحيح البخاري, تأليف: أمالي محمد أنور شاه الكشميري الهندي, تحقيق: محمد بدر عالم الميرتهي, الناشر: دار الكتب العلمية, ط١ عام ١٤٢٦ تيسير العزيز الحميد في شرح كتاب التوحيد, تأليف: سليمان بن عبدالله آل الشيخ, تحقيق: زهير شاويش, التاشر: المكتب الإسلامي, ط١ عام ١٣٢٣ تعليق البغا على صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، تحقيق : د. مصطفى ديب البغا، الطبعة الثالثة ، ١٤٠٧ – ١٩٨٧.

الرقم الموحد: (5864)

كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ	آپ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“۔ (اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ سے بچا)۔
١٢٣٤. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- قال: كان أكثر دعاء النبي -صلى الله عليه وسلم-: «اللَّهُمَّ آتنا في الدنيا حسنة، وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار.	**١٢٣٤. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“۔ (اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ سے بچا)۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يدعو بهذا الدعاء، هو آية كريمة من القرءان، ويكثر من الدعاء به لجمعه معاني الدعاء كله من أمر الدنيا وأمر الآخرة، فالحسنة هنا هي النعمة، فسأل نعيم الدنيا والآخرة، والوقاية من النار، فمن حسنة الدنيا سؤال كل مطلوب ومرغوب، ومن حسنة الآخرة النعمة الكبرى وهي رضا الله ودخول جنته، وأما الوقاية من النار فإنها كمال النعيم وذهاب الخوف والكرب.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے، یہ قرآن کی ایک آیت کریمہ ہے، آپ یہ دعا کثرت سے کیا کرتے تھے، اس لیے کہ اس کے معانی دنیا اور آخرت کے تمام امور کو جامع ہیں۔ اس دعا میں ''حسنۃ'' سے مراد نعمت ہے، آپ دنیا اور آخرت دونوں کی نعمتیں اور جہنم سے نجات کی دعا مانگا کرتے تھے، دنیا کی بھلائی ہر مطلوب و مرغوب چیز کو مانگنا ہے اور آخرت کی بھلائی نعمتِ کبریٰ یعنی اللہ کی رضامندی اور جنت میں دخول، جہنم سے نجات یعنی کامل نعمتیں، خوف اور پریشانی کا ختم ہونا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأدعية المأثورة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. استحباب الإكثار من هذا الدعاء تأسياً بالنبي -صلى الله عليه وسلم-.
٢. لا حرج على الإنسان أن يدعو بخير الدنيا لكن ليس على حساب الآخرة بل يجعل لها نصيباً من دعائه.
٣. الأكمل أن يجمع الإنسان في دعائه بين صلاح الدنيا والآخرة.
٤. إثبات الآخرة وإثبات النار.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5502)

كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فقتله

تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا، جس نے ننانوے قتل کیے تھے۔ اس نے پوچھا کہ زمین کے لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ اسے ایک راہب کے بارے میں بتایا گیا، وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا کہ نہیں! (تیری توبہ قبول نہ ہوگی) تو اس نے اس راہب کو بھی مار ڈالا۔

١٢٣٥. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن نبي الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «كان فيمن كان قبلكم رجل قتل تسعة وتسعين نفسًا، فسأل عن أعلم أهل الأرض، فَدُلَّ على راهب، فأتاه فقال: إنه قتل تسعة وتسعين نفسا فهل له من توبة؟ فقال: لا، فقتله فكمَّل به مئة، ثم سأل عن أعلم أهل الأرض، فَدُلَّ على رجل عالم، فقال: إنه قتل مائة نفس فهل له من توبة؟ فقال: نعم، ومَنْ يَحُولُ بينه وبين التوبة؟ انْطَلِقْ إلى أرض كذا وكذا فإن بها أناسا يعبدون الله -تعالى- فاعبد الله معهم، ولا ترجع إلى أرضك فإنها أرض سوء، فانطلق حتى إذا نَصَفَ الطريقَ أتاه الموت، فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة العذاب، فقالت ملائكة الرحمة: جاء تائبا، مُقْبِلا بقلبه إلى الله -تعالى-، وقالت ملائكة العذاب: إنه لم يعمل خيرا قط، فأتاهم ملك في صورة آدمي فجعلوه بينهم -أي حكمًا- فقال: قِيسُوا ما بين الأرضين فإلى أَيَّتِهِمَا كان أدنى فهو له، فقاسوا فوجدوه أدنى إلى الأرض التي أراد، فقبضته ملائكة الرحمة». وفي رواية في الصحيح: «فكان إلى القرية الصالحة أقرب بشبر فجعل من أهلها». وفي رواية في الصحيح: «فأوحى الله -تعالى- إلى هذه أن تَبَاعَدِي، وإلى هذه أن تَقَرَّبِي، وقال: قيسوا ما بينهما، فوجدوه إلى هذه أقرب بشبر فغُفِرَ له». وفي رواية: «فَنَأَى بصدره نحوها».

١٢٣٥. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا، جس نے ننانوے قتل کیے تھے۔ اس نے پوچھا کہ روئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟ چنانچہ اسے ایک راہب کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا کہ نہیں! (اس کی توبہ قبول نہ ہوگی) تو اس نے اس راہب کو بھی مار ڈالا اور یوں سو (١٠٠) قتل پورے کر دیے۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ زمین میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک عالم کے بارے میں بتایا (تو وہ اس کے پاس گیا) اور پوچھا کہ اس نے سو قتل کیے ہیں، کیا اس کے لیے توبہ ہے؟ وہ بولا کہ ہاں ہے اور آخر توبہ کرنے میں کون سی شے حائل ہو سکتی ہے؟ تو فلاں علاقے میں جا، وہاں کچھ لوگ ہیں، جو اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں۔ تو بھی جا کر ان کے ساتھ عبادت کر اور اپنے علاقے میں واپس نہ جانا؛ کیوں کہ وہ بری جگہ ہے۔ چنانچہ وہ اس علاقے کی طرف چل پڑا، جب آدھا سفر طے کر لیا، تو اس کو موت آ گئی۔ اب عذاب کے فرشتوں اور رحمت کے فرشتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے صدق دل کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آ رہا تھا۔ جب کہ عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی! آخر ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا اور دونوں فرشتوں نے اسے حکم مان لیا۔ اس نے کہا کہ دونوں طرف کی زمین ناپو، یہ جدھر سے قریب ہوگا، اسے ادھر ہی کا مان لیا جائے گا۔ سو انھوں نے زمین کو ناپا تو اسے اس زمین سے زیادہ قریب پایا، جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتے اس کو لے گئے"۔ ایک اور روایت میں ہے: "وہ اس صالح بستی سے ایک بالشت کی مقدار زیادہ قریب تھا۔ چنانچہ اسے انہی لوگوں میں شامل کر دیا گیا"۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے اس زمین کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور اس زمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔ اور کہا کہ ان دونوں کے مابین کی مسافت کو ناپو۔ جب انھوں نے ناپا تو معلوم ہوا کہ وہ اس زمین سے ایک بالشت کی مقدار زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ اس کی

مغفرت کر دی گئی"۔ ایک روایت میں ہے: "اس نے اپنے سینے کو کھینچ کر اس زمین کی طرف کر دیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: كان في أمة من الأمم قبلنا رجل قتل تسعة وتسعين نفسًا، ثم إنه ندم وسأل عن أعلم أهل الأرض يسأله: هل له من توبة؟ فدل على رجل، فوجد عابدًا ولكنه ليس عنده علم، فلما سأله قال إنه قتل تسعة وتسعين نفسًا، فهل له من توبة؟ فاستعظم الراهب هذا الذنب وقال: ليس لك توبة! فغضب الرجل وانزعج وقتل الراهب، فأتم به مائة نفس، ثم إنه سأل عن أعلم أهل الأرض، فدل على رجل عالم فقال له: إنه قتل مائة نفس فهل له من توبة؟ قال: نعم! ومن الذي يحول بينه وبين التوبة؟ باب التوبة مفتوح، ولكن اذهب إلى القرية الفلانية؛ فإن فيها قومًا يعبدون الله، والأرض التي كان فيها كأنها -والله أعلم- دار كفر فأمره هذا العالم أن يهاجر بدينه إلى هذه القرية التي يعبد فيها الله -سبحانه وتعالى-، فخرج تائبا نادمًا مهاجرًا بدينه إلى الأرض التي فيها القوم الذين يعبدون الله عز وجل، وفي منتصف الطريق أتاه الموت، فاختصمت فيه ملائكة العذاب وملائكة الرحمة، تقول ملائكة الرحمة: إنه تاب وجاء نادمًا تائبًا، فحصل بينهما خصومة، فبعث الله إليهم ملكًا ليحكم بينهم، فقال: قيسوا ما بين الأرضين فإلى أيتها كان أقرب فهو من أهلها. فإن كانت أرض الكفر أقرب إليه فملائكة العذاب تقبض روحه، وإن كان إلى بلد الإيمان أقرب فملائكة الرحمة تقبض روحه. فقاسوا ما بينهما؛ فإذا البلد التي اتجه إليها -وهي بلد الإيمان-أقرب من البلد التي هاجر منها بنحو شبر -مسافة قريبة- فقبضته ملائكة الرحمة.

اجمالی معنی:

متفق علیہ

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- راهب : المتخلي عن أشغال الدنيا والتارك لملاذها والزاهد فيها، والمعتزل لأهلها للعبادة.
- توبة : الاعتراف بالذنب والندم والإقلاع والعزم على ألا يعاوده.
- من يحول : من يمنعك؟
- أرض كذا وكذا : روي أن اسمها بصرى.
- نصف الطريق : أي: بلغ نصفها.
- الأرضين : أي: التي خرج منها والتي ذهب إليها.
- أدنى : أقرب.
- نأى : نهض بجهد ومشقة رغم ثقل ما أصابه من الموت.
- قبضته : أخذته.

فوائد الحديث:

١. حسن أسلوب النبي -صلى الله عليه وسلم- واستعماله أسلوب القصة في التوجيه والموعظة.
٢. جواز التحدث عن الأمم السابقة مما لم يأت الإسلام بما يخالفه.
٣. النفوس التي فيها استعداد للخير والحق ترجع إلى الاستقامة وإن انحرفت بها الأهواء حينًا عن طريق الهدى.
٤. فضل العلم مع قلة العبادة على كثرة العبادة مع الجهل.
٥. العالم يهتدي بنور الحق والعلم فيوفق للهدى فينتفع وينفع.
٦. باب التوبة مفتوح، والتائب مقبول مهما عظُم منه الذنب وكثُر.
٧. على الداعي إلى الخير أن يكون ذا حكمة بالغة؛ بحيث يفطن إلى ما يصلح النفوس، ويسلك بها سبيل الأمل وفتح باب الرجاء.
٨. قبول توبة القاتل عمدًا.
٩. مجانبة أهل المعاصي ومقاطعتهم ما داموا على حالهم، ومصاحبة أهل التقوى والعلم والصلاح.
١٠. حب الله تعالى لتوبة عباده وإخباره الملائكة بذلك مباهاة بهم.
١١. بذل الجهد وتحمل المشقة من أجل اللحاق بالصالحين، وفعل عمل المقربين دليل صدق الرغبة في التوبة إلى الله -عز وجل.-
١٢. قدرة الملائكة على التشكل.
١٣. إذا تعارضت الأدلة والأحوال وتعددت البينات عند الحاكم، فله أن يستدل بالقرائن على الترجيح.
١٤. جواز التحكيم.
١٥. من خرج مهاجرا في سبيل الله فقد وقع أجره على الله.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ -كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. -المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4310)

كَفَارةُ مَنِ اغْتَبْتَهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُ

جس کی تم نے غیبت کی ہو اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔

١٢٣٦. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «كفارة من اغْتَبْتَهُ أَنْ تستغفر له».

١٢٣٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس کی تم نے غیبت کی ہو اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم اُس کے لیے مغفرت کی دعا کرو''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

من اغتاب أخاه المسلم ووقع في هذه الكبيرة وأراد أن يتخلص منها ويتحلل؛ فإن كفارتها أن يستغفر لمن اغتابه.

اجمالی معنی:

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کر بیٹھے اور اس گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر لے اور وہ اس سے نجات پانا اور بری ہونا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے کفارے کے طور پر اس شخص کے لیے دعائے مغفرت کرے جس کی اس نے غیبت کی ہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه الحارث بن أسامة كما في بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اغتبته : الغيبة: هي ذكرك أخاك بما يكره، وإن كان فيه ما اغتبته.
- أن تستغفر له : أي تدعو له، وتذكر محاسنه.

فوائد الحديث:

١. أن الغِيْبَة هي أن تذكر أخاك بما يكره في حال غيبته.
٢. أن الواجب بحق المغتاب أن يستغفر لمن اغتابه ويدعو له.
٣. تحريم الغيبة، وأنها من كبائر الذنوب.

المصادر والمراجع:

-بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، لابن أبي أسامة، المنتقي: نور الدين الهيثمي -المحقق: د. حسين أحمد صالح الباكري، -مركز خدمة السنة والسيرة النبوية- المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤١٣ – ١٩٩٢. - سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ/ ١٩٩٢م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله البسام، مكتبة الأسدي –مكة المكرمة – الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف الشيخ صالح الفوزان -عناية عبد السلام السليمان- مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5506)

كَيْفَ أَنْعَمُ! وصَاحِبُ القَرْنِ قَدِ التَقَمَ القَرْنَ، واسْتَمَعَ الإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ

میں کس طرح ہنسی خوشی رہ سکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والا (فرشتہ) صور کو منہ میں لیے ہوئے ہے اور اللہ کی اجازت پر کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے (صور) پھونکنے کا حکم دیا جائے اور وہ صور پھونکے

١٢٣٧. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «كَيْفَ أَنْعَمُ! وصَاحِبُ القَرْنِ قَدِ التَقَمَ القَرْنَ، واسْتَمَعَ الإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ»، فَكَأَنَّ ذَلِكَ ثَقُلَ على أصحابِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فقال لهم: «قُولُوا: حَسْبُنَا اللهُ ونِعْمَ الوَكِيلُ».

١٢٣٧. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: میں کس طرح ہنسی خوشی رہ سکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والا (فرشتہ) صور کو منہ میں لیے ہوئے ہے اور اللہ کی اجازت پر کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے (صور) پھونکنے کا حکم دیا جائے اور وہ صور پھونکے۔ ''تو یہ بات رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر گویا گراں گزری، چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: (گھبراؤ نہیں بلکہ) کہو: حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف أفرح والملك الموكل بالنفخ في الصور قد وضع فاه عليه، يستمع وينتظر الإذن متى يؤمر بالنفخ فينفخ فيه. فكأن ذلك ثقل على أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واشتد عليهم ، فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، قولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل أي هو كافينا.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کیسے فرحت اندوز ہو سکتا ہوں جب کہ صورت حال یہ ہے کہ وہ فرشتہ جو صور پھونکنے پر مامور ہے اس نے اپنے منہ کو اس پر رکھا ہوا ہے اور اجازت کا منتظر ہے کہ کب اسے حکم دیا جائے اور وہ صور پھونک دے۔ تو گویا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر یہ بات بہت گراں گزری۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم یوں کہا کرو: حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ یعنی ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > الأذكار التي تقال في أوقات الشدة

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أنعم : من النعمة، وهي المسرة والفرح، أي: كيف أطيب عيشا.
- القرن : الصور الذي قال الله تعالى عنه: {ونفخ في الصور}.
- صاحب القرن : الملك الموكل بالنفخ فيه، وهو إسرافيل عليه السلام.
- قد التقم القرن : أي: وضع فمه عليه؛ يعني قرب قيام الساعة.
- ثقل : عظم.
- حسبنا : كافينا.
- الوكيل : أي: الموكول إليه.

فوائد الحديث:

١. الخوف من قيام يوم القيامة.

٢. الحث على الاستعانة بالله تعالى، والالتجاء إليه، والمسارعة إلى العمل الصالح.
٣. من وظائف الملائكة النفخ في الصور.
٤. الملائكة لا تتصرف إلا بأمر الله، ولذلك ألقت السمع تنتظر الأمر من الله عز وجل.
٥. من ثقُل عليه شيء، فليقل: حسبنا الله ونعم الوكيل.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي .الطبعة الأولى ١٤١٨ المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (4949)

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أو عَابِرُ سَبِيلٍ

تم دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک پردیسی یا راہ گیر ہو

١٢٣٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: أخذ رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم- بَمنكِبي فقال: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أو عَابِرُ سَبِيلٍ». وكان ابن عمر -رضي الله تعالى عنهما- يقول: إذا أمسيت فلا تَنْتَظِرْ الصباحَ، وإذا أصبحتَ فلا تَنْتَظِرْ المساءَ، وخُذْ من صِحَّتِكَ لمرضِكَ، ومن حَياتِكَ لموتِكَ.

١٢٣٨. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا : ’’تم دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک پردیسی یا راہ گیر ہو۔‘‘ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرمایا کرتے تھے : "جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو۔ اور اپنی صحت وتندرستی کے زمانے میں بیماری کے لیے اور اپنی زندگی میں موت کے لیے تیاری کر لو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث يدور على التخفف من الدنيا، وترك الانشغال بها عن الآخرة، وتقصير الأمل مما فيها، والحث على طلب الصالحات، والتحذير من تسويف التوبة، واغتنام وقت الصحة قبل نزول المرض، ووقت الفراغ قبل حدوث المشغل.

اجمالی معنی :

یہ حدیث ان چند امور کے ارد گرد گھومتی ہے : دنیا کو کم جمع کرنا، آخرت سے غافل ہو کر دنیا میں مصروف نہ ہو جانا، سامانِ دنیا کی آرزو کم کرنا، نیک اعمال کے کرنے پر ابھارنا ، توبہ کرنے میں ٹال مٹول کرنے سے متنبہ کرنا، صحت مندی کے وقت کو مرض لاحق ہونے سے پہلے اور فراغت کے وقت کو مصروفیت سے پہلے غنیمت جاننا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بمَنكِبي : مجمع العضد والكتف، ويروى بالإفراد والتثنية.
- كأنك غريب : لا يجد من يستأنس به، ولا مقصد له إلا الخروج عن غربته إلى وطنه من غير أن ينافس أحدًا.
- أو : بمعنى بل.
- عابر سبيل : المار في الطريق، الطالب وطنه.
- فلا تنتظر الصباح : لأنك لا تعلم هل يأتي أو لا، والمراد قصر الأمل.
- فلا تنتظر المساء : دعوة لقصر الأمل.
- وخذ من صحتك لمرضك : اغتنم العمل حال الصحة فإنه ربما عرض مرض مانع منه.
- ومن حياتك لموتك : اعمل في حياتك ما تلقى نفعه بعد موتك، فإنه ليس بعد الموت إلا انقطاع العمل.

فوائد الحديث:

١. وضع المعلم كفه على كتف المتعلم عند التعليم للتأنيس والتنبيه.
٢. الابتداء بالنصيحة والإرشاد لمن لم يطلب ذلك.
٣. مخاطبة الواحد وإرادة الجمع، فإن هذا لا يخص ابن عمر، بل يعم جميع الأمة.
٤. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- بضرب الأمثال المقنعة، لأنه لو قال: ازهد في الدنيا ولا تركن إليها وما أشبه ذلك لم يفد هذا مثل ما أفاد قوله: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ".

٥. من طرق البيان: التشبيه.

٦. الحض على ترك الدنيا والزهد فيها، وألا يأخذ منها الإنسان إلا مقدار الضرورة المعينة على الآخرة.

٧. التحذير من الرذائل، إذ الغريب لقلة معرفته بالناس قليل الحسد والعداوة، والحقد والنفاق، والنزاع، وجميع الرذائل التي تنشأ بالاختلاط بالخلائق ولقلة إقامته قليل الدار والبستان والمزرعة، وسائر الأشياء التي تشغل عن الخالق.

٨. تقصير الأمل، والاستعداد للموت.

٩. المسارعة إلى الأعمال الصالحة قبل أن لا يقدر عليها، ويحول مرض أو موت، أو بعض علامات الساعة التي لا يقبل معها عمل.

١٠. فضيلة عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- حيث تأثّر بهذه الموعظة من رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

١١. المؤمن حقاً دائم التشمير في سيره إلى الله، فهو دائم العبودية لله -تعالى.-

١٢. الصحة والحياة نعمتان يغتنمهما العقلاء الموفقون، قال -صلى الله عليه وسلم-: "نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ".

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ. شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م. الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط، دار اليسر. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (4704)

كُنَّا على عَهْدِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- نَأْكُلُ ونحنُ نَمْشِي، ونَشْرَبُ ونحنُ قِيَامٌ.	ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے ہوئے کھایا کرتے تھے اور کھڑے ہی پانی پی لیا کرتے تھے۔
١٤٣٩. الحديث: عن ابنِ عُمَرَ -رضي الله عنهما-، قال: كُنَّا على عَهْدِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- نَأْكُلُ ونحنُ نَمْشِي، ونَشْرَبُ ونحنُ قِيَامٌ.	**١٤٣٩. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے ہوئے کھایا کرتے تھے اور کھڑے ہی پانی پی لیا کرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: فعل الصحابة رضي الله عنهم يدل على أن الشرب من قيام جائزٌ، لإقراره عليه الصلاة والسلام لذلك، والأفضل في الأكل والشرب أن يكون الإنسان قاعدا؛ لأن هذا هو هدي النبي صلى الله عليه وسلم الأغلب، أما الشرب وهو قائم فإنه صح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن ذلك، لكن هذا الحديث دليل على أن النهي ليس للتحريم، ولكنه خلاف الأولى بمعنى: أن الأحسن والأكمل أن يشرب الإنسان وهو قاعد وأن يأكل وهو قاعد، ولكن لا بأس أن يشرب وهو قائم، وأن يأكل وهو قائم.	**اجمالی معنی:** اسے امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عهد : زمن.
- قيام : جمع قائم.

فوائد الحديث:

١. بيان جواز الشرب والأكل قائما وقاعدا وماشيا، وإن كان الأكمل والأفضل حال القعود.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. بدون تاريخ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4948)

كان أخوان على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- وكان أحدهما يأتي النبي -صلى الله عليه وسلم- والآخر يحترف، فشكا المحترف أخاه للنبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: لعلك ترزق به

نبی ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک تو نبی ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور دوسرا کوئی کام کرتا تھا۔ کام کرنے والے نے اپنے بھائی کی نبی ﷺ کے حضور شکایت کی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "ہو سکتا ہے کہ اسی کی وجہ سے تمھیں رزق دیا جاتا ہو"۔

١٤٤٠. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان أخوانِ على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- وكان أحدُهما يأتي النبي -صلى الله عليه وسلم- والآخر يَحتَرِف، فَشَكَا المُحتَرِف أَخَاه للنبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «لَعَلَّك تُرزَقُ بِهِ».

١٤٤٠. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک تو نبی ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور دوسرا کوئی کام کرتا تھا۔ کام کرنے والے نے اپنے بھائی کی نبی ﷺ کے حضور شکایت کی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "ہو سکتا ہے کہ اسی کی وجہ سے تمھیں رزق دیا جاتا ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حدَّث أنس -رضي الله عنه- فقال: كان أخوان على زمن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فكان أحدهما يأتي مجلس النبي -صلى الله عليه وسلم- ويلازمه ليتلقى من معارفه ويأخذ من أقواله وأفعاله، وأمَّا الآخر فيحترف الصناعة ويسعى في الكسب، فشكا المحترف أخاه في ترك الاحتراف إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال -صلى الله عليه وسلم- مسليًا له: لعل قيامك بأمره سبب لتيسير رزقك؛ لأن الله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه.

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک تو آپ ﷺ کی مجلس میں آیا کرتا اور علم کے حصول اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال سیکھنے کے لیے ہمہ وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتا، جب کہ دوسرا کوئی کام کاج کرتا اور روزی کماتا تھا۔ اس کام کاج کرنے والے نے نبی ﷺ کے حضور اپنے بھائی کی شکایت کی کہ وہ کام نہیں کرتا۔ اس پر آپ ﷺ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی دیکھ بھال اور کفالت کرنا تمھارے لیے تمھارے رزق کے حصول میں آسانی کا باعث ہو۔ کیوں کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے، تب تک اللہ بھی اس کی مدد میں رہتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل العلم

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يأتي النبي -صلى الله عليه وسلم- : يلازمه ليتلقى من علومه، ويتعلم أحكام الدين.
- يَحتَرِف : يعمل ويكتسب ويتَسَبَّب.
- فَشَكَا : أي المحترف للنبي -صلى الله عليه وسلم- أخاه في ترك الاحتراف.
- تُرزَقُ بِهِ : أي بسببه.

فوائد الحديث:

١. جواز إظهار الشكوى لولي الأمر.

٢. تعظيم أمر الدين أكثر من أمر الدنيا.
٣. من انقطع لطلب العلم والتفقه في أحكام الدين؛ لحفظ شريعة الله، فإن الله يهيء له من يقوم بشؤونه ويكفيه حاجاته.
٤. الترغيب في مساعدة أهل العلم.
٥. يُرزق الإنسان بسبب من يعيلهم.
٦. تنبيه على أنَّ العبد يرزق بغيره، كما في الحديث الآخر: «وهل ترزقون - أو قال: تنصرون - إلا بضعفائكم.»

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3126)

كان جذع يقوم إليه النبي -صلى الله عليه وسلم- يعني في الخطبة - فلما وضع المنبر سمعنا للجذع مثل صوت العشار، حتى نزل النبي -صلى الله عليه وسلم- فوضع يده عليه فسكن

١٣٤١. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: كان جِذْعٌ يقوم إليه النبي -صلى الله عليه وسلم- يعني في الخطبة - فلما وُضعَ المنبر سمعنا للجِذْعِ مثل صوت العِشَارِ، حتى نزل النبي -صلى الله عليه وسلم- فوضع يده عليه فَسَكَنَ. وفي رواية: فلما كان يوم الجمعة قعد النبي -صلى الله عليه وسلم- على المنبر، فصاحت النخلة التي كان يخطب عندها حتى كادت أن تَنْشَقُّ،وفي رواية: فصاحت صِيَاحَ الصبي، فنزل النبي -صلى الله عليه وسلم- حتى أخذها فَضَمّها إليه، فجعلت تَئِنُّ أَنِينَ الصبي الذي يُسَكَّتُ حتى اسْتَقَرَّتْ، قال: «بَكَتْ على ما كانت تسمع من الذِّكْرِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

اتخذ النبي -صلى الله عليه وسلم- جذع نخلة منبرا له؛ فلما استبدله النبي -صلى الله عليه وسلم- سمع صوت الجذع وبكاءه بسبب ما كان يسمع من الذكر، فنزل النبي -صلى الله عليه وسلم- فوضع يده عليه فَسَكَنَ. وفي رواية: فنزل النبي -صلى الله عليه وسلم- حتى أخذها فَضَمّها إليه، وكان ذلك في خطبة الجمعة.

ایک کھجور کا تنا تھا، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ ٹیک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر رکھ دیا گیا اور (آپ نے اس تنے پر ٹیک لگانا چھوڑ دیا) تو ہم نے اس کے رونے کی ایسی آواز سنی، جیسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی آواز کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا، تو اسے سکون ہوا۔

١٣٤١. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کھجور کا تنا تھا، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ ٹیک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر رکھ دیا گیا اور (آپ نے اس تنے پر ٹیک لگانا چھوڑ دیا) تو ہم نے اس کے رونے کی ایسی آواز سنی، جیسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی آواز کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا، تو اسے سکون ہوا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب جمعے کا دن آیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اس پر اس کھجور کے تنے نے ایک چیخ ماری، جس کے پاس کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے اور قریب تھا کہ وہ پھٹ ہی جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے بچے کی طرح چلانا شروع کر دیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے اور اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھرنا شروع ہو گیا، جسے چپ کرایا جا رہا ہو، یہاں تک کہ پر سکون ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ اس ذکر (سے محروم ہونے) کی وجہ سے رویا ہے، جسے یہ سنا کرتا تھا"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ایک تنے کو اپنا منبر بنا رکھا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدل لیا، تو تنے کی آواز اور رونا سنائی دیا۔ کیونکہ اب وہ اس ذکر سے محروم ہو گیا تھا، جو وہ سنا کرتا تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في خطبه
راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- جذع : ساق نخلة.
- عشار : الناقة التي انتهت في حملها إلى عشرة أشهر حتى تلد.
- استقرت : سكنت.
- تئن : تُصَوِّت.
- وضع المنبر : أي في مسجد النبي -صلى الله عليه وسلم.-

فوائد الحديث:

١. في الحديث دلالة على أن الجمادات قد يخلق الله لها إدراكًا.
٢. الدلالة على رحمة وشفقة سيد المرسلين -صلى الله عليه وسلم- حتى مع الجمادات, مما يدل على أنه رحمة للعالمين.
٣. السنة في خطبة الجمعة أن تكون على المنبر.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الرابعة عشرة،١٤٠٧هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن البكري- اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (4927)

كان رجل يُدَايِنُ الناس، وكان يقول لفَتَاه: إذا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عنه، لعَلَّ الله أن يَتَجَاوَزَ عنَّا، فَلَقِيَ الله فتَجَاوز عنه

ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے کارندے کو(جب اس کی وصولی کے لئے بھیجتا تو) تو اس سے کہتا: اگر تم کسی تنگ دست کے پاس آو تو اس سے درگزر کرنا۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ بھی ہم سے درگزر کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب وہ اللہ تعالی سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔"

١٢٤٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «كان رجل يُدَايِنُ الناس، وكان يقول لفَتَاه: إذا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عنه، لعَلَّ الله أن يَتَجَاوَزَ عنَّا، فَلَقِيَ الله فتَجَاوز عنه».

١٢٤٢. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے کارندے کو(جب اس کی وصولی کے لئے بھیجتا تو) تو اس سے کہتا: اگر تم کسی تنگ دست کے پاس آو تو اس سے درگزر کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ بھی ہم سے درگزر کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "كان رجُلٌ يُدَايِنُ النَّاس" أي: يتعامل معهم بالقَرض، أو يَبِيعهم بالآجل، وكان يقول لغلامه الذي يتقاضى الديون التي عند الناس إذا أتيت مدِيْنًا ولم يكن عنده ما يقضي به الدَّين الذي عليه لعجزه. "فَتَجَاوَزْ عنه" إما بإمهاله وعدم الإلحاح في المطالبة، أو بقبول ما عنده ولو مع ما فيه من نقص يسير. "لعَلَّ الله أن يَتَجَاوَزَ عنَّا" أي يعفو عنَّا لتجاوزنا عن عباده والتيسير عليها ورفع الحرج عنهم. وهذا لعلمه؛ بأن الله تعالى يكافئ العباد على إحسانهم إلى عباده بما يوافق فعلهم. ولعلمه أن الله تعالى لا يُضِيع أجر من أحسن عملًا. "فَلَقِيَ الله فتَجَاوز عنه" مكافأة له على رحمته بالناس، ورفقه بهم، وتيسيره عليهم، مع أنه لم يعمل خيرا قط كما هي رواية النسائي وابن حبان: "إن رجلا لم يعمل خيرا قط، وكان يُداين الناس، فيقول لرسوله: خذ ما تيسر، واترك ما عسر وتجاوز، لعل الله تعالى أن يتجاوز عنا.." فلما أحسن الظن بالله -تعالى- وأحسن إلى عباد الله -تعالى-، تجاوز الله عن سيئاته والجزاء من جنس العمل.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "كان رجُلٌ يُدَايِنُ النَّاس"۔ یعنی ایک شخص لوگوں سے قرض کا لین دین کیا کرتا تھا یا پھر انہیں ادھار پر اشیاء فروخت کرتا تھا۔ وہ اپنے پاس موجود لڑکے کو جو لوگوں کے ذمہ واجب الاداء قرض وصول کرتا تھا اسے کہتا: "اگر تو کسی قرض دار کے پاس آئے اور اسے کے پاس اپنے ذمہ واجب الاداء قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ ہو اور وہ اس سے قاصر ہو تو اس سے درگزر کرنا، یا تو اسے مزید مہلت دے کر یا مطالبے میں اس سے اصرار نہ کر کے یا پھر جو کچھ اس کے پاس ہے اسے قبول کر کے اگرچہ وہ کچھ کم ہی کیوں نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ بھی ہم سے درگزر کرے یعنی اس کے بندوں سے درگزر کرنے کی وجہ سے اور ان کے لئے آسانی پیدا کرنے اور ان سے تنگی دور کرنے کی وجہ سے اللہ بھی ہمیں معاف فرما دے"۔ وہ شخص ایسا اس لئے کہتا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اللہ بندوں کو اپنے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے پر بدلہ دیتا ہے جو ان کے فعل کے موافق ہوتا ہے اور اسے بخوبی علم تھا کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اللہ اس کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اور واقعتا جب وہ اللہ کے سامنے پیش ہوا تو لوگوں کے ساتھ رحملانہ اور نرمی پر مبنی معاملہ کرنے اور ان کے لئے آسانی پیدا کرنے کی بدولت اللہ نے اس سے درگزر فرما دیا باوجود اس کے کہ اس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی جیسا کہ سنن نسائی اور صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے کہ: "ایک شخص تھا جس نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ وہ لوگوں کو قرض پر اشیاء دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے ہرکارے کو کہتا: جو کشادہ دست ہو اس سے لے لینا اور جو تنگ دست ہو اسے چھوڑ دینا اور اس سے درگزر

کرنا، ہوسکتا ہے کہ اللہ ہم سے بھی درگزر فرمائے"۔ چونکہ اس شخص نے اللہ سے اچھا گمان رکھا اور اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس لئے اللہ نے بھی اس کی برائیوں سے درگزر فرمایا اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ جزاء عمل کی جنس سے ہوتی ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يداين : يكثر من التعامل مع الناس بالقرض.
- فتاه : وهو الخادم حرا كان أو مملوكا.
- أتيت معسرا : لمطالبته بما عليه.
- فتجاوز عنه : تساهل معه من حط الدين أو التأخير في أجل القضاء
- أن يتجاوز عنا : يغفر عن ذنوبنا.
- فلقي الله : كناية عن الموت.

فوائد الحديث:

١. الأجر يحصل لمن يأمُرُ بالخير ولو لم يتولَّ ذلك بنفسه.
٢. شَرعُ من قبلنا شَرْعٌ لنا إذا لم يخالف ما في شرعنا.
٣. الحث على إنظار المعسر والإرفاق في المطالبة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. التنوير شرح الجامع الصغير للصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، ط١، دار السلام، ١٤٣٢هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3753)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا عطس وضع يده أو ثوبه على فيه، وخفض بها صوته	رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو اپنا ہاتھ یا اپنا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور اس سے اپنی آواز کو ہلکی یا پست کرتے۔
١٢٤٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا عطس وضع يده أو ثوبه على فيه، وخفض -أو غض- بها صوته، شك الراوي.	**١٢٤٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو اپنا ہاتھ یا اپنا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور اس سے اپنی آواز کو ہلکی یا پست کرتے۔ راوی کو شک ہے کہ صحابی نے خَفَضَ کا لفظ استعمال کیا تھا یہ غَضّ کا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: دل الحديث على أدب من الآداب المتعلقة بالعطاس، فيُستحب للعاطس أن لا يبالغ في إخراج العطاس ولا يرفع صوته, بل يخفضه ويغطي وجهه إن أمكن.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث چھینک سے متعلقہ آداب میں سے ایک ادب پر دلالت کرتی ہے، چھینکنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ چھینک نکالنے میں مبالغہ سے کام نہ لے اور نہ آواز ہی بلند کرے بلکہ آہستہ آواز سے چھینک نکالے اور جہاں تک ممکن ہو چہرے کو ڈھک لے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب العطاس والتثاؤب
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- خفض أو غض بها صوته : لم يجهر به ولم يرفع صوته.

فوائد الحديث:

١. بيان هديه -صلى الله عليه وسلم- في العطاس والاقتداء به في ذلك.
٢. استحباب وضع الثوب على فمه وأنفه إذا عطس لئلا يخرج منه شيء يؤذي جليسه.
٣. خفض الصوت بالعطاس مطلوب وهو من كمال الأدب ومن مكارم الأخلاق.
٤. دفع الأذى عن المسلمين أمر واجب قدر الاستطاعة.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود, لأبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. - سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. -شرح رياض الصالحين، لمحمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. -تطريز رياض الصالحين, لفيصل بن عبد العزيز ابن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. -بهجة الناظرين، لسليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, لمحمد علي بن محمد البكري, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤م. -صحيح الجامع الصغير وزياداته, لمحمد ناصر الدين الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, ط. ٣، ١٤٠٨هـ -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, لمصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي

الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧هـ – ١٩٨٧م, رقم الطبعة: ١٤. -كنوز رياض الصالحين, لمجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا, السعودية, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (3317)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا مَدَّ يَدَيْهِ في الدُّعاءِ، لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتَى يَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ

رسول اللہ ﷺ جب دعا کے لیے اپنے ہاتھ مبارک پھیلاتے تو انہیں اس وقت تک نہ لوٹاتے جب تک کہ اپنے چہرہ انور پر نہ پھیر لیتے۔

١٢٤٤. الحديث:

عن عمر -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا مَدَّ يَدَيْهِ في الدُّعاءِ، لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتَى يَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ.

١٢٤٤. حدیث:

عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کے لیے اپنے ہاتھ مبارک پھیلاتے تو انہیں اس وقت تک نہ لوٹاتے جب تک کہ اپنے چہرہ انور پر نہ پھیر لیتے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث ظاهر وهو أن العبد إذا فرغ من الدعاء شُرع له مَسحُ وجهه بكفيه، والعلة والله أعلم أنه لما كان الله -سبحانه وتعالى- لا يرد يدي عبده صِفْرًا؛ فكأن الرحمة أصابتهما ببركة الدعاء فناسب إفاضة ذلك على الوجه الذي هو أشرف الأعضاء وأحقها بالتكريم. قال الشيخ ابن باز -رحمه الله-: (أما مسح الوجه باليدين فقد اختلف فيه العلماء: منهم من رأى استحبابه، ومنهم من رأى عدم استحبابه؛ لأن الأحاديث الصحيحة ليس فيها مسح الوجه بعد الدعاء، وجاء فيها أحاديث ضعيفة أنه مسح بيديه، مسح بهما وجهه، فإن فعل فلا حرج، وإن ترك فهو أفضل؛ لأن بعض أهل العلم جعل الأحاديث التي جاءت في مسح الوجه متعاونة ومتعاضدة، وجعلها من قسم الحسن، واستحب مسح الوجه، منهم ابن حجر رحمه الله في البلوغ، ذكر أنها يشد بعضها بعضا، وقال آخرون: لا يستحب لأنها ضعيفة. فالحاصل أن الأمر في هذا واسع إن شاء الله).

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ بندہ جب دعا سے فارغ ہو تو اس کے لیے مشروع یہ ہے کہ وہ اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پھیر لے۔ اس کی وجہ، واللہ اعلم، یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالی اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا چنانچہ گویا دعا کی برکت سے ان میں رحمت کا نزول ہوا ہوتا ہے اس لیے مناسب ہے کہ انہیں چہرے پر پھیر لیا جائے جو سب سے زیادہ قابل احترام عضو ہے اور سب سے زیادہ مستحقِ تکریم ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > آداب الدعاء

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- مد يديه : أي رفع يديه للدعاء.

فوائد الحديث:

١. استحباب رفع اليدين عند الدعاء اقتداءً بالنبي -صلى الله عليه وسلم.-

٢. يشرع للعبد إذا فرغ من الدعاء أن يمسح وجهه بيديه.

٣. مشروعية التفاؤل بأن الله -تعالى- قد استجاب دعاء عبده إذا دعاه.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، لمحمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، ط المكتب الإسلامي – بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث. فتاوى نور على الدرب، للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز، جمعها: الدكتور محمد بن سعد الشويعر. فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (5505)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يستحب الجوامع من الدعاء، ويدع ما سوى ذلك

رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور اس کے علاوہ کی دعاؤں کو چھوڑ دیتے تھے۔

١٤٤٥. الحديث:

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يَسْتَحِبُّ الجَوَامِعَ من الدعاء، ويَدَعُ ما سوى ذلك.

١٤٤٥. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور اس کے علاوہ کی دعاؤں کو چھوڑ دیتے تھے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا دعا يختار من الدعاء أجمعه، فيختار كلمات جامعة عامة ويختار كذلك دعاء قليل اللفظ كثير المعنى، وهذا ليس عاما في كل الأحوال، وإنما أخبر الراوي بما علمه، ووردت أدعية أخرى فيها تفصيل وإسهاب، وكلا الأمرين مشروع.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جب دعا مانگتے تھے تو جامع ترین دعا کا انتخاب کرتے۔ آپ ﷺ جامع و عام الفاظ کا انتخاب کرتے اور اسی طرح ایسی دعا کا انتخاب فرماتے جس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔ تاہم تمام احوال میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اور راوی نے اسی چیز کی خبر دی ہے جو اس کے علم میں تھی۔ اور ایسی دعائیں بھی وارد ہیں جن میں بہت تفصیل اور طوالت ہے۔ اور دونوں ہی صورتیں مشروع ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > آداب الدعاء

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يستحب : أي: يحب، وصيغة الافتعال للمبالغة.
- الجوامع من الدعاء : اختلف أهل العلم في معناها على قولين: أ- قيل: هي التي تجمع الأغراض الصالحة والمقاصد الصحيحة، أو تجمع الثناء على الله -تعالى- وآداب المسألة. ب- وقيل: هي ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا.
- يدع : يترك.

فوائد الحديث:

١. استحباب الدعاء بالألفاظ اليسيرة الجامعة لمعاني الخير، ليصل الداعي إلى مطلوبه بأسهل طريق
٢. خص رسول الله صلى الله عليه وسلم بجوامع الكلم ، فقد جمع له شتات الحكم والعلوم في كلمات يسيرة
٣. خير الكلام ما قل ودل ، ولذلك يستحب الإيجاز للوصول إلى المطلوب بأسهل طريق ، وأيسر لفظ

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (5886)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقسم لعائشة يومين، يومها ويوم سودة

رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ان کے لیے دو دن مختص کیا کرتے تھے، ایک ان کا اپنا دن اور ایک سودہ رضی اللہ عنہا کا دن۔

١٤٤٦. الحديث:

عن عائشة قالت: ما رأيتُ امرأةً أَحَبَّ إِلَيَّ أنْ أكون في مِسْلَاخِها مِنْ سَوْدَةَ بنتِ زَمْعَة، مِنِ امرأةٍ فيها حِدَّةٌ، قالت: فلما كبِرتْ، جعلتْ يومَها مِنْ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لعائشة، قالت: يا رسول الله، قد جعلتُ يوْمِي مِنْكَ لعائشة، «فكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، يقْسِمُ لعائشة يومين، يومَها ويومَ سَوْدَةَ».

١٤٤٦. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی بھی ایسی عورت پسند نہیں جس کے بارے میں میری خواہش ہو کہ وہ عورت میں ہوتی، وہ ایک ایسی خاتون تھیں جن کی طبیعت میں کچھ حدت تھی۔ جب وہ بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے باری میں ملنے والا اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا اور کہنے لگیں "یا رسول اللہ! آپ کی طرف سے آنے والا اپنا دن میں نے عائشہ کو دے دیا ہے"۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ان کے لیے دو دن مختص کیا کرتے تھے، ایک ان کا اپنا دن اور ایک سودہ رضی اللہ عنہا کا دن۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث الذي ترويه عائشة -رضي الله عنها- فيه شيء من خبر أم المؤمنين سَودة بنت زمعة -رضي الله عنها-, فقد ذكرت عائشة أنها كانت من خيار النساء, وأن عائشة تمنت أن تكون مثلها, وذكرت من صفاتها أنها كانت امرأة فيها قوة نفس. وذكرت من خبرها -أيضًا- أنها لما كبرت وخشيت أن يُفارقها النبي -صلى الله عليه وسلم- أرادت أن تبقى في عصمته وأن تظفر بهذا الشرف والفضل, وهو كونها أمًّا للمؤمنين وزوجة من زوجات سيد المرسلين -صلى الله عليه وسلم-، فقالت: إني أهب نوبتي لـعائشة, فقبل ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-, وكان يبيت عند عائشة ليلتين ليلتها وليلة سودة.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی جانے والی اس حدیث میں اُم المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ ایک بہترین خاتون تھیں اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش تھی کہ وہ بھی ان کی طرح ہوتیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی صفت بیان کی کہ وہ ایک قوی النفس خاتون تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں یہ بھی بتایا کہ جب وہ سن رسیدہ ہو گئیں اور انہیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ نبی ﷺ ان سے علیحدگی اختیار کر لیں گے تو انہوں نے چاہا کہ وہ آپ ﷺ کی زوجیت میں باقی رہیں اور یہ شرف و فضیلت ان کو حاصل رہے۔ یعنی وہ اُمّ المومنین رہیں اور سید المرسلین ﷺ کی ازواج میں ان کا شمار ہوتا رہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگیں کہ "میں اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں"۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرما لیا اور آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو راتیں گزارتے، ایک ان کی اپنی رات اور ایک سودہ رضی اللہ عنہا کی رات۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العشرة بين الزوجين
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- مسلاخها : المسلاخ هو الجلد, ومعناه أن أكون أنا هي.
- من امرأة : من هنا للبيان واستفتاح الكلام.
- حِدَّة : لم ترد عائشة عيب سودة بذلك، بل وصفتها بقوة النفس وجودة القريحة.
- جعلت يومي : نوبتي ووقت بيتوتتي.

فوائد الحديث:

١. جواز الصلح بين الزوجين، وذلك حينما تحس المرأة من زوجها نفورًا، أو إعراضًا، وتخاف أن يفارقها؛ بأن تسقط عنه حقها، أو بعضه من نفقة، أو كسوة، أو مبيت، أو غير ذلك من الحقوق عليه، فلا جناح عليها في بذلها له، ولا جناح عليه في قبوله منها.

٢. بيان كمال عقل سودة -رضي الله عنها-, حيث تنازلت عن القسم لتبقى من أمهات المؤمنين.

٣. إذا وهبت الزوجة يومها وليلتها لضرتها، فلا يلزم ذلك في حق الزوج، فله أن يدخل على الواهبة، ولا يرضى بغيرها عنها، وإن رضي الزوج، فهو جائز.

٤. إذا كان للزوج عدة زوجات، فخصَّت الواهبة نوبتها لواحدة منهن، تعينت لها؛ كقصة سودة مع عائشة، وإن تركت حصتها من القسم، من غير تخصيص في ضرائرها، فيسوي الزوج بينهن، ويخرج الواهبة من القسم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, د ط, دت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م إكمال المعلم بفوائد مسلم لعياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، المحقق: الدكتور يحيى إسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58128)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الخلاء، فأحمل أنا وغلام نحوي إداوة من ماء وعنزة؛ فيستنجي بالماء

رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کی جگہ جاتے تو میں اور میرے جیسا ایک اور لڑکا پانی کا برتن اور ایک نیزہ اٹھائے ہوتے۔ آپ ﷺ پانی کے ذریعے استنجا کرتے تھے۔

١٢٤٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: ((كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدخل الخلاء، فأحمل أنا وغلام نَحوِي إِدَاوَةً مِن ماء وَعَنَزَة؛ فيستنجي بالماء)).

١٢٤٧. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کی جگہ جاتے تو میں اور میرے جیسا ایک اور لڑکا پانی کا برتن اور ایک نیزہ اٹھائے ہوتے۔ چنانچہ آپ ﷺ پانی سے استنجا کرتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر خادم النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- حينما يدخل موضع قضاء الحاجة، كان يجيء هو وغلام معه بطهوره، الذي يقطع به الأذى، وهو ماء في جلد صغير، وكذلك يأتيان بما يستتر به عن نظر الناس، وهو عصا قصيرة في طرفها حديدة، يغرزها في الأرض، ويجعل عليها شيئًا مثل: الرداء أو نحوه يقيه من نظر المارين، ويستتر به أيضًا إذا أراد أن يصلي.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کے خادم انس بن مالک بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ جب قضائے حاجت کی جگہ جایا کرتے، تو وہ اور ان کے ساتھ ایک اور لڑکا آپ ﷺ کی طہارت کے لیے پانی لایا کرتے، جس سے آپ ﷺ نجاست صاف کیا کرتے تھے۔ یہ پانی چمڑے سے بنے ایک چھوٹے سے برتن میں ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح وہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپنے کے لیے ایک چھوٹی سی لاٹھی بھی لایا کرتے، جس کے ایک کنارے پر لوہے کا پھل لگا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اسے زمین میں گاڑ کر اس پر کوئی چیز جیسے چادر وغیرہ ڈال دیا کرتے، جس سے آپ راہ گیروں کی نظروں سے محفوظ رہتے اور جب نماز کا ارادہ ہوتا، تو اسے بطور سترہ استعمال کر لیتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > خدمه صلى الله عليه وسلم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في التطهر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- غلام نحوي : الغلام الفتى المميز حتى يبلغ، و"نحوي" يعني هو مقارب لي في السن.
- إِدَاوة من ماء : الإناء الصغير من الجلد يجعل للماء.
- العَنَزة : عصا أقصر من الرمح لها سنان.
- يستنجي بالماء : يطهر بالماء الذي في الإداوة ما أصاب السبيلين من أثر البول أو الغائط.
- الخلاء : المكان الخالي، المعد لقضاء الحاجة في الفضاء.

فوائد الحديث:

١. فضيلة أنس بن مالك -رضي الله عنه- بخدمته النبي -عليه الصلاة والسلام-.

٢. جواز الاقتصار على الماء في الاستنجاء، وهو أفضل من الاقتصار على الحجارة؛ لأن الماء أنقى، والأفضل الجمع بين الحجارة والماء، فيقدم الحجارة، ثم يتبعها الماء؛ ليحصل الإنقاء الكامل.

٣. استعداد المسلم بطَهوره عند قضاء الحاجة؛ لئلا يُحْوِجُه إلى القيام فيتلوث.

٤. حفظ العورة عند قضاء الحاجة عن أن ينظر إليها أحد؛ لأن النظر إلى العورة محرم، فكان يركز العنزة في الأرض وينصب عليها الثوب الساتر.

٥. جواز استخدام الصغار، وإن كانوا أحراراً.

٦. جواز الاستنجاء بالماء من البول والغائط.

٧. تعليم الأبناء الآداب الإسلامية وتربيتهم عليها؛ ليتوارثوها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3030)

كان على النبي -صلى الله عليه وسلم- درعان يوم أحد، فنهض إلى الصخرة، فلم يستطع، فأقعد طلحة تحته، فصعد النبي -صلى الله عليه وسلم- عليه حتى استوى على الصخرة، فقال: سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: أوجب طلحة

اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ایک چٹان پر چڑھنے لگے، لیکن چڑھ نہ سکے تو آپ ﷺ نے اپنے نیچے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیا اور اوپر چڑھنے لگے، یہاں تک کہ چٹان پر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی۔

١٤٢٨. الحديث:

عن الزُّبير بن العَوَّام -رضي الله عنه- قال: كان على النبي -صلى الله عليه وسلم- دِرْعان يوم أحد، فنهض إلى الصَّخرة فلم يستطع، فأَقعد طلحة تحته، فصعد النبي -صلى الله عليه وسلم عليه- حتى استوى على الصخرة، فقال: سمعتُ النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: «أَوْجِبْ طلحة».

١٤٢٨. حدیث:

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ایک چٹان پر چڑھنے لگے، لیکن چڑھ نہ سکے تو آپ ﷺ نے اپنے نیچے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیا اور اوپر چڑھنے لگے، یہاں تک کہ چٹان پر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يلبس قميصين من حديد؛ لحمايته من طعنات الأعداء في غزوة أحد، فقام متوجها لصخرة؛ ليصعد عليها فلم يستطع، فجاء طلحة -رضي الله عنه- فقعد تحت النبي -صلى الله عليه وسلم- فصعد عليه حتى صعد على الصخرة، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أوجب طلحة»؛ أي: أن طلحة قد أثبت لنفسه بعمله هذا أو بما فعل في ذلك اليوم الجنة، واستحقها بما عمل.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے غزوۂ احد کے دن دشمنوں کے نیزوں اور تیروں سے بچنے کے لیے لوہے سے بنی دو قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ آپ ﷺ ایک چٹان کی طرف جانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ اس پر چڑھنا چاہتے تھے، لیکن نہیں پا رہے تھے۔ اس پر طلحہ رضی اللہ عنہ آکر نبی ﷺ کے نیچے بیٹھ گئے۔ نبی ﷺ ان پر سوار ہو کر چٹان پر چڑھ گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "طلحہ نے واجب کر لی۔" یعنی طلحہ نے اپنے اس عمل کی وجہ سے یا غزوۂ احد میں انھوں نے جو کچھ کیا، اس کی وجہ سے اپنے لیے جنت واجب کر لی اور اپنے عمل کی وجہ سے اس کے حق دار ہو گئے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: الزبير بن العَوَّام -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- درع : قميص من حديد متشابك، أو رقيق يقي الجسم من طعنات الحروب.

فوائد الحديث:

١. فيه إشارة إلى جواز المبالغة في أسباب حماية النفس، وأنه لا ينافي التوكل والتسليم بالقدر.

٢. فيه فضيلة ظاهرة لطلحة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى لمكتبة المعارف، ١٤٢٢هـ. معجم اللغة العربية المعاصرة، أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى ١٤٢٩هـ، ٢٠٠٨م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت.

الرقم الموحد: (11191)

كان عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- إذا أتى عليه أمداد أهل اليمن سألهم: أفيكم أويس بن عامر؟

١٢٤٩. الحديث:

عن أُسَير بن عمرو، ويقال: ابن جابر قال: كَانَ عُمر بن الخطاب -رضي الله عنه- إِذَا أَتَى عَلَيه أَمْدَادُ أَهْلِ اليَمَن سَأَلَهُم: أَفِيكُم أُوَيس بنُ عَامِرٍ؟ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيس -رضي الله عنه- فقال له: أَنْت أُوَيس بنُ عَامِرٍ؟ قال: نَعَم، قال: مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ؟ قَالَ: نَعَم، قَال: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ، فَبَرَأْتَ مِنُه إِلاَّ مَوْضِعَ دِرهَم؟ قال: نعم، قَالَ: لَكَ وَالِدة؟ قال: نعم، قال: سَمِعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «يَأْتِي عَلَيكُم أُوَيس بنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ اليَمَن مِنْ مُرَاد، ثُمَّ مِنْ قَرْن كَانَ بِهِ بَرَصٌ، فَبَرَأَ مِنْهُ إِلاَّ مَوضِعَ دِرْهَم، لَهُ وَالِدَة هُوَ بِهَا بَرُّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى الله لَأَبَرَّه، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ» فَاسْتَغْفِرْ لِي فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَقَالَ لَه عُمر: أَيْنَ تُرِيد؟ قَالَ: الكُوفَة، قال: أَلاَ أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا؟ قال: أَكُون فِي غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ العَام الْمُقْبِل حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِم، فَوَافَقَ عُمَر، فَسَأَلَه عَنْ أُوَيس، فقال: تَرَكْتُهُ رَثَّ البَّيت قَلِيلَ الْمَتَاع، قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «يَأْتِي عَلَيكُم أُوَيس بنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادٍ مِنْ أَهْلِ اليَمَن مِنْ مُرَاد، ثُمَّ مِنْ قَرْن، كَانَ بِهِ بَرَص فَبَرَأَ مِنْه إِلاَّ مَوْضِعَ دِرْهَم، لَهُ وَالِدَة هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلى الله لَأَبَرَّهُ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِر لَكَ، فَافْعَلْ» فَأَتَى أُوَيسًا، فقال: اسْتَغْفِر لِي، قال: أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِي، قال: لَقِيتَ عمر؟ قال: نَعَم، فاستغفر له، فَفَطِنَ لَهُ النَّاس، فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ. وفي رواية أيضا عن أُسَير بن جابر: أَنَّ أَهلَ الكُوفَةِ وَفَدُوا على عمر -رضي الله عنه- وفيهم رَجُلٌ مِمَّن كان يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فقال عمر: هَل هاهُنَا أَحَدٌ مِنَ القَرَنِيِّين؟ فَجَاء ذلك الرجل، فقال عمر: إِنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قَدْ قال: «إِنَّ رَجُلاً يَأْتِيكُم مِنَ اليَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أُوَيْسٌ، لاَ يَدَعُ بِاليَمَنِ غَيرَ أُمٍّ لَهُ،

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی یمن کا امدادی لشکر آتا تو آپ رضی اللہ عنہ ان سے پوچھتے کہ: کیا تمھارے اندر اویس بن عامر ہیں؟

١٢٤٩. حدیث:

اسیر بن عمرو (انہیں اسیر بن جابر بھی کہا جاتا ہے) کہتے ہیں کہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی یمن کا امدادی لشکر آتا تو عمر رضی اللہ عنہ ان سے پوچھتے کہ: کیا تمھارے اندر اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ (ایک جماعت میں) اویس آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ قبیلۂ مراد اور خاندانِ قرن سے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو برص کی بیماری تھی جو کہ ایک درہم جگہ کے علاوہ ساری ٹھیک ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کی والدہ ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''تمہارے پاس اویس بن عامر یمن کی کمک کے ساتھ آئیں گے جو قبیلۂ مراد اور خاندانِ قرن سے ہوں گے، ان کو برص کی بیماری تھی، جو ایک درہم جتنی جگہ کے علاوہ ساری ٹھیک ہوگئی۔ ان کی والدہ ہیں اور وہ اپنی والدہ کے بڑے فرماں بردار ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو ان سے اپنے لیے دعائے مغفرت کروانا۔'' لٰہذا آپ میرے لیے مغفرت کی دعا فرما دیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کر دی۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ اویس رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: کوفہ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ کے لیے وہاں کے گورنر کو لکھ کر نہ دے دوں؟۔ اویس رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: مجھے مسکین لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو کوفہ کے معزز لوگوں میں سے ایک آدمی حج کے لئے آیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں اویس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کا گھر بوسیدہ اور ان کے پاس نہایت کم سامان تھا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ: ''تمہارے پاس اویس بن عامر یمن کی ایک امدادی لشکر کے ساتھ آئیں گے جو کہ قبیلۂ مراد اور خاندانِ قرن سے ہوں گے، ان کو برص کی بیماری تھی، جو اچھی ہوگئی ہے مگر ایک درہم جتنی جگہ برص باقی ہے، ان کی والدہ ہیں جن کے وہ بڑے فرماں بردار ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دے گا، اگر تم سے ہو سکے تو ان سے

قَد كَان بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا الله -تعالى-، فَأَذْهَبَهُ إِلاَّ مَوضِعَ الدِّينَارِ أَو الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَسْتَغْفِر لَكُم». وفي رواية له: عن عمر -رضي الله عنه- قال: إِنِّي سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إِنَّ خَيرَ التَّابِعِين رَجُلٌ يُقَال لَهُ: أُوَيسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَمُرُوهُ، فَلْيَسْتَغْفِر لَكُم».

اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا''۔ چنانچہ وہ آدمی اویس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور ان سے کہا: میرے لئے دعائے مغفرت کر دیں۔ اویس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم ایک نیک سفر سے نئے نئے آئے ہو، لہٰذا تم میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ اویس رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی سے پوچھا کہ: کیا تم عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے؟ اس آدمی نے کہا: ہاں۔ تو پھر اویس رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی کے لئے دعائے مغفرت فرما دی۔ اس وقت لوگ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ سمجھے، اور وہ وہاں سے سیدھے چل پڑے۔ اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں اسیر بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: کوفہ کے لوگ ایک وفد لے کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تمسخر کیا کرتا تھا۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا یہاں قرنیوں میں سے بھی کوئی ہے؟ چنانچہ وہی آدمی آیا۔ تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہوگا۔ وہ یمن میں کسی کو نہ چھوڑے گا سوائے اپنی ماں کے، اور اسے برص کی بیماری ہوگئی تھی، اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس سے اس بیماری کو دور فرما دیا مگر ایک دینار یا ایک درہم کے برابر باقی ہے (یعنی ایک دینار یا درہم کے بقدر برص کا داغ باقی رہ گیا ہے) تو تم میں سے جو کوئی بھی اس سے ملاقات کرے وہ اپنے لئے اس سے مغفرت کی دعا کروائے۔'' اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جسے اویس کہا جاتا ہے اس کی ماں (زندہ) ہیں اور اس کے جسم پر سفید داغ تھے۔ تم اس سے کہنا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان عمر بن الخطاب إذا أتى عليه جماعات الغزاة من أهل اليمن الذين يمدون جيوش الإسلام في الغزو، سألهم: أفيكم أويس بن عامر، فما زال كذلك حتى جاء أويس -رحمه الله- فقال له عمر: هل أنت أويس بن عامر؟ قال: نعم، قال عمر: هل أنت من قبيلة مراد ثم من قرن؟ قال: نعم، ثم قال له عمر: وهل كان بك برص فشُفيت منه إلا موضع درهم؟ قال: نعم، قال

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب بھی یمن سے مجاہدین کی کوئی امدادی جماعت آتی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے پوچھتے کہ کیا تم میں کوئی اویس بن عامر ہے؟ یہاں تک کہ ایک جماعت میں اویس رحمہ اللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد سے اور پھر قرن خاندان سے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو برص کی بیماری تھی اور آپ کو اس سے شفا مل گئی سوائے ایک درہم جتنی جگہ کے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ عمر

عمر: هل لك والدة؟ قال: نعم، فقال عمر: فإني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: إنه سيأتي عليكم أويس بن عامر، مع جماعات الغزاة من أهل اليمن من قبيلة مراد ثم من قرن وكان به برص فشفاه الله منه إلا موضع درهم، له والدة هو بار بها، لو أقسم على الله بحصول أمر لأبرّه الله بحصول ذلك المقسم على حصوله فإن استطعت يا عمر أن يستغفر لك فافعل، ولا يفهم من هذا أفضليته على عمر، ولا أن عمر غير مغفور له للإجماع على أن عمر أفضل منه لأنه تابعي والصحابي أفضل منه، إنما مضمون ذلك الإخبار بأن أويساً ممن يستجاب له الدعاء، وإرشاد عمر إلى الازدياد من الخير واغتنام دعاء من تُرجى إجابته، وهذا نحو مما أمرنا النبي به من الدعاء له، والصلاة عليه وسؤال الوسيلة له وإن كان النبي أفضل ولد آدم. ثم سأله عمر أن يستغفر له فاستغفر له، ثم قال له عمر: ما هو المكان الذي سوف تذهب إليه؟ فقال: الكوفة، قال عمر: هل أكتب لك إلى أميرها ليعطيك من بيت مال المسلمين ما يكفيك؟ قال أويس: لأن أكون في عوام الناس وفقرائهم أحبّ إلي، فلما كان من العام المقبل، حج رجل من أشراف أهل الكوفة فقابل عمر فسأله عمر عن أويس فقال: تركته وبيته متواضع وأثاث بيته قليل قال عمر سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: إنه سيأتي عليكم أويس بن عامر، مع جماعات الغزاة من أهل اليمن من قبيلة مراد ثم من قرن وكان به برص فشفاه الله منه إلا موضع درهم، له والدة هو بار بها، لو أقسم على الله بحصول أمر لأبرّه الله بحصول ذلك المقسم على حصوله فإن استطعت يا عمر أن يستغفر لك فافعل. فأتى ذلك الرجل أويساً فقال له: استغفر لي، فقال: أويس أنت أقرب عهداً بسفر صالح فاستغفر لي، فتنبه أويس أنه لعله لقي عمر، فقال له: هل لقيت عمر؟ قال: نعم، فاستغفر أويس له فتنبه الناس لهذا الأمر فأقبلوا عليه، فخرج من الكوفة وذهب إلى مكان آخر لا يعرفه فيه الناس.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : کیا آپ کی والدہ ہیں ؟ انہوں نے کہا : ہاں ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ : ''تمہارے پاس یمن کے مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے جو کہ قبیلہ مراد اور خاندانِ قرن سے ہوں گے ان کو برص کی بیماری تھی پھر اللہ نے انہیں اس بیماری سے شفا عطا فرمائی صرف درہم کے بقدر باقی ہے ، ان کی ایک ماں ہیں اور وہ اپنی والدہ کے بڑے فرماں بردار ہیں ، اگر وہ کسی چیز کی حصول یابی کے لیے اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دے گا ، اے عمر ! اگر تم سے ہو سکے تو ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا ۔ '' لیکن اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ اویس رحمہ اللہ عمر ۔ رضی اللہ عنہ ۔ سے افضل ہیں اور عمر مغفورین میں سے نہیں ہیں ، اس لئے کہ اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اویس رحمہ اللہ سے افضل ہیں کیوں کہ اویس تابعی ہیں اور صحابی تابعی سے افضل ہوتا ہے ، بس اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اویس ان لوگوں میں سے ہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے ، اور عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ نیکی کرنے اور ایسے لوگوں سے جن کی دعا قبول ہوتی ہے ، ان سے دعا کروانے کی طرف رہنمائی کرنا مقصود ہے ۔ اور یہ اسی قبیل سے ہے جس کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دیا ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کریں اور آپ پر درود بھیجیں اور آپ کے لیے اللہ سے وسیلہ کی دعا کریں حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولادِ آدم سے افضل ہیں ، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دعا کی درخواست کی کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا فرما دیں ، اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کر دی ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں ؟ اویس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : کوفہ ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : کیا میں وہاں کے گورنر کو لکھ دوں کہ بیت المال سے آپ کو کچھ دے دیں جو کہ آپ کے لیے کافی ہو؟ اویس رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ : مجھے مسکین و فقیر لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے ۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو کوفہ کے سرداروں میں سے ایک آدمی حج کے لئے آیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا ، تو وہ آدمی کہنے لگا کہ : میں اویس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کا گھر معمولی سا اور ان کے پاس نہایت کم سامان تھا ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے : ''تمہارے پاس یمن کی ایک جماعت کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے جو کہ قبیلہ مراد اور خاندانِ قرن سے ہوں گے ان کو برص کی بیماری تھی پھر اللہ نے انہیں اس بیماری سے شفا عطا فرمائی بس ایک درہم کے برابر بیماری باقی ہے ، ان کی ایک والدہ ہیں اور وہ اپنی والدہ کے بڑے فرماں

بردار ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دے گا، عمر! اگر تم سے ہو سکے تو ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔ وہ آدمی اویس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہنے لگا: میرے لئے دعائے مغفرت کردیں۔ اویس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم جلد ہی ایک نیک سفر سے واپس آئے ہو، تو تم میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ اویس رحمۃ اللہ علیہ کو یہ احساس ہوا کہ شاید یہ عمر رضی اللہ عنہ سے مل کر آیا ہے، انہوں نے اس آدمی سے پوچھا کہ: کیا تم عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے؟ اس آدمی نے کہا: ہاں۔ تو پھر اویس رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی کے لئے دعائے مغفرت فرما دی۔ پھر لوگوں نے اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کو جان لیا اور آپ کے پاس دعا کی غرض سے آنے لگے، چنانچہ وہ کوفہ سے نکل کر کسی ایسی جگہ چلے گئے جہاں ان کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل بر الوالدين
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الكُوفَة : مدينة وسط العراق غرب نهر الفرات مُصِّرت أيام عمر ابن الخطاب ١٧هـوقيل ١٩هـ.
- رَثَّ البَّيت : قليل المتاع، والرثاثة: حقارة المتاع وضيق العيش.
- الْمَتَاعِ : كل ما يُنتَفَع به ويُرغب في اقتنائه؛ كالطعام وأثاث البيت والسلعة والأداة والمال.
- أَحْدَثُ : أقرب.
- فَفَطِنَ لَهُ النَّاس : تنبَّهوا له.
- فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ : أي خرج من الكوفة.
- بَيَاض : هو البرص كما جاء في رواية أخرى.
- غَبْرَاء النَّاس : وهم فقراؤهم وصعاليكهم ومن لا يُعرف عينه من أخلاطهم.
- الأَمْدَاد : جمع مَدَد: وهم الأعوان والناصرون الذين كانوا يمدون المسلمين في الجهاد.
- مِنْ مُرَاد : اسم لقبيلة.
- مِنْ قَرْن : بطن من قبيلة مراد.
- فَبَرَأَ : فشُفِي.
- بَرٌّ : بالغ في البر والإحسان إليها.
- يَسْخَر : يستهزئ.
- لَوْ أَقْسَمَ عَلَى الله لَأَبَرَّه : لو حلَف على الله بأمر من الأمور لأبر قسمه.

فوائد الحديث:

١. فضل أويس بن عامر وأنه خير التابعين.
٢. معجزة للنبي -صلى الله عليه وسلم- لما فيه من الإخبار بالأمر قبل وقوعه، وذكر أويسا باسمه، وصفته، وعلامته، واجتماعه بعمر، وإنما يعلم النبي ما أطلعه الله عليه من الغيب فقط.
٣. ما فعله عمر -رضي الله عنه- تبليغ الشريعة ونشر السنة، والإقرار بالفضل لأهله، والثناء على من لا يُخشى عليه عجب بذلك.
٤. تواضع عمر -رضي الله عنه- وحرصه على الخير، وهو يومئذ خليفة المسلمين.
٥. جواز اعتزال الناس إذا خشي المرء على نفسه الفتنة.

٦. الإنسان بجوهره وليس بمظهره، ولذلك؛ فإن مقياس العباد للناس غير مقياس الحق -تبارك وتعالى-؛ فالناس ينظرون إلى مظاهر الدنيا وزينتها ولذلك يسخرون من المؤمنين، والحق سبحانه ينظر إلى قلوب عباده وأعمالهم.
٧. الإقرار بالفضل لأهله.
٨. فضل بر الوالدة وأنه من أفضل القربات.
٩. طلب الدعاء من الصالحين وإن كان الطالب أفضل، بشرط ألا يدع الطالب الدعاء بنفسه وأن يأمن من حصول فتنة للمطلوب منه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي.

الرقم الموحد: (3436)

كان نبي الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أمسى قال: أمسينا وأمسى الملك لله، والحمد لله، لا إله إلا الله وحده لا شريك له

جب شام ہوتی، تو نبی ﷺ یہ دعائیہ کلمات کہتے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" ترجمہ: ہم نے شام کی اور اللہ کی بادشاہت کو دوام حاصل رہا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔

١٢٥٠. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود-رضي الله عنه- قال: كان نبي الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أمسى قال: «أمسينا وأمسى الملك لله، والحمد لله، لا إله إلا الله وحده لا شريك له» قال الراوي: أَرَاهُ قال فِيهِنَّ: «له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، ربِّ أسألك خير ما في هذه الليلة وخير ما بعدها، وأعوذ بك من شر ما في هذه الليلة وشر ما بعدها، رب أعوذ بك من الكسل، وسُوءِ الكِبَرِ، رب أعوذ بك من عذاب في النار، وعذاب في القبر»، وإذا أصبح قال ذلك أيضا «أصبحنا وأصبح الملك لله».

١٢٥٠. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شام ہوتی، تو نبی ﷺ یہ دعائیہ کلمات کہتے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" ترجمہ: ہم نے شام کی اور اللہ کی بادشاہت کو دوام حاصل رہا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ ﷺ ان کے ساتھ یہ کلمات بھی کہتے: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ"۔ ترجمہ: بادشاہی اسی کی ہے اور ہر قسم کی حمد بھی اُسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اِس رات کی بھلائی چاہتا ہوں اور اُس کی بھی جو اس کے بعد ہے۔ اور اس رات کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اُس سے بھی جو اس کے بعد ہے۔ اے رب! میں سستی سے اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے رب! میں جہنم اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور جب صبح کرتے، تو بھی یہی دعا پڑھتے، لیکن "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ" فرماتے۔ ترجمہ: ہم نے صبح کی اور اللہ کی بادشاہت کو دوام رہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان من هديه -عليه الصلاة والسلام- عند دخول الصباح والمساء أن يقول هذه الأدعية المباركة، فقوله: (أمسينا وأمسى الملك لله) أي دخلنا في المساء ودام الملك فيه لله مختصًا به، (والحمد لله) أي جميع الحمد لله، أي أمسينا وعرفنا فيه أن الملك لله وأن الحمد لله لا لغيره، (ولا إله إلا الله) أي منفردًا بالألوهية. قوله: (رب أسألك من خير هذه الليلة) أي ذاتها وعينها (وخير ما فيها) أي من خير ما ينشأ ويقع ويحدث فيها وخير ما يسكن فيها، (وأعوذ بك من

اجمالی معنی:

صبح وشام کے اوقات میں نبی ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ یہ مبارک دعائیں مانگا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے: (أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ): یعنی ہم شام کے وقت میں داخل ہوئے اور اللہ کی بادشاہت کو دوام رہا اور وہ اسی کے لیے خاص ہے۔ (وَالْحَمْدُ لِلَّهِ) یعنی ہم شام میں داخل ہوئے اور تعریف سب کی سب اللہ ہی کے لیے ہے، یعنی شام کے آنے پر ہم نے جان لیا کہ بادشاہت صرف اور صرف اللہ کی ہے اور حمد کا سزاوار بھی صرف وہی ہے۔ (وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) یعنی الوہیت میں وہ یکتا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے: (اللهم إني أسألك من خير هذه الليلة) یعنی میں تجھ سے اس رات کی ذات کی بھلائی طلب کرتا ہوں۔ (وخير ما فيها) یعنی ہر اس شے کی بھلائی مانگتا

شرها وشر ما فيها) أي من الليالي وما فيها من شر يلحق الدين والدنيا. (اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من الكَسَل) أي التثاقل في الطاعة مع الاستطاعة، ويكون ذلك لعدم انبعاث النفس للخير مع ظهور الاستطاعة. (وسوء الكِبَر) بمعنى الهرم والخرف وكبر السن المؤدي إلى تساقط بعض القوى وضعفها وهو الرد إلى أرذل العمر؛ لأنه يفوت فيه المقصود بالحياة من العلم والعمل، لما يورثه كبر السن من ذهاب العقل، واختلاط الرأي والتخبط فيه، والقصور عن القيام بالطاعة وغير ذلك مما يسوء الحال، وروي بإسكان الباء بمعنى البطر أي الطغيان عند النعمة والتعاظم على الناس، (وعذاب القبر) أي من نفس عذابه أو مما يوجبه. (وإذا أصبح) أي دخل -صلى الله عليه وسلم- في الصباح (قال ذلك) أي: ما يقول في المساء (أيضًا) أي لكن يقول بدل "أمسينا وأمسى الملك لله" (أصبحنا وأصبح الملك لله) ويبدل اليوم بالليلة فيقول: اللَّهُمَّ إني أسالك من خير هذا اليوم، ويذكر الضمائر بعده.

ہوں، جو اس میں وجود میں آتی اور وقوع پذیر ہوتی ہے اور اس میں ٹھہرتی ہے۔ (وأعوذبک من شرہا وشر ما فیہا) یعنی راتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دین و دنیا کو لاحق ہونے والے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (اللھم إنی أعوذ بک من الکَسَل) یعنی استطاعت کے ہوتے ہوئے بھی نیکیوں میں سستی سے پناہ چاہتا ہوں۔ ایسا تب ہوتا ہے، جب استطاعت کے با وجود نفس نیکی پر آمادہ نہ ہو۔ (والھَرَم) یعنی کبر سنی سے جس کی وجہ سے بعض قوائے جسمانی کام چھوڑ دیتے ہیں اور کمزور پڑجاتے ہیں اور اس سے انسان عمر کے گھٹیا ترین دور میں پہنچ جاتا ہے: کیونکہ اس عمر میں مقصد حیات یعنی علم و عمل دونوں چھوٹ جاتے ہیں۔ (وسوء الکِبَر) یعنی بڑھاپے اور سٹھیا جانے سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایک روایت میں "الکبر" کی "با" ساکن ہے۔ اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے: نعمت کے حصول پر سرکش ہوجانا اور لوگوں پر بڑائی جتانا۔ بڑھاپے کی برائی سے مراد وہ اشیا ہیں جو کبر سنی سے پیدا ہوتی ہیں، جیسے عقل و دماغ کا خراب ہوجانا اور خبط میں مبتلا ہونا، نیک اعمال نہ کرسکنا اور اس طرح کی کسی اور ابتر حالت کا شکار ہونا۔ (وعذاب القبر) یعنی خود قبر کے عذاب سے یا پھر جن باتوں کی وجہ سے یہ ہوتا ہے، ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (وإذا أصبح) یعنی آپ ﷺ جب صبح کرتے، تو پھر بھی اسی طرح کہتے یعنی وہی کچھ کہتے، جو شام کو کہتے تھے، لیکن "أمسینا وأمسی الملک للہ" کی بجائے "أصبحنا وأصبح الملک للہ" کہتے اور "اللیلة" کو "الیوم" سے بدل دیتے اور فرماتے: اللھم إنی أسالک من خیر ہذا الیوم۔ اور اس کے بعد دن کے ضمائر کو ذکر کرتے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أذكار الصباح والمساء

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قال فيهن : قال معهن.
- سوء الكِبَرِ : المرض والهرم.
- إذا أمسى : دخل في المساء.
- أمسى الملك لله : أي استمر دوام الملك لله.
- خير ما في هذه الليلة : أي خير الليلة في الدين والدنيا أما الدنيا فحصول الأمن والسلامة، وأما خير الآخرة فمثل التوفيق لقيام الليل وإحيائه بالصلاة والذكر.
- الكسل : هو عدم انبعاث النفس للخير مع القدرة عليه.

فوائد الحديث:

١. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم -على هذا الذكر و مواظبته عليه.
٢. استحباب هذا الذكر في الصباح والمساء.
٣. الله -سبحانه- واحد لا شريك له في ذاته ولا صفاته ولا أفعاله ولا في ملك شيء من مخلوقاته.
٤. الكسل وسوء الكبر تمنع العبد من الطاعة والشكر؛ لذلك يستحب أن يستعيذ بالله منهما.

٥. إثبات عذاب القبر نسأل الله العافية.

٦. ينبغي على العبد الاجتهاد في الطاعة وإحسان العبادة لتحصيل النجاة في الدارين.

٧. جواز إضافة الخير والشر إلى الليل.

٨. فيه دليل على وجود النار وعذابها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين للنووي .تحقيق ماهر الفحل .ط الأولى ١٤٢٨هـ، دار ابن كثير، دمشق - بيروت. تطريز رياض الصالحين، لفيصل آل مبارك، تحقيق: عبد اللعزيز آل حمد، دار العاصمة الرياض، ط: الاولى، ١٤٢٣هـ. نزهة المتقين، لمجموعة من المؤلفين، مؤسسة الرسالة، ط: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي، السعودية، ط: الثالثة، ١٤١٨هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد ناصر العمار.دار كنوز إشبيليا، الرياض ط: ١٤٣٠هـ. العلم الهيب في شرح الكلم الطيب، بدر الدين العيني، تحقيق خالد المصري، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.

الرقم الموحد: (3008)

كل أُمتي مُعَافَى إلا المُجاهرين

میری تمام امت (اجابت) معاف کردی جائے گی سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے۔

١٢٥١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «كل أُمتي مُعَافًى إلا المُجاهرين، وإنَّ من المُجَاهرة أن يعملَ الرجلُ بالليل عملًا، ثم يُصْبِح وقد سَتره الله عليه، فيقول: يا فلان، عَمِلت البَارحة كذا وكذا، وقد بَات يَسْتُره ربه، ويُصبح يَكشف سِتْرَ الله عنه».

١٢٥١. حدیث:

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "میری تمام امتِ (اجابت) معاف کردی جائے گی سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے۔ اوراعلانیہ گناہ کا 'مجاہرہ' یہ ہے کہ کوئی شخص رات کو کسی گناہ کا ارتکاب کرے اوراس کی صبح اس حال میں ہو کہ اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالے رکھا ہو اور وہ (کسی سے) کہے "اے فلاں میں نے کل رات یہ یہ کام کیا۔" جب کہ اس کی رات اس حال میں گزری تھی کہ اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالے رکھا لیکن صبح ہوتے ہی وہ خود اپنے بارے میں اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كل المسلمين قد عافاهم الله إلا من فضح نفسه بأن يعمل المعصية بالليل فيستره الله -عز وجل-، فيصبح ويخبر بها الناس، فالله يستره وهو يفضح نفسه.

اجمالی معنی:

تمام مسلمانوں کو اللہ معاف فرمادے گا سوائے اس شخص کے جو خود اپنے آپ کو رسوا کردے (یعنی اپنے گناہ کو لوگوں پر ظاہر کردے)۔ وہ رات کو گناہ کا ارتکاب کرے اور صبح لوگوں کو اس کے بارے میں آگاہ کرے۔ پس اللہ تو اس پر پردہ رکھتا (چھپاتا) ہے جب کہ اس کا حال یہ ہے کہ خود کو رسوا کرتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم المعاصي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- معافى : من العافية أي: سالمون محفوظون.
- المجاهرون : المعلنون بالمعاصي المتحدثون بها على سبيل التفاخر.

فوائد الحديث:

١. قُبح المجاهرة بالمعصية بعد ستر الله -تعالى-.
٢. الجهر بالمعصية يدل على استخفاف بحق الله ورسوله وصالحي المؤمنين.
٣. عِظم ذنب المجاهرين الذين يتقصدون إظهار المعاصي.
٤. في المجاهرة بالمعصية إشاعة الفاحشة بين المؤمنين.
٥. من ستره الله في الدنيا ستره في الآخرة، وهذا من سعة رحمة الله -تعالى- بعباده.
٦. في المجاهرة إغضاب الله -عز وجل-، وفي التستر مع التوبة الحصول على ستر الله -تعالى-.
٧. في الجهر بالمعاصي اعتداء على الحرمات العامة واستخفاف بالدين.

٨. فيه أن تقييد المعصية ليلا خرج مخرج الغالب، فالغالب أن المعاصي تقع ليلاً لغفلة الناس وسكونهم ولاختفاء العاصي عن أعين الناس لظلمة الليل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا- دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة ١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3756)

كل بني آدم خطاء, وخير الخطائين التوابون

تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں، جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں۔

١٢٥٢. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «كُلُّ بني آدم خَطَّاءٌ, وخيرُ الخَطَّائِينَ التوابون».

١٢٥٢. حديث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں، جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

لا يخلو الإنسان من الخطيئة، لما فُطر عليه من الضعف، وعدم الانقياد لمولاه في فعل ما دعاه إليه، وترك ما نهاه عنه، لكنه تعالى فتح باب التوبة لعباده، وأخبر أن خير الخطائين هم المكثرون من التوبة.

اجمالی معنیٰ :

انسان کبھی خطا سے پاک نہیں ہوتا؛ کیوں کہ فطری طور پر اس میں کمزوری پائی جاتی ہے۔ اس کی فطرت ہے کہ وہ اپنے مولاکی طرف سے مطلوبہ امور کو انجام نہیں دیتا اور اس کی منع کردہ اشیا کو ترک نہیں کرتا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے اور اس نے یہ بتایا ہے کہ سب سے بہتر خطا کار وہ ہیں، جو کثرت سے توبہ کرنے والے ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > التوبة

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- خطَّاء : الرجل الخطَّاء هو الملازم للخطأ.
- التوّابون : التواب: العبد الكثير التوبة.والتوبة: هي ترك الذنب لقبحه والندم على ما فرط منه، والعزيمة على ترك المعاودة، وتدارك ما أمكنه أن يتدارك من الأعمال بالإعادة.

فوائد الحديث:

١. من شأن ابن آدم الخطأ والوقوع في الذنب.
٢. الواجب على المؤمن إذا تلبس بمعصية أن يبادر بالتوبة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر الطبعة الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥ م. سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. مشكاة المصابيح، محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الثالثة، ١٩٨٥. منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي، الطبعة الأولى

١٤٢٧هـ - سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، بدون طبعة وبدون تاريخ. - فيض القدير شرح الجامع الصغير، المؤلف: عبد الرؤوف المناوي القاهري، المكتبة التجارية الكبرى، مصر، الطبعة الأولى، ١٣٥٦هـ.

الرقم الموحد: (5344)

كل معروف صدقة	ہر نیک کام صدقہ ہے
١٢٥٣. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «كل معروف صدقة».	**١٢٥٣. حدیث:** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیک کام صدقہ ہے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كل معروف يفعله الإنسان صدقة، والصدقة هي ما يعطيه المتصدّق من ماله، وهذا يشمل الصدقة الواجبة والمندوبة، فبيّن النبي -صلى الله عليه وسلم- أن فعل المعروف له حكم الصدقة في الأجر والثواب.	**اجمالی معنی:** انسان جو بھی اچھا کام کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔ صدقہ اس چیز کو کہتے ہیں جو صدقہ کرنے والا اپنے مال سے دیتا ہے۔ اس میں واجب اور مستحب دونوں ہی قسم کا صدقہ شامل ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ اچھا کام اجر و ثواب کے اعتبار سے صدقے کے حکم میں ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- معروف : المعروف اسم جامع لكل ما فيه نفع للآخرين من قول أو فعل.

فوائد الحديث:

١. الحديث يدل على أن الصدقة لا تنحصر فيما أخرجه الإنسان من ماله، بل كل شيء يفعله الإنسان أو يقوله من الخير يكتب له به صدقة.
٢. فيه الترغيب في بذل المعروف وكل ما فيه نفع للآخرين.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (5346)

كن أزواج النبي -صلى الله عليه وسلم- عنده، فأقبلت فاطمة -رضي الله عنها- تمشي، ما تخطئ مشيتها من مشية رسول الله -صلى الله عليه وسلم- شيئًا

تمام ازواج مطہرات (نبی کریم ﷺ کے مرض الموت میں) نبی کریم ﷺ کے پاس تھیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں، ان کی چال، رسول اللہ ﷺ کی چال سے بالکل الگ نہیں تھی۔

١٢٥٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كُنَّ أزواجُ النبي -صلى الله عليه وسلم- عنده، فأقبلت فاطمة -رضي الله عنها- تمشي، ما تُخْطِئُ مِشْيَتُها من مِشْيَةِ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- شيئًا، فلما رآها رَحَّبَ بها، وقال: «مَرْحَبًا بابنتي»، ثم أجلسها عن يمينه أو عن شماله، ثم سَارَّهَا فبكت بُكاءً شديدًا، فلما رأى جَزَعَهَا، سَارَّهَا الثانية فضحكت، فقلتُ لها: خَصَّكِ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من بين نسائه بالسِّرَارِ، ثم أنت تَبْكِينَ! فلما قام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سألتها: ما قال لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قالت: ما كنت لأُفْشِيَ على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سِرَّهُ، فلما توفي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قلتُ: عَزَمْتُ عليك بما لي عليك من الحق، لما حَدَّثْتِنِي ما قال لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ فقالت: أما الآن فنعم، أما حين سَارَّنِي في المرة الأولى فأخبرني أن جبريل كان يُعارضه القرآن في كل سنة مرة أو مرتين، وأنه عارضه الآن مرتين، وإني لا أرى الأَجَلَ إلا قد اقترب، فاتقي الله واصبري، فإنه نِعْمَ السَّلَفُ أنا لك، فبكيت بكائي الذي رأيتِ، فلما رأى جَزَعِي سَارَّنِي الثانية، فقال: «يا فاطمة، أما تَرْضَيْنَ أن تكوني سيدة نساء المؤمنين، أو سيدة نساء هذه الأمة؟» فضحكتُ ضحكي الذي رأيتِ.

١٢٥٤. حدیث:

اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تمام ازواج مطہرات (نبی کریم ﷺ کے مرض الموت میں) نبی کریم ﷺ کے پاس تھیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ ان کی چال، رسول اللہ ﷺ کی چال سے بالکل الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی)۔ جب نبی کریم ﷺ نے انھیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انھیں بٹھا لیا۔ اس کے بعد چپکے سے ان کے کان میں کچھ کہا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی، اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم میں سے صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں! جب نبی کریم ﷺ اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟، انھوں نے کہا کہ: میں نبی کریم ﷺ کے راز کو فاش نہیں کر سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: میرا جو حق آپ پر ہے، اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں جو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمائی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ہاں، اب بتا سکتی ہوں، جب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ "جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ سال میں ایک یا دو مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال میرے ساتھ انھوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آچکا ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہنا اور صبر کا دامن تھامے رہنا کیوں کہ میں تمہارے لیے ایک اچھا سَلَف (آگے جانے والا) ہوں"۔ اس وقت میرے رونے کی وجہ یہی تھی جسے کہ آپ نے دیکھا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا: "فاطمہ! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی، یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی تو میں ہنس پڑی جسے آپ نے دیکھا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكرت عائشة -رضي الله عنها- أن أزواج النبي -صلى الله عليه وسلم- كن عنده ثم جاءت فاطمة -رضي الله عنها- تعوده في مرضه وشكواه الذي قُبِض فيه، فذكرت أنَّ فاطمة -رضي الله عنها- أقبلت تمشي كأنَّ مشيتها مشية النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكانت عادته -صلى الله عليه وسلم- إذا دخلت عليه بنته فاطمة -رضي الله عنها- قام إليها وقبَّلها وأجلسها في مجلسه، فرحب بها وأجلسها بجانبه. ثم أخبرت عائشة -رضي الله عنها-: أنه أسر إلى فاطمة -رضي الله عنها- بالقول فبكت بكاء شديدا، فلما رأى حزنها الشديد، أسر إليها بقول آخر فضحكت. فسألتها عائشة -رضي الله عنها- عن الذي خصها رسول الله -صلى الله عليه وسلم- به دون نسائه وبكت بسببه. فقالت: لم أكن لأنشر سر رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فلما توفي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أقسمت عائشة -رضي الله عنها- على فاطمة -رضي الله عنها- أن تحدثها بما قال لها الرسول -صلى الله عليه وسلم-. فقالت: أما إذا سألتني الآن فسأحدثك، أما بكائي حين أسر إلي بالقول في المرة الأولى، فإنه أخبرني أن جبريل -عليه السلام- كان يدارسه القرآن كل عام مرة أو مرتين، وأنه دارسه مرتين حينها، وظن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن هذا نذير بانتهاء مدة حياته، وأمرني بالتقوى والصبر، وأن ما يترتب على ذلك من شرف السلف لي يعدل ما قد يبدو من جزع الفراق، فبكيت حين رأيتني بكيت، فلما رأى حزني الشديد، بشرني بأني سيدة نساء المؤمنين أو سيدة نساء هذه الأمة، فضحت ضحكي الذي رأيتيه مني. وأما ضحكها فجاء هذا الحديث مبيِّنًا ذلك بكونها -رضي الله عنها- سيِّدة نساء أهل الجنة، ومع ذلك فقد اختلفت الروايات فيما سارها به ثانيا وضحكها لذلك على أقوال: ١. أنه إخبار إيَّاها بأنها أول أهله لحوقا به. ٢. أنه إخباره إياها بأنها سيدة نساء أهل الجنة، وجعل كونها أول أهله لحوقا به مضموما إلى

اجمالی معنی:

اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی تمام ازواج مطہرات، آپ ﷺ کے پاس موجود تھیں دریں اثنا فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کے مرض الموت کے موقع پر آپ ﷺ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ان کی چال، نبی ﷺ کی چال ہے اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کبھی آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آگے بڑھ کر ان کا بوسہ لیتے اور اپنی بیٹھک میں انہیں بھی بٹھالیتے، چنانچہ آپ نے ان کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنے بازو میں بٹھالیا۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کی خبر دیتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں کوئی راز کی بات کہی تو وہ شدت کے ساتھ رو پڑیں اور جب آپ نے ان کے شدید غم کو دیکھا تو دوسری مرتبہ کوئی اور راز کی بات ان کے کان میں کہی تو وہ ہنس پڑیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس خاص بات کے بارے میں دریافت کیا جو آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات کو چھوڑ کر خاص فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی تھی اور جس کی وجہ سے وہ رو پڑی تھیں، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو عام نہیں کر سکتی۔ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گیے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قسم دے کر کہا کہ وہ انھیں وہ بات بتائیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمائی تھی۔ انھوں نے کہا کہ اب آپ نے مجھ سے پوچھا ہے تو میں ضرور بتاؤں گی، میرے پہلے رونے کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ ﷺ نے مجھ سے پہلی مرتبہ راز کی بات کہی تو آپ نے مجھے یہ بتایا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال آپ کے ساتھ ایک یا دو مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور اس مرتبہ انھوں نے دو مرتبہ دور کرایا اور آپ ﷺ کا خیال تھا کہ یہ آپ کی مدت حیات کے ختم ہونے کا انتباہ ہے اور آپ نے مجھے تقوی اور صبر اختیار کرنے کی تلقین فرمائی، تقوی اور صبر کے ساتھ مجھے پہنچنے والا سلف کا شرف، پیدا ہونے والی جدائی کے غم کا متبادل ہوجائے گا، اسی وجہ سے میں رو پڑی جس وقت آپ نے مجھے روتے دیکھا اور جب آپ ﷺ نے میرے شدید غم کو دیکھا تو مجھے اس بات کی بشارت سنائی کہ میں جنت میں ایمان والی عورتوں کی سردار ہوں گی یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہوں گی تو میں ہنس پڑی جو آپ نے دیکھی۔ اس حدیث میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، جنتی خواتین کی سردار ہوں گی، اس کے باوجود روایات کے اختلاف سے اس مسئلہ میں کچھ اور اقوال پائے جاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ ان سے کیا راز کی بات فرمائی اور جس کی بناء پر وہ ہنس پڑیں، ان میں سے چند اقوال حسبِ ذیل ہیں: ١- پہلا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں اس بات کی خبر دی کہ وہ آپ کے گھر

الأول وهو الراجح. ٣. أنه قال لفاطمة إنَّ جبريل أخبرني أنه ليس امرأة من نساء المسلمين أعظم ذرية منك فلا تكوني أدنى امرأة منهن صبرًا. ولكن يبقى قبل ذلك أنَّ حرص عائشة -رضي الله عنها- على العلم سرَّع من سؤالها لفاطمة -رضي الله عنها- عمَّا حصل في السرار، فما كان من بنت رسول الله إلا أن قالت: "مَا كُنتُ لِأُفشِيَ عَلَى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سِرَّه"، وهو الشاهد من الحديث، فلما زال المحذور بموت النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبرتها من أمر السرار. وفي الحديث إخباره -صلى الله عليه وسلم- بما سيقع فوقع كما قال، فإنهم اتفقوا على أن فاطمة -عليها السلام- كانت أول من مات من أهل بيت النبي -صلى الله عليه وسلم- بعده حتى قبل أزواجه -رضي الله عنهن-.

والوں میں آپ سے سب سے پہلے ملیں گیں۔ ٢۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں یہ خبر دی کہ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی اور آپ کے اہل میں سب سے پہلے آپ ﷺ سے ملنے کی بات کو پہلی (رازدارانہ) بات کے ساتھ جوڑ دیا اور یہی راجح قول ہے۔ ٣۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنھا سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ مسلمانوں کی عورتوں میں کوئی ایسی نہیں جو ذریت و نسل کے اعتبار سے تم سے زیادہ عظمت کی حامل ہو، اس لیے تمہیں ان میں سے کسی عام عورت کی طرح معمولی درجہ کا صبر رکھنے والی خاتون نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ان معانی میں یہ معنی بھی اہمیت کا حامل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنھا کے علمی اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ انھوں نے فاطمہ رضی اللہ عنھا سے انتہائی سبقت کے ساتھ نبی ﷺ اور ان کے درمیان ہوئی راز کی باتوں کے بارے میں دریافت کیا اور نبی ﷺ کی اس عظیم دختر کے جواب کو بھی ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ "میں نبی کریم ﷺ کے راز کو فاش نہیں کر سکتی"، اور یہی امر اس حدیث کا شاہد ہے اور جب نبی ﷺ کی موت سے افشائے راز کا ڈر و خوف ختم ہوگیا تو انھوں نے اس پردۂ راز کو اٹھا دیا۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے عنقریب وقوع پذیر ہونے والے امر کی خبر دی اور وہ آپ کے فرمان کے مطابق واقع ہوئی، کیوں کہ سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنھا ہی وہ پہلی فرد رہیں جو نبی ﷺ کے گھرانے میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے بھی پہلے وفات پائیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل آل البيت رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > وفاته صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:
- مَرحَبا : أي نزلت مكانًا رحبًا واسعًا.
- سارَّها : ألقى إليها سرًّا.
- جَزَعَها : خوفها وحزنها.
- السِّرار : ما يُكتم من الأمور.
- أُفشِي : أنشر.
- عَزَمت عليك : أقسمت عليك.
- يُعَارِضُه القرآن : يدارسه القرآن، من المعارضة بمعنى المقابلة.
- السَّلَف : سلف الإنسان: من تقدَّمه بالموت من آبائه وذوي قرابته.
- الأجَل : آخر مدة الحياة.
- فاتَّقي : المتقون هم: الذين اتخذوا وقاية من عذاب الله بفعل أوامره واجتناب نواهيه.

فوائد الحديث:

١. فضل فاطمة -رضي الله عنها.-

٢. الحديث من دلائل النبوة؛ فقد أخبر الرسول -صلى الله عليه وسلم- ابنته بقرب أجله، وأعلمها بأنها أول أهله لحوقا به؛ فكان ما أخبر به رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

٣. استحباب كتم السر وعدم إفشائه حتى يزول المانع من ذلك.

٤. عرض القرآن على الحفاظ ومدارستهم له من طرق حفظه وتثبيته؛ فهي سنة متبعة بين أهل القرآن وحفاظه، ولذلك ينبغي على الحافظ أن يتعاهد حفظه.

٥. جواز الاستدلال بالقرائن؛ فإن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- استدل بمعارضة جبريل له القرآن مرتين- وقد كان يعارضه في كل سنة مرة- على قرب الأجل ودنو يوم الرحيل.

٦. تقديم المؤانسة قبل الإخبار بالأمر.

٧. جواز البكاء الخالي من الصراخ والعويل والنياحة ولطم الخدود وشق الجيوب؛ لأنه رحمة جعلها الله في قلب عبده المؤمن.

٨. حال المؤمن الصبر عند المصيبة، والبعد عن الفخر والعجب بالنفس عند النعمة.

٩. أن جزاء الصبر على قدر عظم المصيبة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ شرح العقيدة الواسطية، لابن عثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة السابعة، ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (3139)

كنا إذا أتينا النبي -صلى الله عليه وسلم- جلس أحدنا حيث ينتهي.

جب ہم نبی ﷺ کے پاس آتے، تو ہم میں سے جس کو جہاں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتا۔

١٢٥٥. الحديث:

عن جابر بن سمرة -رضي الله عنه- قال: كنا إذا أتينا النبي -صلى الله عليه وسلم- جلس أحدنا حيث ينتهي.

١٢٥٥. حدیث:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی ﷺ کے پاس آتے، تو ہم میں سے جس کو جہاں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتا۔

درجة الحديث: صحيح لغيره

حدیث کا درجہ: صحیح لغیرہ

المعنى الإجمالي:

الحديث فيه بيان أدب الصحابة -رضي الله عنهم- في مجلس النبي -صلى الله عليه وسلم-, حيث كانوا إذا جاء أحدهم مجلس النبي -صلى الله عليه وسلم- جلس حيث انتهى به المجلس سواء كان في صدر المحل أو أسفله، فالإنسان إذا دخل على جماعة يجلس حيث ينتهي به المجلس، ولا يتقدم إلى صدر المجلس إلا إذا آثره أحد بمكانه أو كان قد ترك له مكان في صدر المجلس فلا بأس، وأما أن يشق المجلس وكأنه يقول للناس ابتعدوا وأجلس أنا في صدر المجلس، فهذا خلاف هدي النبي -صلى الله عليه وسلم- وهدي أصحابه -رضي الله عنهم-، وهو يدل على أن الإنسان عنده شيء من الكبرياء والإعجاب بالنفس.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نبی ﷺ کی مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے (اُسوہ) ادب کو واضح کیا گیا کہ نبی ﷺ کی مجلس میں جب کوئی صحابی تشریف لاتے تو مجلس جہاں ختم ہوتی وہ وہیں بیٹھ جاتے، چاہے وہ اس مجلس کا ابتدائی حصہ ہو یا آخری حصہ۔ لہذا جب کوئی شخص کسی جماعت میں داخل ہو تو وہیں بیٹھ جائے جہاں مجلس ختم ہوتی ہو اور مجلس کے ابتدائی حصہ کی جانب نہ بڑھے، الا یہ کہ کوئی اس کو فوقیت دیتے ہوئے اپنی جگہ بٹھادے یا اس کے لیے مجلس کے ابتدائی حصہ میں جگہ چھوڑ دے تو (اس جگہ بیٹھنے میں) کوئی حرج و مضائقہ نہیں، تاہم رہا وہ شخص جو اہل مجلس کو مشقت میں مبتلا کرتے ہوئے لوگوں سے یوں کہنے لگے کہ پرے ہٹو، میں مجلس کے ابتدائی حصہ میں بیٹھوں گا تو یہ عمل نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی ہدایت و منہج کے خلاف ہوگا اور یہ اس بات کی بھی علامت ہوگی کہ اس انسان میں کچھ تکبر اور خودپسندی کا جذبہ موجود ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: جابر بن سمرة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. استحباب الأدب في المجالس.
٢. استحباب الجلوس حيث ينتهي به المجلس، سواء كان في صدر المحل أو أسفله، كما كان -صلى الله عليه وسلم- يفعله.
٣. على القادم أن يجلس حيث يجد فراغا إلا ما خصص لأحد أو حُجِزَ المكان لعذر طرأ على صاحبه.
٤. لا يطلب قيام أحد من مجلسه ليجلس مكانه.
٥. لا ينبغي للقادم الوقوف على رأس الحلقة أو المجلس ينتظر مَن يقوم له, كما يفعل بعض الجبابرة من الرؤساء.
٦. يجوز لمن وجد فرجة في المجلس أن يتخطى ليسد الخلل ما لم يؤذ, فإن خشي فالواجب في حقه الجلوس حيث ينتهي به المجلس.
٧. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على مجالسة النبي -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

-مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. - سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. - سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - تطريز رياض الصالحين, لفيصل بن عبد العزيز النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م. - شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤م. - رياض الصالحين، لأبي زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل رئيس قسم الحديث - كلية العلوم الإسلامية، جامعة الأنبار، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. - السلسلة الصحيحة، المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف - الرياض. -كنوز رياض الصالحين, مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا, السعودية, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (3253)

كنا نَرْفَعُ للنبي -صلى الله عليه وسلم- نَصِيبَهُ من اللَّبَنِ ، فَيَجِيءُ من الليل، فَيُسَلِّمُ تسليما لا يُوقِظُ نائما، ويسمع اليَقْظَانَ

ہم نبی ﷺ کے لیے آپ کے حصے کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور بیدار کو سنا دیتے۔

١٢٥٦. الحديث:

عن المِقْدَادُ -رضي الله عنه- في حديثه الطويل: كنا نَرْفَعُ للنبي -صلى الله عليه وسلم- نَصِيبَهُ من اللَّبَنِ ، فَيَجِيءُ من الليل، فَيُسَلِّمُ تسليما لا يُوقِظُ نائما، ويُسْمِعُ اليَقْظَانَ، فجاء النبي -صلى الله عليه وسلم- فَسَلَّمَ كما كان يُسَلِّمُ.

١٢٥٦. حدیث:

ہم نبی ﷺ کے لیے آپ کے حصے کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور اس انداز میں سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور بیدار کو سنا دیتے۔ چنانچہ نبی ﷺ تشریف لائے اور اسی انداز میں سلام کیا جس طرح آپ کیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان المقداد ومن معه -رضي الله عنهم- بعد أن يحلبوا الشاة ويشربوا نصيبهم من اللَّبن يرفعون نصيبه -صلى الله عليه وسلم-، حتى يأتي ليشربه، فكان -صلى الله عليه وسلم- إذا جاءهم من الليل وهم نيام سلَّم عليهم تسليمًا بصوت متوسط بين أقل الجهر وما فوقه، بحيث لا يوقظ نائما، وفي نفس الوقت يسمع اليقظان منهم.

اجمالی معنیٰ:

مقداد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہم جب بکری کا دودھ نکال کر اپنے حصے کا دودھ پی چکتے تو رسول اللہ ﷺ کا حصہ آپ کے لیے اٹھا کر رکھ دیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ اسے پینے کے لئے تشریف لاتے۔ رسول اللہ ﷺ جب رات کو ان کے پاس آتے اور وہ سوئے ہوئے ہوتے تو آپ ﷺ اوسط آواز میں جو کم سے کم بلند اور اس سے اوپر کے درمیان ہوتی ان پر سلام کرتے، اس طرح کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے، لیکن ساتھ ہی ان میں سے بیدار کو سنا دیتے تھے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب السلام والاستئذان

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: المقداد بن الأسود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. مشروعية السلام على قوم فيهم نيام، ولكن السنة ألا يرفع صوته بحيث يسمع اليقظان ولا يوقظ النائم.
٢. مشروعية حفظ الطعام للغائب.
٣. جواز الدخول على الأهل ليلا إذا لم يكن في سفر.
٤. بيان الشدة والضيق الذي كان يعيشه النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه.
٥. بيان لعظيم خلق رسول صلى الله عليه وسلم وتعليمه آداب التسليم.
٦. تواضع النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه، فإنه كان يخالط الصغير والكبير لا كما هو حال كثير من عظماء اليوم.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض

الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - فيض القدير شرح الجامع الصغير/زين الدين عبد الرؤوف المناوي القاهري -المكتبة التجارية الكبرى – مصر-الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ه.

الرقم الموحد: (3757)

كنت أمشي مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعليه برد نجراني غليظ الحاشية، فأدركه أعرابي فجبذه بردائه جبذة شديدة

میں آپ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ ﷺ کے جسم پر ایک موٹے کنارے والی نجرانی چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔

١٢٥٧. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قَالَ: كُنْتُ أمشي مَعَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وَعَلَيْهِ بُرْد نَجْرَانيٌّ غَلِيظُ الحَاشِيَةِ، فأدْرَكَهُ أعْرَابِي فَجَبذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَة شَدِيدة، فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- وَقَدْ أثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةَ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مُر لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ. فَالتَفَتَ إِلَيْهِ، فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

١٢٥٧. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ ﷺ کے جسم پر موٹے کنارے والی نجرانی چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی پیچھے سے آیا اور اس نے آپ ﷺ کی چادر کھینچی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے شانے کو دیکھا کہ اس شخص کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس پر چادر کے کناروں سے نشان پڑ گئے تھے۔ اس نے کہا کہ: اے محمد! اللہ کا جو مال تیرے پاس ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم کرو۔ اس پر آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا دیے، پھر آپ ﷺ نے اسے کچھ مال دینے کا حکم دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر أنس رضي الله عنه فقال: (كنت أمشي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه برد) أي: ثوب مخطط على ما في النهاية (نجراني): أي منسوب إلى نجران بلد باليمن، (غليظ الحاشية) أي الطرف (فأدركه أعرابي) أي لحقه (من ورائه فجبذه) أي: فجذب الأعرابي النبي صلى الله عليه وسلم بردائه جبذة شديدة. قال أنس: (ورجع نبي الله صلى الله عليه وسلم في نحر الأعرابي) أي: في صدره ومقابله من شدة جذبه. قال الطيبي أي: استقبل صلى الله عليه وسلم نحره استقبالا تاما، وهو معنى قوله: وإذا التفت التفت معا، وهذا يدل على أنه لم يتغير ولم يتأثر من سوء أدبه. (حتى نظرت إلى صفحة عاتق رسول الله صلى الله عليه وسلم): وهو موضع من المنكب (قد أثرت بها) أي: في صفحته. (حاشية البرد من شدة جذبه) وصدق الله في قوله: {الأعراب أشد كفرا ونفاقا وأجدر ألا يعلموا حدود ما أنزل الله على رسوله} [التوبة: ٩٧]. ثم قال الأعرابي:(يا محمد)! والظاهر أنه كان من المؤلفة، فلذلك فعل ما فعله، ثم خاطبه باسمه قائلا على وجه العنف مقابلا لبحر

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ ﷺ نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی یعنی ایسا کپڑا جس کے کنارے دھاری دار ہوں۔ (نجرانی): نجران کی طرف منسوب جو یمن کا ایک شہر ہے۔ (غليظ الحاشية): یعنی موٹے کنارے والی۔ (فأدركه أعرابي): ایک اعرابی نے پیچھے سے آ کر اسے کھینچا۔ یعنی اعرابی نے آپ ﷺ کی چادر سے پکڑ کر آپ ﷺ کو زور سے کھینچا۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس اعرابی نے اتنے زور سے کھینچا تھا کہ آپ ﷺ مڑ کر اس کے سینے کے سامنے ہو گئے۔ علامہ طیبی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ پوری طرح اس کے سینے کے سامنے ہو گئے۔ حدیث میں جو آتا ہے کہ "آپ ﷺ جب مڑتے تو پوری طرح مڑتے" اس کا یہی معنی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی بے ادبی کی وجہ سے آپ ﷺ کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہ آئی اور اس کا آپ ﷺ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ (حتى نظرت إلى صفحة عاتق رسول الله صلى الله عليه وسلم): اس سے مراد شانے کی جگہ ہے۔ (قد أثرت بها): یعنی آپ ﷺ کے شانے پر (زور سے کھینچنے کی وجہ سے) چادر کے کنارے سے نشان پڑ گیا۔ میں نے کہا: اللہ نے سچ کہا ہے کہ ''الأعراب أشد كفرا ونفاقا وأجدر ألا يعلموا حدود ما أنزل الله على رسوله'' [التوبة: ٩٧]. ترجمہ: ''دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا ہی چاہئے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے''۔ (اے محمد)! بظاہر

اللطف (مر لي) أي: مر وكلاءك بأن يعطوا لي أو مر بالعطاء لأجلي (من مال الله الذي عندك) أي من غير صنيع لك في إعطائك، كما صرح في رواية حيث قال: لا من مالك ولا من مال أبيك. قيل: المراد به مال الزكاة، فإنه كان يصرف بعضه إلى المؤلفة، (فالتفت إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم) أي فنظر إليه تعجبا (ثم ضحك) أي تلطفا (ثم أمر له بعطاء).

یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مولفۃ القلوب میں سے تھا اسی وجہ سے اس نے ایسا کیا۔ پھر اس نے شفقت و مہربانی کے سمندر کے مقابلے میں درشتگی کے ساتھ آپ ﷺ کو آپ کے نام کے ساتھ پکارتے ہوئے کہا: (مر لی): یعنی اپنے کارندوں کو کہو کہ وہ مجھے مال دیں یا مجھے دینے کا حکم دو۔ (اللہ کے اس مال سے جو تیرے پاس ہے): یعنی جسے دینے میں تیرا کوئی ہاتھ نہیں۔ جیسا کہ ایک اور روایت میں اس کی صراحت ہے کہ اس نے کہا: "نہ اپنے مال سے اور نہ اپنے باپ کے مال سے"۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ کا مال تھا جس کا کچھ حصہ آپ ﷺ ان لوگوں پر خرچ کرتے جن کی تالیف قلبی مقصود ہوتی۔ (فالتفت إليه رسول الله۔ صلى الله عليه وسلم)۔ یعنی آپ ﷺ نے تعجب کے ساتھ اسے دیکھا۔ اور پھر آپ ﷺ اظہار شفقت کے طور پر مسکرا دیے اور اسے کچھ مال دینے کا حکم دیا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رفقه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- برد : ثوب مخطط.
- نجراني : منسوب إلى نجران بلدة من بلاد اليمن.
- غليظ الحاشية : غليظ الطرف والجانب.
- جبذه : جذبه.
- صفحة : جانب.
- عاتق : ما بين الكتف والعنق.
- بعطاء : أي بمال.

فوائد الحديث:

١. غلظة الأعراب وجلافتهم في المعاملة.
٢. مزيد حسن خلقه صلى الله عليه وسلم وصبره على سوء أدب هذا الأعرابي.
٣. استحباب مقابلة الإساءة بالإحسان، وعدم مقابلة الإساءة بمثلها.
٤. يجب على الداعية أن يوطن نفسه على تحمل مثل هذه المكاره.
٥. يستحب للداعي أن يطيب قلب المخطئ ولا يعنفه؛ لأن ذلك أنفع في نصحه، وأرجى لرجوعه إلى الحق.
٦. بيان أن الأنبياء أشد الناس بلاء وابتلاء ثم أتباعهم الأمثل فالأمثل
٧. وجوب الصبر وتحمل الأذى في سبيل الله
٨. استحباب مقابلة الإساءة بالإحسان
٩. كمال خلق النبي صلى الله عليه وسلم

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض

الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (4940)

كنت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في سفر، فأهويت لأنزع خفيه، فقال: دعهما؛ فإني أدخلتهما طاهرتين، فمسح عليهما

میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں آپ ﷺ کے موزے اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں رہنے دو، میں نے پاؤں کو ان میں حالت طہارت (وضو) میں داخل کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

١٢٥٨. الحديث:

عن المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- قال: ((كُنت مع النبيِّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- في سَفَر، فأهْوَيت لِأَنزِع خُفَّيه، فقال: دَعْهُما؛ فإنِّي أدخَلتُهُما طَاهِرَتَين، فَمَسَح عليهما)).

١٢٥٨. حدیث:

مغیرہ بن شعبہ -رضی اللہ عنہ- بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے موزے اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں رہنے دو، میں نے پاؤں کو ان میں حالتِ طہارت (وضو) میں داخل کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان المغيرة -رضي الله عنه- مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في أحد أسفاره -وهو سفره في غزوة تبوك-، فلما شرع النبي -صلى الله عليه وسلم- في الوضوء، وغسل وجهه ويديه، ومسح رأسه، أهوى المغيرة إلى خفي النبي -صلى الله عليه وسلم- لينزعهما؛ لغسل الرجلين، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- اتركهما ولا تنزعهما، فإني أدخلت رجلي في الخفين وأنا على طهارة، فمسح النبي -صلى الله عليه وسلم- على خفيه بدل غسل رجليه. وكذلك الجوارب ونحوها تأخذ حكم الخفين.

اجمالی معنیٰ:

مغیرہ -رضی اللہ عنہ- ایک سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ کا یہ سفر غزوۂ تبوک کا سفر تھا۔ جب نبی ﷺ نے وضو کرنا شروع کیا اور آپ ﷺ اپنا چہرہ انور اور اپنے ہاتھ دھو چکے اور آپ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کرلیا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے موزوں کو اتارنے کے لیے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ پاؤں دھوئے جا سکیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: انہیں رہنے دو اور انہیں نہ اتارو۔ میں لے اپنے پاؤں کو موزوں میں حالت طہارت (وضو) میں داخل کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے پاؤں کو دھونے کے بجائے اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ جرابوں وغیرہ کا بھی وہی حکم ہے جو موزوں کا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب وأحكام السفر
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > المسح على الخفين
راوي الحديث: متفق عليه، واللفظ للبخاري.
التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مع النبيَّ : في صحبته ومعيته.
- في سفر : هو سفره إلى غزوة تبوك في رجب سنة تسع من الهجرة.
- فأَهْوَيْت : مددت يدي؛ لإخراج الخفين من رجليه لغسلهما.
- لأَنْزِع : لأخلع.
- خُفَّيه : الخف: هو ما يلبس على القدم ساترا لها من جلد.
- دَعْهُما : اتركهما، أي: القدمين أو الخفين.

- أَدْخَلْتُهُما : القدمين.
- فَمَسَح عليهما : أمر يده على الخفين مبلولة بالماء.

فوائد الحديث:

١. جاء في بعض روايات هذا الحديث أنَّ ذلك في غزوة تبوك في صلاة الفجر.

٢. استحباب خدمة العلماء والفضلاء.

٣. فضيلة المغيرة -رضي الله عنه- بخدمة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٤. جواز الاستعانة بالغير في الطهارة، كإحضار الماء والصب على المتطهر، ونحو ذلك.

٥. مشروعية المسح على الخفين عند الوضوء، والمسح يكون مرة واحدة باليد ويكون على أعلى الخف دون أسفله كما جاء في الآثار.

٦. يقاس على الخفين كل ما يستر الرجلين من الجوارب وغيرها، فيجوز المسح عليهما.

٧. المسح عليهما لمن كان لابسا لهما أفضل من خلعهما وغسل الرجل، وهذا من كمال الدين الإسلامي ويسر أحكامه.

٨. اشتراط الطهارة للمسح على الخفين، وذلك بأن يكون متوضئا قبل إدخال رجليه في الخف.

٩. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم- وتعليمه، حيث منع المغيرة من خلعهما، وبيَّن له السبب: أنه أدخلهما طاهرتين؛ لتطمئن نفسه، ويعرف الحكم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3014)

لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ منكم قَائِمًا، فمن نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ

تم میں سے کوئی بھی کھڑے ہو کر نہ پیے اور اگر بھول کر پی بیٹھے، تو قے کر دے

١٢٥٩. الحديث:

عن أنسٍ -رضي الله عنه- عن النبيِّ -صلى الله عليه وسلم-: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرجلُ قَائِمًا. قال قَتَادَةُ: فقلنا لأنسٍ: فالأَكْلُ؟ قال: ذلك أَشَرُّ - أو أَخْبَثُ. وفي رواية: أَنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- زَجَرَ عن الشُّرْبِ قائمًا. عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ منكم قَائِمًا، فمن نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ».

١٢٥٩. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر کچھ پیے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کھڑے ہو کر کھانے کا کیا حکم ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ تو اس سے بھی برا ہے یا کہا اس سے بھی گندا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی بھی کھڑے ہو کر نہ پیے اور اگر بھول کر پی بیٹھے، تو قے کر دے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال أنس -رضي الله عنه-: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الشرب قائما، فقال قتادة بن دعامة السدوسي-رحمه الله-: فقلنا لأنس -رضي الله عنه- فما حكم الأكل قائما؟ أمنهي عنه كالشراب، فقال أنس: هو أولى بذلك، فهو أشر وأخبث. منع النبي -صلى الله عليه وسلم- من الشرب قائما. نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يشرب أحد قائما، فمن نسي وفعل ذلك فليخرج ما في جوفه استحبابا، وإلا فلا إثم عليه؛ لأن الشرب قائما مكروه وليس بمحرم.

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔ قتادہ بن دعامہ سدوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کھڑے ہو کر کھانے کا کیا حکم ہے؟ کیا کھڑے ہو کر کھانا بھی پینے کی طرح ممنوع ہے؟ اس پر انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تو بطریق اولی ممنوع ہوگا؛ کیوں کہ کھڑے ہو کر کھانا تو زیادہ برا اور گندا ہے۔ "نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا"۔ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی کھڑے ہو کر پیے۔ جو شخص بھول کر ایسا کر لے، تو مستحب یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ میں جو کچھ ہو، اسے نکال دے۔ تاہم ایسا نہ کرنے کی صورت میں اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کھڑے ہو کر پینا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: حديث أنس رضي الله عنه: مسلم (٣/ ١٦٠٠ رقم٢٠٢٤). حديث أبي هريرة رضي الله عنه: مسلم (٣/ ١٦٠١ رقم٢٠٢٦).

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
أَنَس بن مالك -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فالأكل : أي: الأكل قائما، كيف هو؟ أمنهيٌّ عنه كالشرب قائما؟
- أشر وأخبث : أي: أولى بالنهي من الشرب قائما.
- زجر : أي: منع.
- نسي : أي: ترك.
- فليستقئ : أي: فليخرج من جوفه ما شربه قائما.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الشرب قائما، وأن الأكل كذلك أشد كراهة.

٢. يستحب لمن شرب قائما أن يتقيأ ما شربه؛ زجرا لنفسه عن مخالفة السنة.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5450)

لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ في الجنةِ في شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَانَتْ تُؤْذِي المسلمينَ

١٢٦٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ في الجنةِ في شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَانَتْ تُؤْذِي المسلمينَ». وفي رواية: «مَرّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ، فقالَ: واللهِ لأُنَحِّيَنَّ هَذَا عَنِ المسلمينَ لَا يُؤْذِيهِمْ، فَأُدْخِلَ الجَنَّةَ». وفي رواية: «بينما رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لهُ، فَغَفَرَ لهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

هذه الأحاديث المذكورة ظاهرة في فضل إزالة الأذى عن الطريق، سواء كان الأذى شجرة تؤذي، أو غصن شوك، أو حجرا يعثر به، أو قذرا، أو جيفة وغير ذلك. وإماطة الأذى عن الطريق من شعب الإيمان كما في الحديث الصحيح. فأخبر -صلى الله عليه وسلم- أنه رأى رجلاً يتردد ويتنعم في الجنة بسبب شجرة قطعها من ظهر الطريق، كان الناس يتأذون بها، قال النووي: أي يتنعم في الجنة بملاذها بسبب إزالة الشجرة من الطريق وإبعادها عنه قال القاري: وفيه مبالغة على قتل المؤذي وإزالته بأي وجه يكون.اهـ كما ينبه الحديث على فضيلة كل ما نفع المسلمين وأزال عنهم ضررا.

میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا، اس نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جو راستے کے درمیان میں تھا اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا

١٢٦٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا، اس نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جو راستے کے درمیان میں تھا اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔" ایک اور روایت میں ہے: "ایک آدمی ایک درخت کی ٹہنی کے پاس سے گزرا جو راستے کے درمیان میں تھی۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا: اللہ کی قسم! میں اسے مسلمانوں سے دور کر دوں گا (تاکہ) انھیں تکلیف نہ پہنچائے۔ چنانچہ اسے (اس عمل کی وجہ سے) جنت میں داخل کردیا گیا۔" ایک اور روایت میں ہے: "ایک دفعہ ایک آدمی راستے پر چل رہا تھا، اس نے راستے پر ایک کانٹے دار شاخ دیکھی، اس نے اسے پیچھے کردیا۔ اللہ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اس کو بخش دیا۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ان مذکورہ احادیث میں راستے میں پڑی تکلیف دہ شے کو ہٹانے کی فضیلت کا بیان ہے چاہے وہ تکلیف دہ شے کوئی درخت ہو یا پھر کوئی کانٹے دار ٹہنی یا کوئی ایسا پتھر ہو جس سے ٹھوکر کھا کر گرا جا سکتا ہو یا گندگی ہو یا پھر کوئی مردار وغیرہ ہو۔ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (لقد رأيت رجلاً يتقلب) یعنی میں نے اسے جنت میں گھومتے پھرتے اور مزے کرتے ہوئے دیکھا۔ (في شجرة) یعنی درخت کی وجہ سے اور اس کے سبب سے۔ (قطعها من ظهر الطريق)۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے: راستے سے درخت کو ہٹانے اور اسے دور کرنے کی وجہ سے وہ جنت کی نعمتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ (كانت تؤذي الناس) یعنی لوگوں کو اس سے تکلیف ہو رہی تھی۔ ملا علی القاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں کسی بھی طریقے سے نقصان دہ چیز کو ختم کرنے اور اس کا ازالہ کرنے میں مبالغہ کا پتہ چلتا ہے۔ ا۔ھ۔ اسی طرح یہ حدیث ہر اس چیز کی فضیلت سے خبر دار کرتی ہے جو مسلمانوں کو نفع بخشے اور ان سے نقصان کو دور کرے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة

راوي الحديث: الرواية الأولى: رواها مسلم الرواية الثانية: رواها مسلم الرواية الثالثة: متفق عليها.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتقلب : يتحول فيها من مكان لآخر يتنعم بملاذها.
- في شجرة : بسبب شجرة.
- قطعها من ظهر الطريق : أي: عن الطريق، أو ما ظهر منه.
- لأُنحين : لأُزِيلَنَّ.
- لا يؤذيهم : أي: إرادة ألا يؤذيهم
- فشكر الله له : قَبِل عمله ذلك، وأثنى عليه.

فوائد الحديث:

١. فضل إزالة ما يؤذي الناس في مرورهم من الطريق، والحث على فعل كل ما ينفع المسلمين ويبعد عنهم الضرر.

٢. الإسلام دين النظافة وحماية البيئة والسلامة العامة.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمصطفى الخن وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لمحمد الصالح العثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥هـ.

الرقم الموحد: (10099)

لَقَدْ قُلْت بَعْدَك أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْت مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ

میں نے تمہارے بعد چار ایسے کلمات تین بار کہے ہیں کہ جو کچھ تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے اگر اس کا ان کلمات کے ساتھ وزن کرو تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا اور وہ کلمات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَاءَ نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔ ترجمہ: اللہ کی حمد و تسبیح بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد اور اس کی رضا کے بقدر نیز اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔

١٢٦١. الحديث:

عن جويرية بنت الحارث -رضي الله عنها- قالت: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لقد قلت بعدك أربع كلمات، لو وُزِنَتْ بما قلت منذ اليوم لَوَزَنَتْهُنَّ: سبحان الله وبحمده، عدد خلقه ورضا نفسه وَزِنَةَ عرشه و مِدَادَ كلماته».

١٢٦١. حدیث:

جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے بعد چار ایسے کلمات کہے ہیں کہ جو کچھ تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے اگر اس کا ان کلمات کے ساتھ وزن کرو تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا اور وہ کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَاءَ نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ''۔ ترجمہ: اللہ کی حمد و تسبیح بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد اور اس کی رضا کے بقدر نیز اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر جويرية -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- خرج من عندها حين صلى الصبح ثم رجع ضحى، فوجدها تذكر الله -تعالى-، فأخبرها أنه قال بعدها أربع كلمات لو قوبلت بما قالته لساوتهن في الأجر، أو لرجحت عليهن في الوزن، ثم بينها -صلى الله عليه وسلم- بقوله: "سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته" أي تسبيحًا كثيرًا يبلغ عدد خلقه، ولا يعلم عددهم إلا الله، وتسبيحًا عظيمًا يرضيه سبحانه، وتسبيحًا ثقيلًا بزنة العرش لو كان محسوسًا، وتسبيحًا مستمرًا دائمًا لا ينفد.

اجمالی معنی:

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کی نماز پڑھنے کے لیے ان کے پاس سے باہر نکلے اور چاشت کے وقت واپس آئے تو دیکھا کہ وہ اللہ تعالی کا ذکر ہی کر رہی ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ آپ ﷺ نے ان کے پاس سے چلے جانے کے بعد چار کلمات پڑھے ہیں اور اگر ان کا مقابلہ ان سب کلمات سے کیا جائے جو انہوں نے صبح سے پڑھی ہے تو وہ اجر کے اعتبار سے ان کے برابر ہو جائیں یا ان سے بھی زیادہ وزنی ہو جائیں۔ پھر نبی ﷺ نے ان کلمات کی وضاحت فرمائی کہ وہ یہ ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ۔ یعنی اتنی زیادہ تسبیح جو اس کی مخلوق کے بقدر ہو جس کی تعداد کو صرف اللہ ہی جانتا ہے اور اتنی عظیم تسبیح جو اللہ کو راضی کر دے اور اتنی بھاری تسبیح جو عرش کے وزن کے برابر ہو اگر عرش کوئی محسوس ہونے والی شے ہوتا اور ایسی تسبیح جو ہمیشہ جاری رہے اور جس میں کبھی انقطاع نہ آئے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أذكار الصباح والمساء

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جويرية بنت الحارث -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- بعدك : أي بعد خروجي من عندك.
- لو وزنت : أي لو قوبلت بما قلت من أذكار.
- لوزنتهن : أي: لساوتهن في أجرهن وقابلتهن في فضلهن، وقيل: لغلبتهن وزادت عليهن في الوزن.
- عدد خلقه : أي: تسبيحًا قدر عدد خلقه.
- رضا نفسه : أي: أسبحه تسبيحًا بعدد من رضي عنهم من خلقه، من نبيين وصديقين وشهداء وصالحين.وقيل: أسبحه وأحمده حمدا يقع منه سبحانه وتعالى موقع الرضا أو ما يرضاه لنفسه.
- زنة عرشه : معناه وزن ما لا يعلم قدر وزنه إلا الله -تعالى- وهو العرش.
- مداد كلماته : المداد: بمعنى المدد وهو ما كَثَّرت به الشيء، والمعنى: ما يكتب به كالحبر. كلماته: أي كلامه وقوله -جل وعلا-. والمعنى: وله التسبيح والتحميد بعدد كلماته التي لو جعلت البحار مدادًا لنفد البحر قبل أن تنفد كلمات الله.

فوائد الحديث:

١. أن اللفظ القليل قد يغني عن اللفظ الكثير.
٢. أن الكلام يتفاضل فبعضه أفضل من بعض.
٣. ينبغي للإنسان أن يكثر من هذا الذكر.
٤. إثبات صفة الرضا لله -عز وجل.-
٥. إطلاق النفس على الله -تبارك وتعالى-، وليست النفس صفة زائدة على الذات، بل هي الذات.
٦. أن العرش له جرم وثقل.
٧. كلمات الله لا حصر لها.
٨. أن الله -سبحانه- يتكلم متى شاء بما شاء كيف شاء، هذه هي عقيدة أهل السنة والجماعة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5508)

لَقِيْتُ إبراهيم ليلة أُسْرِيَ بِي، فقال: يا محمد أَقْرِىء أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلام، وأَخْبِرْهُم أن الجَنَّة طَيِّبَةُ التُّربَة، عَذْبَةُ الماء، وأنها قِيعَانٌ وأن غِراسَها: سُبْحَان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر

"جس رات مجھے معراج کرائی گئی، اس رات میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "اے محمد! اپنی امت کو میری جانب سے سلام کہہ دینا اور انہیں بتا دینا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی (زرخیز) ہے، اس کا پانی بہت میٹھا ہے، اور وہ چٹیل میدان ہے اور اس کی باغبانی "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" سے ہوتی ہے"۔

١٢٦٢. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لَقِيْتُ إبراهيم ليلة أُسْرِيَ بِي، فقال: يا محمد أَقْرِىء أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلام، وأَخْبِرْهُم أن الجَنَّة طَيِّبَةُ التُّربَة، عَذْبَةُ الماء، وأنها قِيعَانٌ وأن غِراسَها: سُبْحَان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر».

١٢٦٢. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جس رات مجھے معراج کرائی گئی، اس رات میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "اے محمد! اپنی امت کو میری جانب سے سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی (زرخیز) ہے، اس کا پانی بہت میٹھا ہے، وہ چٹیل میدان ہے اور اس کی باغبانی "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" سے ہوتی ہے"۔

درجة الحديث: حسنه الشيخ الألباني في صحيح الجامع الصغير وزيادته، وضعفه في مشكاة المصابيح

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه لقِي إبراهيم عليه السلام ليلة الإسراء والمعراج، وأنه أخبره، أن يُبَلِّغ ويُوصِل السلام لأمته -صلى الله عليه وسلم-، وأن يُخبرهم بأن الجَنَّة طَيِّبَةُ التُّربَة، أي التراب، وجاء في أحاديث أخرى أن تربتها الزعفران، كما في رواية الترمذي عندما سأل الصحابة -رضي الله عنهم- النبي -صلى الله عليه و سلم- عن الجنة فقال : "...وترتبها الزعفران" وعند أحمد: "وتربتها الوَرْس والزعفران". "عَذْبَةُ الماء" أي أن ماءها عذب حلو الطعم، كما قال -تعالى-: (أنهار من ماء غير آسن) [محمد: ١٥] أي: غير متغير بملوحة ولا غيرها. فإذا كانت الجنة طيبة التُّربَة عَذْبَة الماء، كان الغراس أطيب لا سيما، والغرس يحصل بالكلمات الطيبات، وهن الباقيات الصالحات."وأنها قِيعَانٌ" جمع قاع، وهو المكان الواسع المستوي من الأرض."وأن غِراسَها" أي أن ما يُغرس في تلك القيعان. "سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر" والمعنى: أن غِراسَها

اجمالی معنیٰ:

آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ انہوں نے اسراء اور معراج کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ جنت کی مٹی پاک ہے، دوسری احادیث میں آتا ہے کہ اس کی مٹی 'زعفران' ہے، جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ صحابہ نے آپ ﷺ سے جنت کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کی مٹی زعفران ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ جنت کی مٹی ورس (ایک پیلا، خوشبودار پودا ہے جو یمن میں پایا جاتا ہے۔) اور زعفران ہے۔ "عَذْبَةُ الماء" یعنی اس کا پانی خوش ذائقہ اور شیریں ہے، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ" (اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں)، [سورۃ محمد: ١٥] یعنی اس کا پانی تبدیل ہو کر کھارا وغیرہ نہیں ہوگا۔ جب جنت کی مٹی پاک اور اس کا پانی شیریں ہے، تو لامحالہ اس کے درخت بھی پاک ہوں گے اور وہ درخت پاک کلمات سے حاصل ہوں گے اور وہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ "وأنها قِيعَانٌ" "قِيعَانٌ" جمع ہے ''قاع''کی، جس کا معنی ہے ہموار زمین وسیع علاقہ۔ "وأن غِراسَها" یعنی اس چٹیل میدان میں جو بویا جائے وہ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے درخت پاکیزہ کلمات یعنی تسبیح، حمد اور لا إلہ إلا اللہ کا ورد ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اللہ کی تسبیح،

الكلمات الطيبات: التسبيح، والتحميد، والتهليل، فكل من سَبَّح الله أو حمده أو هلَّلَه غُرست له نخلة في الجنة.	تعریف یا تہلیل بیان کرتا ہے، اس کے لیے اس کے عوض جنت میں ایک درخت لگے گا۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قيعان : هو المكان الواسع المستوي من الأرض، يعلوه ماء السماء، فيمسكه ويستوي نباته.
- غراسها : الغراس: ما يغرس من الشجر ونحوه.

فوائد الحديث:

١. ذكر الله سبب لدخول الجنة.
٢. كلما أكثر العَبْد من ذِكْر الله؛ كثرت غراسه في الجنة.
٣. وصف الجنة وأنها طيبة التربة، والماء وأن ذِكْرَ الله تعالى غراسها.
٤. الحث على مداومة الذِّكر للإكثار من غراس الجنة.
٥. إثبات معجزة الإسراء والمعراج.
٦. فضل الأمة الإسلامية المرحومة؛ حيث بَلَّغَها إبراهيم عليه الصلاة والسلامُ السلامَ.
٧. إثبات الجنة وأنها موجودة الآن.
٨. ترغيب إبراهيم -عليه السلام- أمة محمد -صلى الله عليه وسلم- في إكثار من ذكر الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥ه. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ ه. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨ه. الكاشف عن حقائق السنن (شرح المشكاة) للطيبي، تحقيق: عبد الحميد هنداوي، مكتبة الباز، مكة، ١٤١٧ه. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي - بيروت، ١٩٨٥ه. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للمباركفوري، الطبعة: الثالثة ،إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، ١٤٠٤ هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3791)

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ	اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز و مکرم کوئی چیز نہیں
١٢٦٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ليس شيءٌ أكرمَ على الله من الدعاء».	**١٢٦٣. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز و مکرم کوئی چیز نہیں۔''
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: (ليس شيء أكرم على الله من الدعاء) لأنه عبادة، والعبادة هي التي خلق الله -تعالى- الخلق من أجلها، فالدعاء يدل على قدرة الله وعلى سعة علمه، وعلى عجز الداعي واحتياجه، لأجل هذا كان الدعاء من أكرم الأشياء على الله -جل وعلا-.	**اجمالی معنی:** (اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز و مکرم کوئی چیز نہیں) کیوں کہ دعا ایک عبادت ہے اور عبادت ہی کے لئے اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔ دعا اللہ تعالی کی قدرت اور اس کے علم کی وسعت کی نشاندہی کرتی ہے اور دعا مانگنے والے کی عاجزی اور اس کی حاجت مندی کی دلیل ہے۔ اسی لئے دعا اللہ عز و جل کے نزدیک سب سے معزز و مکرم چیزوں میں سے ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الفضائل > فضل الدعاء

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أكرم : أعلى قدرا.

فوائد الحديث:

١. فضل الدعاء وأنه من أفضل وأكرم الأمور على الله -تعالى-.
٢. الحث على الدعاء، والحرص عليه لأنه من أكرم الأشياء على الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. سنن ابن ماجه، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5509)

لا آكل وأنا متكئ

میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

١٢٦٤. الحديث:

عن أبي جُحَيْفَة -رضي الله عنه- قال: كنتُ عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال لرجل عنده: «لا آكُلُ وأنا مُتَّكِئٌ».

١٢٦٤. حدیث:

ابو جُحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے ایک صحابی سے جو آپ کے پاس موجود تھے فرمایا کہ "میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو جحيفة وهب بن عبد الله السوائي -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن من هديه أن يأكل متكئًا, بأن يعتمد على أحد جنبيه بمتكإ من وسادة أو غيرها، أو بأن يضع إحدى يديه على الأرض ويعتمد عليها, بل كان -عليه الصلاة والسلام- يتوقى هذه الجلسة, لأن هذه الهيئة تستدعي كثرة الأكل الذي يوجب الثقل وعدم النشاط, ولما يترتب عليها من المضار الجسمية؛ لأنه إذا أكل متكئًا يكون مجرى الطعام متمايلًا ليس مستقيمًا, فلا يكون على طبيعته فربما حصل ضرر من ذلك, كما أن الاتكاء أثناء الأكل من الهيئات التي تدل على الكبر وتنافي التواضع.

اجمالی معنیٰ:

ابو جحیفہ وھب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ عنہ، اس حدیث میں یہ خبر دے رہے ہیں کہ نبی ﷺ کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ آپ ٹیک لگا کر اس طرح کھائیں کہ کسی تکیہ یا تکیہ لگانے کی کوئی اور چیز کا سہارا لیے اپنے ایک پہلو پر ٹیک لگائیں یا اس طرح کہ اپنا ایک ہاتھ زمین پر رکھیں اور اسی پر ٹیک لگائیں بلکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس طرح کی بیٹھک سے بچا کرتے تھے کیونکہ یہ حالت و کیفیت، بسیار خوری و خوب کھانے کی موجب بنتی ہے اور زیادہ کھانا، سستی و بوجھل پن اور چستی کا خاتمہ کرنے والی چیز ہے، نیز بسیار خوری کے جسمانی صحت پر مضر اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں، اس لیے کہ اگر وہ ٹیک لگا کر کھائے گا تو کھانے کی گزرگاہ، سیدھی رہنے کے بجائے ایک جانب ہوجائے گی اور وہ اپنی فطری حالت میں نہ رہے گی بلکہ بسا اوقات اس کی وجہ سے بھاری نقصان کا سامنا ہوتا نیز یہ کہ کھانے کے دوران ٹیک لگانا، ان شکلوں میں سے ہے جو تکبر پر دلالت کرتی ہیں اور تواضع و انکساری کے منافی ہوتی ہیں۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو جُحيفة وَهْبُ بن عبد الله السُّوائي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- متَّكِئٍ : الاتِّكَاءُ: الميل في القعود معتمدًا على أحد الشقين, أو بأن يعتمد على يده اليسرى من الأرض.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن من هديه الأكل وهو متكئ.
٢. أن هذه الهيئة تكره عند الأكل لما فيها من استدعاء كثرة الأكل الذي يوجب الثقل وعدم النشاط, ولما يترتب عليها من المضار الجسمية.
٣. أنها من الهيئات التي تدل على الكبر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـسبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام

لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧ه. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه.

لا تَتْرُكُوا النَّار في بُيُوتِكُم حين تَنَامُون	جب تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو۔
١٢٦٥. الحديث: عن ابن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «لا تَتْرُكُوا النار في بيوتكم حين تنامون».	**١٢٦٥. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم سونے لگو، تو اپنے گھروں میں آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- ينهى أمَّته عن النوم قبل إطفاء النار التي أوقدوها.	**اجمالی معنی:** متفق علیہ

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب النوم والاستيقاظ

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حين تنامون : إذا جاء وقت نومكم.

فوائد الحديث:

١. كراهية ترك النار مشتعلة حال النوم؛ لأن ذلك ربما يؤدي إلى الاحتراق، سواء كانت النار للإضاءة ،كالمصباح والشمعة والسِّراج، أم للاستدفاء، كالمدفأة والموقِد وغيرها، وتنتفي الكراهة إذا كانت العاقبة مأمونة.

٢. يكره الاشتغال بأمر يُلهي عن مراقبة النار.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8930)

لا تَتخِذوا الضَّيْعَة فترغَبُوا في الدنيا	جائیداد مت بناؤ، یہ نہ ہوکہ اس کی وجہ سے دنیا میں رغبت پیدا ہو جائے۔
١٢٦٦. الحديث: عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تَتخِذوا الضَّيْعَة فترغَبُوا في الدنيا».	**١٢٦٦. حدیث:** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جائیداد (باغ، کھیت، گاؤں وغیرہ) مت بناؤ، یہ نہ ہو کہ اس کی وجہ سے دنیا میں رغبت پیدا ہو جائے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: حذر النبي -صلى الله عليه وسلم- من الانشغال بالدنيا، والسعي ورائها وجمع الأموال بأنواع التجارات والصناعات والعقارات؛ فيؤدي ذلك إلى الانصراف التام عن أمور الآخرة، التي من أجلها خلقوا.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے دنیا میں مشغول ہو جانے، اس کے لیے بھاگ دوڑ کرنے اور طرح طرح کے تجارتی ذرائع، صنعتوں اور جائیدادوں کے ذریعے مال و دولت جمع کرنے سے ڈرایا ہے۔ یہ ساری چیزیں انسان کو امورِ آخرت سے بالکل بے گانہ کر دیتی ہیں جن کے لیے انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > ذم حب الدنيا

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الضَّيْعَة : البستان والقرية والمزرعة.
- فترغَبُوا في الدنيا : ترْكَنُوا إليها؛ فتنشغلوا بذلك عن صلاح الآخرة.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الاستكثار من الضِّيَاع، والانصراف إليها بالقلب؛ لأن ذلك يفضي بصاحبه إلى الركون إلى الدنيا، أما الذي يتخذ من العقار ما يَسُدُّ كفايته فليس بمنهي عنه.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (6614)

لا تَحَاسَدُوا، ولا تَنَاجَشُوا ولا تَبَاغَضُوا، ولا تَدَابَرُوا، ولا يَبِعْ بَعْضُكم على بَيْعِ بعضٍ، وكُونوا عبادَ الله إخوانًا	ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، نجش نہ کرو (یعنی خریدنے کی غرض سے نہیں بلکہ صرف بھاؤ بڑھانے کے لیے زیادہ قیمت نہ لگاؤ)، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ مت پھیرو، کسی کی بیع پر بیع مت کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

١٢٦٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تَحَاسَدُوا، ولا تَنَاجَشُوا ولا تَبَاغَضُوا، ولا تَدَابَرُوا، ولا يَبِعْ بَعْضُكم على بَيْعِ بعضٍ، وكُونوا عبادَ الله إخوانًا، المسلمُ أخُو المسلمِ لا يَظْلِمُهُ ولا يَخْذُلُهُ ولا يَكذبه ولا يَحْقِرُه، التقوى ههنا -ويشير إلى صدره ثلاث مرات- بِحَسْبِ امرِئٍ من الشَّرِّ أن يَحْقِرَ أخَاه المسلمَ، كُلُّ المسلمِ على المسلمِ حرامٌ: دَمُهُ ومَالُهُ وعِرْضُهُ».

١٢٦٧. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، نجش نہ کرو (یعنی خریدنے کی غرض سے نہیں بلکہ صرف بھاؤ بڑھانے کے لیے زیادہ قیمت نہ لگاؤ)، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ مت پھیرو، کسی کی بیع پر بیع مت کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری یہاں ہے اور آپ ﷺ نے اپنے سینے (دل) کی طرف تین بار اشارہ کیا (یعنی ظاہر میں اچھے عمل کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا سینہ صاف نہ ہو) کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يرشدنا النبي الكريم -صلى الله عليه وسلم- إلى ما يجب علينا معشر المسلمين، بأن نكون متحابين متآلفين متعاملين فيما بيننا معاملة حسنة شرعية تهدينا إلى مكارم الأخلاق، وتبعدنا عن مساوئها، وتذهب عن قلوبنا البغضاء، وتجعل معاملة بعضنا لبعض معاملة سامية خالية من الحسد، والظلم، والغش وغير ذلك مما يستجلب الأذى والتفرق؛ لأن أذية المسلم لأخيه حرام سواء بمال أو بمعاملة أو بيد أو بلسان، كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه، وإنما العز والشرف بالتقوى.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ ہماری ان باتوں کی طرف رہنمائی فرما رہے ہیں جو ہم مسلمانوں پر واجب ہے۔ یعنی یہ کہ ہم باہم محبت و الفت رکھیں، ایک دوسرے کے ساتھ اچھے انداز میں اور شرعی تقاضوں کے مطابق برتاؤ کریں جو ہمیں بہترین اخلاق تک لے جائے اور برے اخلاق سے ہمیں دور کر دے اور ہمارے دلوں سے باہمی بغض کا خاتمہ کر دے اور جس سے ہمارا باہمی طرز سلوک بلند ہو جائے اور حسد، ظلم اور دھوکہ اور ہر ایسے شائبہ سے پاک ہو جائے جو ایذارسانی اور تفرقے کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اپنے مسلمان بھائی کو اذیت پہنچانا حرام ہے، چاہے مال کے ساتھ ہو یا برتاؤ کے ساتھ ہو یا پھر ہاتھ یا زبان کے ساتھ ہو۔ ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ عزت و شرف کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة
الفضائل والآداب > الرقائق والمواعظ > تزكية النفوس

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- لا تحاسدوا : لا يحسد بعضكم بعضا، والحسد: تمني زوال نعمة الله عزّ وجل عن الغير.
- ولا تناجشوا : لا يزد بعضكم في ثمن سلعة لا يريد شراءها؛ ليخدع بذلك غيره ممن يرغب فيها، وذلك في البيع في المزاد.
- ولا تباغضوا : لا تتعاطوا أسباب التباغض.
- ولا تدابروا : لا يعط أحد منكم أخاه دبره حين يلقاه مقاطعة له.
- ولا يبع بعضكم على بيع بعض : بأن يقول لمن اشترى سلعة في مدة الخيار: افسخ هذا البيع، وأنا أبيعك مثله بأرخص منه ثمنه، أو أجود منه بثمنه، أو يكون المتبايعان قد تقرر الثمن بينهما وتراضيا، ولم يبق إلا العقد فيزيد عليه، أو يعطيه بأنقص، وهذا بعد استقرار الثمن، أما قبل الرضا فليس بحرام.
- وكونوا عباد الله إخوانا : كالتعليل لما تقدم، أي تعاملوا معاملة الإخوة في المودة، والرفق والشفقة والملاطفة، والتعاون في الخير، ونحو ذلك مع صفاء القلوب.
- المسلم أخو المسلم : لأنه يجمعهما دين واحد، قال تعالى: {إنما المؤمنون أخوة}.
- لا يظلمه : لا يدخل عليه ضررا في نفسه، أو دينه، أو عرضه، أو ماله بغير إذن شرعي.
- ولا يخذله : لا يترك نصرته المشروعة، لأن من حقوق أخوة الإسلام: التناصر.
- ولا يكذبه : -بفتح ياء المضارعة، وتخفيف الذال المكسورة على الأشهر، ويجوز ضم أوله وإسكان ثانيه- لا يخبره بأمر خلاف الواقع.-
- ولا يحقره : لا يستصغر شأنه ويضع من قدره، لأن الله لما خلقه لم يحقره بل أكرمه ورفعه وخاطبه وكلفه.
- التقوى : اجتناب عذاب الله بفعل المأمور، وترك المحظور.
- بحسب امرئ من الشر : يكفيه من الشر.
- عرضه : حسبه، وهو مفاخره ومفاخر آبائه، وقد يراد به النفس.

فوائد الحديث:

١. الأمر بأن نكون عباد الله يراد به العبودية الخاصة، وهي الطاعة والانقياد، وأما العبودية العامة فكل الخلق عبيد لله تعالى.
٢. النهي عن الأهواء المضلة، لأنها توجب التباغض.
٣. الأمر باكتساب ما يصير به المسلمون إخوانا على الإطلاق.
٤. تحريم الظلم.
٥. من حقوق المسلم على المسلم نصره إذا احتاج إليه، وتركه هو الخذلان المحرم.
٦. وجوب الصدق والتناصر والتواضع وتحريم الظلم بين المسلمين.
٧. التحذير من تحقير المسلم، فإن الله لم يحقره إذ خلقه.
٨. عمدة التقوى ما في القلب من عظمة الله، وخشيته ومراقبته، ولا اعتبار بمجرد الأعمال الصالحة بدون ذلك.
٩. الانحراف الظاهر في القول والعمل يدل على ضعف تقوى القلب.
١٠. تحريم دماء المسلمين، وأموالهم وأعراضهم.
١١. وجوب الصدق فيما يخبر به أخاه، وأن لا يكذب عليه، بل ولا غيره أيضاً، لأن الكذب محرم حتى ولو كان على الكافرين.
١٢. فضل المسلم على الكافر.
١٣. تحريم الحسد، والتباغض، والتدابر، وبيع البعض على بيع البعض.
١٤. تحريم المناجشة ولو من جانب واحد.
١٥. تحريم شراء المسلم على شراء أخيه، وهو أن يقول لمن باع سلعة بتسعة مثلاً : أنا أعطيك فيها عشرة.
١٦. النهي عن أذية المسلم بأي وجه من الوجوه من قول أو فعل.
١٧. من تحقيق العبودية لله رعاية الأخوة الإيمانية.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ - شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. - فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. - الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. - الأحاديث الأربعون النووية وعليها الشرح الموجز المفيد، لعبد الله بن صالح المحسن، نشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (4706)

لا تَحْقِرَنَّ من المعروف شيئا, ولو أن تلقى أخاك بوجه طَلْق	کسی نیکی کوہر گز حقیر مت جانو، خواہ یہ تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خوش باش چہرے کے ساتھ ملنا ہی کیوں نہ ہو۔
١٢٦٨. الحديث: عن أبي ذر الغفاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تَحْقِرَنَّ من المعروف شيئا, ولو أن تَلْقَى أخاك بوجه طَلْق».	**١٢٦٨. حدیث:** ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی بھی نیکی کو ہر گز حقیر مت جانو، خواہ یہ تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خوش باش چہرے کے ساتھ ملنا ہی کیوں نہ ہو“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث دليل على استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، وأن هذا من المعروف الذي ينبغي للمسلم أن يحرص عليه ولا يحتقره لما فيه من إيناس الأخ المسلم وإدخال السرور عليه.	**اجمالی معنی:** حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ باہم ملنے کے وقت چہرے پر بشاشت ہونی چاہیے اور یہ کہ یہ ایسی نیکی ہے جسے کرنے کی مومن کو چاہت رکھنی چاہیے اور اسے حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے مسلمان بھائی کے ساتھ انسیت پیدا ہوتی ہے اور اس سے وہ خوش ہوتا ہے۔

التصنيف: الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الحميدة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- لا تحقرنّ : احتقار الشيء: الاستهانة بقدره.
- طَلْق : سهل منبسط مشرق.

فوائد الحديث:

١. طلب التواد والتحاب بين المؤمنين، وطلاقة الوجه وابتسامته والبِشر.
٢. كمال هذه الشريعة وشمولها، وأنها جاءت بكل ما فيه صلاح المسلمين وتوحيد كلمتهم.
٣. الحرص على فعل المعروف خاصة ما كان متعلقا بالآخرين، وألا يحتقر من المعروف شيئا.
٤. استحباب إدخال السرور على المسلمين؛ لما في ذلك من تحقيق الألفة بينهم.

المصادر والمراجع:

منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١، ١٤٢٨هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5348)

لا تَسُبُّوا الدِّيْك فإنه يُوْقِظ للصلاة

مرغے کو گالی مت دو، کیونکہ وہ نمازِ فجر کے لیے جگاتا ہے۔

١٢٦٩. الحديث:

عن زيد بن خالد الجُهني -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لا تَسُبُّوا الدِّيْك فإنه يُوْقِظ للصلاة».

١٢٦٩. حدیث:

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مرغے کو گالی مت دو، کیونکہ وہ نمازِ فجر کے لیے جگاتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر زيد بن خالد الجُهني -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن سَبِّ الدِّيْك وعلل لذلك؛ بأنه يُوقظ النائم بصياحه لأجل الصلاة، وفي رواية عند أحمد والنسائي : " يؤذن للصلاة "؛ ولهذا نهى -صلى الله عليه وسلم- عن سَبِّه؛ لأن في إيقاظهم مصلحة ظاهرة، وهي إعانتهم على طاعة ومن أعان على طاعة، فإنه يستحق المَدْح لا الذَّم. ومن أعظم ما في الديك من العجائب معرفة الأوقات الليلية، والصياح عندها، ويوالي صياحه قبل الفجر وبعده، فسبحان من هداه لذلك.

اجمالی معنی:

زید بن خالد الجُہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مرغے کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ سوئے ہوئے کو اپنی بانگ سے نماز کے لیے جگاتا ہے۔ اور امام احمد اور امام نسائی کی روایت میں ہے کہ وہ (مرغ) نماز کے لیے آگاہ کرتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے گالی دینے سے منع فرمایا، اس لیے کہ لوگوں کو نماز کے لیے جگانا ایک ظاہری مصلحت ہے کہ وہ نیکی کرنے میں ان کی مدد کرتا ہے اور جو نیکی میں مدد کرتا ہے وہ تعریف کا حقدار ہوتا ہے مذمت کا نہیں۔ مرغے کی بہت عجیب صفت یہ ہے کہ وہ رات کے اوقات جانتا ہے اور فجر سے پہلے نیز اس کے بعد بانگ دیتا رہتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مرغے کی اس طرف رہنمائی فرمائی۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والنسائي.

التخريج: زيد بن خالد الجُهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. النهي عن سَبِّ الدِّيْك؛ لأنه يُوقظ النائمين للصلاة.
٢. كراهة التَّضَجُّر من صِيَاح الدِّيْك، وسماع صوته.
٣. من شأن المسلم أن يرغب في كل ما يعينه.
٤. تسخير الله عز وجل بعض مخلوقاته للإنسان.

المصادر والمراجع:

-1 نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ ٢-رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ ٣-شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. ٤-مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٥-سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. ٦- السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ ٧ مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م ٨-شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ

الرقم الموحد: (8960)

لا تَسُبِّي الحُمَّى فإنها تُذهب خَطَايَا بَنِي آدم كما يذهب الكِيْرُ خَبَثَ الحديد

بخار کو برا بھلا مت کہو۔ یہ تو بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔

١٢٧٠. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دخل على أُمِّ السَّائِب، أو أُمِّ المُسَيَّب -رضي الله عنها- فقال: «ما لك يا أمَّ السَّائِب -أو يا أمَّ المُسَيَّب- تُزَفْزِفِينَ؟» قالت: الحُمَّى لا بارك الله فيها! فقال: «لا تَسُبِّي الحُمَّى فإنها تُذهب خَطَايَا بَنِي آدم كما يذهب الكِيْرُ خَبَثَ الحديد».

١٢٧٠. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ام سائب یا ام مُسیَّب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے ام سائب (یا پھر یہ فرمایا) اے ام مُسیَّب! تمھیں کیا ہوا ہے، کیوں کانپ رہی ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ بخار کی وجہ سے۔ اللہ اس میں برکت نہ دے! اس پر آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "بخار کو برا بھلا مت کہو۔ یہ تو بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر جابر -رضي الله عنه- في هذا الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل على أم السائب -رضي الله عنها- وهي تَرْتَعِد، فسألها عن سبب ذلك، فقالت: "الحُمَّى" أي أن سبب ذلك ما أصابها من الحُمَّى. والحُمَّى: سخونة تصيب البدن، وهي نوع من الأمراض وهي أنواع متعددة. قولها: "لا بارك الله فيها" دعاء على ما ابتليت به من مرض الحُمَّى. فنهاها النبي -صلى الله عليه وسلم- عن سَبِّ الحُمى؛ لأنها من أفعال الله -تعالى- وكل شيء من أفعال الله فإنه لا يجوز للإنسان أن يَسُبَّه؛ لأن سبَّه سبٌّ لخالقه -جل وعلا- ولهذا قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "لا تسبوا الدهر فإن الله هو الدهر" وعلى المرء إذا أصيب أن يصبر، ويحتسب الأجر على الله -عز وجل-. وقال: "فإنها تُذهب خَطَايَا بَنِي آدم كما يذهب الكِيْرُ خَبَثَ الحديد" والمعنى أن مرض الحُمَّى سبب في تكفير السيئات ورفع الدرجات، كما أن الحديد إذا صَهر على النار ذهب وسخه ورديئه وبقي صافيًا، كذلك تفعل الحُمَّى، فإنها تذهب صغائر ذنوب بني آدم، حتى يعود نقيًا صافيًا منها.

اجمالی معنی:

جابر رضی اللہ عنہ اس حدیث میں بیان کر رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم ام السائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، جو کانپ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا، تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ بخار کی وجہ سے کانپ رہی ہیں۔ "الحمی" اس حرارت کو کہا جاتا ہے، جو جسم کو لاحق ہوتی ہے۔ یہ ایک قسم کا مرض ہے، جس کے کئی انواع ہیں۔ "لا بارک اللہ فیہا"۔ ام سائب جس بخار کے مرض میں مبتلا تھیں اس کے خلاف یہ بد دعا تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: بخار کو برا بھلا مت کہو۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے بخار کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا؛ کیوں کہ یہ اللہ تعالی کے افعال میں سے ہے اور ہر وہ شے جو اللہ کے افعال میں سے ہو، اسے برا بھلا کہنا انسان کے لیے جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اسے برا بھلا کہنا دراصل اسے تخلیق کرنے والے کو برا بھلا کہنا ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "زمانے کو برا بھلا مت کہو؛ کیوں کہ اللہ ہی زمانہ ہے۔" چنانچہ انسان کو جب کوئی مصیبت لاحق ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اللہ سے اجر کا امیدوار رہے۔ "یہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو ایسے صاف کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔" مراد یہ ہے کہ بخار کا مرض برائیوں کا کفارہ اور رفع درجات کا سبب بنتا ہے۔ جیسے جب لوہے کو آگ پر تپایا جائے تو میل کچیل اور گندگیاں الگ ہو جاتی ہیں اور صاف ستھرا لوہا باقی رہ جاتا ہے۔ ایسے ہی بخار بنی آدم کے صغیرہ گناہوں کو دور کر دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان سے صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔ شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین (٦/٤٦٧)

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الكلام والصمت

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحُمَّى : سُخُونة تُصيب البدن.
- خَطَايَا : ذنوب صغيرة متعلقة بحق الله -تعالى.-
- الكِيْرُ : الآلة التي يَنفخ بها الحَدَّادُ النارَ.
- خَبَثَ الحديد : وسَخَه الذي في ضِمْنِه، وهي: الشوائب الغريبة عن معدنه.
- تُزَفْزِفِين : تتحركين حركة سريعة، ومعناه: ترتعد

فوائد الحديث:

١. أن الآلام والأَسْقَام سبب في تكفير الذنوب وزيادة في الحسنات.

٢. لا يجوز التبرم والتَّضَجُّر من أقدار الله -تعالى-، فإن ذلك مُنَافٍ للصبر والرضا.

٣. النهي عن سَبِّ شيء يقرب إلى الله وإن كان فيه مشقة على العباد.

٤. حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على تقريب علوم الدين لأصحابه بأيسر أسلوب، وضرب الأمثلة المحسوسة لتستقر في أفهامهم، وترسخ في عقولهم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8961)

لا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشُرْبِ البَعِيرِ، ولكن اشْرَبُوا مَثْنَى وثُلاث، وسَمُّوا إذا أنتم شَرِبْتُمْ، واحْمَدُوا إذا أنتم رَفَعْتُمْ

اونٹ کی طرح ایک ہی گھونٹ میں نہ پی جایا کرو، بلکہ دو اور تین سانسوں میں پیا کرو اور جب پینے لگو، تو بسم اللہ پڑھا کرو اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ، تو الحمد للہ کہا کرو۔

١٢٧١. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشُرْبِ البَعِيرِ، ولكن اشْرَبُوا مَثْنَى وثُلاث، وسَمُّوا إذا أنتم شَرِبْتُمْ، واحْمَدُوا إذا أنتم رَفَعْتُمْ».

١٢٧١. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی گھونٹ میں نہ پی جایا کرو، بلکہ دو اور تین سانسوں میں پیا کرو اور جب پینے لگو، تو بسم اللہ پڑھا کرو اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ، تو الحمد للہ کہا کرو۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

لا تشربوا شرابا واحدا لا تتنفسوا بينه، كشرب البعير فإنه لا يتنفس بين شربه، ولكن تنفسوا خلال الشراب مرتين أو ثلاثة، وقولوا: بسم الله إذا شربتم، والحمد لله إذا انتهيتم في المرتين أو الثلاثة.

اجمالی معنی:

کسی پی جانے والی چیز کو ایک ہی گھونٹ میں اس طرح نہ پی جاؤ کہ اس دوران سانس ہی نہ لو، جیسا کہ اونٹ پیتا ہے۔ کیوں کہ اونٹ پینے کے دوران سانس نہیں لیتا۔ بلکہ پینے کے دوران دو یا تین مرتبہ سانس لو اور جب پینے لگو، تو بسم اللہ پڑھو اور جب دو یا تین وقفوں کے ساتھ پی چکو، تو الحمد للہ کہو۔

التصنيف: الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب الأكل والشرب

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تشربوا واحدا : لا تجعلوا شربكم جرعة واحدة دون تنفس خلاله.
- كشرب البعير : كما يشرب البعير دفعة واحدة؛ لأنه يتنفس في أثناء الشرب.
- ثُلاث : ثَلاث مرات.
- رفعتم : رفعتم الإناء عن الفم في كل مرة أو في الآخر.

فوائد الحديث:

١. كراهة شرب الماء جرعة واحدة، ويستحب أن يقول عند بدء الشرب: بسم الله، وأن يقول عند الانتهاء من الشرب: الحمد لله، أو قولُ ذلك عند بدء كل جرعة ونهايتها.
٢. نهي الشرع عن التشبه بالبهائم كما ورد نهيه عليه السلام عن افتراش كافتراش الكلب وعن نقر الغراب؛ لتكريم الإنسان ولئلا يؤثر ذلك في طبعه.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. ضعيف سنن الترمذي، للألباني، توزيع: المكتب الإسلامي، بيروت- الطبعة: الأولى، ١٤١١هـ - ١٩٩١م.

الرقم الموحد: (4951)

المحتويات